کتاب مستطاب

الشافی

ترجمہ

فروعِ کافی

جلد سوئم

مفسر قرآن علامہ جناب حجۃ الاسلام مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی امروہوی

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

ناظم آباد ۵ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

احادیث زکوٰۃ، خمس وصوم واعتکاف

ترجمہ

فروعِ کافی جلد ۳

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمتہ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مصنف دوصد کتب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۲ کراچی



مصنّفہ

سیّدُ المفسّرین

ادیبِ اعظم الحاج مولانا سیّد ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی

بانی جامعہ امامیہ وصدر جامعہ امامیہ کمیٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

احادیث زکوۃ، خمس، صوم و اعتکاف

ترجمہ

فروعِ کافی جلد ۳

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ ابن محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمتہ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مصنف دو صد کتب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۲ کراچی

ناشر ———— ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بلاک ۲ سب بلاک اے روڈ ش

مکان ۱۳ ناظم آباد کراچی

مطبع ———— قریشی آرٹ پریس

ناظم آباد۔ کراچی

کتابت ———— سید محمد رضا زیدی

ہدیہ ———— ۱۶۰ روپے

سالِ اشاعت ———— دسمبر ۲۰۰۴ء

تبصرہ

از

جناب سرکار شریعت مدار فخر المتکلمین، رئیس المحدثین وحید المورخین، علامہ السید امداد حسین صاحب قبلہ الکاظمی المشہدی صدر ادارہ معارف اسلام لاہور مولوی فاضل، منشی فاضل شمس الافاضل، ادیب فاضل گیلانی۔ خطاب ابوالفضل ثانی و خلعت فاخرہ یافتہ از دربار پونچھ کشمیر، دامت برکاتہ وعمت افاضاتہ وطول اللہ حیاتہ

یہ تبصرہ سرکار علامہ نے رسالہ معارف اسلام لاہور رسول نمبر ۱۳۰۹ھ میں جلد اول کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

ادیب اعظم سرکار علامہ سید ظفر حسن صاحب قبلہ نقوی الامروہوی دنیائے تحریر و تقریر میں تعارف کے محتاج نہیں۔ راقم الحروف کو آپ سے غائبانہ تعارف ۱۹۴۰ء سے حاصل ہے جبکہ آپ کی زیر نگرانی ماہوار مجلہ نور مراد آباد (بھارت) سے جناب مولوی سید انور حسن صاحب انور نقوی وکامل و منشی فاضل کی ادارت میں شایع ہوا کرتا تھا اور اس میں مواد جسمانی و روحانی کی لطیف و دلچسپ بحث چل نکلی تھی جو نہایت علمی و پر لطف تھی اکثر اہل علم و قلم نے اس میں حصہ لیا تھا پھر میں نے آپ کو برزخی نامہ نگار کی صورت میں رسالہ البرہان لدھیانہ میں جلوہ گر ہوتے دیکھا جس میں آپ نے نمایاں مقام حاصل کیا اور مخالفین کو نہ صرف دم بخود کیا بلکہ ان کے قلم توڑ کر رکھ دیئے، آپ اس وقت عمرِ عزیز کی اسّی منزلیں طے کر چکے ہیں لیکن قلم ہاتھ سے نہیں چھوٹا آپ نے اب تک دو سو کتاب تصنیف فرمائی ہے ان میں جو مذہبی کتابیں ہیں وہ قوم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

ابھی حال ہی میں آپ کی تصنیف لطیف الشافی جلد اول و دویم، ترجمہ اصولِ کافی جلد اول و دویم منظر عام پر آچکی ہیں جسے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور آپ کو اس اہم خدمت کی بے حد داد دی ہے اب جناب نے باوجود پیری و ضعیفی کافی کی تیسری کتاب فروع کافی جلد اول کے حصہ اول کا یعنی کتاب الطہارت سے کتاب الصلوٰۃ تک ترجمہ فرمایا ہے جسے الشافی جلد سوم کا نام دیا ہے یہ وہ چیز ہے جس کا قوم بے چینی سے انتظار کر رہی تھی ۔

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر مے خواست ۔۔۔ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

یہ ترجمہ کیا ہے علم و فضل و عوارف و معارف کا ایک گنجینہ ہے اسرار و غوامض فروع دین کا بحر

بیکراں ہے مجھے اپنی کوتاہ علمی کے سبب وہ الفاظ نہیں ملتے جن کے ذریعہ اس کے محاسن کرنے کے لئے اپنا مافی الضمیر ادا کرسکوں لاریب یہ خزینہ تعریف و توصیف سے بالاتر ہے ترجمہ نہایت آسان سادہ عام فہم سلیس اور بامحاورہ ہے اُردو داں طبقہ جو عربی نہ جاننے کے سبب احکام آئمہ علیہم السلام سمجھنے سے قاصر تھا اب اس مشکل سے نجات پاگیا اور زبان لطافت بیان معصوم علیہم السلام ہی ہیں ان کے احکام سننے اور اُن پر عمل پیرا ہونے کے قابل ہوگیا۔ الحمدللہ۔

مترجم مدظلہٗ نے کتاب کے شروع میں چند نہایت مفید اور کار آمد چیزیں لکھی ہیں مثلاً علامہ کلینی علیہ الرحمہ مصنف نے کتاب مستطاب کافی کی چار جلدوں (۱) اصول کافی جلد اوّل (۲) اصول کافی جلد دوم (۳) فروع کافی جلد اوّل (۴) فروع کافی جلد دوم اور روضہ کافی کی تدوین و تصنیف میں جو طول طویل پاپیادہ سفر کئے اور مصیبتیں جھیلیں اور قریہ قریہ گھر گھر جاکر حدیثیں جمع کیں ان سب کا اجمالاً ذکر فرمایا ہے اس زمانہ کے نامساعد حالات میں جبکہ زمانہ پُرآشوب تھا اور حکومت وقت سخت مخالف تھی سترہ ہزار حدیث کے جمع کرنے کو عظیم الشان جہاد سے تعبیر فرمایا ہے جو بالکل درست ہے نیز یہ قول جو عام طور پر مشہور ہے کہ کافی حضرت امام صاحب العصر والزماں صلوٰۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا ھذا کاف لشیعتنا۔ مترجم مدظلہٗ نے اسے غلط بتایا ہے اور لکھا ہے کہ علماء شیعہ کے نزدیک یہ قول ثابت نہیں (بے شک) پھر اس قول کی بہترین توجیہہ فرمائی چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

اگر بالفرض یہ فرمودۂ امام ہو بھی تو اس کے یہ معنی کہاں سے لئے جائیں کہ اس کتاب کی ہر حدیث صحیح و مستند ہی ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اس کے اصولی و فروعی مسائل کے لحاظ سے یہ مجموعہ احادیث مذہبی ضروریات کے لئے کافی ہے (الشافی جلد سوم صفحہ ۵)

ایک باب میں مترجم نے ہر معصوم علیہ السلام کے دور میں احادیث شیعہ کی تدوین کی جو صورت پیش آئی اس کو بیان فرمایا ہے آپ نے ضرورت تدوین حدیث پر علیحدہ باب میں ایک سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے جو حقائق سے لبریز اور پُر از معلومات ہے آپ نے بحوالہ کتاب الفرائض صحیح بخاری سے ثابت کیا ہے کہ

"تدوین احادیث کا پہلا نقش حضرت علی علیہ السلام کا وہ صحیفہ ہے جس کا تذکرہ امام بخاری اپنی صحیح کے کتاب الفرائض کے باب "من تبرا من موالیہ" میں کیا ہے (الشافی جلد سوم ص۱۱) حدیث کی یہ کتاب دوسری صدی تک اہلبیتؑ کے پاس موجود تھی چنانچہ آپ لکھتے ہیں تاریخ کے لحاظ سے یہ پہلی کتاب ہے جس میں ترتیب کے ساتھ احادیث کو جمع کیا گیا ہے (الشافی ص۱۲)

اس کے بعد مترجم علام نے متعدد صحابہ کرام کی بحث فرمائی ہے اہلسنت حضرات کی صحاح ستہ اور دیگر کتب

احادیث میں جو مختلف راویوں سے روایتیں آئی ہیں ان میں ہر راوی کی بیان کردہ روایات کی تعداد اور قدر و قیمت کے بارہ میں اجمالاً لکھا ہے۔ جناب ابوہریرہ سے دوسروں کے مقابلہ میں پانچ ہزار تین سو چوہتر روایات کا مندرج ہونا قابل تعجب بتایا ہے کیونکہ جناب ابوہریرہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور انھیں حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف صرف دو سال ہی ملا اس لئے ان کا اتنی کثیر احادیث کا راوی ہونا محیر العقول ہے جبکہ دیگر صحابہ مثلاً حضرت ابوبکر وحضرت عمر سے ۱۴۲، اور ۵۳۷ احادیث منقول ہیں حد ہوگئی کہ حضرت فاطمہ سے صرف ۱۹۔ احادیث مروی ہیں اور مصنف علام نے پھر تدوین احادیث شیعہ کا تذکرہ فرمایا ہے اور ایک باب میں صحت احادیث جانچنے کا طریقہ لکھا ہے ایک باب میں احادیث کی مختلف قسمیں لکھی ہیں مثلاً صحیح، حسن، متواتر، احاد، ضعیف، موضوع، متصل، مرفوع، معلق، مدرج، مشہور، مصحف، مسلسل، معتبر، موقوف، مرسل، منقطع، مفصل، مدلس، مجہول پھر ان سب کی تعریف فرمائی ہے کہ علماء نے یہ نام کیوں رکھے ہیں اور ہر نام کا مطلب کیا ہے اور حدیث کی پوزیشن کیا ہے

احادیث کا ترجمہ فرماتے وقت جو حدیث آپ کو ایسی نظر آتی ہے جس کا مطلب نہ سمجھنے پر مخالفین اعتراض کرتے ہیں اس کے ذیل میں کہیں کہیں تو مختصر سا جواب بھی لکھ دیا ہے لیکن چونکہ سب کا جواب لکھنے میں طوالت کا خوف تھا اس لئے آپ نے ہر حدیث کے بعد لکھ دیا ہے کہ یہ صحیح ہے یہ موثق ہے یہ حسن ہے یہ ضعیف یا مجہول ہے وغیرہ وغیرہ اس سے اس ترجمہ میں یہ خصوصیت پیدا ہوگئی ہے جو اہل علم حضرات کے لئے بے حد مفید ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مومن اسے حرز جاں بنائے اور ترجمہ کی روشنی میں اپنا نامۂ اعمال درست کرے۔ علماء کرام کے لئے رفع شکوک کی ایک بہترین ڈھال ہے یہ کتاب رہتی دنیا تک کام آنے والی چیز ہے۔

ہمارے فرقہ میں علمائے کرام تو بہت ہیں جن میں سے اکثر اسٹیج پر آکر اپنی زبان طاقت بیان سے اپنے زور علم و فضل کا مظاہرہ فرماتے ہیں اور بیشتر خدائے تعالیٰ کو پیارے ہو چکے ہیں لیکن یہ کسی کو توفیق نصیب نہ ہوئی کہ ہماری مایہ ناز کتب اربعہ میں سے کسی ایک کا ترجمہ کرتا۔ یہ سعادت مترجم مدظلہ ہی کے نصیب میں لکھی تھی کہ آپ ہی اس کو حاصل فرمائیں چنانچہ ممدوح پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے اصول کافی کے بعد کتاب فروع کافی کو اردو کا جامہ پہنا کر قوم پر وہ احسان عظیم فرمایا ہے جس کے بوجھ سے افراد قوم عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ مترجم مدظلہ نے فروع کافی سے کتاب الصلوٰۃ تک ترجمہ کرنے کے بعد بقیہ کتاب (یہ کتاب جلد ۲) کے ترجمہ پر توجہ مرکوز فرمائی ہے اور عنقریب اس کی جلد چہارم منظر عام پر انشاء اللہ آجائے گی میری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ مولانا ممدوح کو اس قدر زندگی اور توانائی بخشے کہ آپ فروع کافی کے ترجمہ سے فارغ ہو کر دیگر شیعی کتب احادیث مثلاً تہذیب الاحکام، من لا یحضرہ الفقیہ۔ اور روضۂ کافی کا بھی ترجمہ فرما دیں، علامہ ممدوح کا یہ کارنامہ ان کی نجات اخروی کا ضامن اور توشۂ آخرت ہوگا آپ کو اس کارسترگ، اور امر بزرگ کا صلہ درگاہ رب العزت سے ملے گا جس کی انتہا نہ ہوگی اور جن

معصومین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین اور احکام مقدس کو آپ نے اُردو کا جامہ پہنایا ہے ان سے خوشنودی کا پروانہ ملے گا۔

علامہ سید ظفر حسن مدظلہٗ زندہ باد، پائندہ باد۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین آباد۔

اللہم صل علی محمد و آل محمد، المسمیٰ المذنب سید امداد حسین کاظمی المشہدی عفی عنہٗ

مترجم مدظلہٗ کی دینی خدمات

از سید شمیم الحسن صاحب نقوی، ایم اے ایل ایل بی، سینئر وائس پریسیڈنٹ یونائیٹڈ بینک، فرزند اکبر ادیب اعظم

مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں ایک ایسے نامور شہرۂ آفاق اور مذہب حقہ کے بہترین خدمت گزار کا فرزند ہوں جس نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ مذہبی خدمات میں گزارا ہے ہند و پاکستان میں شاید ہی کوئی اہل قلم مصنف ایسا گزرا ہو جس کی تصنیفات کی تعداد دو سو تک پہنچ گئی ہو بقول سرکار علامہ حضرت ادیب اعظم مولانا سید محمد صاحب قبلہ دہلوی مدظلہٗ دو سو کا لفظ زبان سے کہہ دینا تو آسان ہے لیکن جس کے قلم نے یہ دو سو منزلیں طے کی ہیں اس کا دل ہی جانتا ہو گا کہ کیسی محنت و جانکاہی سے یہ تعداد پوری کی ہے۔ تحریر کے علاوہ تقریر میں بھی ابا جان قبلہ نے ایک مقام حاصل کیا اور جن حضرات کو ان کی مجالس سننے کا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ ان کا بیان حقائق و معارف علمیہ کا نہایت مفید اور پُر اثر مرقع ہوتا ہے وہ ہوا میں گرہیں لگانا باتوں کے طوطا مینا بنانا اور گل و بلبل کا افسانہ سنانا نہیں جانتے۔ ان کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ سامعین مجلس سے کچھ سیکھ کر اٹھیں یہ خصوصیت بھی والد علام ہی کی ہے کہ انھوں نے پچاس سال ایک ہی منبر پر پڑھا۔ انھوں نے اپنی مجالس خوانی کو پیسلام پر نہیں چڑھایا جو مجالس انھوں نے پٹیالہ میں خلیفہ خاندان کے عزا خانہ میں ۱۹۲۰ء میں شروع کی تھیں اب انھی مجالس کو وہ ہر سال ایبٹ روڈ لاہور کے عزا خانہ گلستان زہرا میں ہر سال پڑھتے ہیں اور جب تک زبان یارا دے گی پڑھتے رہیں گے ان مجالس کا مجمع دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ ابا جان قبلہ نے تقریر پر تحریر کو ہمیشہ ترجیح دی وہ فرمایا کرتے ہیں کہ تقریر ہوا کا جھونکا ہے ادھر آیا ادھر گیا چند روز چرچا رہ کر ختم ہو جاتا ہے مرنے کے بعد ہی سحر بیانی کا دم نکل جاتا ہے برخلاف تحریر کے کہ وہ دماغی کاوشوں اور ذہنی صلاحیتوں کے باقی رکھنے کی ضامن ہوتی ہے اچھا مصنف کبھی نہیں مرتا۔

والد ماجد مدظلہٗ نے اپنی زندگی کس مصروفیت مشغولیت میں گزاری اور اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کو کتنی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور وقت و عمل کے دامنوں میں کس طرح گرہ لگائی اس کے جاننے والے صرف وہ لوگ ہیں جو ان کے ساتھ رہے ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ ان کی راتیں کس طرح کتب بینی میں گزری ہیں اکثر راتیں اس طرح گزری ہیں کہ پل بھر کو بھی پلک نہیں جھپکی، وہ فرمایا کرتے ہیں کہ شوق کی وارفتگی میں جو کام کیا جاتا ہے اس میں تکان نہیں ہوتی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ تمام ضرورتوں

سے بے نیاز ہو کر ان کے دن کس طرح قلم چلاتے ہیں گزرے ہیں انھوں نے تصنیف و تالیف کے شوق میں ریم کے ریم سیاہ کر دیئے کتابوں کے ڈھیر لگا دیئے۔

ابا جان قبلہ نہایت سیدھی سادی ہر قسم کے تکلف سے خالی زندگی بسر کرنے والے انسان ہیں انھیں نہ پُر تکلف کھانے کا شوق نہ پُر تکلف لباس کی خواہش، وہ متکبرانہ انداز میں اپنے آپ کو نمایاں کرنے اور جامہ بشری پر فرشتوں کا روپ دھارنے اور انا و لا غیری کے بلند بانگ دعویٰ کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے وہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ سے ایک ہی صورت سے ملتے ہیں انھوں نے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا بوجھ کبھی قوم پر نہیں ڈالا بلکہ اپنی قوت بازو سے کما کر اپنی تمام ضروریات کو پورا کیا۔ جامعہ امامیہ و رسالہ نور کی امداد میں جو رقم قوم سے ان کو حاصل ہوئیں انھوں نے اس کو اپنے اوپر خرچ کرنا حرام سمجھا انھوں نے اپنے قلم کے زور اور دماغی کاوشوں کے بل پر اتنا حاصل کیا کہ ہم سات بھائیوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دلائی کوئی ایم اے سے کم نہیں، خدا کا شکر ہے کہ ہم سب بھائی اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں یہ سب ابا جان قبلہ کی نیک نیتی کا ثمرہ اور ان کی پُر خلوص دعاؤں کا اثر ہے۔

اُصول کافی اور فروع کافی کے ترجمہ میں جیسی سخت محنت انھیں کرنا پڑی ہے اس کو ہم ہی لوگ جانتے ہیں اس سلسلے میں بہت سی کتابیں مسلسل ان کے مطالعہ میں رہیں اور زر کثیر خرچ کر کے ان کو طبع کرایا ہے اُصول کافی کی دونوں جلدوں کا ترجمہ اب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے، جیسے سخت آزمائشی دور میں انھوں نے فرمایا وہ انہی کی ہمت تھی میری والدہ مرحومہ اسی زمانہ میں مرض فالج میں مبتلا ہوئیں اور یہ ایک ایسا سخت حملہ تھا جس نے ان کے تمام جسم کو بے حس کر دیا تھا۔ بیماری کا یہ سلسلہ مسلسل ساڑھے تین سال رہا اور وہ شدائد ہوئے کہ سارا گھر پریشان تھا آخر اسی میں ان کی موت واقع ہوئی۔ ابا جان قبلہ کے لئے اس سے زیادہ پریشان کن وقت کوئی اور نہ تھا ایک ایسے مریض کے پہلو بہ پہلو ترجمہ کی یہ اہم خدمت بھی انجام دی جا رہی تھی رسالہ نور کے لئے مضامین بھی لکھے جا رہے تھے اور اس کے ساتھ جامعہ امامیہ کے انتظامی معاملات کی طرف بھی توجہ تھی پھر زندگی کی دوسری ضرورتیں بھی دامن گیر رہیں ضعف پیری نے اگرچہ تمام جسمانی قوتوں کا رس چوس لیا ہے مگر دینی خدمت کا ولولہ بدستور اپنے شباب پر ہے ایک کتاب ختم نہیں ہونے پاتی کہ دوسری کتاب کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں اس محنت سے نہ وہ گھبراتے ہیں نہ اکتاتے ہیں جو کام کرنے کے اوقات شروع سے چلے آ رہے ہیں ان میں فرق نہیں آتا ان کی تکلیف کا احساس کر کے بار بار عرض کیا جاتا ہے کہ خدا کے لئے محنت کم کیجئے مگر ہماری یہ درخواست ہمیشہ بے اثر ہو کر رہ جاتی ہے کبھی کبھی مجھے احساس ہوتا ہے کہ ہمارا روکنا ان کے لئے تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے ان کا نظریہ یہ ہے کہ زندگی کا بہترین حصہ وہ ہے جو دین الٰہی کی خدمت میں بسر ہو۔ اللہ سے دعا ہے کہ ان کا سایہ عاطفت تا دیر ہمارے سروں پر باقی رہے۔ آمین رب العالمین۔

احادیث کے متعلق چند ضروری باتیں

اصول کافی کی دونوں جلدوں کے ترجمہ (اب پانچ جلدوں پر مشتمل ہے) کے بعد مجھے اپنی پیرانہ سالی پر نظر رکھتے ہوئے یہ امید نہ تھی کہ میں فروع کافی کے ترجمہ کی سعادت حاصل کر سکوں گا اوّل تو اسّی برس کے بوڑھے کی دماغی قوتیں مضمحل ہو جاتی ہیں اور ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں پھر متواتر ایک ہی قسم کا کام کرتے کرتے اکتا بھی جاتا ہے مگر اپنے خالق بے نیاز کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں کہ فروع کافی جلد اوّل کے دونوں حصوں کا ترجمہ بھی اس کے فضل و کرم سے ہو گیا۔ پہلا حصہ کتاب الطہارت و کتاب الجنائز و نماز پر مشتمل ہے جو سال گزشتہ چھپ کر مومنین کی خدمت پہنچ چکا ہے (یہ اب دو جلدوں پر مشتمل ہے) اب جلد اوّل کا دوسرا حصہ ہے جس میں زکوٰۃ، خمس و صوم و اعتکاف، حج و جہاد ہے اس کے ساتھ ہی پہلے حصہ کو ضرور خرید لیا جائے تاکہ احادیث معصومین کے متعلق جو توضیحات اس حصہ میں کی گئی ہیں وہ آپ کے پیش نظر رہیں ان سے آگاہی بہت ضروری ہے۔ (فروع کافی اب چار جلدوں پر مشتمل ہے)۔

مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ میں فقیہہ نہیں ہوں بلکہ مجھے جو تھوڑی بہت مناسبت ہے وہ علم کلام سے ہے اس بنا پر بہت ممکن ہے کہ ان مسائل فقیہہ میں جو ان دونوں جلدوں کے اندر ہیں مجھ سے کچھ غلطیاں ہو گئی ہوں اور بعض مطالب کے سمجھانے میں قاصر رہا ہوں یہ کام تو فقہا ہی بخوبی انجام دے سکتے ہیں تاہم جس قدر میرے امکان میں تھا ہر حدیث کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی بہترین شرح کافی کو جو مراۃ العقول کے نام سے شہرت پذیر ہے پیش نظر رکھا ہے بارگاہ خدا میں دست بدعا ہوں کہ نادانستہ جو غلطیاں مجھ سے ہو گئی ہوں ان کو معاف فرما دے کیونکہ عمداً ایسا نہیں ہوا۔ میرا قلم اس سلسلے میں محض اس خیال کے تحت اٹھا ہے کہ جتنا بھی فائدہ لوگوں کو پہنچ جائے وہ نہ جاننے سے بہتر ہو گا۔

اس کتاب میں ہر حدیث کے بارے میں جو اس کی نوعیت ہے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی مراۃ العقول سے نقل کر دی گئی ہے تاکہ عامل عمل کرتے وقت اس کی نوعیت کا خیال رکھے اور یہ نہ سمجھے کہ کافی میں جو حدیث ہے وہ صحیح ہے کیونکہ اس میں ہر قسم کی حدیثیں ہیں ان میں ضعیف و مجہول بھی ہیں احادیث کی یہ اقسام راویوں کی جہت سے پیدا ہوئی ہیں یعنی یا تو اس کے راوی اوّل سے آخر تک غیر موثق ہیں یا سلسلہ رواۃ میں بعض معتبر ہیں اور بعض غیر معتبر، یا کسی حدیث کے راویوں کا سلسلہ امام تک بالاتصال نہیں یا ایک یا دو راویوں ہی سے حدیث نقل ہو کر رہ گئی ہے یا کسی حدیث کا مضمون دوسری حدیثوں کے معارض ہے آئمہ علیہم السلام سے جو احادیث مروی ہیں وہ دو قسم کی ہیں اوّل حدیث باللفظ یعنی جب کسی امام نے کوئی حدیث بیان کی تو راوی حدیث نے امام کے الفاظ من و عن نقل کیے اور یہی الفاظ دوسرے راویوں سے نقل ہوئے ایسی حدیث کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا اگر راوی ثقہ و معتبر ہوں تو یہ حدیث صحیح سمجھی جاتی ہے بشرطیکہ امام کے الفاظ تواتر کے ساتھ نقل ہوئے ہوں ایسی احادیث متواتر بھی کہلاتی ہیں۔

دوسری احادیث بامعنی کہلاتی ہیں یعنی راوی نے اس مفہوم کو جو امام نے اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہو، اپنے الفاظ میں نقل کیا ہو ایسی حدیث کے الفاظ میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور ایک حدیث دوسری حدیث سے معارض ہو جاتی ہے کیونکہ رواۃ مضمون حدیث کو اپنے اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہیں ایسی صورت میں سہو و نسیان کا امکان بھی ہوتا ہے اکثر احادیث بالمعنی پائی جاتی ہیں خصوصاً وہ احادیث جن میں راوی نے کہا ہو، میں نے فلاں معصوم سے سنا ہے ایسی احادیث چونکہ لکھی نہیں جاتیں اور ان کا تعلق سماعت سے ہوتا ہے اس لیے امکان ہوتا ہے کہ راوی اوّل سے یا اس کے بعد نقل کرنے والوں سے کچھ سہو ہو جائے اور الفاظ بدل جانے سے مفہوم بدل جائے

ایسی بھی احادیث ہیں کہ کسی نے امام کو خط لکھ کر کوئی مسئلہ بیان کیا ہے اور امام نے اپنے قلم سے اس کا جواب تحریر کر کے بھیجا ہے اور ان کے الفاظ میں تغیر کی راہ نہیں پائی۔ ایسی احادیث بھی ہیں جو آئمہ نے سلاطین و مخالفین کے فتنہ و فساد کی روک تھام کے لیے تقیۃً بیان فرمائی ہیں ورنہ حقیقت شیعوں کے لئے باعث اذیت ہو جاتی، بعد میں خطرہ دور ہونے پر مسئلہ کے صحیح حکم سے آگاہ کر دیا جاتا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ احادیث کا سمجھنا بڑا مشکل ہے ان حضرات نے خود فرمایا ہے کہ ہماری حدیث صعب و مستصعب ہے اس کو یا تو ملک مقرب سمجھ سکتا ہے یا وہ بندۂ مومن جس کے قلب کا اللہ نے امتحان لے لیا ہو۔ احادیث آئمہ سے استنباط احکام کرنے والے مجتہدین کرام ہیں جن کی نظر میں بہ کثرت احادیث ہوں ایسی احادیث بھی ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مخالف ہیں۔ جیسے ایک جگہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فقیری میرا فخر ہے دوسری حدیث ہے الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی فقیری کا دونوں جہان میں منہ کالا، تیسری حدیث ہے کاد الفقر ان یکون کفرا یعنی قریب ہے کہ فقیری کفر ہو جائے ایسی احادیث میں مجتہد کا کام یہ ہے کہ ان کے متعلق کوئی ایسی تاویل کرے جس سے یہ تینوں حدیثیں صحیح ہو جائیں۔

مثلاً فقر کے معنے احتیاج کے ہیں اور احتیاج کی تین صورتیں ہیں اوّل بندوں کی احتیاج، اگر صرف خدا کی طرف ہو یعنی بندہ یہی سمجھے کہ مجھے جو کچھ دے گا وہ خدا ہی دے گا لہذا مجھے جو کچھ مانگنا ہے اسی سے مانگوں، دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بندہ اپنی احتیاج کا تعلق خدا اور بندہ دونوں سے رکھے یعنی دونوں کو اپنا حاجت روا سمجھے اس صورت میں اندیشہ ہے کہ یہ احتیاج کفر کی صورت اختیار نہ کرے اس طرح کہ وہ اپنا قاضی الحاجات صرف بندوں ہی کو سمجھنے لگے اور خدا کو کارساز نہ جانے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ صرف بندوں ہی سے تعلق رکھے یعنی ہر ضرورت کو بندوں ہی سے پورا کرنا چاہے اور خدا سے مانگے ہی نہیں تو ایسے فقر کا دو جہان میں منہ کالا، غور کرو جو شخص فقر کی یہ تینوں صورتیں نہیں جانتا وہ آخر والی تینوں حدیثوں کو خلاف عقل سمجھ کر کہہ دے گا یہ قول معصوم نہیں۔

جو احادیث بصورت تقیہ وارد ہوئی ہیں اس کا سمجھنا اس وقت کے حالات پر موقوف تھا جن میں وہ امام تھے حقیقت یہ ہے کہ ہمارے آئمہ پر بڑے سخت وقت آئے تھیں ان کی مقدس زندگیاں ہر طرف سے خطروں میں گھری ہوئی تھیں اسی

اسی طرح ان کے شیعوں پر حکومت کے جاسوسوں کی کڑی نظر تھی بسا اوقات وہ کھلم کھلا اپنی نماز ادا نہیں کرسکتے تھے اگر ذرا شیعیت کا پتہ چل جاتا تو گردن مار دی جاتی، یہی وہ نسلی ورثہ ہے کہ اب آزادی کے دور میں بھی وہ بہ نسبت مسجدوں کے گھروں میں زیادہ پڑھتے ہیں بنی امیہ اور بنی عباس کی حکومتیں نہ اپنے عقاید کے خلاف سننا چاہتی تھیں اور نہ اپنے عمل کے خلاف کسی کا عمل دیکھنا گوارا کرتی تھیں ان کے عقیدے اور عمل کے مخالفت کی ایک ہی سزا تھی اور وہ تھی سزائے موت، ایسی صورت میں آئمہ کا فرض تھا کہ وہ شیعوں کو قتل ہونے سے بچائیں۔ علی بن یقطین کا واقعہ اس کا گواہ ہے یہ ہارون کے وزیر تھے ایک بار انھوں نے امام کو لکھا کہ وضو کا صحیح طریقہ کیا ہے آپ نے اہل سنت کا طریقۂ وضو لکھ بھیجا اور یہ بھی لکھ دیا کہ اس کے خلاف ہرگز نہ کرنا جب خطرہ ٹل گیا تو آپ نے ان کو صحیح طریقہ لکھ کر بھیج دیا۔

اس کتاب کے حصہ اول میں کتاب الجنایز میں غسل میّت وحنوط اور جرایدتین کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام کی کچھ احادیث ایسی ملیں گی جو مسلک اہل سنت کے مطابق ہوں گی جب مومنین نے پوچھا کہ ہمارے یہاں تو ایسا نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا یہ صحیح ہے لیکن اس وقت وہی کرو جو میں کہتا ہوں۔ جنازہ میں شریک کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو تمہاری تجہیز و تکفین کو غور سے دیکھیں گے اور اگر کچھ باتیں اپنے مذہب کے خلاف پائیں گے تو حاکم شہر سے بیان کرکے تمہیں سزا دلانے کے خواہشمند ہوں گے اور تمہارے ساتھ میرے لئے بھی پریشانی کا باعث ہوگا۔

صرف اتنا ہی نہیں تھا بلکہ ہمارے آئمہ سے حدیث نقل کرنا بھی جرم تھا۔ حکومتیں نہیں چاہتی تھیں کہ اسلامی حکومت کے کسی گوشہ میں مطابق جعفری عمل کیا جائے۔ چنانچہ آپ کو کتب احادیث میں بہت حدیثیں ایسی ملیں گی جو امام کے اصلی نام سے نقل ہوئی ہوں بلکہ ان کی کنیت سے منقول ہیں مثلاً عن ابی جعفر علیہ السلام، عنہ ابی عبداللہ علیہ السلام، عنہ ابو ابراہیم علیہ السلام بلکہ بعض میں تو عنہ رجل (ایک مرد ہی سے ملے گا) تاکہ مخالفوں کو یہ پتا نہ چلے کہ یہ حدیث آئمہ اہلبیتؑ سے منقول ہے چونکہ کنیتیں اکثر مشترک ہوتی ہیں اس سے وہ حدیثیں بیان کرنے میں خطرات کم ہو جاتے تھے تاہم جب پتہ چل جاتا تو مخالف پارٹیاں ان کے خلاف معرکہ آرا ہوتی تھیں۔

صاحب مصائب الآئمہ نے لکھا ہے کہ سلاطین بنی امیہ اور بنی عباس نے یہ اعلان کرا دیا تھا کہ رقم خمس شاہی خزانہ میں جمع کی جائے۔ اگر کوئی آئمہ اہلبیتؑ تک پہنچائے گا تو اس کو سخت سزا دی جائے گی ان زمانوں میں مومنین کو خمس کی رقم کسی امام تک پہنچانا جان جوکھوں کا کام تھا۔ چنانچہ بڑے پوشیدہ طریقہ سے ایسی رقوم امام تک پہنچائی جاتی تھیں متوکل عباسی کے زمانہ میں جاسوس ایک شخص کو گرفتار کرکے لائے الزام یہ تھا کہ یہ شخص ایسی حدیث بیان کرتا ہے جس سے خمس حقِ اولاد رسول ثابت ہوتا ہے متوکل نے بغیر کچھ کہے سنے حکم دے دیا کہ اس کی زبان کاٹ دی جائے۔ غور کیجیے ان ضلالت آگیں اور ستم پرور ادوار میں احادیث آئمہ کا بیان کرنا کیسا دشوار تھا۔

اس زمانہ میں پریس تو تھا نہیں کہ احادیث چھپوالی جاتیں اور اگر ہوتا بھی تو کون شائع کرنے دیتا اس وقت طریقہ

اشاعت احادیث یہ تھا کہ دور دراز سے جو لوگ آئمہ اہلبیتؑ کی زیارت کو آتے تھے وہ مختلف قسم کے مسائل دریافت کرتے تھے اور جو جواب امام سے سنتے تھے اسے یا تو لکھ لیتے تھے یا یاد کر لیتے جب اپنے مقام پر واپس جاتے تو دیگر مومنین سے بیان کرتے یا آئمہ علیہم السلام کی طرف سے جو محصل زکوٰۃ وخمس خفیہ بھیجے جاتے وہ اصول فروع کے متعلق لوگوں سے احادیث بیان کرتے اور اس طرح ایک سے دوسرے تک ہمارے آئمہ کی احادیث کی تبلیغ ہوتی۔

حقیقت یہ ہے کہ جس چراغ کو اللہ جلائے کس کی طاقت ہے کہ اسے بجھا دے باوجود ان بے شمار موانع کے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پھر بھی آئمہ اہلبیت کی احادیث کا اتنا عظیم الشان ذخیرہ دنیا میں موجود ہے کہ نہ صرف شیعوں کی بلکہ اسلام کے دیگر فرقوں کی کتابیں ان سے چھلک رہی ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

فہرست مضامین

کتاب الزکوٰۃ

انتساب

چونکہ میری اس دینی خدمت کا تعلق سرتاسر عبادت و ریاضت سے ہے لہذا میں اس کو اپنے جد بزرگوار امام سید الساجدین زین العابدین حضرت سیدنا و مولانا علی بن الحسین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ کے اسم مقدس سے تیمناً و تبرکاً معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اگر ان کی بارگاہ قدس میں میرا یہ ناچیز ہدیہ قبول ہو جائے تو مجھ غریق بحر معاصی کو اپنی نجات کی امید ہو جائے، شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

عبد مذنب

سید ظفر حسن امروہوی

بسم الله الرّحمن الرّحيم

(كتاب الزكاة)

(باب)

(فرض الزكاة وما يجب في المال من الحقوق)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، و محمّد بن مسلم أنّهما قالا لأبي عبدالله عليه السلام : أرأيت قول الله عزّ وجلّ : «إنّما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلّفة قلوبهم وفي الرّقاب والغارمين و في سبيل الله وابن السّبيل فريضة من الله» أكلّ هؤلاء يعطى وإن كان لا يعرف ؟ فقال : إنّ الإمام يعطي هؤلاء جميعاً لأنّهم يقرّون له بالطّاعة ، قال : قلت : فإن كانوا لا يعرفون؟ فقال : يا زرارة لو كان يعطي من يعرف دون من لا يعرف لم يوجد لها موضع و إنّما يعطي من لا يعرف ليرغب في الدّين فيثبت عليه فأمّا اليوم فلا تعطها أنت و أصحابك إلّا من يعرف من وجدت فمن هؤلاء المسلمين عارفاً فأعطه دون النّاس ثمّ قال : سهم المؤلّفة قلوبهم وسهم الرّقاب عامّ والباقي خاصّ قال : قلت : فإن لم يوجدوا ؟ قال : لا تكون فريضة فرضها الله عزّ و جلّ لا يوجد لها أهل . قال : قلت : فإن لم تسعهم الصّدقات؟ فقال : إنّ الله فرض للفقراء في مال الأغنياء ما يسعهم ولو علم أنّ ذلك لا يسعهم لزادهم إنّهم لم يؤتوا من قبل فريضة الله و لكن أتوا من منع من منعهم حقّهم لا ممّا فرض الله لهم ولو أنّ النّاس أدّوا حقوقهم لكانوا عائشين بخير .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ و أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن

محبوب ، عن عبدالله بن سنان قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : لمّا اُنزلت آية الزكاة «خذ من أموالهم صدقة تطهّرهم وتزكّيهم بها » واُنزلت في شهر رمضان فأمر رسول الله صلى الله عليه وآله مناديه فنادى في النّاس انّ الله فرض عليكم الزكاة كما فرض عليكم الصّلاة ففرض الله عزّ وجلّ عليهم من الذّهب والفضّة و فرض الصّدقة من الإبل والبقر والغنم ومن الحنطة والشعير والتّمر والزّبيب ، فنادى فيهم بذلك في شهر رمضان وعفالهم عمّاسوى ذلك ، قال : ثمّ لم يفرض لشيء من أموالهم حتّى حال عليهم الحول من قابل فصاموا وأفطروا فأمر مناديه فنادى في المسلمين : أيّها المسلمون زكّوا أموالكم تقبل صلاتكم قال : ثمّ وجّه عمّال الصّدقة وعمّال الطسوق .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن حمّاد بن عثمان ، عن رفاعة بن موسى أنّه سمع أباعبدالله عليه السلام يقول : مافرض الله على هذه الاُمّة شيئاً أشدّ عليهم من الزّكاة وفيها تهلك عامّتهم .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن ابن مسكان وغيرواحد عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ الله جلّ وعزّ جعل للفقراء في أموال الأغنياء ما يكفيهم ولولا ذلك لزادهم وإنّما يؤتون من منع من منعهم .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم ؛ وأبي بصير وبريد وفضيل ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام قالا : فرض الله الزّكاة مع الصّلاة .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن مبارك العقرقوفيّ قال ، قال أبوالحسن عليه السلام : إنّ الله عزّ وجلّ وضع الزكاة قوتاً للفقراء وتوفيراً لأموالكم .

٧ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النّضر ابن سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ الله عزّ وجلّ فرض الزكاة كما فرض الصّلاة ولو أنّ رجلاً حمل الزكاة فأعطاها علانية لم يكن عليه في ذلك عيب و ذلك أنّ الله عزّ وجلّ فرض في أموال الأغنياء للفقراء ما يكتفون به الفقراء ولو علم أنّ الّذي فرض لهم لا يكفيهم لزادهم وإنّما يؤتى الفقراء فيما اُتوا من منع منعهم حقوقهم لا من الفريضة .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة بن مهران عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ الله عزَّ وجلَّ فرض للفقراء في أموال الأغنياء فريضة لا يحمدون إلّا بأدائها وهي الزكاة بها حقنوا دماءهم وبها سمّوا مسلمين ولكنَّ الله عزَّ وجلَّ فرض في أموال الأغنياء حقوقاً غير الزكاة فقال عزَّ وجلَّ : « و الّذين في أموالهم حقٌّ معلوم » فالحقُّ المعلوم من غير الزكاة وهو شيء يفرضه الرَّجل على نفسه في ماله يجب عليه أن يفرضه على قدر طاقته وسعة ماله فيؤدِّي الّذي فرض على نفسه إن شاء في كلِّ يوم وإن شاء في كلِّ جمعة وإن شاء في كلِّ شهر وقد قال الله عزَّ وجلَّ أيضاً : « أقرضوا الله قرضاً حسناً » وهذا غير الزكاة وقد قال الله عزَّ وجلَّ أيضاً : « ينفقون ممّا رزقناهم سرّاً وعلانية » والماعون أيضاً وهو القرض يقرضه والمتاع يعيره والمعروف يصنعه وممّا فرض الله عزَّ وجلَّ أيضاً في المال من غير الزكاة قوله عزَّ وجلَّ : « الّذين يصلون ما أمر الله به أن يوصل » ومن أدَّى ما فرض الله عليه فقد قضى ما عليه و أدَّى شكر ما أنعم الله عليه في ماله إذا هو حمده على ما أنعم الله عليه فيه ممّا فضّله به من السعة على غيره ولما وفّقه لأداء ما فرض الله عزَّ وجلَّ عليه وأعانه عليه .

٩ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن أبي المغرا عن أبي بصير قال : كنّا عند أبي عبدالله عليه السلام ومعنا بعض أصحاب الأموال فذكروا الزكاة فقال أبو عبدالله عليه السلام : إنَّ الزكاة ليس يحمد بها صاحبها وإنّما هو شيء ظاهر إنّما حقن بها دمه وسمّي بها مسلماً ولو لم يؤدِّها لم تقبل له صلاة وإنَّ عليكم في أموالكم غير الزكاة ، فقلت : أصلحك الله و ما علينا في أموالنا غير الزكاة ؟ فقال : سبحان الله أما تسمع الله عزَّ وجلَّ يقول في كتابه : « والّذين في أموالهم حقٌّ معلومٌ ۞ للسائل والمحروم » قال : قلت : ماذا الحقُّ المعلوم الّذي علينا ؟ قال : هو الشيء يعمله الرَّجل في ماله يعطيه في اليوم أو في الجمعة أو في الشّهر قلَّ أو كثر غير أنّه يدوم عليه وقوله عزَّ وجلَّ : « ويمنعون الماعون » قال : هو القرض يقرضه و المعروف يصطنعه ومتاع البيت يعيره و منه الزكاة ، فقلت له : إنَّ لنا جيراناً إذا أعرناهم متاعاً كسروه وأفسدوه فعلينا جناحٌ إن نمنعهم ؟ فقال : لا ليس عليكم جناحٌ إن تمنعوهم إذا كانوا كذلك ، قال : قلت له : « ويطعمون الطّعام على حبّه مسكيناً ويتيماً وأسيراً » قال : ليس من الزكاة ، قلت : قوله عزَّ وجلَّ : « الّذين ينفقون أموالهم باللّيل والنّهار

سرّاً وعلانية » ؟ قال: ليس من الزكاة؛ قلت: قوله عزّ وجلّ: «إن تبدوا الصّدقات فنعمّا هي وإن تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خير لكم » ؟ قال: ليس من الزكاة وصلتك قرابتك ليس من الزّكاة.

١٠ ـ عليّ بن محمّد بن عبدالله، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن عثمان بن عيسى، عن إسماعيل بن جابر، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ: «والّذين في أموالهم حقّ معلوم ۞ للسائل والمحروم» أهو سوى الزكاة؟ فقال: هو الرّجل يؤتيه الله الثروة من المال فيخرج منه الألف والألفين والثلاثة الآلاف والأقلّ والأكثر فيصل به رحمه ويحمل به الكلّ عن قومه .

١١ ـ عنه، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن محبوب، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج عن القاسم بن عبدالرحمن الأنصاري قال: سمعت أباجعفر عليه السلام يقول: إنّ رجلاً جاء إلى أبي عليّ بن الحسين عليهما السلام فقال له: أخبرني عن قول الله عزّ وجلّ: «والّذين في أموالهم حقّ معلوم ۞ للسائل والمحروم» ماهذا الحقّ المعلوم؟ فقال له عليّ بن الحسين عليهما السلام: الحقّ المعلوم الشيء يخرجه الرّجل من ماله ليس من الزّكاة ولا من الصدقة المفروضتين، قال: فإذا لم يكن من الزكاة ولا من الصدقة فما هو؟ فقال: هو الشيء يخرجه الرّجل من ماله إن شاء أكثر وإن شاء أقلّ على قدر ما يملك؛ فقال له الرّجل: فما يصنع به؟ قال: يصل به رحماً ويقري به ضيفاً ويحمل به كالاً أو يصل به أخاً له في الله أو لنائبة تنوبه، فقال الرّجل: الله يعلم حيث يجعل رسالاته.

١٢ ـ وعنه، عن ابن فضّال، عن صفوان الجمّال، عن أبي عبدالله عليه السلام في قوله عزّ وجلّ: «للسائل والمحروم» قال: المحروم المحارف الّذي قد حرم كدّ يده في الشراء والبيع.

وفي رواية أخرى، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام أنّهما قالا: المحروم: الرّجل الّذي ليس بعقله بأس ولم يبسط له في الرّزق وهو محارف .

١٣ ـ عليّ بن محمّد، عمّن ذكره، عن محمّد بن خالد، عن محمّد بن سنان، عن المفضّل قال: كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فسأله رجل في كم تجب الزّكاة من المال؟ فقال له: الزّكاة الظاهرة أم الباطنة تريد؟ فقال: أريدهما جميعاً، فقال: أمّا الظاهرة ففي كلّ ألف خمسة وعشرون وأمّا الباطنة فلا تستأثر على أخيك بما هو أحوج إليه منك .

١٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن الحسن بن محبوب ، عن مالك بن عطيّة ، عن عامر بن جذاعة قال : جاء رجلٌ إلى أبي عبدالله عليه السلام فقال له : يا أباعبدالله قرض إلى ميسرة ؛ فقال له أبوعبدالله عليه السلام : إلى غلّة تدرك ، فقال الرّجل لا والله ، قال : فإلى تجارة تؤب ، قال : لا والله ، قال : فإلى عقدة تباع ، فقال : لا والله ، فقال أبو عبدالله عليه السلام : فأنت ممّن جعل الله له في أموالنا حقّاً ، ثمّ دعا بكيس فيه دراهم فأدخل يده فيه فناوله منه قبضة ، ثمّ قال له : اتّق الله ولا تسرف ولا تقتر ولكن بين ذلك قواماً إنّ التبذير من الإسراف قال الله عزّ وجلّ : «ولا تبذّر تبذيراً» .

الحسن بن محبوب ، عن سعدان بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام مثل ذلك .

١٥ ـ أحمد بن محمّد بن عبدالله وغيره ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن عبدالله ابن القاسم ، عن رجل من أهل ساباط قال : قال أبو عبدالله عليه السلام لعمّار الساباطيّ : يا عمّار أنت ربّ مال كثير ؟ قال : نعم جعلت فداك ، قال : فتؤدّي ما افترض الله عليك من الزكاة ؟ فقال : نعم ، قال : فتخرج الحقّ المعلوم من مالك ؟ قال : نعم ، قال : فتصل قرابتك ؟ قال : نعم ، قال : وتصل إخوانك ؟ قال : نعم ، فقال : يا عمّار إنّ المال يفنى والبدن يبلى والعمل يبقى والدّيّان حيّ لا يموت ، يا عمّار إنّه ما قدّمت فلن يسبقك وما أخّرت فلن يلحقك .

١٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن عبدالله بن يحيى عن عبدالله بن مسكان ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : قول الله عزّ وجلّ : «إنّما الصدّقات للفقراء والمساكين» قال : الفقير الّذي لا يسأل النّاس والمسكين أجهد منه والبائس أجهدهم فكلّ ما فرض الله عزّ وجلّ عليك فإعلانه أفضل من إسراره وكلّ ما كان تطوّعاً فإسراره أفضل من إعلانه ولو أنّ رجلاً يحمل زكاة ماله على عاتقه فقسّمها علانية كان ذلك حسناً جميلاً .

١٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «وإن تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خير لكم» فقال : هي سوى الزّكاة إنّ الزّكاة علانية غير سرّ .

١٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسن ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام أنّه سأله عن الفقير والمسكين ، فقال : الفقير

الّذي لا يسأل والمسكين الّذي هو أجهد منه الّذي يسأل .

١٩ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال : ذكرت للرّضا عليه السلام شيئاً فقال : اصبر فإنّي أرجو أن يصنع الله لك إن شاء الله ، ثمّ قال : فوالله ما أخّر الله عن المؤمن من هذه الدّنيا خير له ممّا عجّل له فيها ؛ ثمّ صغّر الدّنيا وقال : أيّ شيء هي ، ثمّ قال : إنّ صاحب النعمة على خطر إنّه يجب عليه حقوق الله فيها والله إنّه لتكون عليّ النعم من الله عزّ وجلّ فما أزال منها على وجل ـ وحرّك يده ـ حتّى أخرج من الحقوق الّتي تجب لله عليّ فيها ، فقلت : جعلت فداك أنت في قدرك تخاف هذا ؛ قال : نعم فأحمد ربّي على ما منّ به عليّ .

۷۸۶

کتاب الزکوٰۃ

باب

فرض زکوٰۃ اور مال میں واجب حقوق

۱۔ زرارہ اور مسلم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ آپ نے سورہ توبہ کی اس آیت پر غور فرمایا۔ صدقات فقراء اور مساکین کے لیے ہیں اور کارندوں کے لیے اور مولفۃ القلوب کے لیے اور غلاموں کو آزاد کرانے اور مقروضوں کا قرض دینے اور راہ خدا میں جہاد کے لئے اور پردیسیوں کے لیے اللہ کی طرف سے فریضہ ہے۔ کیا ان سب کو دیا جائے گا چاہے یہ معرفت نہ رکھتے ہوں۔ فرمایا امام ان سب کو دیتا ہے کیونکہ وہ اسکی اطاعت کا اقرار کرتے ہیں۔ میں نے کہا اگرچہ معرفت نہ رکھتے ہوں۔ فرمایا اگر معرفت رکھنے والوں ہی کو دیا جائے تو صدقات کے لئے پھر کوئی ملے گا ہی نہیں، بے معرفت والوں کو تو اس لئے دیا جاتا ہے کہ وہ دین کی طرف رغبت کریں اور اس پر ثابت قدم رہیں لیکن اس زمانہ میں تم اور تمہارے اصحاب اہل معرفت ہی کو دیں۔ جب تم ان مسلمانوں میں

مرد عارف کو یا د نواز لوگوں کو چھوڑ کر انھیں دو، پھر فرمایا ان میں بعض مولفۃ القلوب ہیں اور بعض غلام ہیں یہ تو عوام میں شامل ہیں باقی خاص ہیں۔ میں نے کہا اگر یہ لوگ نہ پائے جائیں۔ فرمایا تو ایسا فریضہ نہ ہوگا جسے اللہ نے فرض کیا ہے اگر اس کے اہل نہیں ملتے۔ میں نے کہا اگر صدقات میں سب کی گنجائش نہ ہو۔ فرمایا اللہ نے اغنیاء کے مال میں فقراء کا حق رکھا ہے جتنی وسعت ہو اگر معلوم ہو کہ وہ رقم کافی نہ ہوگی تو اس میں کچھ زیادتی کردیں یہ بلحاظ فریضہ نہ ہوگی بلکہ جس میں ان کا حق نہیں اس میں سے ہوگی اگر لوگ محتاجوں کا حق ادا کرتے رہیں تو وہ آرام سے زندگی بسر کریں۔ (حسن)

۲۔ عبداللہ بن سنان سے مروی ہے کہ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب آیہ زکوٰۃ نازل ہوچکی ہے تو صدقہ کے مال لوگوں سے لو تاکہ ان کی تطہیر اور تزکیہ ہو جائے۔ جب یہ آیت ماہ رمضان میں نازل ہوئی تو حضرت رسولؐ خدا نے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں ندا کردے کہ اللہ نے تم پر زکوٰۃ کو اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح نماز کو۔ پس خدا نے زکوٰۃ کو فرض کیا سونے اور چاندی پر اور صدقہ فرض کیا اونٹ، گائے، بکری، گندم، جو، چھوہارے، اور خشک انگور پر، اس کے متعلق ماہ رمضان میں منادی کرادی گئی اور باقی پر معافی، پھر ایک سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ فرض نہ ہوئی۔ جب اگلا سال آیا تو منادی نے ندا دی۔ اے مسلمانو! اپنے مال کی زکوٰۃ دو تاکہ تمہاری نماز قبول ہو اس کے بعد صدقات وصول کرنے والے اور ناپ تول کرنے والے لوگوں کے پاس پہنچے۔ (مرسل)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ اس امت پر زکوٰۃ سے زیادہ سخت اور کوئی شے فرض نہیں کی گئی عام لوگ اس کے نہ دینے کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئے۔

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے اموال اغنیہ میں اتنا حق رکھا ہے جو ان کے لئے کافی ہو اگر ایسا نہ ہو تو زیادہ کردیں ان کو دیا جائے اس میں سے جس پر زکوٰۃ نہیں۔ (حسن)

۵۔ امام محمد باقر اور امام جعفر علیہم السلام نے فرمایا کہ زکوٰۃ نماز کے ساتھ ساتھ ہے (حسن)

۶۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ اللہ نے زکوٰۃ کو فقراء کی قوت قرار دیا ہے اور لوگوں کے مال میں زیادتی کا سبب (صحیح)

۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اللہ نے زکوٰۃ کو اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح نماز کو۔ اگر کسی پر زکوٰۃ ہو اور وہ اسے اعلانیہ دے تو کوئی عیب نہیں اس لئے کہ اموال اغنیا میں زکوٰۃ کو فرض کیا ہے تاکہ اس سے فقرا کی مدد ہو سکے اگر معلوم ہو کہ وہ رقم فقراء کے لئے کافی نہ ہوگی تو اور مدوں سے اسے بڑھا دے تاکہ فقراء پر پوری ہو جائے یہ فریضہ میں شمار نہ ہوگی (م)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ اللہ نے اموال اغنیا میں فقراء کے لئے حصہ معین کیا ہے تا وقتیکہ اسے ادا نہ

کریں قابل مدح نہیں ہو سکتے اور وہ زکوٰۃ ہے جس کی وجہ سے وہ قتل ہونے سے بچ جاتے ہیں اور ان کا نام مسلمان ہوتا ہے لیکن اللہ نے اموال اغنیاء میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی کچھ حقوق رکھے ہیں فرماتا ہے " وہ لوگ جن کے اموال میں حق معلوم ہے علاوہ زکوٰۃ کے اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے نفس پر اپنے مال میں سے بقدر اپنی طاقت اور مال کی گنجائش کے کچھ دینا اپنے اوپر فرض کر لے اس کو چاہیے کہ جو اپنے اوپر فرض کیا ہے اسے دے چاہے ہر جمعہ کو چاہے ہر مہینے اور اللہ نے فرمایا ہے اللہ کو قرض حسنہ دو اور یہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے وہ اسے راہ خدا میں ظاہر بظاہر اور خفیہ خرچ کرتے ہیں اور ماعون (روزمرہ کی چیزیں بھی) اور یہ لوگوں عاریتاً دینا ان کا فرض ہے اور اپنے عزیزوں اور ہمسایوں پر احسان کرنا اور اللہ نے یہ بھی فرض کیا ہے علاوہ زکوٰۃ کے یہ بھی کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے صلۂ رحم کریں۔ جس نے اس فرض کو پورا کیا جو اللہ نے اس پر عاید کیا ہے تو وہ بری الذمہ ہوا اور شکر کیا اس نعمت کا جو اللہ نے اسے مال کی دی ہے اور شکریہ ادا کیا جو اللہ نے اسے وسعت رزق دے کر دوسروں پر فضیلت دی ہے اور اس کا شکریہ ہے کہ اللہ نے اسے ادائے فرض کی توفیق دی اور اس امر میں اسے مدد دی۔ (موثق)

۹۔ ابو بصیر سے مروی ہے کہ ہم حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اور ہمارے ساتھ کچھ مالدار لوگ بھی تھے انھوں نے زکوٰۃ کا ذکر کیا۔ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا زکوٰۃ ادا کرنے والا مستحق مدح نہیں ہوتا کیونکہ اس کی وجہ سے تو وہ قتل سے بچ جاتا ہے اور مسلمان کہا جاتا ہے اگر ادا نہ کرے گا تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی تمہارے اوپر تمہارے مالوں میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی ہے۔ میں نے کہا اللہ آپ کی حفاظت کرے۔ علاوہ زکوٰۃ کے اور کیا ہے فرمایا سبحان اللہ۔ کیا تم نے یہ اللہ کا قول نہیں سنا۔ ان کے اموال میں حق سائل و محروم ہے۔

میں نے کہا وہ حق معلوم کیا ہے فرمایا یہ وہ چیز ہے کہ ایک شخص اپنے مال میں سے ہر روز یا ہر جمعہ یا ہر ماہ دیتا ہے کم یا زیادہ، یہ اس کے لئے دوامی نہیں ہوتا اور خدا فرماتا ہے کہ ماعون کو منع کرتے ہیں حالانکہ وہ ان پر فرض ہے اور احسان کرنا اور گرہستی کی چیزیں لوگوں کو مستعار دینا اور ان میں زکوٰۃ بھی ہے۔ میں نے کہا ہمارے کچھ پڑوسی ہیں جب ہم ان کو کوئی چیز عاریتاً دیتے ہیں تو اسے یا تو توڑ پھوڑ ڈالتے ہیں یا خراب کر دیتے ہیں کیا اس صورت میں منع کرنا گناہ ہے، فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا کیا۔ آیت "وہ خدا کی محبت میں مسکینوں یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں" داخل زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا کیا یہ آیت زکوٰۃ کے متعلق ہے " وہ لوگ اپنے مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں دن میں اور رات میں اور پوشیدہ اور علانیہ" فرمایا یہ زکوٰۃ نہیں۔ پھر میں نے اس آیت کے متعلق پوچھا " اگر تم صدقات کو ظاہر کر دو تو یہ اچھا ہے اور اگر چھپا کر فقراء کو دے دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے" فرمایا یہ زکوٰۃ نہیں اور جو صلۂ رحم اپنے اقرباء کے ساتھ کرو وہ بھی زکوٰۃ نہیں۔ (حسن)

۱۰۔ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ اس آیت سے کیا مراد ہے " وہ لوگ ہیں جن کے اموال میں سائل و

محروم کا حق ہے کیا زکوٰۃ کے علاوہ ہے یہ" فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جسے اللہ نے بہت سا مال دیا ہو اور وہ اس میں سے ایک ہزار یا دو ہزار یا تین ہزار یا کم یا زیادہ نکالے اور اس سے صلۂ رحم کرے اور اپنی قوم کا بوجھ اٹھائے (مجہول)

۱۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علی بن الحسینؑ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ "وہ وہ ہیں جن کے اموال میں ایک معلوم حق ہے سائل اور محروم کے لئے۔" حق معلوم سے کیا مراد ہے فرمایا حق معلوم وہ شے ہے جسے کوئی اپنے مال سے نکالے جو نہ زکوٰۃ مفروضہ ہے نہ صدقہ مفروضہ، اس نے کہا پھر وہ کیا ہے۔ فرمایا پھر وہ چیز ہے جسے کوئی اپنے مال سے (راہ خدا میں دینے کے لئے) نکالے چاہے زیادہ ہو یا کم۔ بقدر اپنی حیثیت کے نکالے، اس نے کہا پھر کیا کرے۔ فرمایا صلۂ رحم کرے اور کمزوروں کو قوی بنائے اور سب کی مدد کرے اور اپنے بھائی کو راہ خدا میں دے اس کی مصیبت کو دور کرے یہ سن کر اس نے کہا اللہ جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے۔ (مجہول)

۱۲۔ کسی نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے محروم کے متعلق پوچھا۔ فرمایا وہ وہ ہے جسے نہ کسی شے کے بیچنے پر قدرت ہو اور نہ کسی شے کے خریدنے پر اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے فرمایا "محروم وہ ہے جس کی عقل میں نقصان ہو اور جس کا رزق تنگ ہو وہ محارف ہے (مجہول)

۱۳۔ مفضل کہتے ہیں ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے پوچھا زکوٰۃ کتنے مال میں واجب ہوتی ہے فرمایا ظاہری زکوٰۃ پوچھتے ہو یا باطنی، اس نے کہا دونوں، فرمایا ہزار پر پچیس ظاہری ہے، رہی باطنی تو جب تمہارا کوئی بھائی کسی چیز میں تمہاری طرف محتاج ہو تو اس کی حاجت برلاؤ۔ (صحیح)

۱۴۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا مجھے خوشحالی تک قرض دیجیے۔ حضرت نے فرمایا غلّہ آنے تک، اس نے کہا نہیں، فرمایا تجارت تک، اس نے کہا نہیں، فرمایا کچھ بیچنے تک، اس نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا پس معلوم ہوا تم ان لوگوں میں سے ہو جن کا حق ہوتا ہے اموال میں۔ اس کے بعد ایک تھیلی منگا کر اس میں ہاتھ ڈالا اور ایک مٹھی درہم نکالے اور اسے دے کر کہا۔ اللہ سے ڈرتے ہوئے نہ تو فضول خرچی کرنا اور نہ بخل بلکہ درمیانی حالت اختیار کرنا۔ غیر ضروری جگہ خرچ کرنا فضول خرچی ہے خدا نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ (مرسل)

دوسری روایت میں سعدان سے یہی مضمون ہے۔

۱۵۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے عمار ساباطی سے فرمایا، اے عمار تم مالدار آدمی ہو۔ اس نے کہا ہوں، تو فرمایا جو زکوٰۃ اللہ نے تم پر فرض کی ہے ادا کرو۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ فرمایا اے عمار مال فنا ہو جاتا ہے اور بدن گل سڑ جاتا ہے صرف عمل باقی رہنے والی چیز ہے اور بدلہ دینے والا حی لایموت ہے اے عمار جو تم نے آگے بھیج دیا وہ تمہارے ساتھ رہے گا اور جو تم نے چھوڑ دیا وہ تمہیں ملے گا نہیں۔ (حسن)

۱۶۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ صدقات فقراء ومساکین کے لئے ہیں اور فرمایا فقیر وہ ہے جو لوگوں سے سوال نہیں کرتا اور مسکین وہ ہے جو حصول روزی کے لئے سوال کرتا ہے اور اس میں جد وجہد کرتا ہے اور بائس وہ ہے جو مانگنے میں زیادہ کوشش کرتا ہے پس اللہ نے جو تم پر فرض کیا ہے تو اس کو باعلان دینا پوشیدہ دینے سے بہتر ہے اور اگر بغرض تحصیل ثواب کچھ دے تو اس کا چھپانا اعلان سے بہتر ہے اور کسی کے پاس مال زکوٰۃ رکھا ہے تو اس کو اعلانیہ تقسیم کر دے یہ بہت اچھی صورت ہے۔ (حسن)

۱۷۔ آیہ ان تخفوہا کے متعلق حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا یہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے کیونکہ زکوٰۃ علانیہ دی جاتی ہے نہ کہ پوشیدہ۔ (صحیح)

۱۸۔ اماموں میں سے کسی سے پوچھا گیا فقیر کے متعلق اور مسکین کے، فرمایا فقیر وہ ہے جو سوال نہیں کرتا اور مسکین وہ ہے جو سوال کرتا ہے۔ (م)

۱۹۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے ایک بات کہی، فرمایا صبر کرو۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تمہارے لئے بہتر کرنے والا ہے پھر فرمایا اللہ تو اس دنیا میں کسی مومن کی حاجت برآری میں تاخیر نہیں کرتا۔ مگر جبکہ تاخیر جلدی سے بہتر ہوتی ہے پھر فرمایا یہ دنیا ہے ہی کیا۔ پھر فرمایا یہ صاحب دولت خطرہ میں رہتا ہے اس لئے کہ اس دولت میں اللہ کے حقوق اس پر واجب ہوتے ہیں قسم خدا کی جس پر اللہ کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں وہ خوف میں رہتا ہے اور حضرت نے ہاتھ کو حرکت دی اور فرمایا یہاں تک کہ میں نکالوں ان حقوق کو جو اللہ نے مجھ پر واجب کیا ہے۔ میں نے کہا [illegible] آپ بھی ڈرتے ہیں۔ فرمایا ہاں میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ ([illegible])

﴿باب ۲﴾

✡(منع الزكاة)✡

١ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عبدالله بن مسكان، عن محمّد بن مسلم قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ: «سيطوّقون ما بخلوا به يوم القيمة» فقال: يا محمّد ما من أحد يمنع من زكاة ماله شيئاً إلّا جعل الله عزّ وجلّ ذلك يوم القيامة ثعباناً من نار مطوّقاً في عنقه ينهش من لحمه حتّى يفرغ من الحساب، ثمّ قال: هو قول الله عزّ وجلّ: «سيطوّقون ما بخلوا به يوم القيمة» يعني ما بخلوا به من الزكاة.

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن ابن مسكان يرفعه ، عن رجل ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : بينا رسول الله صلى الله عليه وآله في المسجد إذ قال : قم يا فلان ، قم يا فلان ، قم يا فلان حتّى أخرج خمسة نفر فقال : اخرجوا من مسجدنا لاتصلّوا فيه وأنتم لاتزكّون .

٣ ـ يونس ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من منع قيراطاً من الزكاة فليس بمؤمن ولامسلم وهو قوله عزّ وجلّ : «ربّ ارجعون ۞ لعلّي أعمل صالحاً فيما تركت» وفي رواية اُخرى ولا تقبل له صلاة .

٤ ـ يونس ، عن عبد الله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : مامن ذي زكاة مال نخل أوزرع أوكرم يمنع زكاة ماله إلّا قلّده الله تربة أرضه يطوق بها من سبع أرضين إلى يوم القيامة .

٥ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن الحسن بن شمّون ، عن عبدالله بن عبدالرَّحمن ، عن مالك بن عطيّة ، عن أبان بن تغلب قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : دمان في الإسلام حلال من الله لا يقضي فيهما أحد حتّى يبعث الله قائمنا أهل البيت فإذا بعث الله عزَّ وجلَّ قائمنا أهل البيت حكم فيهما بحكم الله لايريد عليهما بيّنة : الزَّاني المحصن يرجمه ومانع الزكاة يضرب عنقه .

٦ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن محمّد بن عليّ ، عن موسى ابن سعدان ، عن عبدالله بن القاسم ، عن مالك بن عطيّة ، عن أبان بن تغلب ، عن أبي عبدالله عليه السلام نحوه .

٧ ـ حميد بن زياد ، عن الخشّاب ، عن ابن بقاح ، عن معاذ بن ثابت ، عن عمرو بن جميع ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ما من رجل أدّى الزكاة فنقصت من ماله ولا منعها أحد فزادت في ماله .

٨ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن عبيد بن زرارة قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : مامن عبد يمنع درهماً في حقّه إلّا أنفق اثنين في غير حقّه وما رجل يمنع حقّاً من ماله إلّا طوَّقه الله عزَّ وجلَّ به حيّة من نار يوم القيامة .

٩ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب ، عن أبي بصير

عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ملعون ملعون مال لايزكّى .

١٠ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضّال ، عن عليٍّ بن عقبة ، عن أبي الحسن عليه السلام ـ يعني الأوّل ـ قال : سمعته يقول : من أخرج زكاة ماله تامّة فوضعها في موضعها لم يسئل من أين اكتسب ماله .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن مهران ، عن ابن مسكان عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ : « سيطوّقون ما بخلوا به يوم القيمة » قال : مامن عبد منع من زكاة ماله شيئاً إلّا جعل الله لهذلك يوم القيامة ثعباناً من نار يطوق في عنقه ، ينهش من لحمه حتّى يفرغ من الحساب و وهو قول الله عزّ و جلّ : « سيطوّقون ما بخلوا به يوم القيمة » قال : ما بخلوا به من الزّكاة .

١٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليٍّ بن الحسين ، عن وهيب بن حفص ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : من منع الزكاة سأل الرّجعة عند الموت وهو قول الله عزّ وجلّ : « ربّ ارجعون ٭ لعلّي أعمل صالحاً فيما تركت » .

١٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليٍّ بن حسّان ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : صلاة مكتوبة خيرٌ من عشرين حجّة ، و حجّة خيرٌ من بيت مملوء ذهباً ينفقه في برّ حتّى ينفد ، قال : ثمّ قال : ولا أفلح من ضيّع عشرين بيتاً من ذهب بخمسة وعشرين درهماً فقلت : وما معنى خمسة عشرين درهماً ؟ قال : من منع الزّكاة وقفت صلاته حتى يزكّي

١٤ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عمّن ذكره ، عن حفص بن عمر ، عن سالم ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من منع قيراطاً من الزّكاة فليمت إن شاء يهوديّاً أو نصرانيّاً .

١٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : ملعونٌ ملعونٌ مال لا يزكّى .

١٦ ـ أحمد بن محمّد ، عن علي بن الحسن ، عن عليٍّ بن النعمان ، عن إسحاق قال : حدّثني من سمع أبا عبدالله عليه السلام يقول : ما ضاع مال في برّ ولا بحر إلّا بتضييع الزّكاة ولا يصاد من الطّير إلّا ماضيّع تسبيحه .

١٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن عليّ بن عقبة ، عن أيّوب بن راشد قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : مانع الزّكاة يطوّق بحيّة قرعاء وتأكل من دماغه وذلك قوله عزّ وجلّ : « سيطوّقون مابخلوا به يوم القيمة » .

١٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن مالك بن عطيّة ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : وجدنا في كتاب عليّ (عليه السلام) قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إذا منعت الزّكاة منعت الأرض بركاتها .

١٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمّد بن خالد ، عن خلف بن حمّاد ، عن حريز قال : قال أبوعبدالله (عليه السلام) : مامن ذي مال ذهب أوفضّة يمنع زكاة ماله إلّا حبسه الله عزّ وجلّ يوم القيامة بقاع قرقر وسلّط عليه شجاعاً أقرع يريده وهو يحيد عنه فإذا رأى أنّه لا يتخلّص له منه أمكنه من يده فقضمها كما يقضم الفجل ثمّ يصير طوقاً في عنقه وذلك قول الله عزّ وجلّ : « سيطوّقون مابخلوا به يوم القيمة » وما من ذي مال إبل أو غنم أو بقر يمنع زكاة ماله إلّا حبسه الله يوم القيامة بقاع قرقر يطأه كلّ ذات ظلف بظلفها وينهشه كلّ ذات ناب بنابها وما من ذي مال نخل أو كرم أوزرع يمنع زكاتها إلّا طوّقه الله ريعة أرضه إلى سبع أرضين إلى يوم القيامة .

٢٠ ـ أبو عبدالله العاصميّ ، عن عليّ بن الحسن الميثميّ ، عن عليّ بن أسباط عن أبيه أسباط بن سالم ، عن سالم مولى أبان قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : ما من طير يصاد إلّا بتركه التسبيح وما من مال يصاب إلّا بترك الزكاة .

٢١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله ، عن أبيه (عليهما السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : ماحبس عبد زكاة فزادت في ماله .

٢٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : من منع حقّاً لله عزّ وجلّ أنفق في باطل مثليه .

٢٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن أيّوب بن نوح ، عن ابن سنان عن أبي الجارود ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : إنّ الله تبارك و تعالى يبعث يوم القيامة ناساً من قبورهم مشدودة أيديهم إلى أعناقهم لايستطيعون أن يتناولوا بها قيس أنملة معهم ملائكة يعيّرونهم تعييراً شديداً ، يقولون : هؤلاء الّذين منعوا خيراً قليلاً من خير كثير ، هؤلاء الّذين أعطاهم الله فمنعوا حقّ الله في أموالهم .

۲۴ ـ عليٌّ بن محمّد ، عن ابن جمهور ، عن أبيه ، عن عليٍّ بن حديد ، عن عثمان بن رشيد ، عن معروف بن خرّبوذ ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّ الله عزّ وجلّ قرن الزّكاة بالصّلاة فقال : « أقيموا الصّلاة وآتوا الزكوة » فمن أقام الصّلاة ولم يؤت الزكاة لم يقم الصّلاة .

باب ۲

زکوٰۃ نہ دینے والا

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا سیطوّقون ما بخلوا به يوم القيمة فرمایا کہ جو مال کی زکوٰۃ سے کوئی شے روکے گا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس مال کو آگ کے ایک اژدہے کی صورت طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈال دے گا اور وہ حساب سے فارغ ہونے تک اس کا گوشت نوچے گا اسی کے متعلق یہ قول باری تعالیٰ سیطوقون ما بخلوا به الخ (حسن)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے جب حضرت رسول خدا مسجد میں تھے آپ نے فرمایا اے فلاں اٹھ اے فلاں اٹھ تا اینکہ آپ نے پانچ آدمیوں کو نکالا اور فرمایا مسجد سے نکل جاؤ اس میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ تم زکوٰۃ نہیں دیتے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ جو زکوٰۃ کا ایک قیراط بھی نہ دے گا وہ نہ مومن ہے نہ مسلمان۔ اسی کے متعلق ہے یہ آیت۔ وہ کہے گا اے میرے رب مجھے لوٹا دے تاکہ جو چھوٹ گیا ہے وہ عمل نیک میں کروں (ض)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر زکوٰۃ نہ دینے والے کی ملکیت کھجور کے درخت یا انگور کے پیڑ ہوں گے تو اللہ روز قیامت اس کی جتنی سات زمینوں سے ہے کر اس کی گردن کا قلادہ بنا دے گا۔ (مجہول)

۵۔ ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ نے اسلام میں دو خون حلال کئے ہیں ان کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کرے گا یہاں تک کہ قائم آل محمد کا ظہور ہو گا جب ظہور ہو گا تو آپ بحکم خدا بلغیر شہادت طلب کئے حکم صادر فرمائیں گے۔ زن شوہر دار سے زنا کرنے والے کو سنگسار کریں گے اور مانع زکوٰۃ کی گردن ماریں گے۔ (ض)

۶۔ دوسری روایت میں بھی یہی مضمون ہے۔

۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو کوئی زکوٰۃ ادا کرے اور اس کے مال سے کم ہو جائے تو اس کا مال بڑھ جائے گا اگر کوئی مانع نہیں ہے (حسن)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو شخص بمد زکوٰۃ ایک درہم رد کرتا ہے اور دوسرے کام میں دو درہم خرچ کرتا ہے اور جو اپنے مال سے حق زکوٰۃ روکتا ہے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت آگ کا ایک سانپ اس کے گلے میں ڈال دے گا۔ (حسن)

۹۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی وہ ملعون ہے ملعون ہے۔ (ض)

۱۰۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے مال کی پوری زکوٰۃ دے دے گا اور اسے حق داروں تک پہنچا دے گا تو اس سے یہ سوال نہ کیا جائے گا کہ کہاں سے حاصل کیا تھا۔ (صحیح)

۱۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ روز قیامت اس بخل کے باعث جو انھوں نے کیا ان کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا۔" فرمایا جو کوئی اپنے مال کی کچھ بھی زکوٰۃ روک لے گا روز قیامت اللہ تعالیٰ ایک آتشیں اژدہا کو اس کی گردن کا طوق بنا دے گا۔ وہ حساب سے فارغ ہونے تک اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھائے گا۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا۔ بخل سے مراد بخل زکوٰۃ ہے۔ (ضعیف)

۱۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو زکوٰۃ کو روکے گا وہ موت کے وقت دنیا کی طرف لوٹنے کی خواہش کرے گا اور جیسا کہ اس آیت میں ہے "اے میرے رب مجھے لوٹا دے تاکہ جو عمل نیک میں نے چھوڑے ہیں وہ بجا لاؤں۔ (ق)

۱۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے واجب نماز بہتر ہے بیس حج سے اور ایک حج بہتر ہے اس سونے کے بھرے ہوئے گھر سے جو امور نیک میں صرف کیا جائے تا اینکہ وہ ختم ہو جائے۔ پھر فرمایا اور نہیں بہتری ہے اس کے لئے جو سونے کے بیس گھر ضائع کرے ۲۵ درہم کے عوض، میں نے کہا اس سے کیا مراد ہے۔ فرمایا جو زکوٰۃ سے منع کرے۔ جب تک زکوٰۃ نہ دی جائے نماز قبولیت سے رکی رہے گی۔ (ضعیف)

۱۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو ایک قیراط زکوٰۃ بھی روکے گا وہ اگر اللہ نے چاہا تو یہودی یا نصرانی کی موت مرے گا۔ (مرسل)

۱۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ ملعون ہے (مرسل)

۱۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کوئی مال خشکی یا تری میں ضائع نہیں ہوا مگر جب کہ اس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ (مجہول)

۱۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے مانع زکوٰۃ کے گلے میں ایک زہریلے سانپ کا طوق ہوگا جیسا کہ خدا فرماتا ہے روز قیامت زکوٰۃ میں بخل کرنے والوں کے گلے میں طوق ہوں گے۔ (م)

۱۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں ہم نے دیکھا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا جب زکوٰۃ روکی جاتی ہے تو زمین برکتوں کا نزول رک جاتا ہے۔ (مجہول)

۱۹۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جو سونے اور چاندی کا مالدار ہو اور زکوٰۃ نہ دے تو روز قیامت خدا اسے ایک چٹیل میدان میں مقید کرے گا اور ایک زہریلے اژدھے کو اس پر مسلط کرے گا جس سے وہ ڈر کر بھاگے گا اور جب دیکھے گا کہ بچنے کی کوئی صورت نہیں تو اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑے گا وہ اسے مولی کی طرح چابے گا اور پھر اس کی گردن میں طوق بن کر رہے گا۔ یہی اس آیت کا مطلب ہے روز قیامت جس مال کے دینے میں بخل کیا ہے قیامت میں وہ گردن کا طوق ہوگا۔ جو مالدار اونٹوں، بکریوں اور گائے کی زکوٰۃ نہ دے گا روز قیامت وہ قید ہوگا۔ ایک ویران خطّہ زمین میں اور ہر کھروں والا جانور اسے اپنے کھروں سے کچلے گا اور جو کھجور اور انگور کے باغ رکھتا ہو اور کھیتی والا ہو اور زکوٰۃ نہ دے تو جتنے رقبہ میں یہ سب کچھ ہے تو روز قیامت زمین کے ساتوں طبقوں کی اتنی مٹی کا طوق اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔ (حسن)

۲۰۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کوئی طائر شکار نہیں ہوتا مگر ترک تسبیح کے بعد اور کسی مال پر مصیبت نہیں آتی مگر ترک زکوٰۃ کے بعد

۲۱۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا جس نے زکوٰۃ کو نہ روکا اس کے مال میں زیادتی ہوئی۔ (ض)

۲۲۔ فرمایا حضرت نے جو حق اللہ ادا نہیں کرتا اس کا دگنا مال باطل کاموں میں صرف ہو جاتا ہے۔

۲۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو قبروں سے نکالے گا اس طرح کہ ان کے ہاتھ پس گردن بندھے ہوں گے اور وہ ایک انگل بھی نہیں اٹھا سکیں گے۔ ملائکہ ان کے ساتھ ہوں گے اور ان کو شدت کے ساتھ عیب لگا رہے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کو دیا تھا لیکن انھوں نے اپنے مال میں سے اللہ کا حق نہ دیا۔ (ض)

۲۴۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ کیا ہے فرمایا ہے نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ پس جس نے زکوٰۃ نہ دی اس نے گویا نماز ہی نہ پڑھی۔

باب ۳

(العلة في وضع الزكاة على ما هي لم تزد ولم تنقص)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال : قيل لأبي عبدالله عليه السلام : لأيّ شيء جعل الله الزكاة خمسة و عشرين في كلّ ألف ولم يجعلها ثلاثين ؟ فقال : إنّ الله عزّ وجلّ جعلها خمسة و عشرين أخرج من أموال الأغنياء بقدر ما يكتفي به الفقراء ولو أخرج النّاس زكاة أموالهم ما احتاج أحد .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن سلمة بن الخطاب، عن الحسن بن راشد، عن عليّ بن إسماعيل الميثميّ، عن حبيب الخثعميّ قال: كتب أبوجعفر المنصور إلى محمّد بن خالد وكان عامله على المدينة أن يسأل أهل المدينة عن الخمسة في الزّكاة من المائتين كيف صارت وزن سبعة ولم يكن هذا على عهد رسول الله صلّى الله عليه وآله وأمره أن يسأل فيمن يسأل عبدالله ابن الحسن وجعفر بن محمّد عليهما السلام قال: فسأل أهل المدينة فقالوا: أدركنا من كان قبلنا على هذا فبعث إلى عبدالله بن الحسن وجعفر بن محمّد عليهما السلام فسأل عبدالله بن الحسن فقال: كما قال المستفتون من أهل المدينة، قال: فقال: ما تقول يا أباعبدالله؟ فقال: إنّ رسول الله صلّى الله عليه وآله جعل في كلّ أربعين أُوقية أُوقية فإذا حسبت ذلك كان على وزن سبعة وقد كانت وزن ستّة وكانت الدّراهم خمسة دوانيق قال: حبيب فحسبناه فوجدناه كما قال: فأقبل عليه عبدالله بن الحسن فقال: من أين أخذت هذا؟ قال: قرأت في كتاب أُمّك فاطمة، قال: ثمّ انصرف فبعث إليه محمّد بن خالد ابعث إليّ بكتاب فاطمة عليها السلام فأرسل إليه أبوعبدالله عليه السلام إنّي إنّما أخبرتك أنّي قرأته ولم أُخبرك أنّه عندي قال: حبيب فجعل محمّد بن خالد يقول لي: ما رأيت مثل هذا قطّ.

٣ ـ أحمد بن إدريس وغيره، عن محمّد بن أحمد، عن إبراهيم بن محمّد، عن محمّد بن حفص، عن صباح الحذّاء، عن قثم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: جعلت فداك أخبرني عن الزكاة كيف صارت من كلّ ألف خمسة وعشرين لم تكن أقلّ أو أكثر ما وجهها؟ فقال: إنّ الله عزّ وجلّ خلق الخلق كلّهم فعلم صغيرهم وكبيرهم وغنيّهم وفقيرهم فجعل من كلّ ألف إنسان خمسة وعشرين مسكيناً ولو علم أنّ ذلك لا يسعهم لزادهم لأنّه خالقهم وهو أعلم بهم.

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم [عن أبيه] عن محمّد بن عيسى بن عبيد، عن يونس، عن أبي جعفر الأحول قال: سألني رجل من الزّنادقة فقال: كيف صارت الزّكاة من كلّ ألف خمسة وعشرين درهماً؟ فقلت له: إنّما ذلك مثل الصّلاة ثلاث وثنتان وأربع، قال: فقبل منّي، ثمّ لقيت بعد ذلك أباعبدالله عليه السلام فسألته عن ذلك فقال: إنّ الله عزّ وجلّ حسب الأموال والمساكين فوجد ما يكفيهم من كلّ ألف خمسة وعشرين ولو لم يكفهم لزادهم، قال: فرجعت إليه فأخبرته فقال: جاءت هذه المسألة على الإبل من الحجاز، ثمّ قال: لو أنّي أعطيت أحداً طاعة لأعطيت صاحب هذا الكلام.

باب ۳

علّت فرض زکوٰۃ اور کس پر نہ کم ہے نہ زیادہ

۱۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت ابوعبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اللہ نے ہر ہزار پر ۲۵ کو کیوں قرار دیا ہے، ۳۰ کیوں نہیں کیا۔ فرمایا اللہ نے زکوٰۃ ۲۵ یوں رکھی ہے کہ یہ تعداد فقرا کے لئے کافی ہے کاش لوگ اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتے جس کی کسی ضرورت ہوتی ہے (ص)

۲۔ ابوجعفر منصور نے حاکم مدینہ محمد بن خالد کو لکھا کہ وہ اہل مدینہ سے پوچھے دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ کے متعلق کہ یہ سات کا وزن کیسے ہوا۔ رسول اللہ کے زمانہ میں تو ایسا نہ تھا اور حکم دیا کہ وہ یہ سوال کرے ایسے شخص سے جو پوچھے عبد اللہ بن حسن اور جعفر بن محمد سے، پس اس نے اہل مدینہ سے سوال کیا، انھوں نے کہا ہم نے اپنوں سے پہلے اسی پر عمل پایا ہے۔ پھر کسی کو عبد اللہ بن حسن اور جعفر بن محمد کے پاس بھیجا۔ عبد اللہ نے امام جعفر صادق سے وہی پوچھا جو اہل مدینہ نے پوچھا تھا اور کہا اے ابوعبد اللہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ نے ہر چالیس پر ایک ایک اوقیہ فرمایا ہے جب تم حساب کرو گے تو اس کا وزن سات ہوگا اور کبھی چھ ہوگا اور ایک درہم پانچ دوانیق کا ہوتا ہے جیسب نے کہا جب ہم نے حساب لگایا تو جیسا فرمایا تھا ویسا ہی پایا۔ پھر عبد اللہ بن حسن حضرت کے پاس آئے اور کہا آپ نے یہ کہاں سے بیان کیا۔ میں نے تمہاری دادی حضرت فاطمہ کی کتاب میں پڑھا ہے یہ سن کر عبد اللہ چلے گئے اور محمد بن خالد کو بھیجا کہ کتاب فاطمہ علیہ السلام میرے پاس بھیج دیجئے۔ حضرت نے بعد میں کہلا بھیجا میں نے تمھیں یہ بتایا ہے کہ میں نے یہ پڑھا ہے یہ تو نہیں کہا کہ وہ میرے پاس ہے؟ سب کا بیان ہے کہ محمد بن خالد نے کہا میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ (ص)

۳۔ میں نے ابوعبد اللہ علیہ السلام سے کہا میں آپ فدا ہوں زکوٰۃ کے متعلق مجھے بتایئے کہ ہر ہزار پر ۲۵ ہی کیوں ہے نہ کم نہ زیادہ اس کی وجہ کیا ہے، فرمایا اللہ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ چھوٹے ہوں یا بڑے غنی ہوں یا فقیر اور ہزار انسانوں میں سے ۲۵ مسکین کے لیے، اگر جانتا کہ یہ کم ہیں تو اور زیادہ کر دیتا کیونکہ وہ ان کا خالق ہے اور ان کے متعلق سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (ص)

۴۔ ابوجعفر احول نے کہا۔ مجھ سے ایک زندیق نے کہا، ہر ہزار پر ۲۵ درہم زکوٰۃ کیوں ہے میں نے کہا یہ ایسا ہی ہے جیسے نماز تین دو اور چار رکعت، اس نے مان لیا پھر میں ابوعبد اللہ علیہ السلام سے ملا اور اس کے متعلق پوچھا فرمایا اللہ نے حساب لگایا اموال و مساکین کا، پس ہر ہزار پر ۲۵ کو ان کے لیے کافی پایا۔ اگر کافی نہ پاتا تو زیادہ کر دیتا

پس کر ہیں اس زندیق کے پاس آیا اور میں نے یہ جواب اسے سنایا اس نے کہا یہ مسئلہ اونٹوں کی پشت پر حجاز سے آیا ہے اگر میں کسی کی اطاعت کرنے والا ہوتا تو اس کلام والے کی اطاعت کرتا۔ (م)

﴿ باب ۴ ﴾

☆(ماوضع رسول الله صلى الله عليه و على أهل بيته الزكاة عليه)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و محمّد بن مسلم و أبي بصير ؛ و بريد بن معاوية العجليّ ؛ وفضيل بن يسار ، عن أبي جعفر و أبي عبدالله عليهما السلام قالا : فرض الله الزكاة مع الصّلاة في الأموال وسنّها رسول الله صلى الله عليه وآله في تسعة أشياء ـ وعفا رسول الله عمّا سواهنّ ـ في الذّهب و الفضّة والإبل والبقر والغنم والحنطة و الشّعير والتّمر والزّبيب وعفا عمّا سوى ذلك .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن عبدالله ابن مسكان ، عن أبي بكر الحضرميّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : وضع رسول الله صلى الله عليه وآله الزكاة على تسعة أشياء : الحنطة و الشّعير و التّمر والزبيب والذّهب والفضّة والإبل والبقر والغنم . وعفا عمّا سوى ذلك ، قال يونس : معنى قوله : إنّ الزّكاة في تسعة أشياء وعفا عمّا سوى ذلك : إنّما كان ذلك في أوّل النبوّة كما كانت الصّلاة ركعتين ثمّ زاد رسول الله صلى الله عليه وآله فيها سبع ركعات وكذلك الزكاة وضعها و سنّها في أوّل نبوّته على تسعة أشياء ثمّ وضعها على جميع الحبوب .

باب ۴
کن چیزوں پر زکوٰۃ ہے

۱۔ ابو عبداللہ اور ابو جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ اور سنت قرار دیا ہے۔ اس کو رسول اللہ نے ۹ چیزوں میں، اور باقی کو معاف کیا ہے۔ سونا، چاندی، اونٹ، گائے، بکری، گیہوں، جو، چھوارا، اور منقیٰ اور باقی پر معاف کر دیا ہے۔

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے مقرر کی زکوٰۃ نو چیزوں میں گندم۔ جَو۔ چھوارا۔ منقّیٰ۔ سونا، چاندی اونٹ۔ گائے اور بکری، باقی پر معاف کیا۔ یونس نے کہا اس قول کے معنی کہ نو اشیاء پر زکوٰۃ ہے باقی پر معاف کردی گئی ہے یہ ہیں کہ اول نبوت میں جیسے نماز دو رکعت تھی پھر رسول اللہ نے سات رکعت اور زیادہ کیں اسی طرح زکوٰۃ اول نو چیزوں پر تھی پھر تمام غلات پر ہوگئی (۵)

﴿باب ۵﴾

☆(ما يزكى من الحبوب)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألته عليه السلام عن الحبوب ما يزكّى منها ، قال : البرُّ والشّعير والذُّرة والدُّخن والأرز والسُّلت والعدس والسّمسم كلُّ هذا يزكّى وأشباهه .

٢ ـ حريز ، عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام مثله ، وقال : كلُّ ما كيل بالصّاع فبلغ الأوساق فعليه الزّكاة ، وقال : جعل رسول الله صلى الله عليه وآله الصّدقة في كلِّ شيء أنبتت الأرض إلّا ما كان في الخضر والبقول وكلُّ شيء يفسد من يومه .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن العبّاس بن معروف ، عن عليِّ بن مهزيار قال : قرأت في كتاب عبدالله بن محمّد إلى أبي الحسن عليه السلام جعلت فداك روي عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : وضع رسول الله صلى الله عليه وآله الزّكاة على تسعة أشياء : الحنطة والشعير والتّمر والزّبيب والذّهب والفضّة والغنم والبقر والإبل . وعفا رسول الله صلى الله عليه وآله عمّا سوى ذلك ، فقال له القائل : عندنا شيء كثير يكون أضعاف ذلك ، فقال : وما هو ؟ فقال له : الأرز فقال أبوعبدالله عليه السلام : أقول لك : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله وضع الزّكاة على تسعة أشياء وعفا عمّا سوى ذلك وتقول : عندنا أرزٌ وعندنا ذرةٌ وقد كانت الذُّرة على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله فوقّع عليه السلام كذلك هو والزّكاة على كلِّ ما كيل بالصّاع . وكتب عبدالله : وروى غير هذا الرّجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سأله عن

الحبوب فقال : وما هي ؟ فقال ؛ السّمسم والأرز والدّخن وكلّ هذا غلّة كالحنطة والشعير فقال أبوعبدالله عليه السلام : في الحبوب كلّها زكاة .

ـ و روى أيضاً عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : كلّ ما دخل القفيز فهو يجري مجرى الحنطة والشّعير و التّمر والزّبيب ، قال : فأخبرني جعلت فداك هل على هذا الأرز وما أشبهه من الحبوب الحمّص والعدس زكاة ؟ فوقّع عليه السلام : صدقوا الزّكاة في كلّ شيء كيل .

و عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : إنّ لنا رطبة و أرزاً فما الّذي علينا فيها ؟ فقال عليه السلام : أمّا الرّطبة فليس عليك فيها شيء وأمّا الأرز فماسقت السّماء بالعشر وماسقي بالدّلو فنصف العشر من كلّ ماكلت بالصّاع أوقال : وكيل بالمكيال .

٥ ـ حميد بن زياد ، عن أحمد بن سماعة ، عمّن ذكره ، عن أبان ، عن أبي مريم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الحرث مايزكّى منه ؟ فقال : البرّ والشّعير والذرة والأرز والسّلت والعدس كلّ هذا ممّا يزكّى وقال : كلّ ماكيل بالصّاع فبلغ الأوساق فعليه الزّكاة .

باب ۵

کن غلّوں پر زکوٰۃ ہے

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے غلّوں کی زکوٰۃ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا گیہوں، جو، مکئی، باجرہ، چاول، بے چھلکے کا جو، مسور، تل یہ اور ان سے مشابہ تمام غلّوں پر (حسن)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو غلّے ناپے جاتے ہیں اور ان کا وزن اوساق (ایک وسق ساٹھ صاع) تک تک پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور رسول اللہ نے ہر اس چیز پر زکوٰۃ مقرر کی ہے جو زمین سے آگے سوائے سبزے اور ترکاریوں اور ہر اس شے کے جو دن بھر میں خراب ہو جائے۔ (م)

۳۔ میں نے کتاب عبداللہ بن محمد میں پڑھا کہ ابوالحسن علیہ السلام کو لکھا میں آپ پر فدا ہوں امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا حضرت رسول خدا نے مقرر کی ہے زکوٰۃ نو چیزوں پر ہے گیہوں، جو، چھوارہ منقی، سونا، چاندی، بکری، گائے اور اونٹ، ان کے علاوہ چیزوں پر رسول اللہ نے زکوٰۃ نہیں رکھی کہنے والے نے کہا، ہمارے پاس ایک شے بہت زیادہ ہے فرمایا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ چاول۔ حضرت نے فرمایا میں تم کو بتاتا ہوں کہ رسول اللہ نے نو چیزوں پر رکھی ہے باقی کو معاف کیا ہے اور تم کہتے ہو کہ ہمارے پاس چاول ہیں اور چاول عہد رسول میں تھے حضرت نے لکھا وہ بھی زکوٰۃ والوں میں ہے جو غلہ پیمانہ سے ناپا جائے اس پر زکوٰۃ ہے اور عبداللہ نے لکھا اس خط کے سوا اور خطوں میں جو پیمانوں سے ناپے جاتے ہیں پس وہ قائم مقام ہیں گیہوں، جو، چھوارا اور منقی کے، اس نے کہا میں آپ پر فدا ہوں کیا چاول پر اور جو اس سے مشابہ ہیں چنا اور مسور، کیا ان پر زکوٰۃ ہے۔ تحریر فرمایا ہر وہ شے جو پیمانہ سے ناپی جاتی ہے اس پر زکوٰۃ ہے (ض)

۳۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے کہا میرے پاس خرمے اور چاول ہیں ان پر کتنی زکوٰۃ ہے حضرت نے فرمایا خرمہ پر کچھ نہیں۔ چاول اگر بارش کے پانی سے اگا ہے تو دسواں حصہ اور اگر آبپاشی ہوئی ہے تو بیسواں حصہ۔ جن چیزوں کو تم پیمانوں سے ناپو، ان پر زکوٰۃ ہے۔ (م)

۴۔ میں نے ابوعبداللہ سے پوچھا کھیتی کی زکوٰۃ کے متعلق، فرمایا گیہوں، جو، مکا، چاول، بے چھلکے کا جو اور مسور پر ہے اور فرمایا ہر اس غلہ پر ہے جو پیمانہ سے ناپا جاتا ہو۔ (مرسل)

﴿باب ۵﴾

☆(مالا يجب فيه الزكاة مما تنبت الارض من الخضر و غيرها)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس على البقول ولا على البطّيخ و أشباهه زكاة إلّا ما اجتمع عندك من غلّته فبقي عندك .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام أنّه سئل عن الخضر فيها زكاة و إن بيعت بالمال العظيم ؟ فقال : لا حتّى يحول عليه الحول .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ما في الخضر ؟ قال : وما هي ؟ قلت : القضب والبطّيخ ومثله من الخضر ، قال : ليس عليه شيء إلّا أن يباع مثله بمال ويحول عليه الحول ففيه الصّدقة وعن الغضاة من الفرسك وأشباهه فيه زكاة ؟ قال : لا ، قلت : فثمنه ؟ قال : ماحال عليه الحول من ثمنه فزكّه .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن مهزيار ، عن عبدالعزيز بن المهتديّ قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن القطن والزعفران عليهما زكاة ؟ قال : لا .

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام في البستان تكون فيه من الثّمار مالو بيع كان مالاً هل فيه صدقة ؟ قال : لا .

باب
نباتات میں کس پر زکوٰۃ نہیں

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے ترکاریوں اور خربوزے ، تربوز اور ان جیسے پھلوں پر زکوٰۃ نہیں ۔ہاں جو انہیں سے سال بھر تک تمہارے پاس باقی رہے ۔ (موثق)

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا سبزیوں کے متعلق جبکہ فروخت کی جائیں مال کثیر میں ، فرمایا ان پر زکوٰۃ نہیں جب تک ایک سال نہ گزر جائے ۔ (ح)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا کہ کیا زکوٰۃ ہے ہری چیزوں میں ، فرمایا وہ کیا ہیں ، میں نے کہا گنا اور خربوزہ وغیرہ فرمایا ان پر کچھ نہیں جبکہ فروخت کی جائیں ۔ان کی مثل کسی ایسے مال سے جس پر ایک سال گزر جائے اس میں صدقہ ہوگا ۔ میں نے کہا ان درختوں پر جو لگائے جائیں زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں ، میں نے کہا ان کی قیمت پر فرمایا ایک سال گزرنے کے بعد ۔ (حسن)

۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا روئی اور زعفران پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں (ح)

۵۔ میں نے امامین علیہما السلام سے پوچھا اس باغ کے متعلق جس میں پھل لگے ہوں اور وہ مال کے عوض فروخت ہوں کیا ان پر صدقہ ہے ۔ فرمایا نہیں ۔

﴿باب﴾

﴿أقل مايجب فيه الزكاة من الحرث﴾

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن أحمدبن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن الزّكاة في الزّبيب والتّمر، فقال : في كلّ خمسة أوساق وسق والوسق ستّون صاعاً و الزّكاة فيهما سواء، فأمّا الطّعام فالعشر فيما سقت السّماء، و أمّا ماسقى بالغرب والدّوالي فإنّما عليه نصف العشر .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمدبن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن أحمدبن أشيم ، عن صفوان بن يحيى ؛ و أحمدبن محمّدبن أبي نصر قالا : ذكرنا له الكوفة وما وضع عليها من الخراج وما سار فيها أهل بيته ، فقال : من أسلم طوعاً تركت أرضه في يده وأُخذ منه العشر ممّا سقت السّماء والأنهار و نصف العشر ممّا كان بالرّشا فيما عمروه منها ومالم يعمروه منها أخذه الامام فقبّله ممّن يعمره و كان للمسلمين ؛ وعلى المتقبّلين في حصصهم العشر ونصف العشر وليس في أقلّ من خمسة أوساق شيء من الزّكاة وما أُخذ بالسّيف فذلك إلى الإمام يقبله بالّذي يرى كما صنع رسول الله صلى الله عليه وآله بخيبر قبل سوادها و بياضها يعني أرضها و نخلها والنّاس يقولون : لايصلح قبالة الأرض و النّخل وقد قبل رسول الله صلى الله عليه وآله خيبر وعلى المتقبّلين سوى قبالة الأرض العشر ونصف العشر في حصصهم و قال : إنّ أهل الطائف أسلموا و جعلوا عليهم العشر ونصف العشر و إنّ أهل مكّة دخلها رسول الله صلى الله عليه وآله عنوة فكانوا أُسراء في يده فأعتقهم وقال : اذهبوا فأنتم الطّلقاء .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، و محمّدبن يحيى ، عن أحمدبن محمّدبن عيسى جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : قال أبوعبدالله عليه السلام في الصّدقة فيما سقت السّماء والأنهار إذا كان سيحاً أو كان بعلاً العشر وماسقت السّواني والدّوالي أو سقي بالغرب فنصف العشر .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي بصير ؛ و محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام أنّهما قالا له : هذه الأرض الّتي يزارع أهلها ماترى فيها ؟ فقال : كلّ أرض دفعها إليك السّلطان فما حرثته فيها فعليك فيما أخرج الله منها الّذي

قاطعك عليه و ليس على جميع ما أخرج الله منها العشر إنّما عليك العشر فيما يحصل في يدك بعد مقاسمته لك .

٥ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمدبن محمّد ، عن البرقيّ ، عن سعدبن سعدالأشعريّ قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن أقلّ ما يجب فيه الزكاة من البرّ والشعير و التمر و الزبيب ، فقال : خمسة أوساق بوسق النبيّ صلى الله عليه وآله ، فقلت : كم الوسق ؟ قال : ستّون صاعاً ، قلت : فهل على العنب زكاة أو إنّما تجب عليه إذا صيّره زبيباً ؟ قال : نعم إذا خرصه أخرج زكاته .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن شريح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : فيما سقت السماء و الأنهار أوكان بعلا العشر وأمّاما سقت السواني والدّوالي فنصف العشرفقلت له : فالأرض تكون عندنا تسقى بالدّوالي ثمّ يزيدالماء فتسقى سيحاً ؟ فقال : وإنّ ذا ليكون عندكم كذلك ؟ قلت : نعم قال : النصف و النّصف نصفٌ بنصف العشر ونصف بالعشر ، فقلت : الأرض تسقى بالدّوالي ثمّ يزيد الماء فتسقى السقية والسقيتين سيحاً قال : و في كم تسقى السقية و السقيتين سيحاً ؟ قلت : في ثلاثين ليلة أوأربعين ليلة وقد مضت قبل ذلك في الأرض ستّة أشهر سبعة أشهر قال : نصف العشر .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن التمر و الزّبيب ما أقلّ ما تجب فيه الزكاة ، فقال : خمسة أوساق ويترك معافارة وأمّ جعرور لايزكّيان وأن كثرا ويترك للحارس العذق والعذقان والحارس يكون في النخل ينظره فيترك ذلك لعياله .

باب

زراعت میں وجوب زکوٰۃ کیلئے وزن

۱۔ میں نے حضرت سے پوچھا ، حنطہ اور جو اِسے میں زکوٰۃ کی کیا صورت ہے فرمایا ہر پانچ وسق پر ایک وسق اور ایک وسق برابر ہے ساٹھ صاع کے اور ایک صاع برابر ہے دو سیر ۱۴ چھٹانک اور چار تولہ کے ، لیکن کھانے کے اناج پر اگر بارش سے کھیتی تیار ہوئی ہے تو دسواں حصہ اور اگر ڈول وغیرہ سے سیراب ہوئی ہے تو بیسواں حصہ ۔ (موثق)

۲۔ دونوں راویوں نے کہا۔ ہم نے امام سے کوفہ کا ذکر کیا اور اس خراج کا جو ان پر عائد کیا گیا ہے اس کا، جو جاری کیا تھا ان کے اہلبیت نے۔ حضرت نے فرمایا۔ صورت زکوٰۃ یہ ہے کہ جو بخوشی اسلام قبول کرے تو اس کی زمین اسی کے قبضہ میں رکھی جائے گی اور اس سے دسواں حصہ لیا جائے گا اس غلہ کا جو بارش کے پانی سے اُگا بڑھا اور بیسواں حصہ اس کھیت سے جس میں آبپاشی کی گئی ہو اور جسے کاشتکار نے آباد کیا ہو اور اگر آباد نہیں کیا اور بنجر رکھا ہے تو اس پر امام قابض ہوگا اور ذمہ دار بنائے گا اس کو جو اسے آباد بنائے اور مسلمانوں کا اور قبول کرنے والوں کا دسواں اور بیسواں حصہ ہوگا اور پانچ وسق سے کم پر زکوٰۃ نہیں اور جو علاقہ بزور شمشیر لیا جائے وہ امام کی طرف آئے گا اور وہ جسے مناسب سمجھے گا دے گا جیسا کہ رسول اللہ نے خیبر میں کیا اس کی زمین اور درخت دونوں لے لیے۔ لوگ کہتے ہیں کہ زمین اور درخت دونوں پر قبضہ نہیں ہونا چاہیئے۔ حالانکہ خیبر میں رسول اللہ نے ایسا نہیں کیا تھا اور قبول کرنے والوں پر قبالہ زمین کے سوا دسواں حصہ اور بیسواں حصہ ان کو دینا تھا۔ جب طائف والے مسلمان ہوئے تو ان پر دسواں اور بیسواں حصہ لازم قرار دیا گیا اور مکہ میں چونکہ رسول اللہ یکایک داخل ہوئے تھے اور بزور قبضہ کیا تھا اور وہاں کے لوگ حضرت کے ہاتھ میں قید تھے لہذا حضرت نے ان کو آزاد کر کے کہا۔ جاؤ تم طلقا ہو۔ (غلام آزاد کردہ ہو۔ (م)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے صدقہ کے بارے میں جو کھیتی بارش سے، نہروں سے، آب جاری سے یا چشمہ سے تیار ہو اس کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور جو اونٹوں کے ذریعہ پانی کھینچ یا ڈولوں اور رہٹ سے ہو تو بیسواں حصہ ہے۔

۴۔ دو راویوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا۔ جس زمین میں لوگ زراعت کرتے ہوں اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے فرمایا ہر وہ زمین جو بادشاہ تمہیں دے اور تم اس میں کھیتی کرو تو جو غلہ اس میں سے اللہ پیدا کرے تو زکوٰۃ اس پر ہے جو تمہارے کھلیان میں آئے نہ ہر اس چیز پر جو زمین سے پھوٹ نکلی ہو دسواں حصہ صرف اس پر ہوگا جو تقسیم کے بعد تمہارے حصہ میں آئے۔ (ح)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کم سے کم کتنے وزن پر زکوٰۃ ہے گیہوں، جو، چھوارے، منقیٰ کی فرمایا پانچ وسق نبی سے۔ میں نے کہا۔ ایک وسق کتنا ہوتا ہے فرمایا ساٹھ صاع (صاع ۲ سیر ۱۲ چھٹانک ۳ تولہ) میں نے کہا کیا انگور پہ زکوٰۃ ہے یا اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ منقیٰ ہو جائے۔ فرمایا ہاں اس کا تخمینہ کرنے کے بعد زکوٰۃ ہوگی۔ (صحیح)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس غلہ میں جو سیراب کیا گیا ہو بارش اور نہروں سے یا آب جاری سے، تو اس میں دسواں حصہ ہے۔ لیکن جو آبپاشی یا رہٹ سے ہو تو بیسواں حصہ ہے۔ میں نے کہا ایک زمین ہمارے پاس ایسی ہوتی ہے کہ جس کو رہٹ سے سیراب کیا جاتا ہے پھر پانی زیادہ برس جاتا ہے تو وہ زمین آب

جاری سے سیراب ہوتی ہے فرمایا تمہارے لئے ایسا بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا ہاں فرمایا غلہ آدھا کرو اور نصف میں سے دسویں حصہ کا نصف کرو۔ میں نے کہا جو زمین رہٹ سے سیراب کی جائے پھر پانی زیادہ ہو جائے تو آب جاری سے ایک مشک یا دو مشک سے سیراب کیا جائے۔ فرمایا ایسے کتنے دن۔ میں نے کہا جو بیس رات یا چالیس رات، اور اس سے پہلے بھی زمین کو چھ سات ماہ پانی دیا گیا ہو۔ فرمایا تو بیسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی (مجہول)

۱۰۔ میں نے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا چھوہارے اور منقیٰ پر کم سے کم کتنے پر زکوٰۃ ہوگی فرمایا پانچ وسق پر اور چھوڑ دیا جائے گا نارسیدہ اور از کار رفتہ کو چاہے کتنے ہی ہوں چھوڑا جائے گا نگہبانی کرنے والے کا حق اور اس کے بال بچوں کے لئے۔

﴿باب﴾

☆(ان الصدقة في التمر مرة واحدة)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أيّما رجل كان له حرث أو تمرة فصدّقها فليس عليه فيه شيء وإن حال عليه الحول عنده إلّا أن يحوّله مالاً فإن فعل ذلك فحال عليه الحول عنده فعليه أن يزكّيه وإلّا فلا شيء عليه وإن ثبت ذلك ألف عام إذا كان بعينه فإنّما عليه فيه صدقة العشر فإذا أدّاها مرّة واحدة فلا شيء عليه فيها حتّى يحوّله مالاً و يحول عليه الحول و هو عنده .(١)

باب

صدقہ ثمرات میں ایک بار ہے

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے جس شخص کی کھیتی ہو یا پھل ہوں اور صدقہ دے دے تو پھر اس پر کچھ نہیں اور اگر اس کے پاس اس پر ایک سال گزر جائے لیکن اگر مال اس کے پاس ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس پر لازم ہے کہ زکوٰۃ دے، ورنہ اس پر کچھ نہیں۔ اگرچہ ہزار برس اس کے پاس بغیر رہے کیونکہ اس پر دسواں حصہ صدقہ کا ہے پس جب اس نے ایک بار ادا کر دیا تو اب اس پر کچھ نہیں۔ ہاں اگر مال کی صورت میں وہ رقم ایک سال اس کے پاس رہے گی تو زکوٰۃ دینی ہوگی۔ (حسن)

﴿باب ۹﴾

✿(زكاة الذهب والفضة)✿

١ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : في كل مائتي درهم خمسة دراهم من الفضة وإن نقص فليس عليك زكاة ومن الذهب من كل عشرين ديناراً نصف دينار و إن نقص فليس عليك شيء .

٢ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة النخاس قال : سأل رجل أبا عبدالله عليه السلام فقال : إني رجل صايغ أعمل بيدي و إنه يجتمع عندي الخمسة والعشرة ففيها زكاة ؟ فقال : إذا اجتمع مائتا درهم فحال عليها الحول فإن عليها الزكاة .

٣ ـ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن ابن فضال ، عن علي ابن عقبة ؛ وعدة من أصحابنا ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام قالا : ليس فيما دون العشرين مثقالاً من الذهب شيء فإذا كملت عشرين مثقالاً ففيها نصف مثقال إلى أربعة وعشرين فإذا كملت أربعة و عشرين ففيها ثلاثة أخماس دينار إلى ثمانية و عشرين فعلى هذا الحساب كلما زاد أربعة .

٤ ـ عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر ، عن ابن عيينة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا جازت الزكاة العشرين ديناراً ففي كل أربعة دنانير عشر دينار .

٥ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الذهب كم فيه من الزكاة ؟ فقال : إذا بلغ قيمته مائتي درهم فعليه الزكاة .

٦ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسين بن بشار قال : سألت أبا الحسن عليه السلام في كم وضع رسول الله صلى الله عليه وآله الزكاة فقال : في كل مائتي درهم خمسة دراهم فإن نقصت فلا زكاة فيها ؛ وفي الذهب في كل عشرين ديناراً نصف دينار فإن نقصت فلا زكاة فيها .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سئل أبو عبدالله عليه السلام عن الذّهب و الفضّة ما أقلّ مايكون فيه الزكاة قال : مائتا درهم و عدلها من الذّهب قال : و سألته عن النيف و الخمسة والعشرة ، قال : ليس عليه شيء حتّى يبلغ أربعين فيعطى من كلّ أربعين درهماً درهم .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : قلت له : تسعون ومائة درهم وتسعة عشر ديناراً أعليها في الزكاة شيء ؟ فقال : إذا اجتمع الذّهب والفضّة فبلغ ذلك مائتي درهم ففيها الزكاة لأنّ عين المال الدّراهم وكلّما خلا الدّراهم من ذهب أومتاع فهو عرض مردود [ذلك] إلى الدّراهم في الزكاة والدّيات .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن عبدالله بن هلال ، عن العلاء ابن رزين ، عن زيد الصّائغ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي كنت في قرية من قرى خراسان يقال لها : بخارا فرأيت فيها دراهم تعمل ثلث فضّة و ثلث مس و ثلث رصاص وكانت تجوز عندهم وكنت أعملها وأنفقها قال : فقال أبو عبدالله عليه السلام : لا بأس بذلك إذا كانت تجوز عندهم ، فقلت : أرأيت إن حال عليها الحول وهي عندي وفيها ما يجب عليّ فيه الزكاة أزكّيها ؟ قال : نعم إنّما هو مالك ، قلت : فإن أخرجتها إلى بلدة لا ينفق فيها مثلها فبقيت عندي حتّى يحول عليها الحول أزكّيها ؟ قال : إن كنت تعرف أنّ فيها من الفضّة الخالصة ما يجب عليك فيها الزكاة فزكّ ما كان لك فيها من الفضّة الخالصة ودع ما سوى ذلك من الخبيث ، قلت : وإن كنت لا أعلم ما فيها من الفضّة الخالصة إلّا أنّي أعلم أنّ فيها ما يجب فيه الزكاة قال : فاسبكها حتّى تخلص الفضّة و يحترق الخبيث ثمّ يزكّى ما خلص من الفضّة لسنة واحدة .

باب ۹

زکوٰۃ طلا و نقرہ

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے چاندی پر ہر دو سو درہم پر پانچ درہم زکوٰۃ ہے اس سے کم پر کچھ نہیں

اور سونے پر بیس دینار پر نصف دینار، اس سے کم پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔ (موثق)

۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا میں سنار ہوں اپنے ہاتھ سے چیزیں بناتا ہوں میرے پاس جمع ہو جاتے ہیں پانچ اور دس کیا اس میں زکوٰۃ ہے۔ فرمایا جب جمع ہوں دوسو درہم اور ان پر ایک سال گزر جائے تب زکوٰۃ ہوگی۔

۳۔ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے فرمایا کہ بیس مثقال سونے سے کم پر زکوٰۃ نہیں جب مثقال پورے ہو جائیں تو ان کی زکوٰۃ نصف مثقال ہوگی چوبیس تک اور جب چوبیس پورے ہو جائیں تو ایک دینار کے پانچ حصوں کے تین اٹھائیس تک، اسی طرح جب چار بڑھتے جائیں (موثق)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب زکوٰۃ بیس دینار سے تجاوز کر جائے تو ہر چار دینار ایک دینار کا دسواں حصہ ہوگا۔ (ضعیف)

۵۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے پوچھا کتنے سونے پر زکوٰۃ ہے۔ فرمایا جب اس کی قیمت دوسو درہم تک پہنچ جائے۔ (حسن)

۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ رسول اللہ نے کتنے پر زکوٰۃ مقرر کی ہے فرمایا دوسو درہم پر پانچ درہم اگر اس سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور سونے میں ہر بیس دینار پر نصف دینار اور اگر کم ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ (حسن)

۷۔ حضرت عبداللہ علیہ السلام سے سونے چاندی کے متعلق پوچھا گیا کہ کم سے کم کتنے پر ہے فرمایا دوسو درہم پر اسی قیمت کے برابر سونے پر، میں نے کہا اس کے بعد اگر پندرہ ہوں۔ فرمایا ان پر کچھ نہیں جب چالیس پر پہنچیں تو ہر چالیس درہم پر ایک درہم۔ (ص ح)

۸۔ میں نے امام سے پوچھا اگر ایک سو نناوے درہم ہوں اور انیس دینار تو کیا ان پر زکوٰۃ ہوگی فرمایا جب سونا چاندی جمع ہوں اور دونوں مل کر دوسو درہم تک پہنچ جائیں تو اس پر زکوٰۃ ہوگی کیونکہ عین المال زکوٰۃ ہے درہم کی اور درہم کے ماسوا جو سونا یا دیگر متاع ہو تو وہ لوٹایا جائے گا درہموں کی طرف زکوٰۃ اور دیات میں (مرسل)

۹۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا میں خراسان کے بخارا نامی گاؤں میں گیا تھا وہاں میں نے ایسے درہم دیکھے جن میں ایک ثلث چاندی تھی ایک ثلث تانبا اور ایک ثلث رانگ، یہ وہاں کے لوگوں میں چلتا تھا اور میں بھی انھیں لے کر خرچ کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر ان میں چلتا ہے میں نے کہا اگر وہ میرے پاس ہوں اور سال گزر جائے تو مجھے کیا زکوٰۃ دینی چاہیے۔ کیا میں زکوٰۃ دوں، فرمایا کیونکہ وہ تمہارا مال ہے۔ میں نے کہا اگر میں انھیں دوسرے شہر میں لے جاؤں جہاں وہ نہیں چلتے اور ان درہموں پر سال گزر جائے تو میں زکوٰۃ دوں

فرمایا اگر تم جانتے ہو کہ اس میں خالص چاندی ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اتنے پر زکوٰۃ دو جتنی اس میں خالص چاندی ہو اور جو کھوٹ ہو اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا اگر مجھے پتہ نہ چلے کہ خالص چاندی کتنی ہے البتہ یہ معلوم ہو کہ زکوٰۃ کتنے پر واجب ہوتی ہے فرمایا اس کو گلا کر دیکھو تاکہ خالص چاندی سے الگ ہو جائے۔ پس جو خالص ہو اس پر ایک سال کی زکوٰۃ دو۔ (مجہول)

﴿ باب ﴾

☆(انه ليس على الحلي وسبائك الذهب و نقر الفضة والجوهر زكاة)☆

١ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن محمّد الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الحلي فيه زكاة ؟ قال : لا .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن محمّد الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الحلي فيه زكاة ؟ قال : لا .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الحلي أيزكّى ؟ فقال : إذاً لا يبقى منه شيء .

٤ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام وسأله بعضهم عن الحلي فيه زكاة ؟ فقال : لا ولو بلغ مائة ألف .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن علي بن يقطين ، عن أخيه الحسين ، عن علي بن يقطين قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن المال الّذي لا يعمل به ولا يقلّب قال : يلزمه الزكاة في كلّ سنة إلّا أن يسبك .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : زكاة الحلي عاريته .

٧ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن هارون بن خارجة عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : إنّ أخي يوسف ولي لهؤلاء القوم أعمالاً أصاب فيها

أموالاً كثيرة وإنّه جعل تلك الأموال حلياً أراد أن يفرّ بها من الزكاة أعليه الزكاة ؟ قال : ليس على الحليّ زكاة و ما أدخل على نفسه من النقصان في وضعه و منعه نفسه فضله أكثر ممّا يخاف من الزكاة .

٨ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن عليّ بن يقطين ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : قلت له : إنّه يجتمع عندي الشيء فيبقى نحواً من سنة أنزكّيه ؟ قال : لا ، كلّ ما لم يحل عليه عندك الحول فليس عليه فيه زكاة وكلّ ما لم يكن ركازاً فليس عليك فيه شيء ، قال : قلت : وما الركاز ؟ قال : الصّامت المنقوش ثمّ قال : إذا أردت ذلك فاسبكه فإنّه ليس في سبائك الذهب ونقار الفضّة شيء من الزكاة .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن جميل ، عن بعض أصحابنا أنّه قال : ليس في التبر زكاة إنّما هي على الدّنانير والدّراهم .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن ابن اُذينة ، عن زرارة ؛ وبكير عن أبي جعفر عليه السلام قال : ليس في الجوهر وأشباهه زكاة وإن كثر .

باب ۱

زیور اور غیر مسکوک سونے اور چاندی پر زکوٰۃ نہیں

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا۔ زیور کے متعلق کہ اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ فرمایا نہیں (مجہول)

۲۔ ترجمہ اوپر گزرا۔ (م)

۳۔ میں نے زیور کے متعلق پوچھا کیا اس میں زکوٰۃ ہے فرمایا کوئی شے اس سے باقی نہ رہے (م)

۴۔ حضرت ابوعبداللہ سے پوچھا زیور کی زکوٰۃ کے متعلق، فرمایا نہیں اگرچہ ایک لاکھ کو پہنچ جائے۔ (حسن)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس مال کے متعلق جو صرف میں نہیں آتا اور نہ ادل بدل کیا جاتا ہے فرمایا اس پر ہر سال زکوٰۃ دینی لازم ہوگی۔ مگر جب وہ گلا دیا جائے (ص)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے زیور کی زکوٰۃ عاریتی ہے (ص)

۷۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا میرا بھائی یوسف ایک قوم کا سرپرست ہے اعمال میں اس نے بہت سا مال جمع کیا اور اس کا زیور بنوا لیا تاکہ زکوٰۃ سے بچ جائے آیا اس پر زکوٰۃ ہے فرمایا زکوٰۃ تو نہیں زیور پر لیکن زکوٰۃ روک کر جس نقصان سے بچنا چاہا ہے اس سے کہیں زیادہ نقصان ہے اس زکوٰۃ کے نہ دینے میں ہے جس سے وہ ڈر رہا ہے دینے کی صورت میں (حسن)

۸۔ میں نے امام علیہ السلام سے کہا۔ میں نے کچھ مال کو جمع رکھا تقریباً ایک سال، کیا اس پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں جب تک سال پورا نہ ہو جائے اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ جب تک رکاز نہ ہو زکوٰۃ نہ ہوگی۔ میں نے کہا رکاز کیا ہے فرمایا وہ صامت نقوش ہیں۔ پھر فرمایا اگر تمہارا یہ ارادہ ہو تو اسے گلا ڈالو کیونکہ جس سونے اور چاندی کو گلا ڈالا جائے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے (ص)

۹۔ ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ حضرت نے فرمایا سونے پر زکوٰۃ نہیں درہم اور دینار پر ہے۔ (ض)

۱۰۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جواہرات پر زکوٰۃ نہیں چاہے کتنے ہی زیادہ ہوں (حسن)

﴿باب ۱۱﴾

☆(زكاة المال الغائب والدين والوديعة)☆

١ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن العلاء ابن رزين ، عن سدير الصيرفي قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : ما تقول في رجل كان له مال فانطلق به فدفنه في موضع فلمّا حال عليه الحول ذهب ليخرجه من موضعه فاحتفر الموضع الّذي ظنّ أنّ المال فيه مدفون فلم يصبه ، فمكث بعد ذلك ثلاث سنين ثمّ إنّه احتفر الموضع الّذي من جوانبه كلّه فوقع على المال بعينه كيف يزكّيه ؟ قال : يزكّيه لسنة واحدة لأنّه كان غائباً عنه وإن كان احتبسه .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة بن موسى قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يغيب عنه ماله خمس سنين ثمّ يأتيه فلا يردّ رأس المال كم يزكّيه ؟ قال : سنة واحدة .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن درست عن عمر بن يزيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس في الدّين زكاة إلّا أن يكون صاحب الدّين هو الّذي يؤخّره فإذا كان لا يقدر على أخذه فليس عليه زكاة حتّى يقبضه .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد [بن عيسى] ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن الرَّجل يكون له الدَّين على النّاس يحتبس فيه الزكاة قال : ليس عليه فيه زكاة حتّى يقبضه فإذا قبضه فعليه الزّكاة و إن هو طال حبسه على النّاس حتّى يتمّ لذلك سنون فليس عليه زكاة حتّى يخرج فإذا هو خرج زكّاه لعامه ذلك و إن هو كان يأخذ منه قليلاً قليلاً فليزكّ ماخرج منه أوّلاً فأوّلاً فإن كان متاعه ودينه و ماله في تجارته الّتي يتقلّب فيها يوماً بيوم يأخذ ويعطي ويبيع ويشتري فهو يشبه العين في يده فعليه الزكاة ولا ينبغي له أن يغيّر ذلك إذا كان حال متاعه وماله على ما وصفت لك فيؤخّر الزكاة .

٥ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل استقرض مالاً فحال عليه الحول و هو عنده قال : إن كان الّذي أقرضه يؤدّي زكاته فلا زكاة عليه و إن كان لا يؤدّي أدّى المستقرض .

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل دفع إلى رجل مالاً قرضاً على من زكاته على المقرض أو على المقترض؟ قال : لا بل زكاتها إن كانت موضوعة عنده حولاً على المقترض ، قال : قلت : فليس على المقرض زكاتها ؟ قال : لا يزكّى المال من وجهين في عام واحد وليس على الدّافع شيء لأنّه ليس في يده شيء إنّما المال في يد الآخذ فمن كان المال في يده زكّاه ، قال : قلت : أفيزكّي مال غيره من ماله ؟ فقال : إنّه ماله مادام في يده وليس ذلك المال لأحد غيره ، ثمَّ قال : يا زرارة أرأيت وضيعة ذلك المال وربحه لمن هو وعلى من ؟ قلت : للمقترض ، قال : فله الفضل و عليه النقصان وله أن ينكح ويلبس منه و يأكل منه ولا ينبغي له أن يزكّيه ؟! بل يزكّيه فإنّه عليه .

٧ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرَّحمن بن أبي عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل عليه دينٌ وفي يده مالٌ لغيره هل عليه زكاة ؟ فقال : إذا كان قرضاً فحال عليه الحول فزكّاه .

٨ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن

عبدالحميدبن سعد قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن رجل باع بيعاً إلى ثلاث سنين من رجل ملي بحقّه وماله في ثقة ، يزكّي ذلك المال في كلّ سنة تمرّ به أو يزكّيه إذا أخذه ؟ فقال : لابل يزكّيه إذا أخذه ، قلت له : لكم يزكّيه ؟ قال : قال : لثلاث سنين .

٩ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمدبن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن أبان بن عثمان ، عمّن أخبره قال : سألت أحدهما عليهما السلام عن رجل عليه دين و في يده مالٌ و فى بدينه والمال لغيره ، هل عليه زكاة ؟ فقال : إذا استقرض فحال عليه الحول فزكاته عليه إذا كان فيه فضل .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمدبن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن كان عندك وديعة تحرّكها فعليك الزّكاة فإن لم تحرّكها فليس عليك شيء .

١١ ـ غير واحد ، من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن مهزيار قال : كتبت إليه أسأله عن رجل عليه مهر امرأته لاتطلبه منه إمّا لرفق بزوجها و إمّا حياء فمكث بذلك على الرّجل عمره وعمرها ، يجب عليه زكاة ذلك المهر أم لا ؟ فكتب : لايجب عليه الزّكاة إلّا في ماله .

١٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمدبن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن عليّ بن النعمان ، عن أبي الصباح الكنانيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل ينسى أو يعين فلايزال ماله ديناً كيف يصنع في زكاته ؟ قال : يزكّيه ولا يزكّي ماعليه من الدّين إنّما الزكاة على صاحب المال .

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام ؛ وضريس ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّهما قالا : أيّما رجل كان له مال موضوع حتّى يحول عليه الحول فإنّه يزكّيه و إن كان عليه من الدّين مثله و أكثر منه فليزكّ ما في يده .

باب ۱۱

زکوٰۃ مال غائب وقرض وودیعت

۱۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس کے پاس کچھ مال ہو اس کو وہ کسی جگہ دفن کردے جب اس پہ ایک سال گزر جائے تو وہ اس جگہ کو کھودے جہاں اسے دفن کرنے کا خیال تھا پس وہاں نہ پائے۔ اس کے بعد تین سال گزر جائیں پھر وہ اس جگہ کے آس پاس کھودے اور بعینہٖ کل مال مل جائے تو وہ زکوٰۃ کس طرح دے فرمایا صرف ایک سال کی۔ کیونکہ اور سالوں میں یہ مال اس سے غائب رہا۔ اگرچہ اس نے دبا دیا تھا۔ (حسن)

۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا جس کا مال پانچ سال اس سے غائب رہا۔ پھر اسے مل گیا تو اسے زکوٰۃ کیونکر دینی چاہیے فرمایا صرف ایک سال۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے قرض میں زکوٰۃ نہیں، اگر مقروض قرض چکانے میں دیر کرے اور قرض دینے والا لینے پر قادر نہ ہو تو جب تک مال پر قابض نہ ہو زکوٰۃ نہیں (ض)

۴۔ میں نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس کا قرضہ لوگوں پر ہو آیا اس میں زکوٰۃ ہے فرمایا اس پر زکوٰۃ نہیں جب تک مال قبضہ میں نہ آئے جب قابض ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور اگر وہ دوسروں کے قبضہ میں سالہا سال رہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں جب نکل آئے تو اسی سال کی زکوٰۃ دے اور اگر تھوڑا تھوڑا ملے تو اسی کے لحاظ سے جو ملتا جائے زکوٰۃ دیتا جائے اگر اس کی پونجی قرضہ اور اس کا مال تجارت میں لگا ہوا اور روز بروز اس میں تبدیلی ہوتی رہے کبھی لے، کبھی ڈال دے، کبھی بیچے کبھی خریدے تو وہ ایسا ہے گویا راس المال اس کے ہاتھ آئے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور اس کے لئے زیبا نہیں کہ جب اس کے مال پر سال گزر جائے تو پھر کوئی تبدیلی کرے اور زکوٰۃ کو تاخیر میں ڈالے۔ (موثق)

۵۔ میں نے ابوعبداللہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو مال کو قرض لے اور اس کو اپنے پاس رکھے ہوئے ایک سال گزر جائے، فرمایا اگر قرض دینے والے نے زکوٰۃ دے دی ہے تب تو خیر ورنہ قرض لینے والا دے (مجہول)

۶۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا اس کے بارے میں جو اپنا مال کسی کو قرض دے تو آیا زکوٰۃ قرض دینے والے پر ہوگی یا لینے والے پر، فرمایا اس پر زکوٰۃ نہیں بلکہ اس کی زکوٰۃ قرض دینے والے پر اس وقت ہوگی جب سال بھر اس کے پاس رہے۔ میں نے کہا تو قرض دینے والے پر زکوٰۃ ہی نہ ہوئی۔ فرمایا مال پر زکوٰۃ

نہیں ہوتی مگر دو وجہ سے ایک سال کے اندر دینے والے پر، اس لئے کچھ نہیں کہ وہ مال اس کے قبضے میں نہیں ہوتا بلکہ دوسرے کے پاس ہوتا ہے اگر اس کے قبضے میں ہوتا تو وہ دیتا۔ میں نے کہا تو قرض لینے والا مال غیر کی زکوٰۃ دے گا فرمایا اب تو وہ اس کا ہی مال ہے جب تک اس کے قبضے میں رہے اس کے سوا کسی غیر کا نہیں، پھر فرمایا اے زرارہ تم نے غور نہیں کیا کہ اس مال کا ضائع ہونا، فائدہ پانا کس کے لئے ہے میں نے کہا قرض لینے والے کے لئے فرمایا پس جب بڑھنا گھٹنا اس کے لئے ہے وہ اس مال سے نکاح کرتا ہے لباس بناتا ہے اور اس سے کھاتا ہے تو زکوٰۃ دینا اس کے لئے سزاوار نہیں ہے۔ (حسن)

۷۔ ہم نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کے اوپر قرض ہے اور اس کے پاس اس کے علاوہ بھی مال ہے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہے فرمایا جو اس پر قرض ہے اگر اس کو رکھے ہوئے ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ دینی ہوگی۔ (مرسل)

۸۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے متعلق جو بیچتا رہے تین سال تک ایسے شخص کے ہاتھ بطور قرض جو معتمد ہو تو کیا وہ ہر سال اس مال کی زکوٰۃ دے گا یا اس وقت جب اس سے ملے۔ فرمایا جب ملے۔ میں نے کہا کتنی بار فرمایا تینوں سال۔ (مجہول)

۹۔ میں نے دونوں اماموں میں سے کسی ایک سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس پر قرض ہو اور اس کے پاس مال غیر سے اتنا ہو کہ وہ قرض ادا کرنے کے قابل ہو آیا اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا جب قرض لے اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی جبکہ اس سے نفع حاصل ہو۔ (مرسل)

۱۰۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر تمہارے پاس امانت ہو اور تم اس کو کام میں لا رہے ہو تو تم پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر کام میں نہیں لاتے تو نہیں۔ (ض)

۱۱۔ میں نے حضرت کو لکھا اس شخص کے بارے میں جس پر اس کی زوجہ کا مہر ہو مگر اس سے طلب نہیں کرتی خواہ موافقت شوہر کی وجہ سے خواہ حیا کی وجہ سے۔ اسی طرح دونوں کی عمر گزرتی چلی جا رہی ہے آیا شوہر پر اس مہر کی زکوٰۃ ہے حضرت نے لکھا اس پر زکوٰۃ نہیں مگر صرف اپنے مال میں۔ (مو)

۱۲۔ پوچھا ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں جو بھول جاتا ہے یا عاریتاً دے دیتا ہے اور اس کا مال برابر قرضہ میں رہتا ہے تو اپنی زکوٰۃ کیسے دے۔ فرمایا وہ نہ اس کی زکوٰۃ دے گا اور نہ اس کی جو اس پر قرض ہے۔ زکوٰۃ صاحب مال پر ہے۔ (حسن)

۱۳۔ دو شخصوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس مال ہے اور اس کو ایک سال پورا ہو گیا تو کیا وہ زکوٰۃ دے درآنحالیکہ اتنا ہی یا اس سے زیادہ اس پر قرضہ ہے فرمایا جو اس کے ہاتھ میں

ہے اس پر زکوٰۃ ہے۔ (رحسن)

﴿باب ۱۲﴾

۞(أوقات الزكاة)۞

١ ـ أحمد بن إدريس، عن محمّد بن عبدالجبّار؛ و محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن صفوان بن يحيى، عن محمّد بن حكيم، عن خالد بن الحجّاج الكرخيّ قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن الزّكاة فقال: انظر شهراً من السّنة فانو أن تؤدّي زكاتك فيه فإذا دخل ذلك الشّهر فانظر مانضّ ـ يعني ماحصل ـ في يدك من مالك فزكّه فإذا حال الحول من الشّهر الّذي زكّيت فيه فاستقبل بمثل ماصنعت ليس عليك أكثر منه.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد رفعه، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: هل للزّكاة وقت معلوم تعطى فيه؟ فقال: إنّ ذلك ليختلف في إصابة الرّجل المال وأمّا الفطرة فإنّها معلومة.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن عليّ، عن يونس بن يعقوب قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: زكاتي تحلّ عليّ في شهر أيصلح لي أن أحبس منها شيئاً مخافة أن يجيئني من يسألني؟ فقال: إذا حال الحول فأخرجها من مالك لا تخلطها بشيء، ثمّ أعطها كيف شئت، قال: قلت: فإن أنا كتبتها وأثبتّها يستقيم لي؟ قال: لا يضرّك.

٤ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن خالد البرقيّ، عن سعد بن سعد الأشعريّ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال: سألت عن الرّجل تحلّ عليه الزّكاة في السّنة في ثلاث أوقات أيؤخّرها حتّى يدفعها في وقت واحد؟ فقال: متى حلّت أخرجها. وعن الزّكاة في الحنطة والشّعير والتّمر والزّبيب متى تجب على صاحبها؟ قال: إذا [ما] صرم وإذا [ما] خرص.

٥ ـ وعنه، عن محمّد بن حمزة، عن الإصفهانيّ قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: يكون

لي على الرَّجل مالٌ فأقبضه منه متى اُزكّيه ؟ قال : إذا قبضته فزكّه قلت : فإنّي أقبض بعضه في صدر السّنة و بعضه بعد ذلك قال : فتبسّم ثمَّ قال : ما أحسن مادخلت فيها ثمَّ قال : ماقبضته منه في السّتة الأشهر الأولى فزكّه لسنته و ماقبضته بعد في السّنة الأشهر الأخيرة فاستقبل به في السّنة المستقبلة وكذلك إذا استفدت مالاً منقطعاً في السّنة كلّها فما استفدت منه في أوّل السّنة إلى ستّة أشهر فزكّه في عامك ذلك كلّه وما استفدت بعد ذلك فاستقبل به السّنة المستقبلة .

٦ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن محمّد بن يحيى ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن رجل يكون نصف ماله عيناً و نصفه ديناً فتحلُّ عليه الزَّكاة قال : يزكّي العين ويدع الدَّين ، قلت : فإنّه اقتضاه بعد ستّة أشهر ؟ قال : يزكّيه حين اقتضاه قلت : فإن هو حال عليه الحول وحلَّ الشّهر الّذي كان يزكّي فيه وقد أتى لنصف ماله سنة ولنصفه الآخر ستّة أشهر ؟ قال : يزكّي الّذي مرَّت عليه سنة و يدع الآخر حتّى تمرُّ عليه سنته ، قلت : فإن اشتهى أن يزكّي ذلك ؟ قال : ما أحسن ذلك .

٧ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال في الرَّجل يخرج زكاته فيقسم بعضها ويبقى بعضها يلتمس بها الموضع فيكون من أوَّله إلى آخره ثلاثة أشهر ، قال : لا بأس .

٨ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن عمر بن يزيد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرَّجل يكون عنده المال أيزكّيه إذا مضى نصف السّنة قال : لا ولكن حتّى يحول عليه الحول ويحلَّ عليه ، إنّه ليس لأحد أن يصلّي صلاة إلّا لوقتها وكذلك الزَّكاة ولا يصوم أحد شهر رمضان إلّا في شهره إلّا قضاء وكلُّ فريضة إنّما تؤدّى إذا حلّت .

٩ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : أيزكّي الرَّجل ماله إذا مضى ثلث السّنة ؟ قال : لا ، أيصلّي الأولى قبل الزَّوال .

وقد روى أيضاً أنّه يجوز إذا أتاه من يصلح له الزَّكاة أن يعجّل له قبل وقت الزَّكاة إلّا أنّه يضمنها إذا جاء وقت الزَّكاة وقد أيسر المعطى أو ارتدَّ أعاد الزَّكاة .

باب ۱۲

اوقات زکوٰۃ

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا سال کا ایک مہینہ نظر میں لے لو اور نیت کر لو کہ اپنی زکوٰۃ اسی مہینے میں دیا کرو گے۔ جب وہ مہینہ آئے تو دیکھو تمہارے مال سے تمہارے ہاتھ میں کیا ہے اسی پر زکوٰۃ دو جبکہ اس مہینے کے بعد جس میں زکوٰۃ دی ہے ایک سال گزر جایا کرے تو زکوٰۃ دیا کرو اس سے زیادہ وقت میں نہیں۔ (مجہول)

۲۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے کہا کیا زکوٰۃ کے لیے کوئی وقت معلوم ہے جس میں دی جائے۔ فرمایا اس میں تو اختلاف ہو گا بلحاظ کسی شخص کے مال پانے کے لیکن فطرہ کے لیے وقت معلوم ہے (مرفوع)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا۔ زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے ایک ایسے مہینے میں کہ میں اس میں سے کچھ روکنا چاہتا ہوں اس خوف سے کہ میرے پاس سے کوئی مانگنے کو آئے۔ فرمایا جب سال گزر جائے تو اپنے مال سے زکوٰۃ نکالو اور اسے کسی مال میں ملاؤ نہیں، پھر جیسے چاہو اسے دو، راوی نے کہا۔ میں نے اسے لکھ لیا تاکہ میرے پاس یہ حکم محفوظ رہے فرمایا اس میں کوئی نقصان نہیں۔ (موثق)

۴۔ فرمایا راوی نے میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کے اوپر سال کے تین حصوں میں زکوٰۃ ہو تو کیا وہ خیال سے روکے رہے کہ سب زکاتیں ایک ساتھ دے دیگا فرمایا جب زکوٰۃ کا وقت آ جائے تو وہ اسے نکال دے، گیہوں، جو، چھوارا اور منقیٰ میں وجوب اس وقت ہو گا جب پک جائیں تخمینہ ہو جائے۔ (ح)

۵۔ میں ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص کے پاس مال ہے اس میں سے وہ بعض پر قابض ہو گیا تو کب زکوٰۃ دے۔ فرمایا جب قبضہ ہو جائے تو زکوٰۃ دو۔ میں نے کہا بعض پر قبضہ ہوتا ہے ابتدائی سال میں اور بعض پر اس کے بعد، یہ سن کر حضرت ہنسے فرمایا جس پر تم پہلی ششماہی میں قابض ہو جاؤ تو اس سال کی زکوٰۃ دو اور جس پر آخری ششماہی پر قابض ہو اسے اگلے سال کے لیے رکھو، یہی صورت ہو گی جو مال ملے تھوڑا تھوڑا ہو کر تمام سال میں، پس جو مال گیا اول ششماہی میں اس کی اس سال کی پوری زکوٰۃ دے دو اور جو بعد میں ملے اس کی اگلے سال دینا۔ (مجہول)

۶۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس کے مال میں نصف اس کے پاس ہو اور

نصف قرض ہو اور اس پر سال گزر جائے۔ فرمایا عین المال پر زکوٰۃ لے اور قرضہ کو چھوڑ دے۔ میں نے کہا اگر وہ قرض کا مال چھ ماہ بعد مل جائے۔ فرمایا تو زکوٰۃ دی جائے۔ جب سے وہ ملا ہے میں نے کہا اگر ایک سال گزر جائے اور وہ مہینہ آجائے جس میں زکوٰۃ دی جاتی ہے اور اس میں سے نصف مال ایک سال بعد آئے اور نصف آخر چھ ماہ بعد۔ فرمایا زکوٰۃ دی جائے گی اس کی جس پر ایک سال گزر گیا ہو اور باقی کو سال پورا ہونے تک چھوڑ دیا جائے گا۔ میں نے کہا اگر وہ زکوٰۃ دینا چاہے۔ فرمایا اس سے بہتر اور کیا ہے۔ (مجہول)

۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ اگر کوئی شخص زکوٰۃ نکالے، اس میں سے کچھ تقسیم کر دے اور کچھ صحیح مستحق کی تلاش میں باقی رہے فرمایا تو تین ماہ تک اس کی تلاش میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۸۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے پوچھا ایک شخص کے پاس مال ہے کیا وہ چھ ماہ بعد زکوٰۃ دے دے۔ فرمایا نہیں بلکہ جب سال گزر جائے اور زکوٰۃ واجب ہو جائے۔ کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ وقت سے پہلے نماز پڑھے اور نہ ماہ رمضان سے پہلے روزہ رکھے۔ ہاں قضا ہر وقت بجا لا سکتا ہے ہر فریضہ اپنے وقت وجوب پر ادا کیا جاتا ہے۔ (ض)

۹۔ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا اپنے مال کی زکوٰۃ دے وہ شخص جس کے مال پر ایک تہائی سال گزرا ہو، فرمایا نہیں۔ کیا وہ ظہر کی نماز قبل زوال پڑھے گا اور ایک روایت میں ہے کہ جب ایسا مال ہو کہ زکوٰۃ عاید ہو گئی تو وقت زکوٰۃ ختم ہونے سے پہلے دیوے گر وقت زکوٰۃ تک پہنچنا شامل ہو اور دینے والے کے لئے سہولت ہو۔ (حسن)

﴿باب ۱۳﴾

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : باع أبي أرضاً من سليمان بن عبدالملك بمال فاشترط في بيعه أن يزكّي هذا المال من عنده لستِّ سنين .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالله بن سنان قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : باع أبي من هشام بن عبدالملك أرضاً له بكذا وكذا ألف دينار واشترط عليه زكاة ذلك المال عشر سنين وإنّما فعل ذلك لأنَّ هشاماً كان هو الوالي .

باب ۱۳
شرط زکوٰۃ وقت بیع

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے میرے والد نے ایک زمین بیچی سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ اس شرط کے ساتھ کہ اس زمین کی چھ سال کی زکوٰۃ اپنے پاس سے دے (حسن)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے میرے والد نے اپنی ایک زمین ہشام بن عبدالملک کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کی کہ اس کی دس سال کی زکوٰۃ دے یہ اس لئے کیا کہ وہ بادشاہ وقت تھا۔ (ح)

﴿باب ۱۴﴾

☼(المال الذي لايحول عليه الحول في يد صاحبه)☼

١ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار قال : سألت أبا إبراهيم عليه السلام عن الرّجل يكون له الولد فيغيب بعض ولده فلايدري أين هو و مات الرّجل فكيف يصنع بميراث الغائب من أبيه قال : يعزل حتّى يجيىء ، قلت : فعلى ماله زكاة ؟ فقال : لاحتّى يجيىء ، قلت : فإذا هو جاء أيزكّيه ؟ فقال : لاحتّى يحول عليه الحول في يده .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل كان له مالٌ موضوع حتّى إذا كان قريباً من رأس الحول أنفقه قبل أن يحول عليه أعليه صدقة ؟ قال : لا .

٣ ـ عنه ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز بن عبدالله ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : رجلٌ كان عنده مائتا درهم غير درهم أحد عشر شهراً ثمّ أصاب درهماً بعد ذلك في الشهر الثاني عشر فكملت عنده مائتا درهم أعليه زكاتها قال : لا حتّى يحول عليه الحول وهي مائتا درهم فإن كانت مائة وخمسين درهماً فأصاب خمسين

بعد أن يمضي شهر فلا زكاة عليه حتّى يحول على المائتين الحول ، قلت : فإن كانت عنده مائتا درهم غير درهم فمضى عليها أيّام قبل أن ينقضي الشهر ثمّ أصاب درهماً فأتى على الدّراهم مع الدّرهم حول أعليه زكاة ؟ قال : نعم وإن لم يمض عليها جميعاً الحول فلا شيء عليه فيها .

قال : وقال زرارة ؛ ومحمّد بن مسلم قال أبوعبدالله عليه السلام : أيّما رجل كان له مال وحال عليه الحول فإنّه يزكّيه ، قلت له : فإن هو وهبه قبل حلّه بشهر أو بيوم ؟ قال : ليس عليه شيء أبداً .

قال : وقال زرارة عنه عليه السلام إنّه قال : إنّما هذا بمنزلة رجل أفطر في شهر رمضان يوماً في إقامته ثمّ خرج في آخر النّهار في سفر فأراد بسفره ذلك إبطال الكفّارة الّتي وجبت عليه وقال : إنّه حين رأى الهلال الثاني عشر وجبت عليه الزكاة ولكنّه لو كان وهبها قبل ذلك لجاز ولم يكن عليه شيء بمنزلة من خرج ثمّ أفطر إنّما لا يمنع ما حال عليه فأمّا مالم يحل فله منعه ولا يحلّ له منع مال غيره فيما قد حلّ عليه .

قال : زرارة و قلت له : رجل كانت له مائتا درهم فوهبها لبعض إخوانه أو ولده أو أهله فراراً بها من الزكاة فعل ذلك قبل حلّها بشهر ؟ فقال : إذا دخل الشهر الثاني عشر فقد حال عليها الحول ووجبت عليه فيها الزكاة . قلت له : فإن أحدث فيها قبل الحول ؟ قال : جائز ذلك له ، قلت : إنّه فرّ بها من الزكاة ، قال : ما أدخل على نفسه أعظم ممّا منع من زكاتها فقلت له : إنّه يقدر عليها قال : فقال : و ما علمه أنّه يقدر عليها وقد خرجت من ملكه ؟ قلت : فإنّه دفعها إليه على شرط فقال : إنّه إذا سمّاها هبة جازت الهبة وسقط الشرط وضمن الزكاة : قلت له : وكيف يسقط الشرط وتمضي الهبة ويضمن الزكاة ؟ فقال : هذا شرط فاسد والهبة المضمونة ماضية والزكاة له لازمة عقوبة له ، ثمّ قال : إنّما ذلك له إذا اشترى بها داراً أو أرضاً أو متاعاً .

ثمّ قال زرارة : قلت له : إنّ أباك قال لي : من فرّ بها من الزكاة فعليه أن يؤدّيها ؟ قال : صدق أبي عليه أن يؤدّي ما وجب عليه ومالم يجب عليه فلا شيء عليه فيه ، ثمّ قال : أرأيت لو أنّ رجلاً أغمي عليه يوماً ، ثمّ مات فذهبت صلاته أكان عليه و قدمات أن يؤدّيها ؟ قلت : لا إلّا أن يكون أفاق من يومه ، ثمّ قال : لو أنّ رجلاً مرض في شهر رمضان ثمّ مات فيه أكان يصام عنه ؟ قلت : لا ، قال : فكذلك الرّجل لا يؤدّي

عن ما له إلّا ما حال عليه الحول .

باب ۱۴

وہ مال جس پر صاحب مال کے ہاتھ میں ایک سال نہ گزرے

۱۔ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو صاحب اولاد ہو اور اس کا ایک بیٹا غائب ہو جائے اور پتہ نہ چلے کہ وہ کہاں ہے اور یہ شخص مر جائے اور اس غائب کے متعلق اس باپ کی میراث کا کیا ہوگا فرمایا اس کے آنے تک روکا جائے۔ میں نے کہا اگر وہ آجائے تو کیا زکوٰۃ دے[۱] اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو عبداللہ سے پوچھا گیا اس شخص کے متعلق جس کو مال ملے۔ فرمایا ایک سال گزرنے سے پہلے اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ (مجہول)

۲۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس کے پاس مال رکھا ہو اور وہ سال ختم ہونے کے قریب اسے خرچ کر ڈالے آیا اس پر زکوٰۃ ہوگی فرمایا نہیں۔ (مجہول)

۳۔ زرارہ کہتے ہیں، میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے کہا ایک شخص کے پاس ۱۹۹ درہم ہیں جن پر گیارہ مہینے گزر گئے ہیں اس کے بعد بارہویں مہینہ ایک درہم اس کو مل گیا اور دو سو درہم پورے ہو گئے۔ آیا اس پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں جب تک دو سو پر ایک سال نہ گزر جائے۔ اگر کسی کے پاس ایک سو پچاس درہم ہیں ایک ماہ بعد پچاس اور مل گئے، پس زکوٰۃ نہ ہوگی جب تک دو سو پر سال نہ گزرے۔ میں نے کہا اگر اس کے پاس ایک درہم کم دو سو ہوں اور اس پر ایک مہینہ ختم ہونے سے پہلے کچھ دن گزر جائیں پھر ایک درہم اسے مل جائے اور اس درہم کے ساتھ ان درہموں پر سال گزر جائے تو کیا اس شخص پر زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا ہاں اور اگر ان پر پورا سال نہ ہوگا تو زکوٰۃ نہ ہوگی۔ زرارہ اور محمد بن مسلم نے روایت کی ہے کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا، جس کے پاس مال ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو وہ زکوٰۃ دے گا۔ میں نے کہا اگر وہ وجوب زکوٰۃ سے ایک ماہ یا ایک دن پہلے ہبہ کر دے فرمایا اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اے زرارہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنی اقامت کی حالت میں روزہ نہ رکھے اور اس کفارہ سے بچنے کے لئے جو اس پر واجب ہو گیا ہے آخر دن میں سفر کرے۔ پھر فرمایا جب بارہویں مہینے کا چاند دیکھ لے تو زکوٰۃ واجب ہوگی اگر اس سے پہلے ہبہ کیا ہے تو جائز ہے اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی اور وہ اس شخص کی مثل ہوگا جو گھر سے نکلنے کے بعد افطار کرے۔ جس پر سال گزر جائے اس کی زکوٰۃ روکی نہ جائے اور جس پر سال نہیں گزرا اس کو دینا نہیں، جب بارہویں مہینے کا چاند نہ دیکھے اور نہ دوسرے کو روکے جبکہ اس پر سال ہو گیا ہو۔

زرارہ نے کہا، میں نے حضرت سے کہا۔ ایک شخص کے پاس دو سو درہم ہیں اس نے زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ایک ماہ وجوب زکوٰۃ سے پہلے اپنے بھائی، بیٹے یا بی بی کو وہ مال ہبہ کر دیا۔ فرمایا جب بارہواں مہینہ داخل ہو جاتا تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی۔ میں نے کہا اگر سال گزرنے سے پہلے ایسا کرے فرمایا اس کے لئے جائز ہے

میں نے کہا اس نے زکوٰۃ سے بھاگنے کے لئے ایسا کیا۔ فرمایا جو اس نے اپنے دل میں خیال کیا ہے وہ زکوٰۃ کے نہ دینے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ میں نے کہا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے۔ فرمایا اس نے کیسے جانا وہ اس پر قدرت رکھتا ہے حالانکہ ہبہ کے بعد وہ چیز اس کی ملکیت سے خارج ہو گئی۔ میں نے کہا۔ اس نے شرط کے ساتھ ایسا کیا ہے فرمایا جب اس کے نام ہبہ ہوا تو ہبہ جائز ہوا اور شرط ساقط ہو گئی اور زکوٰۃ کا ضامن ہوا میں نے کہا۔ شرط کیسے ساقط ہو گئی اور ہبہ جاری رہا اور زکوٰۃ لازم ہوئی، فرمایا یہ شرط غلط ہے اور ہبہ جو صاحب مال کے لئے موجب زکوٰۃ تھا جاری ہے اور زکوٰۃ اس کے لئے لازم ہے اور نہ دینا باعث عقوبت ہے۔

پھر فرمایا یہی صورت ہوگی اگر وہ گھر، زمین یا کوئی سامان خریدے زرارہ کہتے ہیں میں نے کہا آپ کے والد نے مجھ سے فرمایا تھا جو زکوٰۃ سے بھاگے اس پر واجب ہے کہ زکوٰۃ دے۔ فرمایا میرے والد نے سچ کہا۔ جس پر واجب ہے وہ دے اور جس پر واجب نہیں اس پر کچھ نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم نے غور نہیں کیا۔ اس بات پر کہ ایک شخص ایک دن بے ہوش رہے پھر مر جائے اس کی نماز قضا ہو جائے تو کیا مرنے کے بعد اس کے لئے ادا کرنا ہے میں نے کہا نہیں، مگر اس صورت میں کہ غش سے افاقہ ہو جائے۔ پھر اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں بیمار پڑ جائے پھر مر جائے کیا اس پر روزہ کی قضا ہو گی۔ میں نے کہا نہیں، فرمایا ایسی ہی صورت اس کی ہے جو اپنے مال سے نہیں دیتا مگر اس وقت جبکہ اس پر سال گزر جائے۔ (حسن)

﴿باب ۱۵﴾

☆(ما يستفيد الرجل من المال بعد أن يزكي ما عنده من المال)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ؛ والحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد جميعاً ، عن الحسن بن عليّ الوشاء ، عن أبان ، عن شعيب قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : كلّ شيء جرّ عليك المال فزكّه وكلّ شيء ورثته أو وهب لك فاستقبل به .

٢ ـ عليّ بن محمّد ، عن ابن جمهور ، عن أبيه ، عن يونس ، عن عبد الحميد بن عوّاض ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال في الرجل يكون عنده المال فيحول عليه الحول ثمّ يصيب مالاً آخر قبل أن يحول على المال الحول ، قال : إذا حال على المال الأوّل الحول زكّاهما جميعاً .

باب ۱۵

ایک مال کے بعد اگر دوسرا مال ملے

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے ہر وہ شے جو مال کو تمہاری طرف لائے اس کی زکوٰۃ دو ہر وہ شے جو وراثت میں ملے اور ہبہ کی جائے اسے قبول کرو۔ (موثق)

۲۔ راوی نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کے پاس مال ہو اور اس کا سال پورا ہو جائے اور پھر اور مال مل جائے۔ قبل پہلے پر سال پورا ہونے کے تو کیا ہو فرمایا جب مال اوّل پر سال پورا ہو جائے تو اس سب کی زکوٰۃ دے دے۔ (ص)

﴿باب ١٦﴾

☆(الرجل يشتري المتاع فيكسد عليه و المضاربة)☆

١ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم ، عن أبي الربيع الشاميّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل اشترى متاعاً فكسد عليه متاعه وقد كان زكّى ماله قبل أن يشتري به هل عليه زكاة أو حتّى يبيعه ؟ فقال : إن كان أمسكه ليلتمس الفضل على رأس المال فعليه الزكاة .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل اشترى متاعاً وكسد عليه وقد [كان] زكّى ماله قبل أن يشتري المتاع متى يزكّيه ؟ فقال : إن كان أمسك متاعه يبتغي به رأس ماله فليس عليه زكاة وإن كان حبسه بعد ما يجد رأس ماله فعليه الزكاة بعد ما أمسكه بعد رأس المال ؛ قال : وسألته عن الرجل يوضع عنده الأموال يعمل بها فقال : إذا حال الحول فليزكّها .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته

عن الرجل يكون عنده المتاع موضوعاً فيمكث عنده السنة والسنتين أوأكثر من ذلك قال : ليس عليه زكاة حتّى يبيعه إلّا أن يكون أعطى به رأس ماله فيمنعه من ذلك التماس الفضل فإذا هو فعل ذلك وجبت فيه الزكاة و إن لم يكن أعطى به رأس ماله فليس عليه زكاة حتّى يبيعه و إن حبسه بماحبسه فإذا هو باعه فإنّما عليه زكاة سنة واحدة .

سماعة قال : وسألته عن الرجل يكون معه المال مضاربة هل عليه في ذلك المال زكاة إذا كان يتّجر به ؟ فقال : ينبغي له أن يقول لأصحاب المال زكّوه فإن قالوا : إنّا نزكّيه ، فليس عليه غير ذلك وإن هم أمروه أن يزكّيه فليفعل ، قلت : أرأيت لوقالوا : إنّا نزكّيه والرجل يعلم أنّهم لايزكّونه ؟ فقال : إذاهم أقرّوا بأنّهم يزكّونه فليس عليه غير ذلك وإن هم قالوا : إنّا لانزكّيه فلا ينبغي له أن يقبل ذلك المال ولا يعمل به حتّى يزكّوه .

و في رواية اُخرى عنه إلّا أن تطيب نفسك أن تزكّيه من ربحك قال : وسألته عن الرجل يربح في السنة خمسمائة درهم وستّمائة و سبعمائة هي نفقته وأصل المال مضاربة ، قال : ليس عليه في الربح زكاة .

۴ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار عن يونس ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم أنّه قال : كلّ مال عملت به فعليك فيه الزكاة إذا حال عليه الحول .

قال يونس : تفسير ذلك أنّه كلّما عمل للتجارة من حيوان و غيره فعليه فيه الزكاة .

۵ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن حمّاد بن عيسى ، عن إسحاق بن عمّار قال : قلت لأبي إبراهيم عليه السلام : الرجل يشتري الوصيفة[1] يثبتها عنده لتزيد وهو يريد بيعها ، أعلى ثمنها زكاة ؟ قال : لاحتّى يبيعها ، قلت : فإذا باعها يزكّي ثمنها ؟ قال : لاحتّى يحول عليه الحول وهو في يده .

۶ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تأخذنّ مالاً مضاربة إلّا مالاً تزكّيه أو يزكّيه صاحبه ، وقال : إن كان عندك متاع في البيت موضوع فأعطيت به رأس مالك فرغبت عنه فعليك زكاته .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن عليِّ بن الحكم، عن إسماعيل بن عبدالخالق قال: سأله سعيد الأعرج وأنا أسمع فقال: إنّا نكبس الزيت والسمن نطلب به التجارة فربّما مكث عندنا السنة والسنتين هل عليه زكاة؟ قال: فقال: إن كنت تربح فيه شيئاً أو تجد رأس مالك فعليك زكاته وإن كنت إنما تربّص به لأنّك لاتجد إلّا وضيعة فليس عليك زكاته حتّى يصير ذهباً أو فضّة فإذا صار ذهباً أو فضّة فزكّه للسنة الّتي اتّجرت فيها (٤).

باب ۱۶

کساد بازاری کی صورت میں

۱۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو کوئی چیز خریدے اور خریدنے سے پہلے اپنے مال کی زکوٰۃ دے دی تھی وہ پھر زکوٰۃ دے یا اس چیز کی فروخت پر، فرمایا اگر اس نے اس لئے روکی ہے کہ راس المال میں زیادتی ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ (مجہول)

۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو کوئی چیز خریدے اور بازار مندہ پڑ جائے اور راس چیز کے خریدنے سے پہلے وہ زکوٰۃ دے چکا ہو تو وہ اس مال کی زکوٰۃ کب دے۔ فرمایا اگر اس نے مال کو اپنے راس المال کو پورا کرنے کے لئے روکا ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور اصلی سرمایہ حاصل کرنے کے بعد روکا ہے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی اس کے بعد سے جب اس نے راس المال حاصل کر لیا ہو۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو مال سے اپنا کاروبار کرتا ہے فرمایا وہ سال ختم ہونے پر زکوٰۃ دے گا۔ (حسن)

۳۔ میں نے حضرت سے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کے پاس تجارتی سامان ہو اور وہ سال دو سال یا اس سے زیادہ مدت رکھا رہے فرمایا اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی مگر جب اس کو بیچے گا مگر اس صورت میں کہ راس المال اس کو عطا کیا ہو اس صورت میں منع ہوگا اس کے لئے فائدہ حاصل کرنا۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو زکوٰۃ اس پر واجب ہوگی اور اگر عطا نہیں کیا گیا راس المال تو فروخت کے بعد اس پر زکوٰۃ ہوگی اور اس مال کو روکے رہے جتنی مدت بھی روکے گا تو اس پر ایک سال کی زکوٰۃ ہوگی۔

سماعہ نے اس شخص کے متعلق سوال کیا جس کے پاس شرکت کا مال تجارت ہو تو اگر اس سے تجارت ہو تو کیا اس میں زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا اس کو چاہیئے کہ زکوٰۃ کے لئے اپنے ساتھیوں سے کہے اگر وہ کہیں کہ ہم زکوٰۃ دے چکے تو پھر

اس پر کچھ نہیں اور اگر وہ اس سے کہیں زکوٰۃ دے دو تو وہ ایسا کرے۔ میں نے کہا اگر وہ کہیں کہ ہم نے زکوٰۃ دے دی ہے اور اس شخص کے علم میں ہو کہ نہیں دی۔ فرمایا جب وہ اقرار کریں کہ زکوٰۃ دی ہے تو اس پر اس کے سوا اور کچھ نہیں اور اگر کہیں کہ ہم نے زکوٰۃ نہیں دی تو اس کے لئے سزاوار نہیں کہ اس مال کو قبول کرے اور اس سے کاروبار نہ کرے جب تک کہ وہ زکوٰۃ نہ دیں۔ (موثق)

اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تم اپنی خوشی سے چاہو تو نفع سے زکوٰۃ دے دو، میں نے کہا کیا حکم ہے اس کے بارے میں جو ایک سال میں پانچ سو، چھ سو یا سات سو درہم منافع حاصل کرتا ہے اور وہ اس کا نفقہ ہوتا ہے اور باہمی تجارت کا اصلی سرمایہ الگ رہتا ہے فرمایا منافع میں اس کے لئے زکوٰۃ نہیں۔

۴۔ فرمایا ہر وہ مال جس سے تم تجارت کرو اس میں زکوٰۃ ہے جب سال پورا ہو جائے۔ یونس نے کہا تفسیر اس کی یہ ہے کہ جو تجارتی کاروبار ہے حیوان وغیرہ کا تو اس میں صاحب مال پر زکوٰۃ ہے۔ (مجہول)

۵۔ میں نے امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص ایک خادمہ خریدتا ہے اور زیادہ قیمت پر بیچنے کے ارادہ سے اسے روکے رہتا ہے کیا وہ زکوٰۃ دے، فرمایا جب فروخت کرے اور جو اس کی قیمت ملے اور وہ مال اس کے قبضے میں سال بھر رہے تب زکوٰۃ دے گا۔ (مجہول)

۶۔ میں نے ابوعبداللہؑ سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا فرمایا مال مضاربت نہ لیا جائے گا مگر اس صورت میں کہ اس کی زکوٰۃ یا تو تم دو یا اس کا مالک دے۔ اور فرمایا اگر کوئی مال تمہارے گھر میں رکھا ہو اور تمہارا راس المال دیا جائے اور تم اس سے نفرت کا اظہار کرو تو تم پر زکوٰۃ ہوگی (مجہول)

۷۔ راوی نے کہا۔ میں محفوظ رکھتا ہوں روغن زیتون اور تیل کو بغرض تجارت اور بسا اوقات ایک دو سال نوبت فروخت نہیں آتی تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا اگر تم اس سے راس المال اور منافع چاہتے ہو تو زکوٰۃ ہوگی لیکن اگر بمجبوری انتظار فروخت ہے تو زکوٰۃ نہیں، جب تک اس قیمت میں سونا چاندی نہ آئے۔ جب آجائے تو اسی سال کی زکوٰۃ ہوگی جس سال فروخت کیا ہوگا۔ (حسن)

باب

(مايجب عليه الصدقة من الحيوان ومالا يجب)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم ؛ و زرارة عنهما جميعاً عليهما السلام قالا : وضع أمير المؤمنين صلوات الله عليه على الخيل العتاق الراعية في كلّ فرس في كلّ عام دينارين وجعل على البراذين ديناراً .

۲ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : هل في البغال شيء ؟ فقال : لا ، فقلت : فكيف صار على الخيل ولم يصر على البغال ؟ فقال : لأنّ البغال لاتلقح والخيل الاناث ينتجن وليس على الخيل الذّكور شيء ، قال : [فقلت] : فما في الحمير ؟ فقال : ليس فيها شيء ، قال : قلت : هل على الفرس أو البعير يكون للرجل يركبهما شيء ؟ فقال : لا ليس على مايعلف شيء إنّما الصدقة على السائمة المرسلة في مرجها عامها الّذي يقتنيها فيه الرجل فأمّا ماسوى ذلك فليس فيه شيء .

۳ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس على الرّقيق زكاة إلّا رقيق يبتغي به التجارة فإنّه من المال الّذي يزكّى .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، و محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر و أبي عبدالله عليهما السلام أنّهما سئلا عمّا في الرقيق فقالا : ليس في الرأس شيء أكثر من صاع من تمر إذا حال عليه الحول وليس في ثمنه شيء حتّى يحول عليه الحول .

٥ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل لم يزكّ إبله أو شاته عامين فباعها على من اشتراها أن يزكّيها لما مضى ؟ قال : نعم تؤخذ منه زكاتها ويتبع بها البايع أو يؤدّي زكاتها البايع .

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرجل يكون له إبل أو بقر أو غنم أو متاع فيحول عليها الحول فيموت الإبل والبقر والغنم و يحترق المتاع ، قال : ليس عليه شيء .

۷ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير قال : كان عليٌّ عليه السلام لا يأخذ من صغار الإبل شيئاً حتّى يحول عليه الحول ولا يأخذ من جمال العمل صدقة و كأنّه لم يجب أن يأخذ من الذكور شيء لأنّه ظهر يحمل عليها .

باب ۱۱

حیوانوں پر زکوٰۃ

۱۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جو گھوڑیاں آزادی سے چراگاہ میں چرتی ہوں ان میں سے ہر گھوڑی پر دو دینار اور جو تھان پر ہوں ہر ایک پر ایک دینار۔ (حسن)

۲۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا خچر پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں، میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہ گھوڑی پر ہے خچر پر نہیں۔ فرمایا خچر کے پیٹ میں بچہ نہیں ہوتا اور گھوڑی بچہ دیتی ہے نروں پر کوئی شے نہیں، راوی نے کہا اور گدھوں پر کیا ہے فرمایا کچھ نہیں، میں پوچھا ایسے گھوڑے اور اونٹ جو کسی کی سواری میں رہتا ہو۔ فرمایا کچھ نہیں اور نہ ان پر جو گھر پر چارہ کھاتے ہوں صدقہ تو ان پر ہے جو چراگاہوں میں سال بھر چرتے ہوں اور مالک کو کچھ خرچ نہ کرنا پڑتا ہو ان کے ماسوا پر کچھ نہیں۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے رقیق پر زکوٰۃ نہیں، لیکن اگر تجارت کی جائے تو وہ اس مال سے ہوگا جس پر زکوٰۃ ہے۔ (موثق)

۴۔ فرمایا امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے رقیق کے متعلق فرمایا اگرچہ ایک صاع تمر سے زیادہ ہو اس پر کچھ نہیں اگرچہ سال گزر جائے ہاں اس کی قیمت پر سال گزرنے کے بعد ہوگا۔ (حسن)

۵۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے دو سال سے اپنے اونٹ اور بکری کی زکوٰۃ نہیں دی پھر اس نے ان کو فروخت کیا تو کیا ان کی زکوٰۃ مشتری پر ہوگی ان پچھلے دو سالوں کی، فرمایا ہاں زکوٰۃ اس سے لی جائے گی بیچنے والے کو اس کے متعلق طے کرنا ہوگا ورنہ بائع کو دینا ہوگی (حسن)

۶۔ حضرت عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس کے پاس اونٹ گائے بکری اور سامان ہو اور ان پر سال گزر جائے اور اونٹ، گائے، بکری مر جائے اور متاع جل جائے تو زکوٰۃ اسے دینی ہوگی فرمایا نہیں۔ (حسن)

۷۔ حضرت علی علیہ السلام چھوٹے اونٹوں پہ کچھ نہیں لیتے تھے جب تک ایک سال ان پر نہ گزرے اور باربرداری کے اونٹوں پر کچھ پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کی پیٹھ پہ بوجھ لادا جاتا ہے۔ (حسن)

﴿باب ۱﴾

✡(صدقة الابل)✡

۱ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و محمّد بن مسلم ؛ وأبي بصير ؛ و بريد العجلي ؛ والفضيل ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله صلوات الله عليهما قالا : في صدقة الإبل في كلّ خمس شاةٌ إلى أن تبلغ خمساً وعشرين فإذا بلغت ذلك ففيها ابنة مخاض ثمَّ ليس فيها شيء حتّى تبلغ خمساً وثلاثين ، فإذا بلغت خمساً وثلاثين ففيها ابنة لبون ثمَّ ليس فيها شيء حتّى تبلغ خمساً وأربعين فإذا بلغت خمساً وأربعين ففيها حِقّة طروقة الفحل ، ثمَّ ليس فيها شيء حتّى تبلغ ستّين فإذا بلغت ستّين ففيها جذعة ثمَّ ليس فيها شيء حتّى تبلغ خمساً وسبعين فإذا بلغت خمساً وسبعين ففيها ابنتا لبون ، ثمَّ ليس فيها شيء حتّى تبلغ تسعين فإذا بلغت تسعين ففيها حِقّتان طروقتا الفحل ، ثمَّ ليس فيها شيء حتّى تبلغ عشرين ومائة فإذا بلغت عشرين ومائة ففيها حِقّتان طروقتا الفحل فإذا زادت واحدة على عشرين و مائة ففي كلّ خمسين حِقّة و في كلّ أربعين ابنة لبون ، ثمَّ ترجع الإبل على أسنانها وليس على النيف شيء ولا على الكسور شيء وليس على العوامل شيء إنّما ذلك على السائمة الراعية ؛ قال : قلت : ما في البخت السائمة شيء ؟ قال : مثل ما في الإبل العربيّة .

۲ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالرَّحمن بن الحجّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : في خمس قلايص شاة و ليس فيما دون الخمس شيء و في عشر شاتان و في خمس عشرة ثلاث شياه و في عشرين أربع و في خمس وعشرين خمس وفي ستّة و عشرين بنت مخاض إلى خمس و ثلاثين ، وقال عبدالرحمن : هذا فرق بيننا و بين النّاس فإذا زادت واحدة ففيها بنت لبون إلى خمس و أربعين فإذا زادت واحدة ففيها حِقّة إلى ستّين فإذا زادت واحدة ففيها جذعة إلى خمس و سبعين فإذا زادت واحدة ففيها بنتا لبون إلى تسعين فإذا كثرت الإبل ففي كلّ خمسين حِقّة .

۳ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن زرارة ،

عن أبي جعفر عليه السلام قال : ليس في صغار الإبل شيء حتى يحول عليها الحول من يوم تنتج .

باب ۱۸

صدقۂ شتر

۱۔ فرمایا امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے اونٹ کے صدقہ میں کہ ہر پانچ پہ ایک بکری ہے اور جب تعداد ہو جائے پچیس تو چھبیس پر ایک اونٹنی جو دوسرے سال میں ہو دی جائے اس کے بعد اضافہ نہ ہو گا جب تک ۳۵ تک پہنچے جب ۳۶ ہوں تو اس میں ایک اونٹنی جو تیسرے سال میں ہو دی جائے پھر ۴۵ تک یہی زکوٰۃ رہے گی لیکن جب ۴۶ ہو جائیں چوتھے سال میں داخل ہونے والی دی جائے اور جب ساٹھ تک پہنچ جائیں تو اکسٹھ کے بعد ایک اونٹ پانچ سالہ دیا جائے اور جب ۷۵ سے آگے بڑھیں تو ایسے دو اونٹ دیں جو تیسرے سال میں لگے ہوں۔ جب نوے سے آگے بڑھیں تو دو اونٹ دیئے جائیں جو چوتھے سال میں لگے ہوں جب ایک سو اکیس سے بڑھیں تو ہر پچاس پر ایک اونٹ چوتھے سال میں لگا ہو یا ہر چالیس پر ایک اونٹ جو تیسرے سال میں لگا ہو، دو نصابوں کے درمیان جو تعداد ہو یا کسر ہو اس پر زکوٰۃ نہیں اور نہ بار بردار اونٹوں پر ہے زکوٰۃ چراگاہوں میں چرنے والوں پر ہے۔ میں نے کہا چراگاہ میں چرنے والے بختی اونٹوں پر، فرمایا عربی اونٹوں کی طرح ان کی بھی زکوٰۃ ہو گی۔

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ ایک بکری، پانچ سے کم پہ کچھ نہیں، دس پر دو بکریاں، پندرہ پر تین، بیس پر چار، پچیس پر پانچ، ۲۶ پر ایک اونٹ جو دوسرے سال میں ہو۔ پینتیس تک۔ عبدالرحمٰن نے کہا یہ ہے فرق ہمارے اور لوگوں کے درمیان، اس کے بعد اگر ایک بھی زیادہ ہو پچہتر تک، ایک اونٹ پانچ سال کا دیا جائے گا اور اگر اس سے زیادہ ہوں گے تو دو، دو دوسرے سال میں داخل ہونے والے اور اگر کثرت ہو جائے تو ہر پچاس پر ایک چار سال کا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے چھوٹے اونٹوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک پیدائش کے بعد ایک سال پورا نہ ہو جائے۔

(نوٹ:۔ اونٹ کی زکوٰۃ میں اونٹنی دی جائے گی۔)

﴿باب ۱۹﴾

(صدقة البقر)

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و محمّد بن مسلم ؛ وأبي بصير ؛ وبريد العجليّ ؛ والفضيل ، عن أبي جعفر و أبي عبدالله عليهما السلام قالا : في البقر في كلّ ثلاثين بقرة تبيع[1] حولي وليس في أقلّ من ذلك شيء وفي أربعين بقرة بقرة مسنّة وليس فيما بين الثلاثين إلى الأربعين شيء حتّى تبلغ أربعين فإذا بلغت أربعين ففيها مسنّة وليس فيما بين الأربعين إلى الستين شيء فإذا بلغت الستين ففيها تبيعان إلى سبعين ، فإذا بلغت سبعين ففيها تبيع ومسنّة إلى ثمانين ، فإذا بلغت ثمانين ففي كلّ أربعين مسنّة إلى تسعين ، فإذا بلغت تسعين ففيها ثلاث تبايع حوليات فإذا بلغت عشرين ومائة ففي كلّ أربعين مسنّة ، ثمّ ترجع البقر على أسنانها وليس على النيف شيء ولا على الكسور شيء ولا على العوامل شيء ، إنّما الصدقة على السائمة الراعية وكلّ مالم يحل عليه الحول عند ربّه فلا شيء عليه حتّى يحول عليه الحول فإذا حال عليه الحول وجب عليه .

٢ ـ زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قلت له : في الجواميس شيء قال : مثل ما في البقر .

باب ۱۹

گائے کی زکوٰۃ

۱۔ فرمایا ابو جعفر و ابو عبد اللہ علیہما السلام نے گاسئے میں ہر تیس پر ایک گائے دی جائے گی جو ایک سال کی ہو (اس میں نر و مادہ کی قید نہیں) اور تیس سے کم پر زکوٰۃ نہیں اور ہر چالیس پر ایک گائے جو تیسرے سال میں لگی ہو اور چالیس سے لے کر ساٹھ تک کوئی زکوٰۃ نہیں ، جب ساٹھ کو پہنچ جائیں تو ستر تک ایک ایک سال کی دو گائیں دی جائیں اور جب ستر ہو جائیں تو اسّی تک ایک گائے ایک سال کی اور ایک تیسرے سال والی دی جائے اور جب اسّی ہو جائیں تو نوّے تک ایک گائے تین سال والی اور جب نوّے ہو جائیں تو تین گائیں ایک سال والی اور جب ایک سو بیس تو ہر چالیس پر ایک سہ سالہ ، پھر گائے اپنی عمر کے لحاظ سے زکوٰۃ میں آئے گی ۔ دو نصابوں کے اندر جو تعداد ہو گی اس پر زکوٰۃ نہ ہو گی اور نہ بار برداری کے جانوروں پر زکوٰۃ ان جانوروں پر ہو گی جو چرا گاہوں میں چرے ہوں اور ایک سال سے کم والے جانور پر نہ ہو گی ۔ (حسن)

﴿باب ۲۷﴾

أسنان الإبل من أول يوم تطرحه أمّه إلى تمام السنة حوار فإذا دخل في الثانية سمّي ابن مخاض لأنّ أمّه قد حملت فإذا دخلت في السنة الثالثة يسمّى ابن لبون وذلك أنّ أمّه قد وضعت وصار لها لبن فإذا دخل في السنة الرابعة يسمّى الذكر حِقّاً والأنثى حِقّة لأنّه قد استحقّ أن يحمل عليه فإذا دخل في السنة الخامسة يسمّى جَذَعاً فإذا دخل في السادسة يسمّى ثنيّاً لأنّه قد ألقى ثنيته فإذا دخل في السابعة ألقى رباعيته ويسمّى رباعيّاً فإذا دخل في الثامنة ألقى السنّ الّذي بعد الرباعيّة وسمّي سديساً فإذا دخل في التاسعة وطرح نابه سمّي بازلاً فإذا دخل في العاشرة فهو مخلف وليس له بعد هذا اسم والأسنان الّتي تؤخذ منها في الصدقة من بنت مخاض إلى الجذع.

باب ۲۷

اونٹوں کی عمر کا بیان

۱۔ اول روز سے جب ماں بچہ کو چھوڑ دے تو وہ ایک سال تک حوار کہلائے گا دوسرے سال اس کا نام مخاض ہوگا کیونکہ اس کی ماں حاملہ ہوگئی ہے اور تیسرے سال اس کو ابن لبون کہیں گے کیونکہ اس کی ماں جننے کے بعد دودھ والی ہوگئی ہے اور جب چوتھے سال میں ہوگا تو نر کو حق اور مادہ کو حقہ کہتے ہیں کیونکہ وہ بوجھ لادنے کا حق دار ہوجاتا ہے اور جب پانچویں سال میں داخل ہوتا ہے تو جذع کہتے ہیں اور جب چھ سال کا ہوتا ہے تو ثنی کہتے ہیں کیونکہ اس کے دو دانت نکل آتے ہیں اور سات سال والے کو رباعیہ کہتے ہیں اور جب آٹھویں سال میں داخل ہو تو اس کو سدیس کہتے ہیں اور جب نویں سال میں داخل ہو تو اسے بازل کہتے ہیں اور دسویں سال والے کو مخلف، اس کے بعد کوئی نام نہیں اور جس سن والے پر زکوٰۃ ہوتی ہے وہ مخاض اور جذع ہیں۔ (حسن)

﴿باب ۲﴾

☆(صدقة الغنم)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، و محمّد بن مسلم ؛ وأبي بصير ؛ وبريد ؛ والفضيل ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام في الشاة في كلّ أربعين شاة شاةٌ وليس فيما دون الأربعين شيءٌ ثمّ ليس فيها شيء حتّى تبلغ عشرين ومائة فإذا بلغت عشرين ومائة ففيها مثل ذلك شاة واحدة فإذا زادت على مائة وعشرين ففيها شاتان وليس فيها أكثر من شاتين حتّى تبلغ مائتين فإذا بلغت المائتين ففيها مثل ذلك فإذا زادت على المائتين شاة واحدة ففيها ثلاث شياه ثمّ ليس فيها شيءٌ أكثر من ذلك حتّى تبلغ ثلاثمائة فإذا بلغت ثلاثمائة ففيها مثل ذلك ثلاث شياه فإذا زادت واحدة ففيها أربع شياه حتّى تبلغ أربعمائة فإذا تمّت أربعمائة كان على كلّ مائة شاة . وسقط الأمر الأوّل وليس على مادون المائة بعد ذلك شيء وليس في النيف شيء ؛ وقالا : كلّ مالم يحل عليه الحول عند ربّه فلا شيء عليه فإذا حال عليه الحول وجب عليه .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وعليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : ليس في الأكيلة ولا في الرُّبى ـ و الرُّبّى الّتي تربّي اثنين ـ ولا شاة لبن ولا فحل الغنم صدقة .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا تؤخذ أكولة ـ والأكولة الكبيرة من الشاة تكون في الغنم ـ ولا والده ولا الكبش الفحل .

٤ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : السخل متى تجب فيه الصدقة قال : إذا أجذع .

باب ۲۱

بکری کی زکات

۱۔ حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے بکری کی زکوٰۃ کے متعلق فرمایا۔ ہر چالیس پر ایک بکری اس سے کم پر کچھ نہیں، ایک سو بیس تک پہنچنے سے پہلے اور کچھ نہیں جب ایک سو بیس کو پہنچ جائیں تو اس پر ایک ہی بکری ہے اور جب اس سے زاید ہوں تو دو بکریاں دو سو تک دو ہی رہیں گی اگر دو سو سے ایک بکری بھی زیادہ ہو گی تو تین بکریاں ہوں گی پھر آگے کچھ نہ ہو گا جب تین سو تک پہنچیں گی تو تین ہوں گی اگر ایک بکری زیادہ ہو جائے گی تو پھر چار بکریاں ہوں گی اور جب چار سو تک پہنچ جائیں گی تو ہر سو پر ایک بکری ہو گی اور پہلا نصاب ختم ہو جائے گا۔ پھر سو سے کم پر کچھ نہ ہو گا اور کثیر پر بھی کچھ نہیں جس مال پر اس کے مالک نزد یک سال نہ گزرے گا تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہ ہو گی اور جب ہو جائے گی تو واجب ہو گی۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے نہیں ہے صدقہ اس بکری جو بہت کھانے والی ہو اور نہ وہ جو دو روزہ میں بچہ دینے والی ہو اور نر بکرا، یہ زکوٰۃ میں نہیں لئے جائیں گے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے زکوٰۃ میں نہیں لی جائے گی زیادہ کھانے والی اور بوڑھی بکری اور نہ بچہ والی اور نہ مینڈھا۔ (موثق)

۴۔ میں نے حضرت سے پوچھا بکری کے بچہ پر کب زکوٰۃ ہو گی فرمایا جب چھ برس کا ہو جائے۔ (موثق)

﴿باب ۲۲﴾

☆(أدب المصدّق)☆

١ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن بريد بن معاوية قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : بعث أمير المؤمنين صلوات الله عليه مصدّقاً من الكوفة إلى باديتها فقال له : يا عبدالله انطلق وعليك بتقوى الله وحده لاشريك له ولا تؤثرنّ دنياك على آخرتك وكن حافظاً لما ائتمنتك عليه ، راعياً لحقّ الله فيه حتّى تأتي نادي بني فلان فإذا قدمت فأنزل بمائهم من غير أن تخالط أبياتهم ثمّ امض

إليهم بسكينة ووقار حتّى تقوم بينهم وتسلّم عليهم ثمّ قل لهم : يا عباد الله أرسلني إليكم ولي الله لآخذ منكم حقّ الله في أموالكم فهل لله في أموالكم من حقّ فتؤدّون إلى وليّه فإن قال لك قائل : لا فلا تراجعه وإن أنعم لك منهم منعم فانطلق معه من غير أن تخيفه أو تعده إلّا خيراً ، فإذا أتيت ماله فلا تدخله إلّا بإذنه فإنّ أكثره له ، فقل : يا عبدالله أتأذن لي في دخول مالك ، فإن أذن لك فلا تدخله دخول متسلّط عليه فيه و لا عنف به فاصدع المال صدعين ثمّ خيّره أيّ الصدعين شاء فأيّهما اختار فلا تعرّض له ثمّ اصدع الباقي صدعين ثمّ خيّره فأيّهما اختار فلا تعرّض له ولا تزال كذلك حتّى يبقى ما فيه وفاء لحقّ الله تبارك وتعالى من ماله فإذا بقي ذلك فاقبض حقّ الله منه و إن استقالك فأقله ، ثمّ اخلطها واصنع مثل الّذي صنعت أوّلاً حتّى تأخذ حقّ الله في ماله فإذا قبضته فلا توكّل به إلّا ناصحاً شفيقاً أميناً حفيظاً غير معنف لشيء منها ثمّ احدر كلّ ما اجتمع عندك من كلّ ناد إلينا نصيّره حيث أمر الله عزّ وجلّ فإذا انحدر بها رسولك فأوعز إليه أن لا يحول بين ناقة و بين فصيلها ولا يفرّق بينهما ولا يمصرنّ لبنها فيضرّ ذلك بفصيلها ولا يجهد بها ركوباً و ليعدل بينهنّ في ذلك و ليوردهنّ كلّ ماء يمرّ به ولا يعدل بهنّ عن نبت الأرض إلى جوادّ الطريق في الساعة الّتي فيها تريح وتغبق وليرفق بهنّ جهده حتّى يأتينا بإذن الله سحاحاً سماناً غير متعبات ولا مجهدات فيقسمن بإذن الله على كتاب الله وسنّة نبيّه صلى الله عليه وآله على أولياء الله فإنّ ذلك أعظم لأجرك و أقرب لرشدك ينظر الله إليها و إليك وإلى جهدك و نصيحتك لمن بعثك وبعثت في حاجته فإنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال : ما ينظر الله إلى وليّ له يجهد نفسه بالطاعة والنصيحة له ولإمامه إلّا كان معنا في الرّفيق الأعلى ؛ قال : ثمّ بكى أبو عبدالله عليه السلام ، ثمّ قال : يابريد لا والله ما بقيت لله حرمة إلّا انتهكت ولا عمل بكتاب الله ولا سنّة نبيّه في هذا العالم ولا اُقيم في هذا الخلق حدّ منذ قبض الله أمير المؤمنين صلوات وسلامه عليه ولا عمل بشيء من الحقّ إلى يوم الناس هذا ، ثمّ قال : أما والله لا تذهب الأيّام واللّيالي حتّى يحيي الله الموتى و يميت الأحياء و يردّ الله الحقّ إلى أهله ويقيم دينه الّذي ارتضاه لنفسه ونبيّه فأبشروا ثمّ أبشروا ثمّ أبشروا فوالله ما الحقّ إلّا في أيديكم .

٢ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام : أنّه سئل أيجمع الناس المصدّق أم يأتيهم على مناهلهم ؟ قال : لا بل يأتيهم على مناهلهم فيصدّقهم .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن غياث بن إبراهيم ، عن جعفر ، عن أبيه ، عن عليّ عليه السلام أنّه قال : لاتباع الصّدقة حتّى تعقل .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن يحيى ، عن غياث ابن إبراهيم ، عن جعفر ، عن أبيه عليهما السلام قال : كان عليّ صلوات الله عليه إذا بعث مصدّقه قال له : إذا أتيت على ربّ المال فقل له : تصدّق رحمك الله ممّا أعطاك الله ، فإن ولّى عنك فلا تراجعه .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج ، عن محمّد بن خالد أنّه سأل أبا عبدالله عليه السلام عن الصدقة فقال : إنّ ذلك لا يقبل منك فقال : إنّي أحمل ذلك في مالي فقال له أبو عبدالله عليه السلام : مر مصدّقك أن لا يحشر من ماء إلى ماء ولا يجمع بين المتفرّق ولا يفرّق بين المجتمع وإذا دخل المال فليقسّم الغنم نصفين ثمّ يخيّر صاحبها أيّ القسمين شاء فإذا اختار فليدفعه إليه فإن تتبعت نفس صاحب الغنم من النّصف الآخر منها شاة أو شاتين أو ثلاثاً فليدفعها إليه ثمّ ليأخذ صدقته فإذا أخرجها فليقسّمها فيمن يريد فإذا قامت على ثمن فإن أرادها صاحبها فهو أحقّ بها وإن لم يردها فليبعها .

٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ بن يقطين ، عن أخيه الحسين ، عن عليّ بن يقطين قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عمّن يلي صدقة العشر على من لابأس به فقال : إن كان ثقة فمره يضعها في مواضعها وإن لم يكن ثقة فخذها [منه] وضعها في مواضعها .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن محمّد بن مقرن ابن عبدالله بن زمعة بن سبيع ، عن أبيه ، عن جدّه ، عن جدّ أبيه أنّ أمير المؤمنين صلوات الله عليه كتب له في كتابه الّذي كتب له بخطّه حين بعثه على الصدقات : من بلغت عنده من الإبل صدقة الجذعة وليست عنده جذعة وعنده حقّة فإنّه تقبل منه

الحِقّة و يجعل معها شاتين أو عشرين درهماً و من بلغت عنده صدقة الحقة و ليست عنده حقّة وعنده جذعة فإنّه تقبل منه الجذعة و يعطيه المصدّق شاتين أو عشرين درهماً ومن بلغت صدقته حِقّة وليست عنده حِقّة و عنده ابنة لبون فإنّه يقبل منه ابنة لبون ويعطي معها شاتين أو عشرين درهماً ومن بلغت صدقته ابنة لبون و ليست عنده ابنة لبون وعنده حقّة فإنّه تقبل منه الحقّة ويعطيه المصدّق شاتين أوعشرين درهماً ومن بلغت صدقته ابنة لبون وليست عنده ابنة لبون وعنده ابنة مخاض فإنّه تقبل منه ابنة مخاض و يعطي معها شاتين أوعشرين درهماً ومن بلغت صدقته ابنة مخاض وليست عنده ابنة مخاض وعنده ابنة لبون فإنّه تقبل منه ابنة لبون ويعطيه المصدّق شاتين أو عشرين درهماً ومن لم يكن عنده ابنة مخاض على وجهها وعنده ابن لبون ذكر فإنّه تقبل منه ابن لبون وليس معه شيء ومن لم يكن معه شيء إلّا أربعة من الإبل وليس له مال غيرها فليس فيها شيء إلّا أن يشاء ربّها فإذا بلغ ماله خمساً من الإبل ففيها شاة.

٨ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليِّ بن أسباط ، عن أحمد بن معمر قال : أخبرني أبو الحسن العرنيُّ قال : حدَّثني إسماعيل بن إبراهيم ، عن مهاجر ، عن رجل من ثقيف قال : استعملني عليُّ بن أبي طالب عليه السلام على بانقيا وسواد من سواد الكوفة فقال لي والناس حضور : انظر خراجك فجد فيه ولا تترك منه درهماً فإذا أردت أن تتوجّه إلى عملك فمرَّ بي ، قال : فأتيته فقال لي : إنَّ الذي سمعت منّي خدعة إيّاك أن تضرب مسلماً أو يهوديّاً أو نصرانيّاً في درهم خراج أو تبيع دابّة عمل في درهم فإنّما اُمرنا أن نأخذ منهم العفو.

باب ۲۲

آداب صدقہ

۱۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ، امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک محصّل صدقات کو کوفہ سے مواضعات کی طرف بھیجا اور فرمایا ۔ اے بندۂ خدا جا اور تجھ پر اللہ سے ڈرنا لازم ہے وہ وحدہٗ لاشریک ہے دیکھ دنیا کو آخرت پر

ترجیح نہ دینا اور جس چیز کا میں نے تجھے امین بنایا ہے اس کی حفاظت کرنا اور حق خدا کی طرف دعوت دینا۔ جب وہاں پہنچنا تو کہنا۔ اے اولاد فلاں جب تم اس گاؤں میں پہنچنا تو ان کے چشمہ کے پاس اترنا، ان کے گھروں سے الگ اور سکینہ اور وقار کے ساتھ ان کے پاس جانا اور ان کو سلام کر کے کہنا۔ اے اللہ کے بندو مجھے ولی خدا نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہارے مالوں میں جو اللہ کا حق ہے وہ تم سے لوں لہذا تم اسے ولی خدا کو دو، اگر ان میں سے کوئی کہے کہ ہم پر نہیں ہے تو اس کی طرف رجوع نہ کرو اور اگر ان میں کوئی دولتمند ہے تو اس کے ساتھ جاؤ بغیر اس کو ڈرائے دھمکائے۔ جب تم اس کے مال کے پاس پہنچو تو بغیر اس کی اجازت کے داخل نہ ہو اگر وہ زیادہ مال ہو تو اس سے کہو کہ اے بندۂ خدا اجازت ہے کہ میں داخل ہوں اور جب وہ اجازت دے تو تحکمانہ انداز کے ساتھ داخل نہ ہو اور نہ ظلم کرو اس مال کے دو حصے کرو اور صاحب مال کو اختیار دو کہ وہ جو حصہ چاہے لے لے۔ جو حصہ لے اس سے تعرض نہ کرو یہ تقسیم بالسویہ برابر کرنا ہوگی تا اینکہ اس حد پر آ جائے کہ جو حق اللہ کا لینا ہے اس کے مال سے، پس اس کو اپنے قبضے میں کرو اس کے بعد ایسے کی سپردگی میں دو جو ناصح، شفیق، امانت دار اور حفاظت کرنے والا ہو۔ کسی چیز پر ظلم نہ کرے پھر اس سب مال کو جو تمہارے پاس ہے ہمارے پاس بھیجو اسی طریقہ سے جیسے اللہ نے حکم دیا ہے جب اپنے پیغامبر کے ساتھ مال زکوٰۃ بھیجو تو اسے تاکید کرو کہ اونٹنی سے اس کے بچے کو جدا نہ کرے اور مویشیوں کے درمیان تفریق نہ ڈالے اور ان کا دودھ نہ دوہے کہ اس سے بچے کو نقصان پہنچے گا اور یہ کہ ان پر سوار نہ ہو اور ان کے درمیان عدل قائم رکھے اور پانی کے گھاٹ پر سب کو لے جائے اور راستہ کے کناروں پر جہاں گھاس ہو ان کے آرام کرنے اور کھانے کے وقت ان کو کھانے سے نہ روکو اور نرمی اور مہربانی کا برتاؤ ان کے ساتھ کرے تا اینکہ خدا کے فضل و کرم سے وہ صحیح و سالم فربہ اندامی کے ساتھ ہمارے پاس پہنچ جائیں بغیر تعب و تکان کے اور ہم ان کو مطابق کتاب و سنت کے لوگوں پر تقسیم کر دیں خدا کے دوستوں پر یہ تمہارے لئے سب سے بڑا اجر ہوگا اور ہدایت سے زیادہ قریب اللہ تعالیٰ اس مال کی طرف بھی دیکھتا ہے تمہاری طرف بھی اور تمہاری کوشش کی طرف بھی اور اس نصیحت کی طرف جو تمہارے بھیجنے والے نے تم کو کی۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو صاحب حکم اطاعت الٰہی اور عمال کو نصیحت کے لئے اپنے نفس کو تعب میں ڈالے گا وہ ہمارا رفیق مراتب اعلیٰ میں ہوگا پھر حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام روئے اور فرمایا۔ اے برید! اس زمانہ میں اللہ کی کوئی حرمت ایسی نہیں رہی جس کی ہتک نہ کی گئی ہو اب نہ کتاب خدا پر عمل ہے اور نہ سنت رسول پر اور جب امیرالمومنین علیہ السلام مرے ہیں اس قوم پر حد جاری نہیں کی گئی اور نہ اس زمانہ کے لوگوں کا کوئی عمل حق ہے پھر فرمایا واللہ یہ دن اور راتیں نہ جائیں جب تک وہ وقت نہ آئے کہ اللہ مردوں کو زندہ کرے اور زندوں کو مارے اور حق کو اس کے اہل کی طرف لوٹائے اور اپنے اس دین کو قائم کرے جس کو اس نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور اپنے نبی کے لئے بشارت ہو تم کو، بشارت ہو تم کو، خدا کی قسم حق نہیں ہے مگر تمہارے ہاتھوں میں۔ (حسن)

۲۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا آیا صدقہ وصول کرنے والے کے پاس لوگ خود جمع ہوں یا وہ خود لوگوں کے پاس جائے فرمایا وہی لوگوں کے پاس جائے اور ان کے صدقات لے۔ (حسن)

۳۔ صدقہ کو فروخت نہ کیا جائے جب تک وہ قبضہ میں نہ آئے۔ (موثق)

۴۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام جب محصل صدقات کو بھیجتے تو فرماتے جب تم صاحب مال کے پاس جانا تو اس سے کہنا۔ جو کچھ تمہیں اللہ نے دیا ہے اس کا صدقہ دو۔ اگر وہ تم سے گریز کرے تو اس کا پیچھا نہ کرو (موثق)

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے صدقہ لینے والے سے کہو وہ جابجا لوگوں کو جمع نہ کرے اور جو لوگ متفرق ہوں انھیں ایک جگہ جمع نہ کرے اور جو جمع ہو گئے ہوں انھیں متفرق نہ کرے اور جب زکوٰۃ لینے مال کے پاس جائے تو حصوں میں تقسیم کرے اس کی بکریوں کو اور مالک کو اختیار دے کہ وہ ان دو حصوں میں سے جسے چاہے اپنے لئے اختیار کرے جب وہ انتخاب کرلے تو اسے دے اور اگر نصف آخر میں سے وہ ایک دو یا تین بکریوں کو بدلنا چاہے تو انھیں دے دے اور صدقہ اس سے لے لے۔ جب صدقہ نکالے تو اسے پکا کرے اس بات پر کہ وہ کیا چاہتا ہے اگر وہ بیچتا ہو تو مالک اس کی خریداری کا زیادہ مستحق ہے اگر وہ کسی بکری کو دینا نہ چاہے تو اسی کے ہاتھ فروخت کرے۔ (مجہول)

۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو مال صدقات کی طرف سے بے پرواہ ہو فرمایا اگر وہ مرد معتمد ہو تو اس سے کہو کہ وہ اس مال کو اس کی جگہ رکھے ورنہ اس سے لے کر صحیح مقام پر رکھا جائے۔ (ح)

۷۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے محصل صدقات کو لکھا جس اونٹوں والے کو صدقہ میں پانچ سال کا اونٹ دینا ہو اور اس کے پاس اس عمر کا اونٹ نہ ہو بلکہ چار سال کا ہو تو وہی اس سے لے لیا جائے اور اس کے ساتھ دو بکریاں اور بیس درہم اور لئے جائیں اور جسے صدقہ میں چار سال والا دینا ہو اور اس کے پاس پانچ سال کا ہو تو اسے لیا جائے اور محصل صدقات اسے دو بکریاں اور بیس درہم دے اور جسے چار سال والا دینا ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ تین سال کا ہو تو اسے لے لیا جائے اور اس کے ساتھ وہ دو بکریاں اور بیس درہم اور دے اور جسے تین سال والا دینا ہے اور اس کے پاس چار سال کا ہے تو لے لیا جائے اور محصل اسے دو بکریاں اور بیس درہم دے اور جسے تین سال والا دینا ہے اس کے پاس دو سال والا ہے تو اسے لے لیا جائے اور اس سے دو بکریاں اور بیس درہم لے جائیں اور جسے دو سال والا دینا ہو اور اس کے پاس تین سال کا ہو تو لے لیا جائے اور محصل اسے دو بکریاں اور بیس درہم دے اور جس کے پاس دو سال کا ہو اور اس کے پاس تین سال کا نر ہو تو اسے لے لیا جائے اور اس کے ساتھ کچھ نہیں اور جس کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہوں اور ان کے علاوہ کوئی جانور نہ ہو تو اس سے کچھ نہ لیا جائے۔ ہاں ان کا مالک دیدے یہ دوسری بات ہے۔ جب اس کے پانچ اونٹ ہو جائیں تو ان میں ایک بکری ہے۔ (مجہول)

۸۔ راوی کہتا ہے جب علی علیہ السلام نے مجھے مضافات کوفہ کا عامل صدقات بنایا تو لوگوں کی موجودگی میں فرمایا اپنے خراج پر

نظر رکھتا اور ایک درہم نہ چھوڑتا اور جب جانے کا ارادہ ہو تو میری طرف سے گزرنا۔ جب میں حضرت کے پاس آیا تو فرمایا تونے جو کچھ مجھ سے سنا تھا وہ ازراہِ تقیہ تھا۔ اپنے کو بچائے رکھنا اس سے کہ کسی مسلمان، یہودی یا نصرانی کو ایک درہم خراج نہ دینے پر مارے ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ان سے عفو چاہیں۔ (ض)

﴿ باب ۳ ﴾

☆(زكاة مال اليتيم)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في مال اليتيم عليه زكاة ؟ فقال : إذا كان موضوعاً فليس عليه زكاة وإذا عملت به فأنت له ضامن و الربح لليتيم .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وأحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبد الجبّار جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي العطارد الخيّاط قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : مال اليتيم يكون عندي فأتّجر به ، فقال : إذا حرّكته فعليك زكاته قال : قلت : فإنّي اُحرّكه ثمانية أشهر وأدعه أربعة أشهر قال : عليك زكاته .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : هل على مال اليتيم زكاة قال : لا إلّا أن يتّجر به أو يعمل به .

٤ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي بصير قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : ليس على مال اليتيم زكاة وإن بلغ اليتيم فليس عليه لما مضى زكاة ولا عليه فيما بقي حتّى يدرك فإذا أدرك فإنّما عليه زكاة واحدة ثمّ كان عليه مثل ما على غيره من النّاس .

٥ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ ومحمّد بن مسلم أنّهما قالا : ليس على مال اليتيم في الدّين والمال الصامت شيء ، فأمّا الغلّات فعليها الصدقة واجبة .

٦ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن سعيد السمان قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : ليس في مال اليتيم زكاة إلّا أن يتّجر به فإن اتّجر به فالرّبح لليتيم فإن وضع فعلى الّذي يتّجر به .

٧ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن يونس ابن يعقوب قال : أرسلت إلى أبي عبدالله عليه السلام أنَّ لي إخوة صغاراً فمتى تجب على أموالهم الزكاة ؟ قال : إذا وجبت عليهم الصلاة وجبت الزكاة قلت : فما لم تجب عليهم الصّلاة قال : إذا اتّجر به فزكّه .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن القاسم بن الفضيل قال : كتبت إلى أبي الحسن الرّضا عليه السلام أسأله عن الوصيّ أيزكّي زكاة الفطرة عن اليتامى إذا كان لهم مال ؟ قال : فكتب عليه السلام : لا زكاة على يتيم .

باب ۲۳

زکوٰۃ مال یتیم

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ مال یتیم اگر رکھا ہوا ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اور اگر اس سے تم تجارت کرو تو تم اس کے ضامن ہو اور نفع یتیم کو دیا جائے گا۔ (م)

۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا یتیم کا مال میرے پاس ہے میں اس سے تجارت کرتا ہوں فرمایا تم پر زکوٰۃ ہوگی میں نے میں آٹھ ماہ تو کام میں لاتا ہوں اور چار ماہ چھوڑ دیتا ہوں۔ فرمایا تو بھی تم پر زکوٰۃ ہوگی۔ (مجہول)

۳۔ میں نے پوچھا مال یتیم پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں لیکن اگر تجارت اس سے کی جائے گی یا کوئی اور کام کیا جائے گا تو زکوٰۃ ہوگی۔ (حسن)

۴۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ مال یتیم پر زکوٰۃ نہیں اور جب بالغ ہو جائے تو پچھلے زمانہ کی زکوٰۃ اس پر نہ ہوگی اور نہ اس پر جو باقی ہے ہاں اگر نفع حاصل کیا ہے تو اس پر ایک زکوٰۃ ہوگی اس کے بعد اسی طرح ہوگی جیسے اوروں پر۔ (حسن)

۵۔ فرمایا یتیم پر دَین اور مال صامت پر زکوٰۃ نہیں لیکن غلوں پر زکوٰۃ واجب ہے (حسن)

۶۔ فرمایا یتیم کے مال پر زکوٰۃ نہیں۔ مگر جبکہ تجارت کی جائے اور اس سے جو نفع ہوگا وہ یتیم کا ہوگا اگر رکھا رہے تو اسی پر ہوگا جس سے تجارت کی جائے۔ (مجہول)

۷۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا میرے چند چھوٹے بھائی ہیں ان کے مال میں زکوٰۃ کب واجب ہوگی فرمایا جب نماز واجب ہوگی میں نے کہا جب تک نماز واجب نہ ہو۔ فرمایا اگر اس مال سے تجارت ہوگی تو زکوٰۃ ہوگی (موثق)

۸۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے بذریعہ خط پوچھا وصی کے متعلق کہ آیا اس پر یتیموں کے مال سے زکوٰۃ دینا ہے حضرت نے لکھا یتیم پر زکوٰۃ نہیں۔ (ص)

﴿باب ۲۴﴾

(زكاة مال المملوك و المكاتب و المجنون)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس في مال المملوك شيء ولو كان له ألف ألف ولو احتاج لم يعط من الزكاة شيء .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالرَّحمن بن الحجّاج قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : امرأة من أهلنا مختلطة أعليها زكاة ؟ فقال : إن كان عمل به فعليها زكاة وإن لم يعمل به فلا .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن العبّاس بن معروف ، عن عليِّ بن مهزيار عن الحسين بن سعيد ، عن محمّد بن الفضل ، عن موسى بن بكر قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن امرأة مصابة ولها مال في يد أخيها هل عليه زكاة ؟ فقال : إن كان أخوها يتّجر به فعليه زكاة .

عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن محمّد بن سماعة ، عن موسى بن بكر عن عبد صالح عليه السلام مثله .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن أبي البختريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس في مال المكاتب زكاة .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن الخشّاب ، عن عليِّ بن الحسين ، عن محمّد بن أبي حمزة ، عن عبدالله بن سنان قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : مملوكٌ في يده مال أعليه زكاةٌ ؟ قال : لا ، قلت : ولا على سيّده ؟ قال : لا إنّه لم يصل إلى سيّده و ليس هو للمملوك .

باب ۲۴

زکوٰۃ مال مملوک و مکاتب و مجنون

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ غلام کے مال میں زکوٰۃ نہیں اگرچہ ہزار دِرہم اس کے پاس ہوں اور اگر وہ محتاج ہو تو اسے زکوٰۃ سے کچھ نہ دیا جائے گا۔ (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا ہمارے خاندان میں ایک احمق عورت ہے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا اگر اس مال سے کچھ کاروبار ہوتا ہے تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں۔ (مجہول)

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا ایک عورت صحیح الدماغ نہیں۔ اس کا مال اس کے بھائی کے پاس ہے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی فرمایا اس کا بھائی اگر اس مال سے تجارت کرے گا تو اس پر زکوٰۃ ہوگی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔

۴۔ فرمایا حضرت نے مال مکاتب میں زکوٰۃ نہیں۔

نوٹ:۔ (مکاتب وہ غلام ہے جس نے اپنے آقا سے کچھ تحریری معاہدہ اپنی آزادی کا کیا ہو۔)

۵۔ میں نے حضرت سے کہا ایک غلام کے پاس مال ہے آیا اس پر زکوٰۃ ہے فرمایا نہیں، میں نے کہا اور اس کے آقا پر فرمایا نہیں، کیونکہ وہ مال اس کے قبضہ میں نہیں اور مملوک کا بھی نہیں کیونکہ وہ خود آقا کی ملکیت ہے۔ (مجہول)

﴿باب ۲۵﴾

✿(فيما يأخذ السلطان من الخراج)✿

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالرحمن بن الحجّاج ، عن سليمان بن خالد قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إنَّ أصحاب أبي أتوه فسألوه عمّا يأخذ السّلطان فرقَّ لهم وإنّه ليعلم أنَّ الزّكاة لا تحلُّ إلّا لأهلها فأمرهم أن يحتسبوا به فجال فكري والله لهم ، فقلت له : يا أبة إنّهم إن سمعوا إذاً لم يزكِّ أحدٌ فقال : يا بنيَّ حقٌّ أحبَّ الله أن يظهره .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن يعقوب بن شعيب قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن العشور الّتي تؤخذ من الرَّجل أيحتسب بها من زكاته ؟ قال : نعم إن شاء .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن رفاعة بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يرث الأرض أو يشتريها فيؤدّي خراجها إلى السلطان هل عليه عشر قال : لا .

٤ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص ابن القاسم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الزكاة فقال : ما أخذ منكم بنو اُميّة فاحتسبوا به ولا تعطوهم شيئاً ما استطعتم فإنّ المال لا يبقى على هذا إن تزكّيه مرّتين .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عبدالله بن مالك ، عن أبي قتادة ، عن سهل بن اليسع أنّه حيث أنشأ سهل آباد وسأل أبا الحسن موسى عليه السلام عمّا يخرج منها ما عليه ؛ فقال : إن كان السلطان يأخذ خراجها فليس عليك شيء ، وإن لم يأخذ السلطان منها شيئاً فعليك إخراج عشر ما يكون فيها .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن جعفر ، عن آبائه عليهم السلام قال : ما أخذه منك العاشر فطرحه في كوزه فهو من زكاتك وما لم يطرح في الكوز فلا تحتسبه من زكاتك .

باب ۲۵

سرکاری ٹیکس کے متعلق

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے میرے والد کے اصحاب ان کے پاس آئے اور سوال کیا جو ٹیکس بادشاہ لیتا ہے تو زکوٰۃ سے چھٹکارا مل جائے گا حالانکہ یہ معلوم ہے کہ زکوٰۃ اس کے اہل کو دی جاتی ہے آپ نے ان کو حکم دیا کہ اس کو حساب زکوٰۃ میں رکھیں، میں اس حکم سے بڑا فکرمند ہوا۔ میں نے کہا باباجان اگر لوگ اس حکم کو سنیں گے تو کوئی بھی زکوٰۃ نہ دے گا فرمایا بیٹا حق کا ظاہر کرنا اللہ پسند کرتا ہے۔ (حسن)

نوٹ :۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے مراۃ العقول میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ حدیث محمول بر تقیہ ہے ظاہر ہے کہ اگر ان لوگوں کو جو مخالف مذہب اہلبیتؑ تھے اگر یہ پتہ چل جاتا کہ امام سرکاری خراج کو داخل زکوٰۃ نہیں جانتے تو فوراً بادشاہ کے عتاب میں آجاتے۔

۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ (ظالم بادشاہ) دسواں حصہ جو لیتا ہے اس کو زکوٰۃ میں شمار کیا جائے۔ فرمایا ہاں اگر چاہے (احوط یہ ہے کہ زکوٰۃ دوبارہ دو) (م)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا ایک شخص زمین کا وارث ہوتا ہے اسے خریدتا ہے اور بادشاہ کو خراج دیتا ہے کیا اس پر دسواں حصہ زکوٰۃ کا دینا ہوگا۔ فرمایا ہاں۔

۴۔ میں نے حضرتؑ زکوٰۃ کے متعلق پوچھا فرمایا جو مال تم سے بنی امیہ لے لیں اسے حساب میں رکھو اور جہاں تک ممکن ہو ان کو نہ دو کیونکہ اگر تم دوبارہ دوگے تو مال ہی باقی نہ رہے گا۔ (مجہول)

۵۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا اس مال کے متعلق جس سے نکالا جائے تو اس پر کیا ہے فرمایا اگر بادشاہ نے اپنا خراج لے لیا تو تم پر کچھ نہیں اور اگر نہیں لیا تو تم پر دسواں حصہ نکالنا ہے۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا جب محصل تم سے زکوٰۃ لے کر اپنی جھولی میں ڈالے تو وہ تمہاری زکوٰۃ ہوگئی اور اگر نہ ڈالے تو اسے اپنی زکوٰۃ نہ سمجھو۔ (ض)

﴿باب﴾

☆(الرجل يخلف عند أهله من النفقة مايكون في مثلها الزكاة)☆

١ ـ أحمد بن إدريس، عن محمد بن عبدالجبار، عن صفوان بن يحيى، عن إسحاق ابن عمار، عن أبي الحسن الماضي عليه السلام قال: قلت له: رجل خلف عند أهله نفقة ألفين لسنتين عليها زكاة؟ قال: إن كان شاهداً فعليه زكاة وإن كان غائباً فليس عليه زكاة.

٢ ـ عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن ابن أبي عمير، عن بعض أصحابنا عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل وضع لعياله ألف درهم نفقة فحال عليها الحول؟ قال: إن كان مقيماً زكاه وإن كان غائباً لم يزكه.

٣ ـ علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن إسماعيل بن مرار، عن يونس، عن سماعة عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: الرجل يخلف لأهله ثلاثة آلاف درهم نفقة سنتين عليه زكاة؟ قال: إن كان شاهداً فعليها زكاة وإن كان غائباً فليس فيها شيء.

باب ۲۶

اپنے اہل میں مال نفقہ کیلئے چھوڑنا

۱۔ میں نے امام علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنے اہل و عیال کے دو سال کے نفقہ کے لیے دو ہزار روپیہ چھوڑے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی فرمایا اگر وہ موجود ہے تو زکوٰۃ ہوگی اور اگر غائب ہے تو نہیں (موثق)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جو اپنے اہل کے نفقہ کے لئے ایک ہزار روپیہ رکھے اور اس پر سال گزر جائے تو اگر وہ مقیم ہے تو زکوٰۃ دے گا اور غائب ہے تو نہیں۔ (موثق)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا اگر ایک شخص اپنے اہل کے دو سال کے نفقہ کے لئے تین ہزار روپے چھوڑے تو آیا اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ فرمایا اگر وہ موجود ہے تو ہوگی ورنہ نہیں۔ (مجہول)

﴿ باب ۲۷ ﴾

۞(الرجل يعطى من زكاة من يظن أنه معسر ثم يجده موسراً)۞

١ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن عثمان عمَّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل يعطي زكاة ماله رجلاً وهو يرى أنه معسرٌ فوجده موسراً ؟ قال : لا يجزىء عنه .

٢ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن عثمان بن عيسى ، عن أبي المغرا عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ الله تبارك وتعالى أشرك بين الأغنياء والفقراء في الأموال فليس لهم أن يصرفوا إلى غير شركائهم .

باب ۲۷

دھوکہ سے بجائے محتاج کے مالدار کو زکوٰۃ دے دینا

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو ایک شخص کو محتاج سمجھ کر زکوٰۃ دے دے اور بعد میں معلوم ہو کر وہ مالدار تھا فرمایا یہ زکوٰۃ کافی نہ ہوگی۔ (مرسل)

۲۔ فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ نے اموال میں اغنیاء اور فقراء کو شریک کیا ہے پس اغنیاء کو نہ چاہیئے کہ وہ فقراء کے غیر کو اس میں شریک کریں۔ (موثق)

﴿ باب ۲۸ ﴾

☆(الزكاة [لا] تعطى غير أهل الولاية)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن زرارة وبكير ؛ و الفضيل ؛ ومحمّد بن مسلم ، وبريد العجليّ ، عن أبي جعفر و أبي عبدالله عليهما السلام أنّهما قالا : في الرَّجل يكون في بعض هذه الأهواء الحروريّة والمرجئة والعثمانيّة والقدريّة ثمَّ يتوب و يعرف هذا الأمر ويحسن رأيه أيعيد كلَّ صلاة صلّاها أو صوم أو زكاة أو حجٍّ أوليس عليه إعادة شيء من ذلك ؟ قال : ليس عليه إعادة شيء من ذلك غير الزكاة لابدَّ أن يؤدّيها لأنّه وضع الزكاة في غير موضعها و إنّما موضعها أهل الولاية .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن عبيد بن زرارة قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : ما من رجل يمنع درهماً من حقٍّ إلّا أنفق اثنين في غير حقّه وما من رجل منع حقّاً في ماله إلّا طوّقه الله به حيّة من نار يوم القيامة ، قال : قلت له : رجل عارف أدَّى زكاته إلى غير أهلها زماناً هل عليه أن يؤدّيها ثانياً إلى أهلها إذا علمهم ؟ قال : نعم ، قال : قلت : فإن لم يعرف لها أهلاً فلم يؤدّها أولم يعلم أنّها عليه فعلم بعد ذلك ؟ قال : يؤدّيها إلى أهلها لما مضى ، قال : قلت له : فإنّه لم يعلم أهلها فدفعها إلى من ليس هو لها بأهل وقد كان طلب واجتهد ثمَّ علم بعد ذلك سوء ما صنع ؟ قال : ليس عليه أن يؤدّيها مرَّة اُخرى .

وعن زرارة مثله غير أنّه قال : إن اجتهد فقد برىء و إن قصر في الاجتهاد في الطلب فلا .

٣ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ الصدقة والزَّكاة لايحابى بها قريب ولم يمنعها بعيد .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن الوليد ابن صبيح قال : قال لي شهاب بن عبد ربّه : اقرء أبا عبدالله عليه السلام عنّي السلام و أعلمه أنّه يصيبني فزع في منامي ، قال : فقلت له : إنَّ شهاباً يقرئك السلام و يقول لك : إنّه يصيبني فزع في منامي ، قال : قل له فليزكِّ ماله ، قال : فأبلغت شهاباً ذلك فقال لي :

فتبلغه عنّي ؟ فقلت : نعم ، فقال : قل له : إنّ الصبيان فضلاً عن الرّجال ليعلمون أنّي أُزكّي مالي ، قال : فأبلغته ، فقال أبوعبدالله عليه السلام : قل له : إنّك تخرجها ولا تضعها في مواضعها .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن ابن اُذينة قال : كتب إليّ أبو عبدالله عليه السلام : أنّ كلّ عمل عمله النّاصب في حال ضلاله أو حال نصبه ثمّ منّ الله عليه و عرّفه هذا الأمر فإنّه يؤجر عليه و يكتب له إلا الزكاة فإنّه يعيدها لأنّه وضعها في غير موضعها و إنّما موضعها أهل الولاية و أمّا الصلاة و الصوم فليس عليه قضاؤهما .

٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن إسماعيل بن سعد الأشعري ، عن الرّضا عليه السلام قال : سألته عن الزكاة هل توضع فيمن لا يعرف ؟ قال : لا ، ولا زكاة الفطرة .

باب ۲۵

وہ زکوٰۃ جو اہل ولایہ کے غیر کو دی جائے

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ اور ابوجعفر علیہما السلام نے اس شخص کے بارے میں جو خارجی ، مرجیہ ، عثمانیہ یا قدریہ فرقہ میں داخل ہو گیا ہو پھر توبہ کرے اور اپنی صحیح رائے سے امر حق کو پہچان لے تو اس کو نماز روزہ وغیرہ کے اعادہ کی ضرورت نہیں البتہ زکوٰۃ جو اس نے اس زمانہ میں دی ہوگی وہ دوبارہ دینی ہوگی کیونکہ غلط ہاتھوں میں دی گئی اس کا صحیح مقام و مصرف اہل ولایت یعنی امام کی خدمت میں پہنچانا ہے (حسن)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جو ایک درہم راہ خدا میں تو نہ دے اور دو درہم اور کاموں میں خرچ کر دے اور جو کوئی اپنے مال سے زکوٰۃ نہ دے تو روز قیامت خدا اس کی گردن میں آگ کا طوق ڈال دے گا۔ میں نے کہا ایک مرد عارف نے زکوٰۃ دی۔ اس کے غیر اہل کو ایک مدت تک تو کیا وہ دوبارہ زکوٰۃ دے اس کے اہل کو جب ان کا پتہ چل جائے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اگر وہ مستحق کو نہ پہچانے اور نہ دے یا یہی نہ جانتا ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور بعد کو معلوم ہو۔ فرمایا تو گزرے ہوئے زمانہ کی زکوٰۃ اس کے مستحقوں کو دے ، میں نے کہا اگر حقدار معلوم نہ ہوں اور وہ غیر مستحق کو دے دے اور جستجو کے بعد پتہ چلے کہ اس نے غلط جگہ دے دی ہے فرمایا تو اس صورت میں دوبارہ نہ دے

گا اور زرارہ سے مروی ہے کہ فرمایا اگر پوری طرح تلاش کر لی ہے تب تو بری ہوگا ورنہ نہیں۔

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ صدقہ اور زکوٰۃ دینے میں قریب و بعید کا لحاظ نہیں۔ (حسن)

۴۔ مجھ سے شہاب بن عبدربہ نے کہا کہ حضرت ابوعبداللہ کو میرا سلام پہنچا کر کہو کہ رات کو خواب میں ڈرتا ہوں۔ میں نے حضرت سے جا کر یہی کہا۔ فرمایا اس سے کہو اپنے مال کی زکوٰۃ دے۔ میں شہاب سے جا کر کہہ دیا۔ اس نے کہا میری طرف سے حضرت سے کہو بچے بہتر ہیں مردوں سے وہ جانتے ہیں کہ میں اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں، حضرت نے فرمایا اس سے کہو کہ جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اس کو صحیح طریقہ سے صرف نہیں کرتے۔ (حسن)

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے ہر عمل جو ایک ناصبی ضلالت و ناصبیت کی حالت میں بجا لائے گا اور پھر خدا اس پر احسان کرے کہ وہ مذہب حقہ کو اختیار کرے تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ سوائے زکوٰۃ کے کہ وہ اسے دوبارہ دینی ہوگی۔ کیونکہ اس نے غلط ہاتھوں میں اسے دیا وہ دینی چاہیے تھی اہل ولایت کو، رہے نماز روزہ تو ان کی قضا اس پر نہیں ہے۔ (حسن)

۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا۔ آیا وہ اس کو دی جائے جو معرفت نہیں رکھتا۔ فرمایا نہیں اور نہ زکوٰۃ فطرہ۔

﴿باب ۲۹﴾

☆(قضاء الزكاة عن الميت)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن عباد ابن صهيب ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل فرّط في إخراج زكاته في حياته فلمّا حضرته الوفاة حسب جميع ما كان فرّط فيه ممّا لزمه من الزكاة ثمّ أوصى به أن يخرج ذلك فيدفع إلى من يجب له ، قال : جائز يخرج ذلك من جميع المال إنّما هو بمنزلة دين لو كان عليه ليس للورثة شيء حتّى يؤدّوا ما أوصى به من الزّكاة .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : رجل لم يزكّ ماله فأخرج زكاته عند موته فأدّاها كان ذلك يجزىء عنه ؟ قال : نعم ، قلت : فإن أوصى بوصيّة من ثلثه ولم يكن زكّى أيجزىء عنه من زكاته ؟ قال : نعم يحسب له زكاة ولا تكون له نافلة وعليه فريضة .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن شعيب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنَّ على أخي زكاة كثيرة فأقضيها أو اُؤدّيها عنه ؟ فقال لي : وكيف لك بذلك ؟ قلت : أحتاط ، قال : نعم إذاً تفرّج عنه .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قلت له : رجل يموت وعليه خمس مائة درهم من الزكاة وعليه حجّة الإسلام و ترك ثلاثمائة درهم فأوصى بحجّة الإسلام وأن يقضى عنه دين الزكاة ؟ قال : يحجّ عنه من أقرب ما يكون ويخرج البقيّة في الزكاة .

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عليِّ بن يقطين قال : قلت لأبي الحسن الأوَّل عليه السلام : رجلٌ مات وعليه زكاة وأوصى أن تقضى عنه الزكاة وولده محاويج إن دفعوها أضرَّ ذلك بهم ضرراً شديداً ؟ فقال : يخرجونها فيعودون بها على أنفسهم ويخرجون منها شيئاً فيدفع إلى غيرهم .

باب ۲

میّت کی طرف سے ادائیگی زکوٰۃ

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس سے کوتاہی ہوئی ہو زکوٰۃ نکالنے کے بارے میں جب موت کا وقت آئے اور وہ اس زکوٰۃ کا حساب کرے جس کو اس نے نہیں دیا پھر وصیت کرے کہ اس کو کے مال سے ادا کیا جائے تو جایز ہے کہ اس کے تمام مال سے وہ زکوٰۃ نکالی جائے کیونکہ وہ مثل قرضہ کے ہے جو اس پر ہے ورثہ کو اس زکوٰۃ کے نکالنے کے بعد ورثہ ملے گا۔ (حسن)

۲۔ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دی، وہ وقت مرگ سے دیتا ہے کیا یہ کافی ہوگی فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اگر وہ وصیت کرے ثلث مال کی اور اس نے زکوٰۃ نہیں دی ہے کیا یہ اس کی زکوٰۃ کے لیے کافی ہوگی۔ فرمایا ہاں زکوٰۃ میں محسوب ہوگا یہ مال اور جب زکوٰۃ فرض ہو تو نافلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (حسن)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا۔ میرے بھائی پر بہت زکوٰۃ ہے میں اپنی طرف سے دوں یا وہ اپنی طرف سے ادا کرے فرمایا تم کیوں دو۔ میں نے کہا ازراہ احتیاط، فرمایا ہاں اگر اس سے اسکی روزی کشادہ ہوجائے (حسن)

۴۔ میں نے کہا ایک شخص مرگیا اور اس پر پانچ سو درہم زکوٰۃ ہے اور حج بھی ہے اور اس کا ترکہ تین سو درہم ہے اس نے حج کی وصیت کی اور یہ کہ زکوٰۃ کا قرضہ دیا جائے فرمایا۔ پہلے اس سرمایہ سے حج کیا جائے اور باقی سے زکوٰۃ۔ (حسن)

۵۔ ایک شخص مرگیا اور اس پر زکوٰۃ ہے اور اس نے زکوٰۃ دینے کی وصیت کی ہے اس اولاد کی صاحب حاجت ہے اگر زکوٰۃ دی جاتی ہے تو ان کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔ فرمایا وہ زکوٰۃ تو نکالیں لیکن اسے اپنے اوپر تقسیم کرلیں اور اس میں سے کچھ اوروں کو دے دیں۔ (حسن)

﴿باب ۳﴾

☆(أقل ما يعطى من الزكاة وأكثر)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي ولّاد الحنّاط عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : لا يعطي أحدٌ من الزكاة أقلّ من خمسة دراهم وهو أقلّ ما فرض الله عزّ وجلّ من الزكاة في أموال المسلمين فلا يعطوا أحداً من الزكاة أقلّ من خمسة دراهم فصاعداً .

٢ ـ وعنه ، عن أحمد ، عن عبدالملك بن عتبة ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : قلت له : اُعطي الرَّجل من الزكاة ثمانين درهماً ؟ قال : نعم وزده ، قلت : اُعطيه مائة ؟ قال : نعم وأغنه إن قدرت أن تغنيه .

٣ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ بن فضّال عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل كم يعطى الرَّجل من الزكاة ، قال : قال أبو جعفر عليه السلام : إذا اُعطيت فأغنه .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سعيد بن غزوان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : تعطيه من الزكاة حتّى تغنيه .

باب ۳۱

کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ دینا

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ کسی کو زکوٰۃ پانچ درہم سے کم نہ دی جائے۔ خدا نے پانچ درہم سے کم زکوٰۃ نہیں رکھی پس اس سے کم نہ دو، زیادہ دے سکتے ہو۔ (ص)

۲۔ میں نے پوچھا ایک شخص کو اسی درہم دے دیئے جائیں فرمایا ہاں بلکہ اور زیادہ، میں نے کہا سو، فرمایا ہاں اگر تم کر سکتے ہو تو اسے غنی کر دو۔ (موثق)

۳۔ حضرت ابوعبداللہ سے پوچھا ایک شخص کو کتنی زکوٰۃ دی جائے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اتنا دے سکتے ہو کہ وہ غنی ہو جائے۔

۴۔ اتنا دے سکتے ہو کہ وہ غنی ہو جائے۔

﴿باب ۳۱﴾

☆(أنه يعطى عيال المؤمن من الزكاة إذا كانوا صغاراً و يقضى عن)☆
☆(المؤمنين الديون من الزكاة)☆

۱ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرّجل يموت ويترك العيال أيعطون من الزكاة ؟ قال : نعم : حتّى ينشؤوا ويبلغوا ويسألوا من أين كانوا يعيشون إذا قطع ذلك عنهم فقلت : إنّهم لا يعرفون ؟ قال : يحفظ فيهم ميّتهم ويحبّب إليهم دين أبيهم فلا يلبثوا أن يهتمّوا بدين أبيهم فإذا بلغوا وعدلوا إلى غيركم فلا تعطوهم .

۲ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل عارف فاضل توفّي وترك عليه ديناً قد ابتلي به لم يكن بمفسد ولا بمسرف ولا معروف بالمسألة هل يقضى عنه من الزّكاة الألف والألفان ؟ قال : نعم .

٣ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن أحمد ابن عائذ ، عن أبي خديجة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ذرّيّة الرّجل المسلم إذا مات يعطون من الزكاة والفطرة كما كان يعطى أبوهم حتّى يبلغوا فإذا بلغوا و عرفوا ما كان أبوهم يعرف اُعطوا وإن نصبوا لم يعطوا .

باب ۳

زکوٰۃ عیالِ مومن کو دی جائے

۱- میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا ایک شخص مرجاتا ہے اور اولاد چھوڑ جاتا ہے کیا ان کو زکوٰۃ دی جائے۔ فرمایا ہاں جب اُن کی نشو نما ہو اور بالغ ہوں اور ان سے پوچھا جائے کہ جب یہ زکوٰۃ ان کو نہ دی جاتی تھی تو وہ کہاں سے کھاتے تھے؟ میں نے کہا وہ معرفت نہیں رکھتے۔ فرمایا ان کے مرنے والوں کی یاد دلاؤ اور ان کے باپ کے دین کی محبت ان کے دل میں پیدا کی جائے اور یہاں تک وہ اپنے باپ کے دین پر قائم ہوں اگر بالغ ہونے کے بعد وہ کسی دوسرے دین کی طرف چلے جائیں تو پھر زکوٰۃ ان کو نہ دی جائے۔ (حسن)

۲- میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو مرد عارف فاضل ہو وہ مرگیا اور اس پر قرضہ ہو جس میں وہ مبتلا تھا اور وہ مفید تھا نہ مسرف اور نہ احمق تو کیا اس کا قرضہ زکات سے چکا دیا جائے ہزار دو ہزار روپیہ کا فرمایا ہاں۔ (ح)

۳- فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ مرد مسلمان کی اولاد کو جب ان کا باپ مرجائے زکوٰۃ فطرہ دیا جائے جیسے ان کے باپ کو دیا جاتا تھا ان کے بالغ ہونے تک جب بالغ ہو جائے اور اپنے باپ کی طرح صاحب معرفت رہیں تو زکوٰۃ دی جائے اور اگر ناصبی ہو جائیں تو نہ دی جائے۔ (م)

باب ۴

(تفضيل أهل الزكاة بعضهم على بعض)

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن عتيبة بن عبدالله بن عجلان السكونيّ قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : إنّي ربّما قسّمت الشيء بين أصحابي أصلهم به فكيف أعطيهم ؟ فقال : أعطهم على الهجرة في الدّين و العقل والفقه .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ؛ وابن أبي عمير جميعاً ، عن عبدالرحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الزكاة أيفضّل بعض من يعطى ممّن لا يسأل على غيره ؟ قال : نعم يفضّل الّذي لا يسأل على الّذي يسأل .

٣ ـ عليُّ بن محمّد ، عن إبراهيم بن إسحاق ، عن محمّد بن سليمان ، عن عبدالله بن سنان قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : إنّ صدقة الخفّ والظلف تدفع إلى المتجمّلين من المسلمين فأمّا صدقة الذّهب والفضّة وما كيل بالقفيز ممّا أخرجت الأرض فللفقراء المدقعين . قال ابن سنان : قلت : وكيف صار هذا كذا ؟ فقال : لأنّ هؤلاء متجمّلون يستحيون من النّاس فيدفع إليهم أجمل الأمرين عند النّاس وكلٌّ صدقة .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن [ابن أبي عمير] عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : قلت له : الرَّجل يعطى الألف الدّرهم من الزكاة فيقسّمها فيحدّث نفسه أن يعطي الرّجل منها ثمّ يبدو له ويعزله ويعطي غيره ؟ قال : لا بأس به .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بعض أصحابه ، عن عنبسة بن مصعب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : اُتي النبيّ صلّى الله عليه وآله بشيء فقسّمه فلم يسع أهل الصفّة جميعاً فخصّ به اُناساً منهم فخاف رسول الله صلّى الله عليه وآله أن يكون قد دخل قلوب الآخرين شيء ، فخرج إليهم فقال : معذرة إلى الله عزَّ وجلَّ وإليكم يا أهل الصفّة إنّا اُوتينا بشيء فأردنا أن نقسّمه بينكم فلم يسعكم فخصصت به اُناساً منكم خشينا جزعهم وهلعهم .

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن عثمان ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام أو عن أبي الحسن عليه السلام في الرَّجل يأخذ الشيء للرجل ثمَّ يبدو له فيجعله لغيره ، قال : لا بأس .

باب ۳۲
تفضيل زكوٰة

۱۔ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا میں بسا اوقات اپنے اصحاب میں زکوٰۃ تقسیم کرتا ہوں اور ان کو پہنچاتا ہوں

پس میں کس صورت سے تقسیم کروں فرمایا ان کو فضیلت دی جائے جو بلحاظ ہجرت فی الدین اور بہ لحاظ عقل وعلم دین بہتر ہوں۔ (م)

۲۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا کیا اس کو جو سوال نہیں کرتا سوال کرنے والے پر فضیلت ہے فرمایا ہاں۔ جو سوال نہیں کرتا اسے سوال کرنے والے پر فضیلت ہے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ صدقہ اونٹ اور گائے دیا جائے شاندار مسلمانوں کو لیکن سونے اور چاندی یا غلات کا صدقہ ان فقراء کے لئے ہے جن بیچارے کے چہرے گرد آلود ہوں ابن سنان نے کہا، میں نے حضرت سے کہا یہ کیسے فرمایا جو شاندار لوگ ہوتے ہیں وہ لوگوں سے مانگنے میں حیا کرتے ہیں پس ان کو سب سے اچھی چیز دی جائے اور وہ کل صدقہ ہو۔ (م)

۴۔ میں نے کہا ایک شخص ہزار درہم زکوٰۃ دیتا ہے اور اسے تقسیم کرتا ہے پھر اس کے دل میں آتا ہے کہ فلاں شخص کو دے چکا ہے پھر اسے معزول کر کے دوسرے کو دیتا ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے (مجہول)

۵۔ رسول اللہ کے پاس کچھ مال لایا گیا آپ نے اسے تقسیم کیا وہ چونکہ تمام اہل صفہ کے لئے کافی نہ تھا اس لئے آپ نے ان میں سے بعض پر تقسیم کیا پھر حضرت کو یہ خوف ہوا کہ جنھیں نہیں ملا ہے انھیں ملال ہوگا۔ آپ ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ سے اور تم سے معذرت خواہ ہوں اے اہل صفہ ہمارے پاس تھوڑی سی چیز آئی تھی ہم نے چاہا کہ تم سب میں تقسیم کر دیں لیکن وہ سب کے لئے کافی نہ تھی لہذا تم میں سے کچھ لوگوں کو مخصوص کرنا پڑا۔ جن کی فریاد و زاری کا ہم کو خوف تھا۔ (ض)

۶۔ فرمایا اس شخص کے بارے جو کسی چیز کو ایک شخص کے لئے پھر اسے دوسرے کو دیدے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

﴿باب ۳۴﴾

☆(تفضيل القرابة في الزكاة ومن لايجوز منهم أن يعطوا من الزكاة)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عبدالملك بن عتبة ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : قلت له : لي قرابة أنفق على بعضهم و اُفضّل بعضهم [على بعض] فيأتيني إبّان الزكاة أفاُعطيهم منها ؟ قال : مستحقّون لها ؟ قلت : نعم ، قال : هم أفضل من غيرهم أعطهم ، قال : قلت : فمن ذا الّذي يلزمني من ذوي قرابتي حتّى لا أحسب الزكاة عليهم ؟ فقال : أبوك واُمّك ، قلت : أبي واُمّي ؟ قال : الوالدان والولد.

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن مثنّى ، عن أبي بصير قال : سأله رجل وأنا أسمع قال : اُعطي قرابتي زكاة مالي وهم لايعرفون ؟ قال : فقال : لا تعط الزّكاة إلّا مسلماً وأعطهم من غير ذلك ، ثمّ قال أبوعبدالله عليه السلام : أترون أنّما في المال الزّكاة وحدها مافرض الله في المال من غير الزّكاة أكثر تعطى منه القرابة والمعترض لك ممّن يسألك فتعطيه مالم تعرفه بالنصب فإذا عرفته بالنّصب فلا تعطه إلّا أن تخاف لسانه فتشتري دينك وعرضك منه .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى عن أحمد ابن محمّد بن أبي نصر قال : سألت الرّضا عليه السلام عن الرّجل له قرابة و موالي و أتباع يحبّون أمير المؤمنين صلوات الله عليه و ليس يعرفون صاحب هذا الأمر أيعطون من الزّكاة ؟ قال : لا .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد عن زرعة بن محمّد ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرجل يكون له الزّكاة وله قرابة محتاجون غير عارفين أيعطيهم من الزّكاة ؟ فقال : لا ولا كرامة ، لايجعل الزّكاة وقاية لماله يعطيهم من غير الزّكاة إن أراد .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرّحمن ابن الحجّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : خمسة لايعطون من الزّكاة شيئاً : الأب والأمّ والولد والمملوك والمرأة وذلك أنّهم عياله لازمون له .

٦ ـ أحمد بن إدريس وغيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عبد الحميد ، عن أبي جميلة ، عن زيد الشحّام ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : في الزّكاة يعطى منها الأخ والاُخت والعمّ والعمّة والخال والخالة ولا يعطى الجدّ ولا الجدّة .

٧ ـ محمّد بن يحيى ؛ ومحمّد بن عبدالله ، عن عبدالله بن جعفر ، عن أحمد بن حمزة قال قلت لأبي الحسن عليه السلام : رجلٌ من مواليك له قرابة كلّهم يقول بك وله زكاة أيجوز له أن يعطيهم جميع زكاته ؟ قال : نعم .

٨ ـ محمّد بن أبي عبدالله ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن مهزيار ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يضع زكاته كلّها في أهل بيته وهم يتولّونك ؟ فقال : نعم .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عمران بن إسماعيل بن عمران القمّي

قال: كتبت إلى أبي الحسن الثالث عليه السلام: أنّ لي ولداً رجالاً و نساءً أفيجوز [لي] أن أعطيهم من الزكاة شيئاً؟ فكتب عليه السلام: إنّ ذلك جائز لكم.

١٠ ـ أحمد بن إدريس؛ وغيره، عن محمد بن أحمد، عن بعض أصحابنا، عن محمد بن جزك قال: سألت الصادق عليه السلام: أدفع عشر مالي إلى ولد ابنتي؟ قال: نعم لا بأس.

باب ۳۳

زکوٰۃ میں فضیلت قرابت

۱۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا میرے رشتہ دار ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دے کر میں ان کو نفقہ بہم پہنچاتا ہوں۔ میری زکوٰۃ کا وقت آگیا تو کیا میں ان کو زکوٰۃ دے دوں فرمایا کیا وہ مستحق ہیں میں نے کہا ہاں فرمایا تو وہ غیروں سے افضل ہیں انھیں دے دو میں نے کہا وہ کون رشتہ دار ہیں جن کو میں زکوٰۃ نہ دوں فرمایا وہ تمہارے باپ اور ماں ہیں۔ میں نے کہا صرف میرے ماں باپ۔ فرمایا ماں باپ اور بیٹا۔ (موثق)

۲۔ ایک شخص نے کہا میں اپنے رشتہ داروں کو اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں درآنحالیکہ وہ معرفت نہیں رکھتے۔ فرمایا زکوٰۃ مسلمان کے سوا کسی کو نہ دو اور نصابی زکوٰۃ کے علاوہ ان کو دے سکتے ہو پھر فرمایا کیا تم کو نہیں معلوم کہ زکوٰۃ فریضہ اور دوسرے صدقات تم قرابتداروں کو دے سکتے ہو اور مانگنے والوں میں سے جو ناصبی ہوں ان کو دو اور جب ان کا ناصبی ہونا معلوم ہو جائے تو مت دو ہاں اگر ان کی زبان درازی کا خوف ہو تو اپنے دین اور آبرو کو ان سے بچاؤ۔ (حسن)

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس کے قرابتدار دوست اور پیرو امیر المومنینؑ کو تو دوست رکھتے ہیں لیکن صاحب الامر کی معرفت نہیں رکھتے کیا ان کو زکوٰۃ دی جائے فرمایا نہیں۔ (ض)

۴۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جسے زکوٰۃ دینی ہے اور اس کے کچھ محتاج رشتہ دار بے معرفت ہیں آیا وہ ان کو زکوٰۃ میں سے کچھ دے فرمایا نہیں اور نہ اس کے کرامت و بزرگی ہے اور وہ زکوٰۃ کو اپنے مال کی حفاظت قرار نہ دے علاوہ زکوٰۃ کے انھیں دے سکتا ہے۔ (موثق)

۵۔ فرمایا پانچ کو زکوٰۃ میں سے کچھ نہ دیا جائے گا باپ ماں اولاد غلام اور زوجہ کیونکہ یہ اس کے عیال ہیں لازم النفقہ۔ (م)

۶۔ فرمایا حضرت نے زکوٰۃ دی جائے گی بھائی، بہن، چچا اور پھوپی، ماموں اور خالہ کو اور نہ دی جائے گی دادا اور دادی کو۔ (م)

۷۔ میں نے کہا ابوالحسن علیہ السلام سے ایک شخص کے بہت سے قرابت دار ہیں اور اس کے پاس مال زکوٰۃ ہے آیا جائز ہے کہ وہ ان سب کو مال زکوٰۃ دے دے ۔ فرمایا ہاں ۔ (مجہول)

۸۔ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا اس شخص کے متعلق جو اپنی کل زکوٰۃ اپنے اہل بیت کو دیتا ہے اور وہ آپ دوستوں میں سے ہے فرمایا ٹھیک ہے ۔ (ض)

۹۔ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ میرے لیے کچھ لڑکے اور لڑکیاں (غیر واجب النفقہ) ہیں کیا ان کو زکوٰۃ میں سے کچھ حضرت نے مجھے لکھا تمہارے لیے جائز ہے ۔ (مجہول)

۱۰۔ میں نے پوچھا میں اپنے مال کا دسواں حصہ اپنے پوتے کو دے سکتا ہوں فرمایا کوئی مضائقہ نہیں ۔ (مرسل) ۔

﴿باب﴾ نادر

١ ـ عدةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي محمّد الوابشيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سأله بعض أصحابنا عن رجل اشترى أباه من الزكاة ـ زكاة ماله ـ قال : اشترى خير رقبة لا بأس بذلك .

٢ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق ابن عمّار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل على أبيه دين ولأبيه مؤونة أيعطي أباه من زكاته يقضي دينه ؟ قال : نعم ومن أحقّ من أبيه .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل حلّت عليه الزكاة ومات أبوه وعليه دين أيؤدّي زكاته في دين أبيه وللابن مال كثير ؟ فقال : إن كان أبوه أورثه مالاً ثمّ ظهر عليه دين لم يعلم به يومئذ فيقضيه عنه قضاه من جميع الميراث ولم يقضه من زكاته وإن لم يكن أورثه مالاً لم يكن أحدٌ أحقّ بزكاته من دين أبيه فإذا أدّاها في دين أبيه على هذه الحال أجزأت عنه .

باب ۳۴

نادر (متفرقات)

۱۔ کسی نے حضرت سے پوچھا کیا ایک شخص مالِ زکوۃ سے اپنے غلام باپ کو خرید سکتا ہے فرمایا یہ تو آزاد کرانے کی بہترین صورت ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (مرسل)

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس کے باپ پر قرض ہے اور اس کے لیے خرچ بھی ہے آیا بیٹا زکوٰۃ میں سے کچھ دے کر قرضہ چکا دے فرمایا۔ ہاں اور اس کے باپ سے زیادہ مستحق اور کون ہوگا۔ (موثق)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس پر مالِ زکوٰۃ ہو اور اس کا باپ مقروض مر جائے تو کیا وہ اپنی زکوٰۃ سے اس کا قرضہ ادا کر دے درآنحالیکہ لڑکے کے پاس مال کثیر ہو، فرمایا اگر اس کا باپ میراث میں مال چھوڑ گیا ہے اور بعد میں اس پر قرضہ معلوم ہو جو پہلے معلوم نہ تھا تو باپ کے مال سے قرضہ ادا کیا جائے اور زکوٰۃ سے نہیں اور اگر مال نہیں چھوڑا تو اس کی زکوٰۃ کے لیے باپ کے قرضہ کو ادا کرنے سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے اگر وہ ادا کر دے تو یہ کافی ہوگا۔ (موثق)

﴿باب ۳۵﴾

☆(الزكاة تبعث من بلد الى بلد أو تدفع الى من يقسمها فتضيع)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز [عن زرارة] ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل بعث بزكاة ماله لتقسم فضاعت هل عليه ضمانها حتّى تقسم ؟ فقال : إذا وجد لها موضعاً فلم يدفعها فهو لها ضامن حتّى يدفعها وإن لم يجد لها من يدفعها إليه فبعث بها إلى أهلها فليس عليه ضمان لأنّها قد خرجت من يده وكذلك الوصيّ الّذي يوصى إليه يكون ضامناً لما دفع إليه إذا وجد ربّه الّذي أمر بدفعه إليه فإن لم يجد فليس عليه ضمان .

٢ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا أخرج الرجل الزكاة من ماله ثمّ سمّاها لقوم فضاعت أو أرسل بها إليهم فضاعت فلا شيء عليه .

٣ ـ حريز ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : إذا أخرجها من

ماله فذهبت ولم يسمّها لأحد فقد برىء منها .

٤ ـ حريز ، عن زرارة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل بعث إليه أخ له زكاته ليقسّمها فضاعت ؟ فقال : ليس على الرّسول ولا على المؤدّى ضمان ؟ قلت : فإنّه لم يجد لها أهلاً ففسدت وتغيّرت أيضمنها ؟ قال : لا ولكن إن عرف لها أهلاً فعطبت أو فسدت فهو لها ضامن حتّى يخرجها .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن جميل بن صالح عن بكير بن أعين قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الرّجل يبعث بزكاته فتسرق أو تضيع قال : ليس عليه شيء .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عمّن أخبره ، عن درست ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : في الزكاة يبعث بها الرّجل إلى بلد غير بلده ؟ قال : لا بأس أن يبعث الثلث أو الرّبع ـ شكّ أبو أحمد ـ .

٧ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وعليّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يعطى الزكاة يقسّمها أله أن يخرج الشيء منها من البلدة الّتي هو فيها إلى غيرها ؟ قال : لا بأس .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة ، عن زرارة ، عن عبدالكريم بن عتبة الهاشميّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلّى الله عليه وآله يقسّم صدقة أهل البوادي في أهل البوادي وصدقة أهل الحضر في أهل الحضر ولا يقسّمها بينهم بالسوية إنّما يقسّمها على قدر ما يحضره منهم وما يرى ليس في ذلك شيء موقّت .

٩ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن وهيب بن حفص قال : كنّا مع أبي بصير فأتاه عمرو بن إلياس فقال له : يا أبا محمّد إنّ أخي بحلب بعث إليّ بمال من الزكاة أقسّمه بالكوفة فقطع عليه الطريق فهل عندك فيه رواية ؟ فقال : نعم . سألت أبا جعفر عليه السلام عن هذه المسألة ولم أظنّ أنّ أحداً يسألني عنها أبداً فقلت لأبي جعفر عليه السلام : جعلت فداك الرجل يبعث بزكاته من أرض إلى أرض فيقطع عليه الطريق فقال : قد أجزأت عنه ولو كنت أنا لأعدتها .

١٠ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن

عبدالله بن مسكان ، عن الحلبي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتحل صدقة المهاجرين للأعراب ولا صدقة الأعراب للمهاجرين .

١١ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد عن يحيى بن عمران ، عن ابن مسكان ، عن ضريس قال : سأل المدائني أبا جعفر عليه السلام قال : إن لنا زكاة نخرجها من أموالنا ففيمن نضعها ؟ فقال : في أهل ولايتك ، فقال : إني في بلاد ليس فيها أحد من أوليائك ؟ فقال : ابعث بها إلى بلدهم تدفع إليهم ولا تدفعها إلى قوم إن دعوتهم غداً إلى أمرك لم يجيبوك وكان والله الذبح .

باب ۳۵

زکوٰۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر بھیجنا

۱۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے اپنا مال زکوٰۃ تقسیم کرنے کے لیے کہیں بھیجا ہو اور وہ ضائع ہو جائے تو کیا یہ اس کا ضامن ہوگا جب تک وہ تقسیم ہو، فرمایا اگر اس کے مستحق موجود ہوں اور ان کو نہ دے تو ضامن ہوگا۔ جب تک وہ مستحقوں کو نہ پہنچے اور اگر کوئی مستحق نہ ملے اور وہ کسی دوسری جگہ اس کے اہل کو بھیج دے تو پھر وہ ضامن نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ مال اب اس کے ہاتھ میں نہیں۔ یہی صورت وصی کی ہوگی کہ جو چیز اس کے سپرد کی گئی ہے وہ اس کا ضامن ہوگا اور جب صاحب مال اس شخص کو پالے جس کے دینے کا حکم ہے تو اسے دے دے اور اگر نہ ملے تو وہ ضامن ہوگا۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت نے جب کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے پھر کچھ لوگوں کے سپرد کرے اور وہ مال ضائع ہو جائے۔ کیا ان کے پاس اس مال کو کسی کے ہاتھ لوگوں کے پاس بھیجے اور وہ ضائع ہو جائے تو اس صاحب مال کی برأت ہوگی۔ (حسن)

۳۔ فرمایا اگر اپنے مال سے زکوٰۃ نکالے اور وہ بغیر کسی کو دیئے ہاتھ سے چلی جائے تو وہ بری ہوگا۔ (حسن)

۴۔ میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس کا بھائی اس کے پاس اپنی زکوٰۃ تقسیم کرنے کے لئے بھیجے اور وہ ضائع ہو جائے فرمایا اس کی ضمانت نہ بھیجنے والے پر ہوگی اور نہ جس کو بھیجی گئی تھی۔ میں نے پوچھا اگر مستحق نہ ملنے سے خراب ہو جائے یا اس میں تغیر آ جائے تو کیا وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔ فرمایا نہیں، لیکن مستحق موجود ہے اور نہ دے اور وہ شے تباہ ہو جائے یا فاسد ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا اور اس کا ادا کرنا لازم ہوگا۔ (حسن)

۵۔ میں نے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جو کسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور وہ چوری ہو جائے یا ضائع ہو جائے فرمایا

اس پر کوئی تاوان نہیں۔ (حسن)

۶۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو مال زکوٰۃ کسی دوسرے شہر میں بھیجتا ہے فرمایا وہ تہائی یا چوتھائی مال بھیجے۔

۷۔ پوچھا ایک شخص کو زکوٰۃ تقسیم کے لئے دی جائے اور وہ اسے دوسرے شہر میں لے جائے تو وہ اپنا حق لے لے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (حسن)

۸۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ صدقات اہل بادیہ کو اہل بادیہ میں تقسیم کرتے تھے اور شہر والوں کے صدقات کو شہر والوں پر اور سب پر برابر تقسیم نہیں کرتے تھے بلکہ بقدر ان کی ضرورتوں کے اور یہ نہیں دیکھتے تھے کہ اس میں کوئی شے موقت ہے۔ (حسن)

۹۔ ہم ابوبصیر کے ساتھ تھے کہ ان کے پاس عمرو بن الیاس آیا اور کہنے لگا۔ اے ابو محمد حلب میں میرا بھائی ہے اس نے میرے لئے مال زکوٰۃ بھیجا تاکہ میں کوفہ میں تقسیم کردوں راستہ میں ڈاکہ پڑ گیا۔ کیا اس کے بارے میں آپ کے پاس کوئی روایت ہے انھوں نے کہا۔ میں نے امام محمد باقرؑ سے یہ سوال کیا تھا اور مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی اس کو پوچھے گا۔ میں نے امام باقر علیہ السلام سے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں ایک شخص مال زکوٰۃ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجتا ہے راستہ میں ڈاکہ پڑ جاتا ہے فرمایا اس کے لئے کافی ہے لیکن اگر میں ہوتا تو زکوٰۃ دوبارہ دیتا۔ (موثق)

۱۰۔ فرمایا نہیں حلال ہے مہاجرین کا صدقہ بدو عربوں کے لئے اور نہ بدو عربوں کا مہاجروں کے لئے۔ (م)

۱۱۔ مدائنی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جو زکوٰۃ ہم اپنے اموال سے نکالتے ہیں تو وہ کسے دیں فرما! اپنے اہل وطن کو اس نے کہا ہم ایسے شہر میں ہیں جہاں آپ کے دوستوں میں کوئی نہیں۔ فرمایا اسے کسی اور شہر میں بھیجو جہاں ایسے لوگ موجود ہوں ایسے لوگوں کو نہ دو جنھیں امر حق کے لئے بلاؤ تو وہ قبول نہ کریں۔ ایسے لوگوں کو دینا مستحقوں کے حقوق ذبح کرنا ہے (ض)

﴿باب ۳۶﴾

☆(الرجل يدفع اليه الشيء يفرقه وهو محتاج اليه يأخذ لنفسه)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبان بن عثمان ، عن سعيد بن يسار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرجل يعطى الزكاة يقسّمها في أصحابه أيأخذ منها شيئاً ؟ قال : نعم .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن عثمان ، عن أبي إبراهيم عليه السلام في رجل اُعطي مالاً يفرّقه فيمن يحلّ له ، أله أن يأخذ منه شيئاً لنفسه وإن لم يسمّ له ؟ قال : يأخذ منه لنفسه مثل ما يعطي غيره .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن عبدالرحمن بن الحجّاج قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن الرَّجل يعطي الرَّجل الدَّراهم يقسّمها و يضعها في مواضعها وهو ممّن يحلّ له الصدقة، قال: لابأس أن يأخذ لنفسه كما يعطي غيره، قال: ولا يجوز له أن يأخذ إذا أمره أن يضعها في مواضع مسمّاة إلّا بإذنه.

باب ۳۳

قاسم زکوٰۃ کیا اپنے لئے بھی لے سکتا ہے

۱۔ میں نے پوچھا ایک شخص کو اس کے اصحاب میں تقسیم کرنے کے لیے زکوٰۃ دی جاتی ہے آیا وہ خود اس میں سے کچھ لے سکتا ہے۔ فرمایا ہاں (موثق)

۲۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جسے مال تقسیم کرنے کے لئے دیا گیا ہو تو کیا وہ اس میں سے اپنے لئے کچھ لے لے بغیر نامزد کئے ہوئے۔ فرمایا وہ اپنے لئے اتنا ہی لے جتنا غیر کو دے۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جسے درہم تقسیم کرنے اور صحیح مقام تک پہنچانے کے لئے دیئے گئے ہوں اور مستحق زکوٰۃ ہو۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ اپنے لئے اتنا لے لے جتنا حق اس کے غیر کا ہے ہاں ایسی صورت میں جائز نہ ہوگا جبکہ صاحب زکوٰۃ نے کچھ لوگوں کو نامزد کر دیا ہو ہاں اس کے اذن سے لے سکتا ہے۔ (موثق)

باب ۳۴

(الرجل اذا وصلت اليه الزكاة فهي كسبيل ماله يفعل بها مايشاء)

١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا أخذ الرجل الزكاة فهي كماله يصنع بها مايشاء، قال: و قال: إنَّ الله عزَّ وجلَّ فرض للفقراء في أموال الأغنياء فريضة لا يحمدون إلّا بأدائها وهي الزكاة فإذا هي وصلت إلى الفقير فهي بمنزلة ماله يصنع بها ما يشاء، فقلت: يتزوَّج بها ويحجّ منها؟ قال: نعم هي ماله، قلت: فهل يؤجر الفقير إذا حجَّ من الزكاة كما يؤجر الغني صاحب المال؟ قال: نعم.

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عاصم بن حميد ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنَّ شيخاً من أصحابنا يقال له : عمر سأل عيسى بن أعين وهو محتاج فقال له عيسى بن أعين : أما إنَّ عندي من الزكاة ولكن لا اُعطيك منها ، فقال له : ولم ؟ فقال : لأنّي رأيتك اشتريت لحماً و تمراً فقال : إنّما ربحت درهماً فاشتريت بدانقين لحماً و بدانقين تمراً ثمَّ و رجعت بدانقين لحاجة ، قال : فوضع أبوعبدالله عليه السلام يده على جبهته ساعة ثمَّ رفع رأسه ثمَّ قال : إنَّ الله تبارك و تعالى نظر في أموال الأغنياء ثمَّ نظر في الفقراء فجعل في أموال الأغنياء ما يكتفون به ولو لم يكفهم لزادهم بل يعطيه ما يأكل ويشرب ويكتسي ويتزوَّج و يتصدَّق ويحجّ .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سأل رجلٌ أبا عبدالله عليه السلام وأنا جالسٌ فقال : إنّي اُعطى من الزكاة فأجمعه حتّى أحجَّ به ؟ قال : نعم يأجر الله من يعطيك .

باب ۳

جب کوئی زکوٰۃ لے لے تو پھر وہ اس کا مال ہے

۱۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے کہا جب کوئی شخص زکوٰۃ لے تو وہ اس کے مال کی طرح ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اموال اغنیا سے فقراء کا حق رکھا ہے زکوٰۃ ادا کر کے اغنیا صاحب مدح نہیں ہو جاتے۔ جب زکوٰۃ فقیر نے لے لی تو وہ بمنزلہ اس کے مال کے ہو جاتی ہے جیسے چاہے خرچ کرے۔ میں نے کہا چاہے شادی کرے یا حج کرے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کیا زکوٰۃ سے حج کرنے والے کو وہی ثواب ملے گا جو صاحب مال کو ملتا ہے فرمایا ہاں۔ (موثق)

۲۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے کہا ہمارے اصحاب میں سے ایک شیخ نے جس کا نام عمر تھا۔ عیسیٰ بن اعین سے سوال کیا درآنحالیکہ وہ محتاج تھا۔ عیسیٰ نے کہا میرے پاس مال زکوٰۃ ہے تو مگر میں دوں گا نہیں۔ اس نے کہا یہ کیوں۔ انھوں نے کہا اس لیے کہ میں نے تجھے گوشت اور تمر خریدتے دیکھا ہے اس نے کہا مجھے منافع ایک درہم ملا تھا میں نے اس

میں سے دو دانگ کا گوشت خریدا اور دو دانگ کے تمر، اور دو دانگ اپنی ضرورت کے لئے بچا لئے۔ اس نے کہا حضرت نے اپنا ہاتھ پیشانی پر رکھ لیا، پھر سر اٹھا کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے نظر کی مال اغنیا کی طرف، پھر دیکھا فقراء کی طرف پس مال اغنیا میں اس چیز کو قرار دیا جس سے فقراء کا خرچ پورا ہو سکے اور در صورت کافی نہ ہونے کے اور زیادہ کریں بلکہ اتنا دیں کہ وہ کھائیں پہنیں، لباس بنائیں، شادی بیاہ کریں صدقہ دیں اور حج کریں۔ (۴۵)

۳۔ ایک شخص نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا مجھے جو زکوٰۃ دی جاتی ہے میں اسے جمع کرتا ہوں تاکہ حج کروں۔ فرمایا ٹھیک ہے اللہ اجر دے دینے والوں کو (حسن)

﴿باب ۳۸﴾

☆(الرجل يحج من الزكاة أو يعتق)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درَّاج عن إسماعيل الشعيريّ ، عن الحكم بن عتيبة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل يعطي الرَّجل من زكاة ماله يحجُّ بها ؛ قال : مال الزكاة يحجُّ به ، فقلت له : إنّه رجل مسلم أعطى رجلاً مسلماً ؟ فقال : إن كان محتاجاً فليعطه لحاجته وفقره ولا يقول له : حجَّ بها يصنع بها بعد ما يشاء .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عمرو ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرَّجل يجتمع عنده من الزكاة الخمسمائة والستّمائة يشتري بها نسمة ويعتقها فقال : إذاً يظلم قوماً آخرين حقوقهم ، ثمَّ مكث مليّاً ثمَّ قال : إلّا أن يكون عبداً مسلماً في ضرورة فيشتريه ويعتقه .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضّال ، عن مروان بن مسلم ، عن ابن بكير ، عن عبيد بن زرارة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل أخرج زكاة ماله ألف درهم فلم يجد موضعاً يدفع ذلك إليه فنظر إلى مملوك يباع فيمن يريده فاشتراه بتلك الألف الدَّرهم الّتي أخرجها من زكاته فأعتقه هل يجوز له ذلك ؟ قال : نعم لا بأس بذلك ، قلت : فإنّه لمّا إن اُعتق وصار حرّاً اتّجر و احترف و أصاب مالاً ثمَّ مات و ليس له وارث فمن يرثه إذا لم يكن له وارث ؟ قال : يرثه الفقراء المؤمنون الّذين يستحقّون الزكاة لأنّه إنّما اشترى بمالهم .

باب ۳۸

مال زکوٰۃ سے حج کرنا اور غلام آزاد کرنا

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا کہ ایک آدمی ایک شخص کو زکوٰۃ دیتا ہے کیا وہ اس سے حج کر سکتا ہے۔ فرمایا مال زکوٰۃ سے حج ہو سکتا ہے میں نے کہا ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو زکوٰۃ دی فرمایا اگر وہ محتاج ہے تو دینے والا اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے دے یہ نہ کہے کہ اس سے حج کرنا بلکہ اس کی مرضی پر چھوڑ دے کہ جو چاہے کرے۔ (م)

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کے پاس زکوٰۃ خمس کے سوا اور چھ سو روپیہ جمع ہوا اور وہ اس سے کنیز خرید کر کے آزاد کر دے۔ فرمایا جب کسی قوم کے حقوق پر ظلم کیا جائے اور اس کی مدت طویل ہو جائے پھر فرمایا اگر غلام مسلمان ہو اور ضرورت مند ہو تو اسے خرید کر آزاد کر دے۔ (م)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے ایک ہزار درہم زکوٰۃ نکالی ہوا اور اس کے دینے کے لئے مستحق نہ ملے اور وہ ایک غلام کو بکتا ہوا دیکھے جس کو خریدنا چاہتا ہو، پس اس رقم سے اسے خرید لے۔ آیا یہ اس کے لئے جائز ہے۔ فرمایا ہاں کوئی مضائقہ نہیں، میں نے کہا اگر یہ غلام آزادی کے بعد تجارت کرے یا کوئی پیشہ کر کے مال حاصل کرے اور پھر مر جائے اور کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال کہاں جائے گا۔ فرمایا اس کے وارث فقراء ہوں گے جن کے مال سے وہ خریدا گیا تھا۔ (حسن)

﴿باب ۳۹﴾

✿(القرض انه حمى الزكاة)✿

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ؛ و الحجّال ، عن ثعلبة ابن ميمون ، عن إبراهيم بن السنديّ ، عن يونس بن عمّار قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : قرض المؤمن غنيمة وتعجيل أجر إن أيسر قضاك وإن مات قبل ذلك احتسبت به من الزكاة .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن عليّ ، عن محمّد بن فضيل ، عن موسى بن بكر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : كان عليٌّ صلوات الله عليه يقول : قرض المال حمى الزكاة .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن أبيه ، عن أحمد بن النضر ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : من أقرض رجلاً قرضاً إلى ميسرة كان ماله في زكاة وكان هو في الصلاة مع الملائكة حتّى يقضيه .

باب ۳۹

قرض کی ادائیگی زکوٰۃ سے

۱۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مومن کا قرض غنیمت ہے اور اس کی ادائیگی میں تعجیل، تمہارے ادا کرنے کے لیے آسان ہے اگر وہ قبل اس کے مرجائے تو یہ اس کی زکوٰۃ میں محسوب ہوگا۔

۲۔ فرمایا ابوالحسن علیہ السلام نے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ زکوٰۃ سے قرض چکایا جاسکتا ہے۔ (م)

۳۔ فرمایا جو کسی کو اس کی بحالی تک کے لیے قرض دے وہ اس کی ادائیگی تک ملائکہ کے ساتھ ہوگا۔ (م)

باب

(قصاص الزكاة بالدين)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرَّحمن بن الحجّاج قال : سألت أبا الحسن الأوَّل عليه السلام عن دين لي على قوم قد طال حبسه عندهم لا يقدرون على قضائه وهم مستوجبون للزكاة هل لي أن أدعه وأحتسب به عليهم من الزكاة ؟ قال : نعم .

٢ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد [illegible] الحسن ، عن زرعة بن محمّد ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرجل يكون له الدَّين على رجل فقير يريد أن يعطيه من الزكاة ، فقال : إن كان الفقير عنده وفاءٌ بما كان عليه من دين من عرض من دار أو متاع من متاع البيت أو يعالج عملاً يتقلّب فيها بوجهه فهو يرجو أن يأخذ منه ماله عنده من دينه فلا بأس أن يقاصّه بما أراد أن يعطيه من الزكاة أو يحتسب بها فإن لم يكن عند الفقير وفاء ولا يرجو أن يأخذ منه شيئاً فليعطه من زكاته ولا يقاصّه بشيء من الزكاة .

باب ۱۴

زکوٰۃ عوض قرض

۱۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا میرا قرضہ کچھ لوگوں پر ہے اور عرصہ ہو گیا وہ ادا کرنے پر قادر نہیں اور مستحق زکوٰۃ بھی ہیں کیا مدِ زکوٰۃ میں یہ روپیہ ان کے لئے چھوڑ دوں، فرمایا ہاں۔ (ح)

۲۔ میں نے پوچھا ایک شخص کا قرضہ ایک فقیر پر ہے وہ اسے زکوٰۃ دینی چاہتا ہے تاکہ قرضہ چک جائے فرمایا اگر اس کے پاس جو چیز ایسی ہے جس سے قرضہ چک جائے، گھر یا گھر کا کوئی اور سامان یا کوئی اور صورت ایسی ہو جس سے قرضہ ادا ہو جائے تو اس کے اس مال سے قرضہ لیا جائے۔ اگر اسے زکوٰۃ دینے کا ارادہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر یہ رقم قرضہ میں کاٹ دی جائے۔ اگر فقیر کے پاس ادائیگی کے لئے کچھ نہ ہو اور اس سے قرضہ ملنے کی امید بھی نہ ہو تو اسے زکات دی جائے اور زکوٰۃ کی رقم قرضہ میں منہا نہ کی جائے۔ (موثق)

﴿باب ۱۵﴾

﴿من فر بماله من الزكاة﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن عمر بن يزيد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجلٌ فرَّ بماله من الزكاة فاشترى به أرضاً أو داراً أعليه فيه شيء ؟ فقال : لا ولو جعله حلياً أو نقراً فلاشيء عليه فيه وما منع نفسه من فضله أكثر ممّا منع من حقِّ الله بأن يكون فيه .

باب ۱۵

زکوٰۃ سے بچنے کے لئے تدبیر کرنا

۱۔ میں نے حضرت سے اس کے بارے میں پوچھا جو زکوٰۃ سے بچنے کے لئے زمین یا مکان خرید لے فرمایا اس پر زکوٰۃ نہیں، ایسے ہی اگر وہ زیور بنوالے یا چاندی کر لے تو اس پر کچھ نہیں اور جس نے حق اللہ کا روکا تو اس سے زیادہ نفس کو فضیلت سے روکنے والی دوسری چیز نہیں۔ (حسن)

باب ۴۲

(الرجل يعطى عن زكاته العوض)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد البرقي قال : كتبت إلى أبي جعفر الثاني عليه السلام : هل يجوز أن يخرج عمّا يجب في الحرث من الحنطة والشعير وما يجب على الذهب دراهم بقيمة ما يسوي أم لا يجوز إلّا أن يخرج من كلّ شيء مافيه ؟ فأجاب عليه السلام : أيّما تيسّر يخرج .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركي بن عليّ ، عن عليّ بن جعفر قال : سألت أبا الحسن موسى عليه السلام عن الرّجل يعطي عن زكاته من الدراهم دنانير وعن الدنانير دراهم بالقيمة أيحلّ ذلك ؟ قال : لا بأس به .

٣ ـ محمّد بن أبي عبدالله ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن سعيد ابن عمرو ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : يشتري الرجل من الزكاة الثياب والسويق والدّقيق والبطّيخ و العنب فيقسّمه ؟ قال : لا يعطيهم إلّا الدّراهم كما أمر الله تبارك وتعالى .

باب ۴۲

جنس زکوٰۃ کو بدل کر دینا

۱۔ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا آیا جائز ہے کہ جو زکوٰۃ گیہوں یا جو اور سونے کی نکالی جائے تو اس کے بدلے درہم یا جو چیز قیمت میں برابر ہو دے دی جائے یا وہی جنس دی جائے جس سے زکوٰۃ نکالی ہے فرمایا جس میں آسانی ہو وہ نکالے ۔ (ص)

۲۔ میں نے ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو درہموں کی زکوٰۃ دیناروں میں دیناروں کی درہموں میں مساوی صورت میں دیتا ہے فرمایا اس میں کیا مضائقہ ہے (ص)

۳۔ میں نے کہا ایک اپنے مال کی زکوٰۃ سے کپڑے ، ستو ، خربوزے اور انگور خریدتا ہے اور پھر وہ محتاجوں میں تقسیم کر دیتا ہے ۔ فرمایا حکم خدا کے مطابق درہم دینے چاہییں ۔ (ض)

﴿ باب ۲۳ ﴾

(من يحل له أن يأخذ الزكاة ومن لا يحل له ومن له المال القليل)

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي بصير قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : يأخذ الزكاة صاحب السبعمائة إذا لم يجد غيره ، قلت : فإنّ صاحب السبعمائة تجب عليه الزكاة ؟ قال : زكاته صدقة على عياله ولا يأخذها إلّا أن يكون إذا اعتمد على السبعمائة أنفدها في أقلّ من سنة فهذا يأخذها ولا تحلّ الزكاة لمن كان محترفاً وعنده مايجب فيه الزكاة .

٢ ـ حمّاد بن عيسى ، عن حريز بن عبدالله ، عن زرارة بن أعين ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سمعته يقول : إنّ الصدقة لا تحلّ لمحترف ولا لذي مرّة سويّ قويّ فتنزّهوا عنها .

٣ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن بكر بن صالح ، عن الحسن بن عليّ ، عن إسماعيل بن عبدالعزيز ، عن أبيه ، عن أبي بصير قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل من أصحابنا له ثمانمائة درهم وهو رجل خفاف وله عيال كثيرة أله أن يأخذ من الزكاة ؟ فقال : يا أبا محمّد أيربح في دراهمه مايقوت به عياله و يفضل ؟ قال : قلت : نعم ، قال : كم يفضل ؟ قلت : لا أدري ، قال : إن كان يفضل عن القوت مقدار نصف القوت فلا يأخذ الزكاة و إن كان أقلّ من نصف القوت أخذ الزكاة ، قلت : فعليه في ماله زكاة تلزمه ؟ قال : بلى ، قلت : كيف يصنع ؟ قال : يوسّع بها على عياله في طعامهم [و شرابهم] و كسوتهم و إن بقي منها شيء يناوله غيرهم وما أخذ من الزكاة فضّه على عياله حتّى يلحقهم بالناس .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن عن زرعة بن محمّد ، عن سماعة قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الزكاة هل تصلح لصاحب الدار والخادم ؟ فقال : نعم إلّا أن تكون داره دار غلّة فيخرج له من غلّتها دراهم ما يكفيه لنفسه و عياله فإن لم تكن الغلّة تكفيه لنفسه و عياله في طعامهم و كسوتهم و حاجتهم من غير إسراف فقد حلّت له الزكاة فإن كانت غلّتها تكفيهم فلا .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرحمن بن الحجّاج ، عن أبي الحسن الأوّل عليه السلام قال : سألته عن الرجل يكون أبوه أو عمّه أو أخوه يكفيه مؤنته أيأخذ من الزكاة فيتوسّع به إن كانوا لا يوسّعون عليه في كلّ

مايحتاج إليه ؟ فقال : لابأس .

٦ ـ صفوان بن يحيى ، عن معاوية بن وهب قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرجل يكون له ثلاثمائة درهم أو أربعمائة درهم وله عيال و هو يحترف فلايصيب نفقته فيها أيكب فيأكلها ولايأخذ الزكاة أو يأخذ الزكاة ؟ قال : لا ، بل ينظر إلى فضلها فيقوت بها نفسه ومن وسعه ذلك من عياله ويأخذ البقية من الزكاة ويتصرف بهذه لاينفقها .

٧ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن غير واحد ، عن أبي جعفر و أبي عبدالله عليهما السلام أنهما سئلا عن الرجل له دار وخادم أو عبد أيقبل الزكاة ؟ قال : نعم إن الدار والخادم ليستا بمال .

٨ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبدالجبار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : رجل له ثمانمائة درهم ولابن له مائتا درهم وله عشر من العيال وهو يقوتهم فيها قوتاً شديداً وليس له حرفة بيده و إنما يستبضعها فتغيب عنه الأشهر ، ثم يأكل من فضلها أترى له إذا حضرت الزكاة أن يخرجها من ماله فيعود بها على عياله يسبغ عليهم بها النفقة ؟ قال : نعم ولكن يخرج منها الشيء الدرهم .

٩ ـ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قد تحل الزكاة لصاحب السبعمائة و تحرم على صاحب الخمسين درهماً ، فقلت له : و كيف يكون هذا ؟ فقال : إذا كان صاحب السبعمائة له عيال كثير فلو قسمها بينهم لم تكفه فليعف عنها نفسه و ليأخذها لعياله و أما صاحب الخمسين فإنه يحرم عليه إذا كان وحده وهو محترف يعمل بها وهو يصيب منها مايكفيه إن شاء الله .

١٠ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن عبدالعزيز ، عن أبيه قال : دخلت أنا و أبوبصير على أبي عبدالله عليه السلام فقال له أبوبصير : إن لنا صديقاً وهو رجل صدوق يدين الله بماندين به فقال : من هذا يا أبا محمد الذي تزكيه ؟ فقال : العباس بن الوليد بن صبيح . فقال : رحم الله الوليد بن صبيح ماله يا أبا محمد ؟ قال : جعلت فداك له دار تسوى أربعة آلاف درهم وله جارية وله غلام يستقي على الجمل كل يوم مابين الدرهمين إلى الأربعة سوى علف الجمل وله عيال أله أن يأخذ من الزكاة ؟ قال : نعم ،

قال : وله هذه العروض ؟ فقال : يا أبا محمد فتأمرني أن آمره أن يبيع داره وهي عزّه ومسقط رأسه أو يبيع جاريته الّتي تقيه الحرّ والبرد وتصون وجهه و وجه عياله أو آمره أن يبيع غلامه وجمله وهو معيشته وقوته بل يأخذ الزكاة وهي له حلال ولا يبيع داره ولا غلامه ولاجمله .

١١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرجل يكون له الدّراهم يعمل بها وقد وجب عليه فيها الزكاة ويكون فضله الّذي يكسب بماله كفاف عياله لطعامهم وكسوتهم لايسعه لأدمهم وإنّما هو مايقوتهم في الطعام والكسوة ، قال : فلينظر إلى زكاة ماله ذلك فليخرج منها شيئاً قلّ أو كثر فيعطيه بعض من تحلّ له الزكاة وليعد بمابقي من الزكاة على عياله وليشتر بذلك آدامهم وما يصلحهم من طعامهم من غير إسراف ولا يأكل هو منه فإنّه ربّ فقير أسرف من غنيّ ، فقلت : كيف يكون الفقير أسرف من الغنيّ ؟ فقال : إنّ الغنيّ ينفق ممّا اُوتي والفقير ينفق من غير ما اُوتي .

١٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن معاوية بن وهب قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام يروون عن النبيّ صلى الله عليه وآله أنّ الصدقة لاتحلّ لغنيّ ولالذي مرّة سويّ فقال : أبو عبدالله عليه السلام لاتصلح لغنيّ .

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : مايعطى المصدّق ؟ قال : مايرى الإمام ولا يقدّر له شيء .

١٤ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرحمن بن الحجّاج قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام رجل مسلم مملوك و مولاه رجل مسلم وله مال يزكّيه و للمملوك ولد صغير حرّ أيجزئه مولاه أن يعطي ابن عبده من الزكاة ؟ فقال : لابأس به .

١٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن داود الصرميّ قال : سألته عن شارب الخمر يعطى من الزكاة شيئاً ، قال : لا .

باب ۱۴۳

کس کے لئے زکوٰۃ حلال ہے

۱۔ میں ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ اگر کسی کے پاس سات سو درہم ہوں تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے جبکہ اس کے سوا کچھ اور نہ ملے۔ میں نے کہا اس پر تو خود زکوٰۃ واجب ہوگی۔ فرمایا اس کی زکوٰۃ صدقہ ہوگی اپنے عیال کا، وہ ایسی صورت میں مستحق ہوگا جب کل کائنات اس کی سات سو ہوں اور جب وہ ان کو خرچ کرے تو ایک سال کا خرچ پورا نہ ہو ایسا شخص زکوٰۃ لے گا اور وہ شخص مستحق نہیں جو صاحب حرفہ ہو اور اس کے پاس اتنا ہو کہ اگر وہ زکوٰۃ نے تو زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے کہ صدقہ نہیں حلال ہے پیشہ ور کو اور نہ اس قوی کو جو صحیح الاعضاء ہو اور ان سے اپنی روزی حاصل کر سکتا ہو (حسن)

۳۔ میں نے سوال کیا کہ ہمارے اصحاب میں ایک شخص ایسا ہے جس کے پاس آٹھ سو درہم ہیں اور کم حیثیت آدمی ہے کثیر العیال ہے۔ کیا وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے فرمایا کیا وہ اپنے ان درہموں سے اتنا نفع حاصل کر لیتا ہے کہ اس کے قوت کے لئے کافی ہو اور بچ رہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کتنا بچ جاتا ہے میں نے کہا یہ تو معلوم نہیں۔ فرمایا اگر قوت کی مقدار کا نصف بچ جاتا ہے تو وہ زکوٰۃ نہیں لے گا۔ اور اگر نصف قوت سے کم بچے تو زکوٰۃ لے لے۔ میں نے کہا تو کیا اس کو اپنے مال سے زکوٰۃ دینی لازم ہوگی۔ فرمایا ہاں، میں نے کہا اس کی کیا صورت ہوگی فرمایا وہ اپنے عیال کے کھانے پینے اور لباس میں توسیع کرے اور جو بچے اسے غیروں کو دے اور جو زکوٰۃ لے اسے اپنے عیال پر تقسیم کرے تاکہ وہ دوسروں کے برابر ہو جائیں (موثق)

۴۔ میں نے پوچھا زکوٰۃ کے متعلق اس شخص کے جو اہل و عیال اور خادم رکھتا ہو۔ فرمایا ہاں مگر اس صورت میں کہ اس کے گھر میں غلہ ہو تو وہ نکالے اپنے غلہ سے اتنے درہم جو کافی ہوں اس کے اور اس کی عیال کے خرچ کے لئے۔ اگر غلہ اتنا نہ ہو کہ کافی ہو اس کے اور اس کی عیال کے لئے کھانے پہننے اور بغیر اسراف دوسری ضرورتوں میں خرچ کے لئے تو اس کے لئے زکوٰۃ حلال ہے اور اگر غلہ کافی ہو تو نہیں۔ (موثق)

۵۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس پر باپ، چچا اور بھائی کے خرچ کی ذمہ داری ہو کیا وہ زکوٰۃ نے کہ اپنی ضرورتوں کو اچھی طرح پورا کرے جبکہ وہ لوگ اپنی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکتے ہوں فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (م)

۶۔ میں نے پوچھا۔ ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں جس کے پاس تین سو یا چار سو درہم ہوں اور اس

کے اہل و عیال ہوں اور وہ پیشہ ور بھی ہوں لیکن نفقہ پورا نہیں ہوتا تو آیا وہ اسی میں سے کھائے جائے اور زکاۃ نہ لے یا زکوٰۃ لے لے، فرمایا نہ لے اور انتظار کرے کشادگی رزق کا، پس خرچ کرے اپنے پر اور اپنے عیال پہ بقدر گنجائش اور بقیہ سے کچھ کام کرے اسے خرچ نہ کرے (م)

۷۔ حضرت امام محمد باقر اور حضرت صادق علیہما السلام سے پوچھا گیا اس شخص کے متعلق جو گھر رکھتا ہو نوکر یا غلام رکھتا ہو کیا وہ زکوٰۃ لے لے۔ فرمایا ہاں، نوکر اور گھر مال نہیں کہ ان کو صرف کیا جائے۔ (مرسل)

۸۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس کے پاس ایک سو درہم ہوں اور اس کے بیٹے کے پاس دو سو ہوں اور دس آدمی گھر میں کھانے والے ہوں اور اس کو انھیں پورا پورا کھانا دینا پڑتا ہو اور اس کے ہاتھ میں کوئی پیشہ بھی نہ ہو وہ پریشان ہو کر کئی ماہ کے لیے غائب ہو جاتا ہے اور اپنی کمائی سے کھاتا پیتا ہے جب اسے زکوٰۃ نکالنے کا وقت آتا ہے تو وہ اپنے گھر لوٹ آتا ہے تاکہ وہ اپنے عیال کے نفقہ میں خرچ کرے کیا یہ درست ہے۔ فرمایا ہاں۔ لیکن کچھ درہم ان میں سے نکالے بھی۔ (موثق)

۹۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے سات سو درہم رکھنے والے پر زکوٰۃ حلال ہے اور پچاس رکھنے والے پہ حرام، میں نے کہا یہ کیسے فرمایا اس صورت میں کہ سات سو والے کا کنبہ زیادہ ہے اگر وہ ان کو تقسیم کرے تو ان کے لیے کافی نہ ہوگی۔ پس اسے چاہیئے کہ اپنے نفس کو بچالے اور اپنے عیال کے لیے زکوٰۃ لے لے لیکن پچاس والے پر یوں حرام ہوگی جب وہ اکیلا ہو، صاحب حرفہ ہو کام میں لگا ہو اور اپنی ضرورت بھر کما لیتا ہو۔ (مجہول)

۱۰۔ میں ابو بصیر کے ساتھ ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور حضرت سے ابو بصیر نے کہا۔ میرا ایک دوست ہے جو میری ہی طرح دین خدا پر ثابت قدم ہے۔ حضرت نے پوچھا وہ کون ہے انھوں نے کہا۔ عباس بن ولید بن صبیح فرمایا اللہ ولید بن صبیح پر رحم کرے۔ اے ابو محمد اس کے متعلق کیا کہنا چاہتے ہو۔ انھوں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں اس کے پاس چار ہزار درہم کی قیمت کا مکان ہے ایک لونڈی ہے ایک غلام ہے جو اونٹ پہ پانی لاتا ہے جو دو درہم سے چار درہم تک کا ہوتا ہے علاوہ اونٹ کی گھاس کے، اور وہ صاحب عیال بھی ہے کیا وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے فرمایا ہاں انھوں نے کہا باوجود ان اسباب کے فرمایا اے ابو محمد کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اسے حکم دوں گھر بیچنے کا۔ حالانکہ وہ باعث عزت ہے اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے یا یہ کہ میں اسے لونڈی بیچنے کا حکم دوں جو اسے سردی گرمی سے بچاتی ہے اور اس کی اور اس کے عیال کی روزی کا سامان کرتی ہے یا یہ حکم دوں کہ وہ اپنے غلام کو فروخت کر دے یا اپنے اونٹ کو بیچ ڈالے جس پر اس کی معاشی کا انحصار ہے۔ وہ زکوٰۃ لے کہ وہ اس کے لیے حلال ہے وہ نہ گھر بیچے نہ غلام اور نہ اونٹ۔ (موثق)

۱۱۔ میں نے حضرت سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس کے پاس کچھ درہم ہوں اور ان سے کاروبار کرتا ہو اور

زکوٰۃ اس مال میں اس پر واجب ہو اور منافع اتنا ہو کہ اس کے عیال کے لیے صرف کھانے اور کپڑے کو کافی ہو اتنی گنجائش نہ ہو کہ سالن بھی ہو سکے صرف روٹی اور کپڑے ہی کے لیے کافی ہو فرمایا اپنے مال کی زکوٰۃ پر نظر کرے اور اس میں سے کچھ زکوٰۃ نکالے، کم ہو یا زیادہ اور اسے ایسے شخص کو دے جس کے لیے زکوٰۃ حلال ہو اور مابقی زکوٰۃ اپنے عیال کے لئے رکھے اور اس سے ان کے لیے سالن خریدے اور کھانے کی دیگر ضروریات لیکن اسراف نہ ہو اور خود اس سے نہ کھائے۔ کیونکہ اکثر فقیر مالدار سے زیادہ مسرف ہوتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیسے فرمایا، مالدار خرچ کرتا ہے وہ مال جو اسے دیا گیا ہے اور فقیر خرچ کرتا ہے جو اسے نہیں دیا گیا۔ (م)

۱۲۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا کہ لوگ رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ صدقہ مالدار کے لیے حلال نہیں اور نہ قوی الاعضاء کے لیے۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ نے مالدار پر حلال نہیں۔ (حسن)

۱۳۔ میں نے امام علیہ السلام سے کہا کہ صدقہ وصول کرنے والے کو کیا دیا جائے فرمایا جو امام تجویز کرے کوئی شے معین نہیں۔ (مجہول)

۱۴۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے کہا ایک غلام مسلمان ہے اور اس کا آقا بھی مسلمان ہے اور اس کے پاس مال زکوٰۃ ہے اور غلام کا ایک کم عمر لڑکا آزاد ہے تو کیا آقا اس غلام کے لڑکے کو زکوٰۃ دے سکتا ہے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ (مجہول)

۱۵۔ میں نے پوچھا شرابی کو زکوٰۃ کا کوئی حصہ دیا جائے۔ فرمایا نہیں۔

﴿باب ۱۴﴾

☆(من تحل له الزكاة فيمتنع من أخذها)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الهيثم بن أبي مسروق ، عن الحسن بن عليّ ، عن مروان بن مسلم ، عن عبدالله بن هلال بن خاقان قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : تارك الزكاة وقد وجبت له مثل مانعها وقد وجبت عليه .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن عبد العظيم بن عبدالله العلويّ ، عن الحسين بن عليّ ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال . تارك الزكاة وقد وجبت له كمانعها وقد وجبت عليه .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن

عاصم بن حميد ، عن أبي بصير قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : الرجل من أصحابنا يستحيي أن يأخذ من الزكاة فاُعطيه من الزكاة ولا اُسمّي له أنّها من الزكاة ؟ فقال : أعطه ولا تسمّ له ولا تذلّ المؤمن .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : الرجل يكون محتاجاً فيبعث إليه بالصدقة فلايقبلها على وجه الصدقة يأخذه من ذلك ذمام واستحياء وانقباض أفيعطيها إيّاه على غير ذلك الوجه وهي منّا صدقة ؟ فقال : لا إذا كانت زكاة فله أن يقبلها فإن لم يقبلها على وجه الزكاة فلا تعطها إيّاه ، وما ينبغي له أن يستحيي ممّا فرض الله عزّ وجلّ إنّما هي فريضة الله له فلا يستحيي منها .

باب ۲۴

مستحق زکوٰۃ کا زکوٰۃ لینے سے انکار کرنا

۱۔ مجھ سے فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے تارک زکوٰۃ یعنی مستحق زکوٰۃ ہو کر زکوٰۃ نہ لینے والا ایسا ہے جیسے زکوٰۃ واجب کو روکنے والا ۔ (مجہول)

۲۔ ترجمہ اوپر گزرا۔

۳۔ میں نے کہا ہمارے بعض اصحاب زکوٰۃ لینے سے شرماتے ہیں پس اس کو زکوٰۃ دی جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ یہ زکوٰۃ ہے فرمایا نام لے کر مومن کو ذلیل نہ کیا جائے۔ (حسن)

۴۔ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا ایک شخص محتاج ہے اس کے پاس صدقہ بھیجا گیا لیکن وہ صدقہ کے نام سے نہیں لیتا بلکہ اسے حیا آتی ہے اور دل گرفتگی ہوتی ہے تو کیا اسے اور نام سے دے دیا جائے درآنحالیکہ وہ ہمارا صدقہ ہو فرمایا اگر وہ زکوٰۃ ہے تو نہیں ۔ اسے قبول کرنا چاہیئے اگر زکوٰۃ کے نام سے قبول نہ کرے تو اسے نہ دو جو اللہ نے فرض قرار دیا ہے اس میں شرم کیسی ۔ (حسن)

﴿باب﴾

☆(الحصاد والجداد)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن شريح قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : في الزرع حقّان : حقٌّ تؤخذ به وحقٌّ تعطيه ، قلت : وما الّذي اُوخذ به وما الّذي اُعطيه ؟ قال : أمّا الّذي تؤخذ به فالعشر ونصف العشر وأمّا الّذي تعطيه فقول الله عزَّ وجلَّ : « وآتوا حقّه يوم حصاده » يعني من حصدك الشيء بعد الشيء ـ ولا أعلمه إلّا قال : ـ الضغث ثمَّ الضغث حتّى يفرغ .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و محمّد بن مسلم ؛ و أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : « وآتوا حقّه يوم حصاده » فقالوا جميعاً : قال أبو جعفر عليه السلام : هذا من الصدقة يعطى المسكين القبضة بعد القبضة ومن الجداد الحفنة بعد الحفنة حتّى يفرغ ويعطي الحارس أجراً معلوماً ويترك من النخل معافارة و اُمّ جعرور ويترك للحارس يكون في الحائط العذق والعذقان والثلاثة لحفظه إيّاه .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ الوشّاء ، عن عبدالله بن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لاتصرم باللّيل و لا تحصد باللّيل ولا تضحّ باللّيل ولا تبذر باللّيل فإنّك إن تفعل لم يأتك القانع والمعترُّ ، فقلت : ما القانع والمعترُّ ؟ قال : القانع الّذي يقنع بما أعطيته والمعترُّ الّذي يمرُّ بك فيسألك وإن حصدت باللّيل لم يأتك السؤّال وهو قول الله تعالى : « وآتوا حقّه يوم حصاده » عند الحصاد يعني القبضة بعد القبضة إذا حصدته و إذا خرج فالحفنة بعد الحفنة وكذلك عند الصرام وكذلك عند البذر ولا تبذر باللّيل لأنّك تعطي من البذر كما تعطي من الحصاد .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ ، عن أبان ، عن أبي مريم ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : « و آتوا حقّه يوم حصاده » قال : تعطي المسكين يوم حصادك الضغث ثمَّ إذا وقع في البيدر ثمَّ إذا وقع في الصاع العشر ونصف العشر .

٥ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن مرازم ، عن مصادف قال : كنت مع أبي عبدالله عليه السلام في أرض له وهم يصرمون فجاء سائل يسأل ، فقلت : الله يرزقك ، فقال عليه السلام : مه ليس ذلك لكم حتّى تعطوا ثلاثة فإذا أعطيتم ثلاثة ، فإن أعطيتم فلكم و إن أمسكتم فلكم .

٦ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي نصر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن قول الله عزّ وجلّ : « و آتوا حقّه يوم حصاده ولاتسرفوا » قال : كان أبي عليه السلام يقول : من الإسراف في الحصاد والجداد أن يصدّق الرجل بكفّيه جميعاً و كان أبي إذا حضر شيئاً من هذا فرأى أحداً من غلمانه يتصدّق بكفّيه صاح به أعط بيد واحدة القبضة بعد القبضة والضغث بعد الضغث من السنبل .

باب ۴۵

کھیتی کاٹنا اور پھل توڑنا

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کھیتی میں دو حق ہیں ایک جو اس سے لیا جاتا ہے وہ ۱۰/۱ ہے اور جو عطا کیا جاتا ہے وہ اس قول خدا کے موافق ہے دو اس کا حق کاٹنے کے دن ایک شے کے بعد دوسری شے اور میں اس کو نہیں جانتا اس کے سوا کہ حضرت نے فرمایا بوجھ بوجھ کاٹنے سے فارغ ہونے تک یعنی کاٹتے وقت فقراء و مساکین کو کچھ گٹھے پودوں کے دیئے جائیں۔ (مجہول)

۲۔ آیہ وآتوا حقہ یوم حصاد کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ صدقہ ہے جو مسکین کو دیا جاتا ہے مٹھی بھر بھر کے اور پھلوں میں لپ بھر بھر کر دینا فراغت تک اور نگہبان کو اس کی طے شدہ مزدوری دی جائے اور اس کے لئے درختوں میں جھٹکے چھٹکے پھل چھوڑ دیئے جائیں اور انگوروں کے ایک دو تین گچھے اس کی حفاظت کے صلہ میں (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے پھل توڑ کر نہ جمع کرو رات میں اور رات میں کھیتی بھی نہ کاٹو اور نہ دانہ نکالو اگر تم نے ایسا کیا تو قانع اور معتر تم تک نہ پہنچیں گے میں نے پوچھا یہ قانع اور معتر کون ہیں فرمایا قانع وہ ہے کہ جو تم اسے دے دو۔ اس پر صبر کرے اور معتر وہ ہے جو تمہارے پاس آ کر سوال کرے۔ اگر تم نے رات میں کھیتی کاٹی تو سوال کرنے والے تمہارے پاس نہ آئیں گے اور اس آیت کی تعمیل نہ ہوگی۔ کھیتی کاٹنے کے دن ان کا حق دو اور جب دو تو لپ بھر بھر کر دو اور ایسے ہی پھلوں کو چنتے وقت۔ اسی طرح کھلیان میں دانہ نکالتے وقت، تم کو جس طرح کھیتی کاٹتے وقت دینا ہے اسی طرح دانہ نکالتے وقت دینا ہے۔ (م)

۴۔ آیہ واتو حقہ یوم حصادہ کے متعلق فرمایا مسکینوں کو دو کھیتی کاٹتے وقت مٹھی بھر بھر جب غلہ کھلیان میں آئے تب پھر جب ناپنے لگو تو اپنا حصہ محتاجوں کو دو (ض)

۵۔ میں حضرت ابوعبداللہ کے ساتھ ان کی زمین پر گیا تھا اور لوگ پھل چن رہے تھے ایک سائل سوال کر رہا تھا۔ میں نے کہا اللہ نے تجھے رزق دیا ہے حضرت نے فرمایا ٹھہرو یہ تمہارا اس وقت ہوگا جب اس میں سے تیسرا حصہ دے دو، اگر تم نے دیا تو باقی تمہارا ہے اور اگر روکا تو بھی تمہارا ہی ہے۔ (ض)

۶۔ آیہ واتو حقہ الخ کے متعلق امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد نے فرمایا اسراف فی الحصاد اور جذاذ کے متعلق کہ ایک شخص تصدق کرے اپنے دونوں ہاتھوں سے اور میرے والد جب ایسا موقع آتا تو ایک غلام سے فرماتے اپنے دونوں ہاتھوں سے تصدق کر اور ایک ہاتھ سے ایک مٹھی کے بعد دوسری اور خوشہ دار غلہ کے پودوں میں ایک گٹھے کے بعد دوسرا۔ (م)

﴿باب ۵﴾

﴿صدقة أهل الجزية﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ما حدُّ الجزية على أهل الكتاب وهل عليهم في ذلك شيء موظّف لاينبغي أن يجوزوا إلى غيره ؟ فقال : ذاك إلى الإمام أن يأخذ من كلِّ إنسان منهم ماشاء على قدر ماله بما يطيق إنّما هم قومٌ فدوا أنفسهم من أن يستعبدوا أو يقتلوا فالجزية تؤخذ منهم على قدر مايطيقون له أن يأخذهم به حتّى يسلموا فإنَّ الله تبارك وتعالى قال : « حتّى يعطوا الجزية عن يدٍ وهم صاغرون » وكيف يكون صاغراً وهو لا يكترث لما يؤخذ منه حتّى يجد ذلّاً لما اُخذ منه فيألم لذلك فيسلم ؛ قال : و قال ابن مسلم : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أرأيت ما يأخذ هؤلاء من هذا الخمس من أرض الجزية ويأخذ من الدَّهاقين جزية رؤوسهم أما عليهم في ذلك شيء موظّف ؟ فقال: كان عليهم ما أجازوا على أنفسهم و ليس للإمام أكثر من الجزية إن شاء الإمام وضع ذلك على رؤوسهم وليس على أموالهم شيء و إن شاء فعلى أموالهم وليس على رؤوسهم شيء ، فقلت : فهذا الخمس ؟ فقال : إنّما هذا شيء كان صالحهم عليه رسول الله صلى الله عليه وآله .

٢ ـ حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألته عن أهل الذمّة ماذا عليهم ممّا يحقنون به دمائهم وأموالهم ؟ قال : الخراج فإن اُخذ من رؤوسهم الجزية فلا سبيل على أرضهم وإن اخذ من أرضهم فلا سبيل على رؤوسهم .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى جميعاً ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن طلحة بن زيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جرت السّنة أن لا تؤخذ الجزية من المعتوه ولا من المغلوب على عقله .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن أبي يحيى الواسطيّ ، عن بعض أصحابنا قال : سئل أبوعبدالله عليه السلام عن المجوس أكان لهم نبيّ ؟ فقال : نعم أما بلغك كتاب رسول الله صلى الله عليه وآله إلى أهل مكّة أن أسلموا و إلّا نابذتكم بحرب فكتبوا إلى رسول الله صلى الله عليه وآله أن خذ منّا الجزية ودعنا على عبادة الأوثان ، فكتب إليهم النبيّ صلى الله عليه وآله : أنّي لست آخذ الجزية إلّا من أهل الكتاب فكتبوا إليه ـ يريدون بذلك تكذيبه ـ : زعمت أنّك لا تأخذ الجزية إلّا من أهل الكتاب ثمّ أخذت الجزية من مجوس هجر ، فكتب إليهم النبيّ صلى الله عليه وآله : أنّ المجوس كان لهم نبيّ فقتلوه و كتاب أحرقوه ، أتاهم نبيّهم بكتابهم في إثني عشر ألف جلد ثور .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن محمّد بن مسلم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن صدقات أهل الجزية وما يؤخذ منهم من ثمن خمورهم ولحم خنازيرهم وميتتهم ، قال : عليهم الجزية في أموالهم يؤخذ منهم من ثمن لحم الخنزير أو خمر و كلّ ما أخذوا منهم من ذلك فوزر ذلك عليهم وثمنه للمسلمين حلال يأخذونه في جزيتهم .

٦ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن ابن أبي يعفور ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ أرض الجزية لا ترفع عنها الجزية وإنّما الجزية عطاء المهاجرين والصّدقة لأهلها الّذين سمّى الله في كتابه وليس لهم من الجزية شيء ، ثمّ قال : ما أوسع [الله] العدل ، ثمّ قال : إنّ النّاس يستغنون إذا عدل بينهم وتنزل السماء رزقها وتخرج الأرض بركتها بإذن الله تعالى .

۷ ۔ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي أيّوب ، عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام في أهل الجزية يؤخذ من أموالهم ومواشيهم شيء سوى الجزية ؟ قال : لا .

باب ۲۶

صدقہ اہل جزیہ

۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا کہ اہل کتاب پر جزیہ کی حد کیا ہے کیا ان پر کوئی ایسی دوامی چیز ہے جو ان کے غیر کے لیے نہیں فرمایا یہ امام کی رائے پر ہے کہ وہ ان میں سے ہر شخص سے بقدر اس کے مال کے لے۔ جتنی طاقت ہو وہ ایسی قوم ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کا فدیہ دینا قبول کیا اس لیے کہ ان کو غلام نہ بنایا جائے اور قتل نہ کیا جائے پس ان سے جزیہ لیا جائے گا بقدر ان کی استطاعت کے اور ان سے لیا جاتا رہے گا جب تک وہ اسلام لائیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ جزیہ ہاتھ سے دیں درآنحالیکہ وہ ذلیل ہوں۔ اور کیونکہ وہ ذلیل ہوں گے ان سے اتنی کم مقدار لی جائے کہ وہ اس کی پرواہ ہی نہ کریں ذلیل جب ہی ہوں گے جب ان سے اتنی مقدار لی جائے کہ اس کے ادا کرنے میں تکلیف محسوس کریں اور اس بنا پر وہ اسلام لے آئیں۔ ابن مسلم نے کہا کیا آپ نے اس طرف غور کیا کہ وہ لوگ (غیر شیعہ) ارض جزیہ سے خمس لیتے ہیں اور کسانوں سے ان کی جان کی حفاظت کا جزیہ، کیا ان کے لیے کوئی مقررہ صورت نہیں، حضرت نے فرمایا ان پر وہی ہے جس کی انھوں نے اپنے لیے منظوری دی ہے امام جزیہ کے علاوہ کوئی شے نہ لے گا اگر امام چاہے تو ان پر کچھ اور بھی عاید کر سکتا ہے میں نے کہا یعنی خمس، فرمایا جزیہ وہ ہے جس پر رسولؐ اللہ نے ان سے صلح کی ہے۔ (حسن)

۲۔ محمد بن مسلم نے پوچھا کہ ذمی کفار پر ان کی جان و مال کی حفاظت کے بدلے میں کیا ہے فرمایا خراج، اگر ان سے لیا جائے تو پھر زمینوں پر کوئی ٹیکس نہ ہوگا اور اگر زمینوں کا محصول لیا جائے گا تو پھر جزیہ نہ ہوگا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ یہ سنت جاری ہے کہ جزیہ نہ لیا جائے گا مسلوب الحواس اور ناقص العقل سے۔

۴۔ حضرت سے مجوس کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا ان کا کوئی نبی تھا۔ فرمایا کیا حضرتؐ کے اس خط کی تمہیں خبر نہیں جو آپؐ نے اہل مکہ کو لکھا تھا کہ تم اسلام قبول کرو ورنہ میں تم سے جنگ کروں گا۔ انھوں نے حضرت رسولؐ خدا کو لکھا کہ آپؐ ہم سے جزیہ لے لیں اور ہم کو بتوں کی عبادت کے لیے چھوڑ دیں۔ حضرت نے لکھا میں جزیہ صرف اہل کتاب سے لیتا ہوں۔

انھوں نے حضرت کو جھٹلانے کے لیے لکھا۔ آپ لکھتے ہیں کہ آپ صرف اہل کتاب سے جزیہ لیتے ہیں حالانکہ آپ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے حضرت نے لکھا کہ مجوسیوں کا نبی تھا جسے انھوں نے قتل کر دیا اور اس کی کتاب کو جلا دیا ان کے نبی نے ان کو جو کتاب دی تھی وہ بارہ ہزار اوراق پر بیل کی جلد پر لکھی ہوئی تھی۔ (مجہول)

۵۔ میں نے حضرت سے اہل جزیہ کے صدقات کے متعلق پوچھا کہ کیا لیا جائے ان سے شراب و سور کے گوشت اور مرداروں کی قیمتوں۔ فرمایا ان پر جزیہ ہے ان کے اموال کی قیمتوں میں از قسم لحم خنزیر و شراب وغیرہ ان کی فروخت کا گناہ ان کے سر ہوگا ان کی قیمت جو جزیہ میں لی جائے گی وہ مسلمانوں پر حلال ہے۔ (ق)

۶۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے زمین کا محصول ان سے جزیہ کو نہیں ہٹائے گا۔ جزیہ مہاجرین کے لیے عطا ہے اور صدقہ ان لوگوں کے لیے ہے جن کا ذکر خدا نے اپنی کتاب میں کر دیا ہے ان کو جزیہ میں سے کچھ نہ ملے گا پھر فرمایا۔ کیسا وسیع ہے عدل۔ اگر لوگوں کے درمیان عدل سے کام لیا جائے تو وہ غنی ہو جائیں اور آسمان سے ان کے لیے رزق برسے اور باذن خدا زمین سے برکت ظاہر ہو۔ (ض)

۷۔ میں نے پوچھا کیا اہل جزیہ کے اموال و مویشیوں سے جزیہ کے علاوہ کچھ اور بھی لیا جائے۔ فرمایا نہیں۔ (ح)

باب نادر

۱ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرَّار ، عن يونس ، عن عبدالله ابن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لابأس بالرَّجل يمرُّ على الثمرة و يأكل منها ولا يفسد ، قد نهى رسول الله صلى الله عليه وآله أن تبنى الحيطان بالمدينة لمكان المارَّة ، قال : و كان إذا بلغ نخلة أمر بالحيطان فخرقت لمكان المارَّة

۲ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن خالد بن جرير عن أبي الرَّبيع الشاميِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام نحوه إلّا أنّه قال : ولايفسد ولايحمل .

۳ ـ أحمد بن إدريس ، وغيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن عليِّ بن الريّان ، عن أبيه، عن يونس أو غيره عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك بلغني أنّك كنت تفعل في غلّة عين زياد شيئاً وأنا اُحبُّ أن أسمعه منك قال : فقال لي : نعم كنت آمر إذا أدركت الثمرة أن يثلم في حيطانها الثلم ليدخل الناس و يأكلوا و كنت آمر في كلِّ يوم أن يوضع عشر بنيّات يقعد على كلِّ بنيّة عشرة كلّما أكل عشرة جاء عشرة اُخرى يلقى لكلِّ نفس منهم مدٌّ من رطب و كنت آمر لجيران الضيعة كلّهم الشيخ و العجوز والصبي و المريض و المرأة و من لايقدر أن يجيء فيأكل منها لكلِّ

إنسان منهم مدّ فإذا كان الجذاذ أوفيت القوّام والوكلاء والرجال أجرتهم وأحمل الباقي إلى المدينة ففرّقت في أهل البيوتات والمستحقّين الراحلتين والثلاثة والأقلّ والأكثر على قدر استحقاقهم وحصل لي بعد ذلك أربعمائة [illegible] وكان غ[illegible] [illegible]ة آلاف دينار.

٣ ـ عليّ بن محمّد بن عبدالله، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن عليّ بن محمّد القاسانيّ، عمّن حدّثه، عن عبدالله بن القاسم الجعفريّ، عن أبيه قال: كان النبيّ ﷺ إذا بلغت الثمار أمر بالحيطان فثلمت.

باب ۴

نادر

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کوئی حرج نہیں اگر کوئی راستہ سے گزرے اور وہاں درخت ہو اس سے پھل کھائے لیکن نقصان نہ پہنچائے اور رسول اللہ نے منع فرمایا شہر میں ایسی جگہ دیوار بنانے سے جو گزرگاہ ہو اور نخلستان میں جاتے تو دیوار بنانے کا حکم دیتے لیکن گزرگاہ سے دیوار ہٹا دی جاتی۔ (مجہول)

۲۔ اور دوسری روایت میں حضرت نے ایسا ہی فرمایا ہے اتنا اضافہ اور ہے کہ خراب نہ کرے اور لے نہ جائے۔ (مجہول)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے عین زیاد کے غلہ میں کچھ کرکے بتایا تھا میں اس کو سننا چاہتا ہوں فرمایا ہاں۔ میں نے حکم دیا تھا کہ جب باغ کی دیوار شق ہو جائے اور لوگ اس میں داخل ہوں تو وہ گرے پڑے پھل کھالیں، میں نے یہ بھی کہا تھا کہ دس نشست گاہیں ہوں ہر ایک پر دس آدمی بیٹھیں جب ایک ٹکڑی کھا چکے تو دوسری کھائے ہر ایک کو ایک مد خرمے دیئے جائیں اور میں نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو لوگ بوڑھے، بوڑھیاں، بچے، بیمار اور عورتیں جو باغ تک آکر نہ کھا سکتے ہوں ان میں سے ہر کو ایک ایک مد دیا جائے اور جب پھل توڑے جائیں تو باغ کا خرچ، وکلا اور لوگوں کی اجرت کے بعد جو بچے وہ شہر میں لے آئیں اور آس پاس کے گھر والوں کو دو یا تین پیمانے کم یا زیادہ ان کے استحقاق کے مطابق دیں اس کے بعد جو ہمارے پاس پھلوں کی قیمت آئی وہ چار سو دینار تھی اور غلہ کی چار ہزار دینار۔ (مرسل)

۴۔ حضرت رسولِ خدا جب پھل پک جاتے تو باغ کی دیوار تڑوا دیتے۔ (ضعیف)

﴿ باب ۸ ﴾

(فضل الصدقة)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم بن هاشم ، عن أبيه ، عن الحسين بن يزيد النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الصدقة تدفع ميتة السوء .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ و أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبّار جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن غالب ، عمّن حدّثه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : البرُّ والصدقة ينفيان الفقر ويزيدان في العمر و يدفعان تسعين ميتة السّوء ؛ وفي خبر آخر ويدفعان عن شيعتي ميتة السّوء .

٣ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن [محمّد بن] أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن خلف بن حمّاد عن إسماعيل الجوهريّ ، عن أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لأن أحجَّ حجّة أحبُّ إليَّ من أن أعتق رقبة ورقبة حتّى انتهى إلى عشرة ومثلها ومثلها حتّى انتهى إلى سبعين ولأن أعول أهل بيت من المسلمين أشبع جوعتهم و أكسو عورتهم و أكفُّ وجوههم عن النّاس أحبُّ إليَّ من أن أحجَّ حجّة وحجّة وحجّة حتّى انتهى إلى عشر وعشر وعشر ومثلها [ومثلها] حتّى انتهى إلى سبعين .

٤ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن النّوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من صدّق بالخلف جاد بالعطيّة .

٥ ـ عليُّ بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن عبدالله بن القاسم ، عن عبدالله بن سنان قال : قال أبو عبدالله عليه السلام داووا مرضاكم بالصّدقة و ادفعوا البلاء بالدُّعاء واستنزلوا الرِّزق بالصدقة فإنّها تفكُّ من بين لحى سبعمائة شيطان وليس شيءٌ أثقل على الشيطان من الصّدقة على المؤمن وهي تقع في يد الربِّ تبارك وتعالى قبل أن تقع في يد العبد .

٦ ـ أحمد بن عبدالله ، عن جدِّه ، عن محمّد بن عليّ ، عن محمّد بن الفضيل ، عن عبدالرحمن بن زيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أرض القيامة نار ما خلا ظلّ المؤمن فإنَّ صدقته تظلّه .

٧ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عبدالله بن سنان قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: الصّدقة باليد تقي ميتة السّوء و تدفع سبعين نوعاً من أنواع البلاء وتفكّ عن لحى سبعين شيطاناً كلّهم يأمره أن لا يفعل.

٨ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن عليّ بن النّعمان، عن معاوية ابن عمّار قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: كان في وصيّة النّبي صلى الله عليه وآله لأمير المؤمنين صلوات الله و سلامه عليه: و أمّا الصّدقة فجهدك جهدك حتّى يقال: قد أسرفت ولم تسرف.

٩ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول: يستحبّ للمريض أن يعطي السّائل بيده ويأمر السّائل أن يدعو له.

١٠ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن محمّد بن عليّ، عن محمّد بن عمر بن يزيد قال: أخبرت أبا الحسن الرّضا عليه السلام أنّي اُصبت بابنين وبقي لي بنيٌّ صغير فقال: تصدّق عنه، ثمّ قال حين حضر قيامي: مر الصّبي فليتصدّق بيده بالكسرة والقبضة والشيء و إن قلّ فإنّ كلّ شيء يراد به الله و إن قلّ بعد أن تصدق النّية فيه عظيم إنّ الله عزّ وجلّ يقول: «فمن يعمل مثقال ذرّة خيراً يره * و من يعمل مثقال ذرّة شرّاً يره» و قال: «فلا اقتحم العقبة * وما أدريك ما العقبة * فكّ رقبة * أو إطعام في يوم ذي مسغبة * يتيماً ذا مقربة * أو مسكيناً ذا متربة» علم الله عزّ وجلّ أنّ كلّ أحد لا يقدر على فكّ رقبة فجعل إطعام اليتيم والمسكين مثل ذلك تصدّق عنه.

١١ ـ غير واحد من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن غير واحد، عن أبي جميلة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: تصدّقوا ولو بصاع من تمر ولو ببعض صاع ولو بقبضة ولو ببعض قبضة ولو بتمرة ولو بشق تمرة فمن لم يجد فبكلمة ليّنة، فإنّ أحدكم لاق الله فقائل له: ألم أفعل بك؟ ألم أجعلك سميعاً بصيراً؟ ألم أجعل لك مالاً و ولداً؟ فيقول: بلى، فيقول الله تبارك وتعالى: فانظر ما قدّمت لنفسك، قال: فينظر قدّامه وخلفه وعن يمينه و عن شماله فلا يجد شيئاً يقي به وجهه من النّار.

باب ۴۹

صدقہ

۱۔ رسول اللہ نے فرمایا صدقہ بری موت سے بچا لیتا ہے۔ (ض)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ احسان اور صدقہ دور کرتے ہیں فقر کو اور زیادہ کرتے ہیں عمر کو اور بچاتے ہیں ستر بری موتوں سے (مرسل)

۳۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے اگر میں ایک حج کروں تو وہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے ایک غلام آزاد کرنے سے اور ایک غلام آزاد کرنا ہی نہیں، یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے ستر تک پہنچے اور اگر میں خبرگیری کروں کسی مسلمان خاندان کی، بھوکوں کو سیر کروں اور برہنوں کو لباس پہناؤں اور ان کی ضروریات کو پورا کروں تو میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے ایک حج سے اور دوسرے حج سے یہاں تک کہ فرمایا ستر حج سے (مجہول)

۴۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے پچھلا صدقہ دیا اس نے گویا نیا عطیہ دیا۔ (ض)

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے مریضوں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلاؤں کو صدقہ سے دفع کرو اور رزق کا نزول چاہو صدقہ سے کہ وہ سات سو شیطانوں کی گرفت سے بچاتا ہے اور مومن کو صدقہ دینے سے زیادہ گراں شیطان کے لئے اور کوئی چیز نہیں۔ وہ بندۂ مومن کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ (ض)

۶۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا قیامت کی زمین آگ ہی آگ ہوگی سوائے مومن کے سایہ کے کہ اس کا صدقہ اس پر سایہ فگن ہوگا۔ (حسن)

۷۔ حضرت نے فرمایا ہاتھ سے صدقہ دینا محفوظ رکھتا ہے بری موت سے اور دور کرتا ہے ستر قسم کی بلاؤں کو اور آزاد کرتا ہے ستر شیطانوں کے جبڑوں سے جن میں سے ہر ایک حکم دیتا ہے کہ صدقہ نہ دے۔ (حسن)

۸۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ رسول اللہ کی وصیت تھی امیرالمومنین کو کہ صدقہ اس حد تک دو کہ کہا جائے کہ تم نے اسراف کیا حالانکہ وہ اسراف نہ ہوگا۔ (حسن)

۹۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ مریض سائل کو اپنے ہاتھ سے دے اور اس سے دعا کرنے کے لئے کہے۔ (حسن)

۱۰۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا میرے دو لڑکے مر چکے اور ایک لڑکا باقی ہے جو کم سن ہے فرمایا اس کی طرف سے

صدقہ دو، پھر میرے قیام کے دوران فرمایا اس لڑکے سے کہو کہ تھوڑا سا صدقہ اپنے ہاتھ سے دے ہر وہ شے جو قربتاً الی اللہ دی جائے اگرچہ کم ہو۔ اس میں نیت کا بڑا دخل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ نیکی دیکھے گا اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا بدی دیکھے گا اور فرمایا ہے پھر وہ گھاٹی پر سے کیوں نہ گزرا اور تم کیا جانو کہ وہ گھاٹی کیا ہے غلام کو آزاد کرنا یا بھوک کے دن کسی یتیم رشتہ دار یا خاکسار مسکین کو کھانا دینا اور اللہ جانتا تھا کہ ہر ایک غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا لہٰذا اس نے یتیم و مسکین وغیرہ کو صدقہ دینا اس جگہ مقرر کیا۔

۱۱۔ حضرت ابوعبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ صدقہ دو اگرچہ چھوہارے کا ایک صاع ہی ہو یا ایک صاع سے کم ہو یا ایک مٹھی یا ایک مٹھی سے بھی کم ہو یا ایک چھوہارا ہی ہو۔ اگرچہ چھوہارے کا ایک ریشہ ہی ہو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر ایک نرم بات ہی کہو، جب تم میں سے کوئی خدا سے ملاقات کرے گا خدا اس سے کہے گا۔ میں نے تجھے سمیع و بصیر نہیں بنایا تھا کیا میں نے تجھ کو صاحب مال و اولاد نہیں بنایا تھا وہ کہے گا ہاں۔ خدا کہے گا اپنے آگے داہنے بائیں دیکھ پس وہ کوئی چیز ایسی نہ پائے گا جس سے اپنے چہرہ کو آگ سے بچا سکے۔ (ف)

﴿باب ۳۹﴾

☆(ان الصدقة تدفع البلاء)☆

١ ـ عدةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي ولّاد قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : بكّروا بالصّدقة و ارغبوا فيها فما من مؤمن يتصدّق بصدقة يريد بها ما عندالله ليدفع الله بها عنه شرّ ماينزل من السّماء إلى الأرض في ذلك اليوم إلّا وقاه الله شرّ ماينزل من السماء إلى الأرض في ذلك اليوم .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن جعفر ، عن آبائه عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنّ الله لا إله إلّا هو ليدفع بالصّدقة الدّاء و الدّبيلة [١] والحرق والغرق والهدم والجنون وعدّ صلى الله عليه وآله سبعين باباً من السّوء .

٣ ـ عليّ بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن عليّ ، عن عبدالرحمن بن محمّد الأسديّ ، عن سالم بن مكرم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : مرّ يهوديٌّ بالنّبي صلى الله عليه وآله فقال : السّام عليك ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : عليك ، فقال أصحابه : إنّما سلّم عليك بالموت قال : الموت عليك ، قال النّبيّ صلى الله عليه وآله : وكذلك رددت ، ثمّ قال النبيّ صلى الله عليه وآله : إنّ هذا اليهوديّ يعضّه أسود في قفاه فيقتله قال : فذهب اليهوديّ فاحتطب حطباً كثيراً

فاحتمله ثمّ لم يلبث أن انصرف فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله: ضعه فوضع الحطب فإذا أسود في جوف الحطب عاضّ على عود فقال: يا يهوديّ ما عملت اليوم؟ قال: ما عملت عملاً إلّا حطبي هذا احتملته فجئت به وكان معي كعكتان فأكلت واحدة وتصدّقت بواحدة على مسكين، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: بها دفع الله عنه. وقال: إنّ الصّدقة تدفع ميتة السّوء عن الإنسان.

٤ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النّوفليّ، عن السّكونيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قال عليّ عليه السلام: كانوا يرون أنّ الصّدقة تدفع بها عن الرّجل الظّلوم.

٥ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن مليمان بن عمرو النّخعي قال: سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: بكّروا بالصّدقة فإنّ البلاء لا يتخطّاها.

٦ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن عبدالرّحمن بن حمّاد، عن حنان بن سدير، عن أبيه، عن أبي جعفر عليه السلام قال: إنّ الصّدقة لتدفع سبعين بليّة من بلايا الدّنيا مع ميتة السّوء، إنّ صاحبها لا يموت ميتة السّوء أبداً مع ما يدّخر لصاحبها في الآخرة.

٧ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن بشر بن سلمة، عن مسمع ابن عبدالملك، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من تصدّق بصدقة حين يصبح أذهب الله عنه نحس ذلك اليوم.

٨ ـ عليّ بن محمّد بن عبدالله، عن أحمد بن محمّد، عن غير واحد، عن عليّ بن أسباط، عن الحسن بن الجهم قال: قال أبوالحسن عليه السلام لإسماعيل بن محمّد وذكر له أنّ ابنه صدّق عنه، قال: إنّه رجل قال: فمره أن يتصدّق ولو بالكسرة من الخبز ثمّ قال: قال أبو جعفر عليه السلام: إنّ رجلاً من بني إسرائيل كان له ابن وكان له محبّاً فأُتي في منامه فقيل له: إنّ ابنك ليلة يدخل بأهله يموت، قال: فلمّا كان تلك اللّيلة وبنى عليه أبوه توقّع أبوه ذلك فأصبح ابنه سليماً فأتاه أبوه فقال له: يا بنيّ هل عملت البارحة شيئاً من الخير؟ قال: لا إلّا أنّ سائلاً أتى الباب وقد كانوا ادّخروا لي طعاماً فأعطيته السائل، فقال: بهذا دفع [الله] عنك.

٩ ـ وبهذا الإسناد، عن علي بن أسباط، عمّن رواه، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان بيني وبين رجل قسمة أرض وكان الرَّجل صاحب نجوم وكان يتوخّى ساعة السّعود فيخرج فيها وأخرج أنا في ساعة النّحوس فاقتسمنا فخرج لي خير القسمين فضرب الرَّجل يده اليمنى على اليسرى ثمَّ قال: ما رأيت كاليوم قطّ قلت: ويل الآخر وماذاك؟ قال: إنّي صاحب نجوم أخرجتك في ساعة النّحوس وخرجت أنا في ساعة السّعود ثمَّ قسمنا فخرج لك خير القسمين، فقلت: ألا أُحدّثك بحديث حدَّثني به أبي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من سرَّه أن يدفع الله عنه نحس يومه فليفتتح يومه بصدقة يذهب الله بها عنه نحس يومه ومن أحبَّ أن يذهب الله عنه نحس ليلته فليفتتح ليلته بصدقة يدفع الله عنه نحس ليلته، فقلت: وإنّي افتتحت خروجي بصدقة فهذا خيرٌ لك من علم النجوم.

١٠ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن أبي الحسن عليه السلام قال: سمعته يقول: كان رجلٌ من بني إسرائيل ولم يكن له ولدٌ فولد له غلامٌ وقيل له: إنّه يموت ليلة عرسه فمكث الغلام فلمّا كان ليلة عرسه نظر إلى شيخ كبير ضعيف فرحمه الغلام فدعاه فأطعمه فقال له السّائل: أحييتني أحياك الله قال: فأتاه آتٍ في النّوم فقال له: سل ابنك ما صنع، فسأله فخبّره بصنيعه، قال: فأتاه الآتي مرَّةً أُخرى في النّوم فقال له: إنَّ الله أحيا لك ابنك بما صنع بالشّيخ.

١١ ـ عليُّ بن محمّد بن عبدالله، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن أبيه، عن فضالة بن أيّوب، عمّن ذكره، عن محمّد بن مسلم قال: كنت مع أبي جعفر عليه السلام في مسجد الرَّسول صلى الله عليه وآله فسقط شرفة من شرف المسجد فوقعت على رجل فلم تضرّه وأصابت رجله، فقال أبو جعفر عليه السلام: سلوه أيّ شيء عمل اليوم، فسألوه فقال: خرجت وفي كمّي تمر فمررت بسائل فتصدَّقت عليه بتمرة، فقال أبو جعفر عليه السلام: بها دفع الله عنك.

باب ۹

صدقہ بلا کو دور کرتا ہے

۱۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا، صبح کو صدقہ دو اور اس کی طرف رغبت رکھو، جو بندہ مومن صدقہ

دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ اللہ اس سے شر کو دور رکھے تو اللہ اس روز ان تمام بلاؤں سے دور رکھتا ہے جو آسمان سے زمین پر نازل ہوتی ہیں۔ (ض)

۲۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ دفع کرتا ہے صدقہ سے سخت سے سخت بیماریوں کو اور بچاتا ہے جلنے، ڈوبنے، مکان گرنے اور جنوں سے اور حضرت نے شمار کئے ستّر دروازے برائی کے۔ (ض)

۳۔ ایک یہودی حضرت رسول خدا کی طرف گزرا اور اس نے کہا تمہارے لئے موت ہو حضرت نے فرمایا تیرے لئے ہو حضرت کے اصحاب نے کہا کیا اس نے سلام کیا تھا موت کے ذکر سے۔ آپ نے فرمایا تیرے لئے موت ہو۔ حضرت نے جواب دیا جو اس نے کہا تھا اسی کو لوٹا دیا۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ اس یہودی کی گدی میں سانپ کاٹے گا اور یہ مر جائے گا۔ فرمایا امام نے وہ یہودی چلا گیا اور بہت سی ایندھن کی لکڑیاں اس نے جمع کیں اور ان کا گٹھا باندھ کر اٹھا یا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لوٹا۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا اس بوجھ کو زمین پر رکھ، ناگاہ ایک کالا سانپ ان لکڑیوں کے بیچ میں تھا جو ایک لکڑی پر دانت مار رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا اے یہودی۔ آج تو نے کیا عمل کیا۔ اس نے کہا میں نے ان لکڑیوں کو اٹھانے اور لانے کے سوا اور کچھ نہیں کیا دو روٹیاں میرے پاس تھیں ایک میں نے خود کھائی دوسری ایک مسکین کو صدقہ دی۔ فرمایا اسی لئے اللہ نے تیری بلا کو دفع کیا۔ بے شک صدقہ انسان کو بُری موت سے دور رکھتا ہے (ض)

۴۔ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کہ صدقہ رجل مظلوم سے مصیبت کو دور کرتا ہے۔ (ض)

۵۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا صبح کو صدقہ دو کہ بلا اس کے قریب نہیں آتی (ض)

۶۔ فرمایا حضرت نے صدقہ دنیا کی بلاؤں میں سے ستّر بلاؤں سے بچاتا ہے اور بری موت سے صدقہ دینے والے کو نجات دیتا ہے صدقہ دینے والا بری موت کبھی نہیں مرتا۔ (ض)

۷۔ فرمایا صبح کو صدقہ دینے والے سے اس دن کی نحوست دور ہو جاتی ہے۔ (ض)

۸۔ امام رضا علیہ السلام سے اسمٰعیل بن محمد نے ذکر کیا کہ اس کے بیٹے نے صدقہ دیا۔ فرمایا وہ جوانمرد ہے اس سے کہو کہ وہ صدقہ دیا کرے۔ اگرچہ روٹی کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ پھر فرمایا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی کا ایک بیٹا تھا جسے وہ دوست رکھتا تھا اس نے رات کو خواب میں کسی کو کہتے سنا کہ تیرا بیٹا اگلی رات کو اپنے اجل میں مرا ہوا آئے گا جب وہ رات آئی تو باپ کو اس امر کے واقع ہونے کا خوف ہوا صبح کو اس کا بیٹا صحیح و سالم رہا۔ باپ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا بیٹے تو نے کل رات کو کوئی عمل خیر کیا ہے اس نے کہا اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ ایک سائل دروازہ پر آیا۔ میں نے جو کچھ کھانا گھر میں تھا سائل کو دے دیا۔ اس نے کہا بس یہی وجہ تھی کہ تیرے سر سے مصیبت ٹل گئی۔ (مجہول)

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ میرے اور ایک شخص کے درمیان زمین تقسیم ہوتی تھی اور وہ شخص نجومی تھا اور چاہتا تھا کہ وہ ایک نیک ساعت میں گھر سے نکلے اور میں منحوس ساعت میں نکلوں پس جب تقسیم ہوئی تو اچھا

حصہ میری طرف آیا اس نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کہا۔ میں نے آج جیسا منحوس دن کبھی نہیں دیکھا میں نے کہا میں تمہیں بتاؤں گا اس نے کہا میں نجومی ہوں میں نے تمہیں منحوس گھڑی میں نکالا اور خود نیک ساعت میں نکلا، لیکن تقسیم میں بہترین حصہ آپ کو ملا۔ میں نے کہا میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے والد نے مجھ سے بیان کی ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو چاہتا ہے کہ اللہ اس سے اس دن کی نحوست دور کرے تو اس دن کا آغاز صدقہ سے کرے۔ اللہ اس دن کی نحوست اس سے دور رکھے گا اور جو چاہتا ہے کہ رات کی نحوست کو دور رکھے تو اسے چاہیئے کہ رات کے آغاز میں صدقہ دے خدا اس رات کی نحوست کو اس سے دور رکھے گا میں نے کہا میں نے اپنے نکلنے کا آغاز صدقہ سے کیا تھا اور طریقہ علم نجوم سے بہتر ہے تیرے لئے۔ (حسن)

۱۰۔ فرمایا ابوالحسن علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کے کوئی اولاد نہ تھی پھر بیٹا پیدا ہوا اس سے کہا گیا کہ شادی کی رات مرجائے گا وہ لڑکا ٹھہرا رہا۔ جب عروسی کی رات آئی تو اس ایک بوڑھے ضعیف کو دیکھا۔ لڑکے کو اس پر رحم آیا اس نے اسے بلایا اور کھانا دیا۔ سائل نے کہا تو نے مجھے زندہ کیا اللہ تجھے زندہ رکھے۔ ایک آنے والے نے لڑکے کے باپ سے کہا۔ اپنے بیٹے سے پوچھ کہ اس نے کیا کیا، باپ نے پوچھا تو اس نے بتایا۔ آنے والا دوبارہ آیا خواب میں اور اس نے کہا۔ اللہ نے تیرے بیٹے کو تیرے لئے زندہ رکھا اس صدقہ کی وجہ سے جو اس نے بڈھے کو دیا تھا۔ (مرسل)

۱۱۔ میں ابوجعفر علیہ السلام کے ساتھ مسجد رسولؐ میں تھا کہ مسجد کا ایک کنگرہ ایک شخص پر گرا مگر اس کے چوٹ نہ آئی اور اس کا پاؤں صحیح سالم رہا۔ امام علیہ السلام نے لوگوں سے کہا اس سے پوچھو آج تو نے کیا عمل خیر کیا ہے پوچھا تو اس نے بتایا کہ جب میں گھر سے نکلا تھا تو میری آستین میں ایک چھوہارا تھا۔ ایک سائل نے سوال کیا میں نے وہ اسے دے دیا امام نے فرمایا۔ اسی وجہ سے اللہ نے تیری بلا دور کی۔ (مرسل)

﴿ باب ۵ ﴾

(فضل صدقة السر)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمد الأشعري ، عن ابن القدَّاح ، عن أبي عبدالله ، عن أبيه عليهما السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : صدقة السرِّ تطفي غضب الربِّ .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن عليّ بن مرداس ، عن صفوان بن يحيى ؛ والحسن بن محبوب ، عن هشام بن سالم ، عن عمّار السّاباطيّ قال : قال لي أبوعبدالله عليه السلام : ياعمّار الصدقة والله في السرّ أفضل من الصّدقة في العلانية وكذلك والله العبادة في السرّ أفضل منها في العلانية .

باب ۵

فضیلت پوشیدہ صدقہ کی

۱۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ چھپا کر صدقہ دینا خدا کے غضب سے نجات دیتا ہے۔ (م)

۲۔ حضرت نے فرمایا اے عمار پوشیدہ صدقہ دینا علانیہ سے بہتر ہے اور پوشیدہ عبادت ظاہر عبادت سے۔ (م)

﴿باب ٥﴾

﴿صدقة الليل﴾

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم قال : كان أبوعبدالله عليه السلام إذا أعتم وذهب من اللّيل شطره أخذ جراباً فيه خبز ولحم والدراهم فحمله على عنقه ثمّ ذهب به إلى أهل الحاجة من أهل المدينة فقسّمه فيهم ولايعرفونه فلمّا مضى أبوعبدالله عليه السلام فقدوا ذا فعلموا أنّه كان أباعبدالله عليه السلام .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله ، عن آبائه عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إذا طرقكم سائل ذكر بليل فلا تردّوه .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن سعدان بن مسلم ، عن معلّى بن خنيس قال : خرج أبوعبدالله عليه السلام في ليلة قد رشّت وهو يريد ظلّة بني ساعدة فاتّبعته فإذا هو قد سقط منه شيء فقال : بسم الله اللّهمّ ردّ علينا ، قال : فأتيته فسلّمت عليه ، قال : فقال : معلّى ؟ قلت : نعم جعلت فداك فقال لي : التمس بيدك فما وجدت من شيء فادفعه إليّ فإذا أنا بخبز منتشر كثير فجعلت أدفع إليه ما وجدت فإذا أنا بجراب

أعجز عن حمله من خبز فقلت : جعلت فداك أحمله على رأسي فقال : لا أنا أولى به منك ولكن امض معي قال : فأتينا ظلّة بني ساعدة فإذا نحن بقوم نيام فجعل يدسّ الرّغيف والرّغيفين حتّى أتى على آخرهم ثمّ انصرفنا ، فقلت : جعلت فداك يعرف هؤلاء الحقّ فقال : لو عرفوه لواسيناهم بالدّقّة - والدقة هي الملح - إنّ الله تبارك وتعالى لم يخلق شيئاً إلّا وله خازن يخزنه إلّا الصّدقة فإنّ الربّ يليها بنفسه وكان أبي إذا تصدّق بشيء وضعه في يد السّائل ثمّ ارتدّه منه فقبّله وشمّه ثمّ ردّه في يد السّائل ، إنّ صدقة اللّيل تطفي غضب الرّبّ وتمحو الذّنب العظيم وتهوّن الحساب وصدقة النّهار تثمر المال وتزيد في العمر ، إنّ عيسى ابن مريم عليه السلام لمّا أن مرّ على شاطئ البحر رمى بقرص من قوته في الماء فقال له بعض الحواريّين : يا روح الله وكلمته ، لم فعلت هذا و إنّما هو من قوتك ؟ قال : فقال : فعلت هذا لدابّة تأكله من دوابّ الماء وثوابه عند الله عظيم .

باب

رات کا صدقہ

۱۔ ہشام بن سالم نے بیان کیا کہ حضرت ابوعبداللہؑ جب نماز عشاء پڑھتے اور رات کا کچھ حصہ گزر جاتا تو ایک تھیلے میں روٹی، گوشت اور درہم بھرتے اور اس کو اپنی گردن پر رکھتے اور مدینہ کے اہل حاجت کے پاس جاتے اور ان میں تقسیم کرتے درآنحالیکہ وہ لوگ حضرت کو نہیں پہچانتے تھے بعد میں انھیں پتہ چلتا کہ وہ عبداللہ تھے۔ (م)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ ان کے آباء طاہرین نے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب کوئی سائل رات کو آئے اور سوال کرے تو اسے رد نہ کرو۔ (ض)

۳۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام ایک رات گھر سے نکلے بارش ہو رہی تھی آپ بنی ساعدہ کے سائبان کی طرف جانے لگے میں پیچھے تھا کوئی شے آپ کی گر گئی۔ فرمایا بسم اللہ یا اللہ ہم پر اسے لوٹا دے۔ میں حضرت کے پاس آیا اور کلام کیا۔ فرمایا معلّی میں نے کہا جی ہاں۔ میں آپ پر فدا ہوں۔ فرمایا اپنے ہاتھ سے ڈھونڈو جو چیز ملے مجھے دو۔ تلاش کے بعد مجھے بہت سے روٹی کے ٹکڑے ملے وہ میں نے حضرت کو دے دیئے۔ میں نے دیکھا کہ روٹیوں کا ایک وزنی تھیلا ہے جس کے اٹھانے سے میں عاجز تھا۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں اس کو میں سر پر رکھ کر چلتا ہوں فرمایا نہیں میں اسکے جانے کا زیادہ حقدار ہوں لیکن تم میرے ساتھ چلو۔ پس ہم بنی ساعدہ کے سائبان کے پاس آئے وہاں کچھ لوگ سو رہے تھے حضرت نے ایک

ایک دو دو روٹی ان پر تقسیم کی، یہاں تک کہ آپ ان کے آخر تک پہنچے۔ پھر ہم لوٹ آئے، میں نے کہا کیا یہ لوگ حق کی معرفت رکھتے ہیں فرمایا اگر صاحبان معرفت ہوتے تو ہم ان سے اظہار ہمدردی کرتے ذقہ سے اور ذقہ نمک ہے۔ (مراد سالن)، اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا ایک خازن مقرر کیا ہے سوائے صدقہ کے کہ اللہ اس سے بذاتہٖ تعلق رکھتا ہے اور میرے پدر بزرگوار جب کوئی شے صدقہ دیتے تو اسے سائل کے ہاتھ میں دیتے پھر اس سے لے کر بوسہ دیتے اور سونگھتے پھر سائل کو دیتے۔ رات کا صدقہ غضب رب سے پناہ دیتا ہے اور اس سے گناہ عظیم محو کرتا ہے اور دن کا صدقہ مال میں نفع دیتا ہے اور عمر زیادہ کرتا ہے حضرت عیسیٰ کا گزر دریا کے کنارے سے ہوا تو آپ نے اپنے کھانے کی روٹی دریا میں ڈال دی حواریوں نے کہا۔ اے روح اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا یہ تو آپ کی روزی تھی فرمایا اس پانی میں چوپایہ ہے وہ اسے کھائے گا۔ صدقہ کا عنداللہ ثواب عظیم ہے۔ (رض)

﴿باب ۵۲﴾

☆(في ان الصدقة تزيد في المال)☆

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن غياث بن إبراهيم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ الصّدقة تقضي الدّين وتخلف بالبركة .

۲ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله قال : حدَّثني الجهم بن الحكم المدائني[۲] ، عن السكوني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : تصدَّقوا فإنّ الصّدقة تزيد في المال كثرة وتصدَّقوا رحمكم الله .

۳ ـ أحمد بن محمّد ، عن أبيه ، عن عليّ بن وهبان ، عن عمّه هارون بن عيسى قال : قال أبو عبدالله عليه السلام لمحمّد ابنه : يا بنيَّ كم فضل معك من تلك النّفقة ؟ قال : أربعون ديناراً ، قال : أخرج فتصدَّق بها ، قال : إنّه لم يبق معي غيرها ، قال : تصدَّق بها فإنّ الله عزَّ وجلَّ يخلفها ، أما علمت أنّ لكلّ شيء مفتاحاً و مفتاح الرِّزق الصّدقة فتصدَّق بها ، ففعل فما لبث أبو عبدالله عليه السلام عشرة أيّام حتّى جاءه من موضع أربعة آلاف دينار فقال : يا بنيَّ أعطينا لله أربعين ديناراً فأعطانا الله أربعة آلاف دينار .

قال : وحدَّثني عليّ بن حسّان ، عن موسى بن بكر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : استنزلوا الرِّزق بالصّدقة .

۴ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ما أحسن عبدالصّدقة في الدّنيا إلّا أحسن الله الخلافة على ولده من بعده وقال : حسن الصّدقة يقضي الدّين و يخلف على البركة .

باب ۵۲

صدقہ سے مال میں زیادتی ہوتی ہے

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے صدقہ قرضہ کو ادا کرتا ہے اور اپنے پیچھے برکت چھوڑتا ہے۔ (موثق)

۲۔ رسول اللہ نے فرمایا صدقہ دو کیونکہ صدقہ مال کو بڑھاتا ہے صدقہ دو اللہ تم پر رحم کرے۔ (ض)

۳۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد سے فرمایا۔ تمہیں خرچ کے بعد کیا بچا۔ کہا چالیس دینار فرمایا انھیں نکالو اور صدقہ دو، میں نے کہا میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں۔ فرمایا صدقہ دے دو اللہ تعالیٰ اس میں زیادتی کرے گا کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر شے کی ایک کنجی ہوتی ہے اور رزق کی کنجی صدقہ ہے پس امام زادہ نے تصدق کر دیا حضرت کو دس دن نہ گزرے کہ آپ کے ایک موضع سے ۴ ہزار دینار آ گئے حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند ہم نے اللہ کو چالیس دینار دیئے اور اللہ نے ہم کو ۴ ہزار دیئے اور امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ رزق کو صدقہ سے (ض)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جس نے دنیا میں اچھا صدقہ دیا تو اللہ اس کے بعد اس کی اولاد میں خیر و برکت دیتا ہے اور فرمایا اچھا صدقہ دینا قرض کو ادا کرتا ہے اور برکت میں زیادتی کرتا ہے (ض)

﴿باب ۵۳﴾

﴿الصدقة على القرابة﴾

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن أبي جميلة ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : من وصل قريباً بحجّة أو عمرة كتب الله له حجّتين وعمرتين و كذلك من حمل عن حميم يضاعف الله له الأجر ضعفين .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السّكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل رسول الله صلّى الله عليه وآله أيّ الصّدقة أفضل ؟ قال : على ذي الرّحم الكاشح

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليِّ ، عن السكونيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الصّدقة بعشرة والقرض بثمانية عشر وصلة الإخوان بعشرين وصلة الرَّحم بأربعة و عشرين .

باب ۵۳

قرابتداروں کو صدقہ دینا

۱۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے جو حج و عمرہ کے دوران صلۂ رحم کرتا ہے تو اللہ اس کو دو حج اور دو عمرہ کا ثواب دیتا ہے اسی طرح جو اپنے دوست کا قرض ادا کرتا ہے تو اللہ اس کے اجر کو دونا کر دیتا ہے۔ (م)

۲۔ رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا جو اس رشتہ دار کو دیا جائے جو عداوت کو دل میں چھپائے ہو۔ (ض)

۳۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ دس صدقہ میں دینا اور اٹھارہ قرض میں دینا ایک ان دونوں میں برابر ہے بیس صلۂ رحم کے بھائیوں سے اور ۲۴ صلۂ رحم کے عزیزوں سے۔ (ض)

﴿باب ۵۴﴾

﴿كفاية العيال والتوسع عليهم﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، و أحمد بن محمّد جميعاً ، عن الحسن بن محبوب ، عن مالك بن عطيّة ، عن أبي حمزة الثّماليِّ ، عن عليِّ بن الحسين عليهما السلام قال : أرضاكم عندالله أسبغكم على عياله .

٢ ـ و عنهما ، عن الحسن بن محبوب ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم قال : قال رجل لأبي جعفر عليه السلام : إنَّ لي ضيعة بالجبل أستغلّها في كلِّ سنة ثلاث آلاف درهم فأنفق على عيالي منها ألفي درهم وأتصدَّق منها بألف درهم في كلِّ سنة فقال أبوجعفر عليه السلام : إن كانت الألفان تكفيهم في جميع مايحتاجون إليه لسنتهم فقد نظرت لنفسك ووُفّقت لرشدك وأجريت نفسك في حياتك بمنزلة مايوصي به الحيُّ عند موته .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن معمر بن خلاد ، عن أبي الحسن

عليه‌السلام قال : ينبغي للرجل أن يوسّع على عياله كيلا يتمنّوا موته و تلاهذه الآية «و يطعمون الطعام على حبّه مسكيناً ويتيماً وأسيراً » قال : الأسير عيال الرّجل ينبغي للرّجل إذا زيد في النّعمة أن يزيد اُسراءه في السعة عليهم ، ثمّ قال : إنّ فلاناً أنعم الله عليه بنعمة فمنعها اُسراءه وجعلها عند فلان فذهب الله بها ، قال معمر : وكان فلان حاضراً .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الرّبيع ابن يزيد قال : سمعت أباعبدالله عليه‌السلام يقول : اليد العليا خيرٌ من اليد السّفلى و ابدء بمن تعول .

٥ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن أبي نصر ، عن الرّضا عليه‌السلام قال : قال : صاحب النّعمة يجب عليه التوسعة عن عياله .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النّوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عن آبائه عليهم‌السلام قال : قال رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله : المؤمن يأكل بشهوة أهله و المنافق يأكل أهله بشهوته .

٧ ـ سهل بن زياد ، عن عليّ بن أسباط ، عن أبيه أنّ أبا عبدالله عليه‌السلام سئل أكان رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله يقوت عياله قوتاً معروفاً ؟ قال : نعم إنّ النّفس إذا عرفت قوتها قنعت به ونبت عليه اللّحم .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : كفى بالمرء إثماً أن يضيّع من يعوله .

٩ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبي الخزرج الأنصاريّ ، عن عليّ بن غراب ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : قال رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله : ملعونٌ ملعونٌ من ألقى كلّه على النّاس ، ملعونٌ ملعونٌ من ضيّع من يعول .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي حمزة قال : قال عليّ بن الحسين عليهما‌السلام : لأن أدخل السوق ومعي دراهم أبتاع به لعيالي لحماً وقد قرموا أحبّ إليّ من أن أعتق نسمة .

١١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالله بن سنان ، عن

أبي عبدالله عليه السلام قال : كان عليّ بن الحسين عليهما السلام إذا أصبح خرج غادياً في طلب الرّزق فقيل له : ياابن رسول الله أين تذهب ؛ فقال : أتصدّق لعيالي ، قيل له : أتتصدّق ؛ قال : من طلب الحلال فهو من الله عزّ وجلّ صدقة عليه .

١٢ ـ عليّ بن محمد بن بندار ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن محمد بن عيسى ، عن أبي محمد الأنصاري ، عن عمر بن يزيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنّ المؤمن يأخذ بأدب الله عزّ وجلّ إذا وسّع عليه اتّسع و إذا أمسك عليه أمسك .

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن مرازم ، عن معاذ بن كثير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من سعادة الرّجل أن يكون القيّم على عياله .

١٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ياسر الخادم قال : سمعت الرّضا عليه السلام يقول : ينبغي للمؤمن أن ينقص من قوت عياله في الشتاء ويزيد في وقودهم .

باب ۲۸

اپنے اہل وعیال کی پرورش اور انکی ضرورت پورا کرنا

۱۔ فرمایا حضرت علی بن الحسینؑ نے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرتا ہے ۔ (م)

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص نے کہا کہ پہاڑی علاقہ میں میری کچھ زمین ہے جس سے ہر سال مجھے ۳ ہزار درہم غلہ ملتا ہے اس میں سے میں اپنے عیال پر دو ہزار درہم خرچ کرتا ہوں اور ہزار درہم ہر سال صدقہ دے دیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا اگر دو ہزار ان کو تمام سال کی ضرورتوں میں کافی ہیں تو تم نے اپنے نفس پر نظر کی اور اپنی خیر پسندی کو پورا کیا اور تم نے اپنی زندگی میں وہی کیا جو ایک شخص اپنی موت کے وقت کسی زندہ کو وصیت کرتا ہے ۔ (م)

۳۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے عیال کی ضروریات کو پورا کرے تاکہ وہ مرنے کی تمنا نہ کریں اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ”وہ لوگ محبت خدا میں مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں“ اور فرمایا اسیر سے مراد کسی آدمی کی عیال ہے انسان کو لازم ہے کہ نعمت میں زیادتی ہو تو اپنے عیال کے نفقہ میں بھی زیادتی کرے پھر فرمایا۔ فلاں شخص کو اللہ نے بھرپور نعمت دی تو اس نے اپنے عیال سے روک کر دوسرے کو دے دی اللہ نے اس سے

نعمت کو روک لیا۔ راوی کہتا ہے وہ فلاں شخص وہاں موجود تھا۔ (ض)

۴۔ میں ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا کہ دینے والا ہاتھ روکنے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور نجات والا وہ ہے جو اپنے عیال کی خبر لیتا رہے۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے مالدار پر واجب ہے اپنے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کرنا۔

۶۔ ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے آباء طاہرین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مومن کھاتا ہے اپنے اہل کی خواہش کے ساتھ اور منافق کھلاتا ہے اپنے اہل کو اپنی خواہش کے مطابق۔ (ض)

۷۔ کسی نے امام سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ اپنے عیال کو قوت معروف دیتے تھے فرمایا ہاں جب کوئی نفس اپنے قوت کو پہچان لیتا ہے تو اس پر قناعت کرتا ہے اور اسی سے اس کا گوشت پوست اگتا ہے (حسن)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ مرد کے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ وہ نظرانداز کردے اپنے عیال کو (حسن)

۹۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو اپنا اور اپنے اہل و عیال کا بار دوسروں پر ڈالے اور ملعون ملعون ہے جو اپنے عیال کو نظر انداز کرے۔ (مجہول)

۱۰۔ فرمایا علی بن الحسینؑ نے کہ اگر میں بازار جاؤں اور میرے درہم ہوں عیال کے لئے گوشت خریدنے کو اور ان کی خواہش بھی ہو تو میرے لئے زیادہ محبوب ہے ایک کنیز آزاد کرنے سے۔ (حسن)

۱۱۔ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام صبح کو طالب رزق ہیں نکلتے تھے کسی نے پوچھا آپ کہاں جاتے ہیں فرمایا اپنے عیال کے صدقہ کے لئے اس نے کہا کیا آپ صدقہ دیتے ہیں فرمایا جو حلال روزی طلب کرتا ہے وہ خدا کی طرف سے اس پر صدقہ ہوتا ہے۔ (حسن)

۱۲۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ مومن ادب خدا حاصل کرتا ہے جبکہ توسیع رزق کرے عیال پر وسعت رزق کی صورت میں اور تنگی کرے کی صورت میں۔ (حسن)

۱۳۔ فرمایا حضرت نے کہ آدمی کی سعادت اس میں ہے کہ وہ اپنے عیال کی رزق کی رسائی کا پوری طرح ذمہ دار ہو۔ (حسن)

۱۴۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ مومن کو چاہیئے کہ اپنے عیال کے قوت سے جاڑوں میں کم کرے اور گرمی میں بڑھا لے۔ (مجہول)

﴿باب ۵۵﴾

☆(من يلزم نفقته)☆

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : من الّذي أحتن عليه وتلزمني نفقته ؟ قال : الوالدان والولد والزّوجة .

٢ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن غياث بن إبراهيم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اُتي أمير المؤمنين صلوات الله عليه بيتيم ، فقال : خذوا بنفقته أقرب الناس منه من العشيرة كما يأكل ميراثه .

٣ - سهل بن زياد ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : من يلزم الرّجل من قرابته ممّن ينفق عليه ؟ قال : الوالدان والولد والزّوجة .

باب ۵۵

کن لوگوں کا نفقہ لازم ہے

۱۔ میں نے حضرت سے پوچھا کہ میری شفقت کا اہل کون ہے جس کا نفقہ لازم ہے فرمایا اولاد اور زوجہ (حسن)

۲۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ امیر المومنین کے پاس ایک یتیم آیا آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اس کے پاس جو قبیلہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو تاکہ وہ اس کے نفقہ کا اسی طرح ذمہ دار ہو جیسا کہ اس کی میراث لینے میں ہوگا۔ (موثق)

۳۔ میں نے پوچھا قرابتداروں میں وہ کون ہیں جن کا نفقہ واجب ہو فرمایا ماں باپ لڑکا اور زوجہ (ض)

﴿باب ۵۶﴾

☆(الصدقة على من لا تعرفه)☆

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن سدير

الصيرفي قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أُطعم سائلاً لا أعرفه مسلماً ؟ فقال : نعم أعط من لا تعرفه بولاية ولا عداوة للحق إنّ الله عزّ وجلّ يقول : «وقولوا للناس حسناً» ولا تطعم من نصب لشيء من الحق أودعا إلى شيء من الباطل .

٢ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن عبدالله بن الفضل النوفليّ عن أبيه ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن السائل يسأل ولا يدري ماهو ، قال : اعط من وقعت له الرَّحمة في قلبك وقال : إعط دون الدِّرهم ، قلت : أكثر ما يعطى ؟ قال : أربعة دوانيق .

باب ۵۶
انجان آدمی کو صدقہ دینا

۱۔ میں نے حضرت سے کہا کیا میں ایسے سائل کو کھانا دوں جس کو مسلمان نہیں جانتا۔ فرمایا ہاں دے دو اس شخص کو جس کے متعلق تم نہیں جانتے کہ وہ حق سے محبت رکھتا ہے یا دشمنی، خدا فرماتا ہے اس سے نرمی سے بات کرو، ہاں ناصبی کو نہ دو اور نہ اس کو جو دعوت باطل دے۔ (حسن)

۲۔ حضرت سے سوال کیا گیا اس سائل کے متعلق جسے نہیں جانتا وہ کون ہے فرمایا جس پر تمہیں رحم آئے اسے دے دو اور یہ بھی فرمایا پورا درہم نہ دو۔ میں نے کہا زیادہ سے زیادہ کتنا فرمایا چار دانگ۔ (مجہول)

باب ۵۷
(الصدقة على أهل البوادي وأهل السواد)

١ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع أو غيره عن محمد بن عذافر ، عن عمر بن يزيد قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الصدقة على أهل البوادي والسواد فقال : تصدَّق على الصبيان والنساء والزَّمناء والضعفاء والشيوخ وكان ينهى عن اُولئك الجمّانين يعني أصحاب الشعور .

۲ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الصّلت ، عن زرعة ، عن منهال القصّاب قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : اعط الكبير والكبيرة والصغير والصغيرة ومن وقعت له في قلبك رحمة وإيّاك وكلّ وقال : بيده وهزّها .

۳ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن عليّ ، عن الحكم بن مسكين ، عن عمرو بن أبي نصر قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّ أهل السواد يقتحمون علينا وفيهم اليهود و النصارى والمجوس فنتصدّق عليهم فقال : نعم .

باب ۵۷

صدقہ اہل بادیہ پر

۱۔ میں نے پوچھا صدقہ دینے کے متعلق دیہاتیوں اور شہریوں کو، فرمایا صدقہ دو بچوں، عورتوں، اپاہجوں کمزوروں اور بوڑھوں کو اور منع فرمایا ان دیوانوں کو یعنی اصحاب شعور کو دینا جو صاحب عقل ہو کر کچھ نہیں کرتے۔ (مرسل)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے بوڑھے، بوڑھی، لڑکے، لڑکی اور اس کو دو جس کے اوپر تمہیں رحم آئے اور ہرگز نہ دو ہر اپنے مخالف کو اور جس کے ہاتھ میں اس کو برباد کرنا ہو۔ (مجہول)

۳۔ میں نے حضرت سے کہا اہل شہر میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ہمارے لیے باعث ایذا ہیں ان میں یہودی بھی ہیں نصاریٰ بھی اور مجوسی بھی، کیا انھیں صدقہ دیں فرمایا ہاں۔ (ض)

باب ۵۸

(كراهية رد السائل)

۱ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسين بن يزيد النوفليّ ، عن إسماعيل بن أبي زياد السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لا تقطعوا على السائل مسألته فلولا أنّ المساكين يكذبون ما أفلح من ردّهم .

۲ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن محمّد بن مسلم قال : قال أبو جعفر عليه السلام : اعط السائل ولو كان على ظهر فرس .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن محمّد بن سنان ، عن إسحاق بن عمّار ، عن الوصافيّ ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان فيما ناجى الله عزَّ وجلَّ به موسى عليه السلام قال : ياموسى أكرم السائل ببذل يسير أو بردٍّ جميل لأنّه يأتيك من ليس بإنس ولا جانّ ملائكة من ملائكة الرَّحمن يبلونك فيما خوَّلتك ويسألونك عمّا نوَّلتك فانظر كيف أنت صانع يا ابن عمران .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالله ابن غالب الأسديّ ، عن أبيه ، عن سعيد بن المسيّب قال : حضرت عليَّ بن الحسين عليهما السلام يوماً حين صلّى الغداة فإذا سائل بالباب فقال عليُّ بن الحسين عليهما السلام : اعطوا السائل ولا تردُّوا سائلاً .

٥ ـ عليُّ بن محمّد بن عبدالله ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مهران ، عن أيمن بن محرز ، عن أبي اُسامة زيد الشحّام ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : [قال] ما منع رسول الله صلى الله عليه وآله سائلاً قطّ إن كان عنده أعطى وإلّا قال : يأتي الله به .

٦ ـ أحمد بن محمّد ، عن أبيه ، عن هارون بن الجهم ، عن حفص بن عمر ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لا تردُّوا السائل ولو بظلف محترق .

باب ۵

کراہت ردِّ سوال

۱۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے سائل کے سوال کے متعلق، زیادہ پوچھ گچھ نہ کرو اس بات سے کہ کوئی مسکین جھوٹ بولے اس کا رد کر دینا بہتر ہے۔ (۲)

۲۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے سائل کو دو اگرچہ وہ پشت فرس پر ہو۔ (۴)

۳۔ موسیٰ علیہ السلام سے دقت مناجات اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ سائل کا اکرام کرو کچھ تھوڑا سا دے کر یا بطریق احسن اس کا سوال رد کرو کیونکہ جو تمہارے پاس آیا ہے وہ نہ انسان ہے نہ جن بلکہ ملائکہ ہیں خدائے رحمٰن کے ملائکہ میں سے جو تم سے سوال کرتے ہیں اس چیز کا جو میں نے تم کو عطا کی ہے اور سوال کرتے ہیں اس چیز کا

جو میں نے تم کو بخشی ہے پس لے ابن عمران غور کرو تمہیں کیا کرنا چاہیے۔ (ض)

۴۔ میں ایک علی بن الحسین کی خدمت میں تھا آپ نے صبح کی نماز پڑھی، ناگاہ ایک سائل دروازہ پر آیا آپ نے فرمایا اسے دو اور کسی سائل کو رد نہ کرو۔ (ض)

۵۔ فرمایا رسول اللہ نے کبھی کسی سائل کو منع نہیں کیا اگر ہوا تو دے دیا ورنہ فرمایا اللہ اس کو دینے والا ہے (مجہول)

۶۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا سائل کو رد نہ کرو اگرچہ ایک جلا ہوا کھر ہی اسے دے دو۔ (مجہول)

﴿باب ۵۹﴾

☆(قدر مايعطى السائل)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالله بن سنان ، عن الوليد بن صبيح قال : كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فجاءه سائل فأعطاه ثمّ جاءه آخر فأعطاه ثمّ جاءه آخر فأعطاه ثمّ جاءه آخر فقال : يسع الله عليك ثمّ قال : إنّ رجلاً لو كان له مال يبلغ ثلاثين أو أربعين ألف درهم ثمّ شاء أن لا يبقى منها إلّا وضعها في حقّ لفعل فيبقى لامال له فيكون من الثلاثة الّذين يردّ دعاؤهم قلت : من هم ؟ قال : أحدهم رجل كان له مال فأنفقه في غير وجهه ثمّ قال : يا ربّ ارزقني فقال له : ألم أجعل لك سبيلاً إلى طلب الرّزق .

٢ ـ و عنه ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن عليّ بن أبي حمزة قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول في السؤال أطعموا ثلاثة إن شئتم أن تزدادوا فازدادوا و إلّا فقد أدّيتم حقّ يومكم .

باب ۵۹

کس حد تک سائل کو دیا جائے

۱۔ میں حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کے پاس تھا کہ ایک سائل آیا آپ نے اسے دیا پھر دوسرا آیا آپ نے اسے بھی دیا پھر تیسرا آیا آپ نے فرمایا اللہ تیرے رزق میں توسیع کرے گا۔ پھر فرمایا ایک شخص کے پاس تین چار

ہزار درہم ہوں اور وہ چاہے اس میں سے کچھ باقی نہ رہے مگر جو اس نے حق میں رکھا ہو اور وہ ایسا کرے اور اس کے پاس مال باقی نہ رہے تو وہ ان تین میں سے ایک ہوگا میں نے کہا وہ کون ہیں فرمایا ان میں ایک وہ شخص ہے جو غلط طریقہ سے مال خرچ کرے اور پھر کہے یا اللہ مجھے رزق دے اس سے کہا جائے کیا میں طلب رزق کا راستہ تجھے نہیں بتایا تھا۔ (م)

۲۔ فرمایا حضرت نے تین سائلوں کو کھانا دو اگر زیادہ چاہتے ہو تو زیادہ کرو ورنہ تم نے اپنے ایک دن کا حق تو ادا کر دیا۔ (ح)

﴿باب ٦﴾

☆(دعاء السائل)☆

١ ـ عدَّة من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن يعقوب بن يزيد؛ وغيره، عن زياد القندي، عمّن ذكره قال: إذا أعطيتموهم فلقّنوهم الدُّعاء فإنّه يستجاب الدُّعاء لهم فيكم ولا يستجاب لهم في أنفسهم.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن إسماعيل، عن الحسن بن الجهم عن أبي الحسن عليه السلام قال: لا تحقروا دعوة أحد فإنّه يستجاب لليهوديّ والنّصراني فيكم ولا يستجاب لهم في أنفسهم.

باب ٦

دعائے سائل

۱۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کسی کی دعا کو حقیر نہ جانو تمہارے حق میں یہودی و نصرانی کی دعا قبول ہو جاتی ہے ہاں ان کے لیے ان کی قبول نہیں ہوتی۔ (م)

۲۔ فرمایا جب ان کو دو اپنے لئے دعا کرنے کو کہو ان کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوگی ان کے لئے نہیں (مرسل)

﴿باب ۱۶﴾

(ان الذی یقسم الصدقة شریك صاحبها في الاجر)

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن صالح بن رزين قال : دفع إليّ شهاب بن عبد ربّه دراهم من الزكاة أقسّمها فأتيته يوماً فسألني هل قسّمتها ؛ فقلت : لا فأسمعني كلاماً فيه بعض الغلظة فطرحت ما كان بقي معي من الدّراهم و قمت مغضباً فقال : لي ارجع حتّى أحدّثك بشيء سمعته من جعفر بن محمّد عليهما السلام فرجعت فقال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي إذا وجدت زكاتي أخرجتها فأدفع منها إلى من أثق به يقسّمها ؛ قال : نعم لا بأس بذلك أما إنّه أحد المعطين ، قال صالح : فأخذت الدّراهم حيث سمعت الحديث فقسّمتها .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن أبي نهشل ، عمّن ذكره عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لو جرى المعروف على ثمانين كفّاً لأُجروا كلّهم فيه من غير أن ينقص صاحبه من أجره شيئاً .

٣ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يعطي الدّراهم يقسّمها قال : يجري له ما يجري للمعطي ولا ينقص المعطي من أجره شيئاً .

باب ۱۶

صدقہ تقسیم کرنے والا صدقہ دینے والے کے اجر میں شریک ہے

۱۔ مجھے شہاب بن عبد ربہ نے زکوٰۃ کے کچھ درہم تقسیم کرنے کے لیے دیئے جب میں ایک روز اس کے پاس آیا تو اس نے کہا وہ درہم تقسیم کر دیئے میں نے کہا نہیں اس پر اس نے سخت کلامی کی۔ میں نے بقیہ درہم اس کے آگے ڈال دیا اور میں غصہ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مجھ سے کہا پلٹ آؤ۔ میں تم سے وہ بات بیان کر دوں جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کی ہے میں لوٹ آیا اس نے کہا میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر میں اپنے مال سے زکوٰۃ نکالوں اور اپنے کسی معتمد کو تقسیم کرنے کے لیے دوں تو کوئی حرج تو نہیں آپ نے فرمایا

نہیں ۔عطا کرنے والوں میں سے ایک وہ بھی ہوگا۔ صالح کہتا ہے میں نے یہ سن کر وہ درہم اٹھائے اور ان کو تقسیم کر دیا۔ (ض)

۲۔ فرمایا حضرت نے صدقہ اگر اسی ہاتھوں سے تقسیم ہو تو اس کا اجر سب کو ملے گا بغیر اس کے کہ صدقہ کے اجر میں کوئی کمی ہو۔ (ض)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو کسی کو زر صدقہ تقسیم کرنے کے لیے دے۔ فرمایا اس کو وہی اجر ملے گا جو دینے والے کو ملے گا اور دینے والے کے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا۔ (مجہول)

﴿باب الایثار﴾ ۶۲

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن مُحمّد بن خالد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرَّجل ليس عنده إلّا قوت يومه أيعطف من عنده قوت يومه على من ليس عنده شيء ويعطف من عنده قوت شهر على من دونه والسنة على نحو ذلك أم ذلك كلّه الكفاف الّذي لايلام عليه ؟ فقال : هو أمران أفضلكم فيه أحرصكم على الرَّغبة والأثرة على نفسه فإنَّ الله عزَّ وجلَّ يقول : «ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة » والأمر الآخر لايلام على الكفاف واليد العليا خير من اليد السفلى وابدأ بمن تعول .

٢ ـ قال : و حدَّثنا بكر بن صالح ، عن بندار بن مُحمّد الطبريّ ، عن عليِّ بن سويد السائيّ ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : أوصني فقال : آمرك بتقوى الله ثمَّ سكت فشكوت إليه قلّة ذات يدي و قلت : و الله لقد عريت حتّى بلغ من عُريتي إنَّ أبا فلان نزع ثوبين كانا عليه و كسانيهما ، فقال : صم و تصدَّق ، قلت : أتصدَّق ممّا وصلني به إخواني وإن كان قليلاً ؟ قال : تصدَّق بما رزقك الله ولو آثرت على نفسك .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن مُحمّد بن أبي نصر ، عن مُحمّد بن سماعة ، عن أبي بصير ، عن أحدهما عليهما السلام قال : قلت له : أيُّ الصّدقة أفضل ؟ قال : جهد المقل أما سمعت قول الله عزَّ وجلَّ : « و يؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة » ترى ههنا فضلاً .

باب ۶۲

ایثار

۱۔ میں نے پوچھا ایک شخص کے پاس صرف ایک دن کا کھانا ہے کیا اس کو دے دے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور جس کے پاس ایک ماہ کا کھانا ہو وہ اسے دیدے جس کے پاس اس سے کم ہو اسی طرح ایک سال کا یا وہ سب اپنے ہی کفاف کے لئے رکھے جس پر ملامت نہ ہو۔ فرمایا یہ دو امر ہیں تم میں، صاحب فضیلت وہ ہے جو اپنی رغبت اور ایثار نفس کی بنا پر دے۔ خدا فرماتا ہے وہ اپنے نفس پر ایثار کرتے ہیں اگرچہ ان پر تنگی ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ اپنے کفاف کے لئے رکھے تو ملامت نہیں، مگر اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ (ض)

۲۔ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے کہا مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا میں تم کو اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتا ہوں اس کے بعد خاموش ہو گئے۔ میں نے حضرت سے تنگدستی کی شکایت کی اور کہا واللہ میں برہنہ تھا اور حبیب میری آپ حالت کی خبر فلاں شخص کے باپ کو ہوئی تو اس نے اپنے دونوں کپڑے جو پہنے تھا اپنے بدن سے اتار کر مجھے پہنا دیئے حضرت نے کہا روزہ رکھو اور صدقہ دو۔ میں نے کہا چاہے میرے پاس کتنا ہی کم ہو۔ فرمایا اللہ نے جو رزق تم کو دیا ہے اس میں سے صدقہ دو اور اپنے نفس پہ ایثار کرو۔ (م)

۳۔ میں نے پوچھا کون صدقہ؟ فرمایا تنگدست کے صدقہ کو کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی کہ "وہ اپنے نفسوں پر ایثار کرتے ہیں اگرچہ تنگی ہو۔ فضیلت اسی میں ہے۔ (ض)

باب ۶۳

(من سأل من غير حاجة)

١ ـ عدةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن مالك بن عطيّة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال عليُّ بن الحسين عليهما السلام : ضمنت على ربّي أنّه لا يسأل أحدٌ من غير حاجة إلّا اضطرّته المسألة يوماً إلى أن يسأل من حاجة .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن القاسم بن يحيى ، عن جدِّه الحسن بن راشد ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات

الله عليه : اتّبعوا قول رسول الله صلى الله عليه وآله فإنّه قال : من فتح على نفسه باب مسألة فتح الله عليه باب فقر .

٣ ـ عليُّ بن محمّد بن عبدالله ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن يعقوب بن يزيد ، عن محمّد ابن سنان ، عن مالك بن حصين السكوني قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : ما من عبد يسأل من غير حاجة فيموت حتّى يحوجه الله إليها ويثبت الله له بها النّار .

باب ۶۳

بغیر حاجت سوال کرنا

۱۔ فرمایا علی بن الحسین علیہ السلام نے کہ بے ضرورت کسی کو سوال نہیں کرنا چاہیے مگر جب سوال کرنے پر مجبور ہی ہو جائے تو سوال کرے۔ (ض)

۲۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے قول رسول کی پیروی کرو۔ حضرت نے فرمایا جو اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ اس پر فقیری کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (ض)

۳۔ فرمایا جو بندہ بے ضرورت سوال کرتا ہے اور مرتا ہے تو خدا اس کی طرف محتاج بنا دیتا ہے اور دوزخ میں اس کی جگہ قرار دیتا ہے۔

﴿باب ٦٤﴾

☆(كراهية المسألة)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن حمّاد ، عمّن سمع أباعبدالله عليه السلام يقول : إيّاكم وسؤال النّاس فإنّه ذلٌّ في الدُّنيا وفقر تعجّلونه وحساب طويل يوم القيامة .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن محمّد بن مسلم قال : قال أبوجعفر عليه السلام : يا محمّد لو يعلم السّائل ما في المسألة ما سأل أحدٌ أحداً ولو يعلم المعطي ما في العطيّة ما ردَّ أحدٌ أحداً .

۳ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن أبيه ، عن أحمد بن النضر رفعه قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : الأيدي ثلاث : يد الله العليا ويد المعطي الّتي تليها ويد المعطى أسفل الأيدي ، فاستعفوا عن السؤال ما استطعتم إنَّ الأرزاق دونها حجب فمن شاء قنى حياءه وأخذ رزقه و من شاء هتك الحجاب و أخذ رزقه والّذي نفسي بيده لأن يأخذ أحدكم حبلاً ثمَّ يدخل عرض هذا الوادي فيحتطب حتّى لا يلتقي طرفاه ثمَّ يدخل به السّوق فيبيعه بمدٍّ من تمر و يأخذ ثلثه و يتصدَّق بثلثيه خيرٌ له من أن يسأل النّاس أعطوه أو حرموه .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليِّ بن الحكم ، عن داود بن النّعمان ، عن إبراهيم بن عثمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : إنَّ الله تبارك و تعالى أحبَّ شيئاً لنفسه و أبغضه لخلقه أبغض لخلقه المسألة و أحبَّ لنفسه أن يسأل و ليس شيء أحبَّ إلى الله عزَّ وجلَّ من أن يسأل فلا يستحيي أحدكم أن يسأل الله من فضله ولو [ب] شسع نعل .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جاءت فخذٌ من الأنصار إلى رسول الله صلّى الله عليه وآله فسلّموا عليه فردَّ عليهم السلام فقالوا : يا رسول الله : لنا إليك حاجة ، فقال : هاتوا حاجتكم قالوا : إنّها حاجة عظيمة ، فقال : هاتوها ماهي ؟ قالوا : تضمن لنا على ربّك الجنّة ، قال : فنكس رسول الله صلّى الله عليه وآله رأسه ثمَّ نكت في الأرض ثمَّ رفع رأسه فقال : أفعل ذلك بكم على أن لا تسألوا أحداً شيئاً ، قال : فكان الرّجل منهم يكون في السّفر فيسقط سوطه فيكره أن يقول لإنسان : ناولنيه فراراً من المسألة فينزل فيأخذه ويكون على المائدة فيكون بعض الجلساء أقرب إلى الماء منه فلا يقول : ناولني حتّى يقوم فيشرب .

٦ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عمّن ذكره ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : رحم الله عبداً عفَّ و تعفّف وكفَّ عن المسألة فإنّه يتعجّل الدّنيّة في الدّنيا ولا يغني النّاس عنه شيئاً ، قال : ثمَّ تمثّل أبو عبدالله عليه السلام ببيت حاتم :

إذا ماعرفت اليأس ألفيته الغنى ☆ إذا عرفته النّفس والطّمع الفقر

٧ ـ عليّ بن محمّد ؛ و أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحسن ، عن العبّاس بن عامر ، عن محمّد بن إبراهيم الصّيرفيّ ، عن مفضّل بن قيس بن رمّانة قال : دخلت على أبي عبدالله عليه السلام فذكرت له بعض حالي ، فقال : يا جارية هات ذلك الكيس ، هذه أربعمائة دينار وصلني بها أبوجعفر فخذها و تفرّج بها قال : فقلت : لا والله جعلت فداك ماهذا دهري ولكن أحببت أن تدعوالله عزّ و جلّ لي ، قال : فقال : إنّي سأفعل ولكن إيّاك أن تخبر النّاس بكلّ حالك فتهون عليهم .

٨ ـ و روي عن لقمان أنّه قال لابنه : يا بنيّ ذقت الصّبر وأكلت لحاء الشّجر فلم أجد شيئاً هو أمرّ من الفقر فإن بليت به يوماً ولا تظهر النّاس عليه فيستهينوك ولا ينفعوك بشيء ، ارجع إلى الّذي ابتلاك به فهو أقدر على فرجك وسله من ذا الّذي سأله فلم يعطه أو وثق به فلم ينجه .

باب ۴۶

کراہت سوال

۱۔ راوی نے سنا ابو عبداللہ علیہ السلام سے اپنے کو بچاؤ لوگوں سے سوال کرنے سے یہ دنیا میں ذلت ہے اور فقر کو جلد بلانے والی چیز ہے اور روز قیامت اس کا حساب طولانی ہے (مرسل)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ اگر سوال کرنے والا یہ جان لیتا کہ سوال کرنا کیسی بری چیز ہے تو کبھی کوئی کسی سے سوال نہ کرتا اور اگر دینے والا یہ جان لیتا کہ دینے میں کتنا ثواب ہے تو کسی کے سوال کو رد کرتا ہی نہیں۔ (حسن)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاتھ تین ہیں اللہ کا ہاتھ سب سے اوپر ہے اور دینے والے کا ہاتھ اس سے ملا ہوا ہے اور جس کو دیا جاتا ہے اس کا ہاتھ نیچا ہوتا ہے۔ پس حتی الامکان سوال سے بچو۔ ارزاق کے قریب کچھ حجاب ہیں پس جو چاہے حیا کے ساتھ رزق لے لے اور جو چاہے ہتک حجاب کرکے اپنا رزق حاصل کر لے۔ قسم خدا کی اگر تم میں سے کوئی ایک رسی لے کر جنگل میں جائے اور اس میں سوکھی لکڑیاں باندھ کر کسی بازار میں جاکر فروخت بعوض ایک مد خرموں

کے اوران میں سے ایک تہائی اپنے لئے رکھے اور دو تہائی راہ خدا میں دے دے تو وہ اس سے بہتر ہوگا کہ لوگوں سے سوال کرے اور وہ اس کو دیں یا محروم کر دیں۔ (ض)

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک چیز کو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور اپنی مخلوق کے لئے پسند نہیں کرتا۔ مخلوق کے لئے سوال کرنا ناپسند کرتا ہے اور یہ پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے پس تم میں سے کوئی خدا سے سوال کرنے میں حیا نہ کرے اگرچہ وہ ایک ٹوٹی جوتی کیوں نہ ہو۔ (حسن)

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے انصار کے کچھ لوگ رسول خدا کے پاس آئے اور سلام کر کے کہنے لگے یا رسول اللہ ہماری آپ سے ایک درخواست ہے فرمایا بیان کرو انھوں نے کہا وہ بہت بڑی درخواست ہے فرمایا بیان تو کرو وہ کیا ہے انھوں نے کہا آپ خدا سے ہمارے لئے جنت کی ضمانت لے لیں، یہ سن کر حضرت نے سر جھکا لیا۔ پھر زمین پر جھکے پھر فرمایا میں تمہارے لئے ایسا کروں گا اور وہ صورت یہ ہے کہ تم کسی چیز کا کسی سے سوال نہ کرو۔ اگر تم میں سے کوئی سفر میں ہو اور کوڑا گر جائے تو مکروہ ہے کہ وہ کسی سے کہے کہ اسے اٹھا دو۔ سوال سے بچنے کے لئے اسے چاہیئے کہ سواری پر سے اترے اور اسے اٹھالے، اگر دسترخوان پر بیٹھا ہو اور کوئی شخص بہ نسبت اس کے پانی سے زیادہ قریب ہو تو وہ اس سے یہ نہ کہے کہ یہ ظرف آپ مجھے اٹھا دیں بلکہ خود اٹھے اور پیئے۔ (حسن)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اللہ اس بندے پر رحم کرے جو گناہ سے بچے اور سوال کرنے سے رکے سوال کرنا دنیا میں ذلت کو جلد لاتا ہے مگر جبکہ بے پرواہ ہو جائیں لوگ اس سے کسی شے کے سوال سے اور حضرت نے حاتم کے اس شعر کو پڑھا۔

انسان کا اپنے نفس کو پہچاننا اور طمع دنیا سے الگ ہو جانا غنی ہے اور طمع کرنا فقیری ہے۔ (مرسل)

۷۔ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے کچھ حالات بیان کئے۔ حضرت نے کنیز سے کہا فلاں تھیلی لاؤ فرمایا لو یہ چار سو دینار ہیں جو مجھے ابوجعفر سے ملے ہیں انھیں لے لو اور کام میں لاؤ۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں۔ میں نے کہا میرا کہنے کا یہ مقصد نہیں تھا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لئے خدا سے دعا کریں۔ فرمایا میں یہ بھی کروں گا لیکن اپنے کو اس سے بچاؤ کہ اپنی پریشان حالی کا کل قصہ لوگوں کو سناؤ ورنہ تم ان کی نظر میں ذلیل ہو جاؤ گے۔ (مجہول)

۸۔ مروی ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹا! ایلوا چکھ لے اور درختوں کی چھال کھالے۔ میں نے فقر سے زیادہ کسی شے کو کڑوا نہیں پایا۔ اگر کسی دن مبتلائے مصیبت ہو جاؤ تو لوگوں پر اسے ظاہر نہ کرو ورنہ ان کی نظر میں ذلیل ہو جاؤ گے۔ اور وہ کوئی فائدہ تمہیں نہیں پہنچائیں گے اس ذات کی طرف رجوع کرو جس نے تمہیں مبتلا کیا ہے وہ اس سے نجات دینے پر سب سے زیادہ قادر ہے اگر اس سے سوال کرو گے جو خود خدا سے سوال کرتا ہے کچھ نہ دے گا اور اس پر بھروسہ

کرو گے تو نجات نہ دلائے گا (مرسل)

﴿باب ٦٥ المن﴾

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن موسى ، عن غياث ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنّ الله تبارك و تعالى كره لي ستّ خصال وكرهتها للأوصياء من ولدي وأتباعهم من بعدي منها المنّ بعد الصّدقة .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله رفعه ، قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : المنّ يهدم الصّنيعة .

باب ٦٥

احسان جتانا

۱۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکروہ قرار دیا ہے میرے لئے چھ خصلتوں کو اور میں نے ان کو بُرا قرار دیا ہے اپنے اوصیا کے لئے جو میری اولاد ہیں اور ان کے تابعین کے لئے بھی جو میرے بعد ہوں ان میں سے ایک یہ ہے صدقہ دے کر احسان جتانا۔ (حسن)

۲۔ احسان نیکی کو برباد کر دیتا ہے۔ (مرفوع)

﴿باب ٦٦﴾

(من أعطى بعد المسألة)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ أمير المؤمنين صلوات الله عليه بعث إلى رجل بخمسة أوساق من تمر البغيبغة وكان الرّجل ممّن يرجو نوافله ويؤمّل نائله ورفده وكان لا يسأل عليّاً عليه السلام ولا غيره

شيئاً ، فقال رجل لأمير المؤمنين عليه السلام : والله ما سألك فلانٌ ولقد كان يجزئه من الخمسة الأوساق وسق واحد ، فقال له أمير المؤمنين عليه السلام : لاكثّر الله في المؤمنين ضربك أُعطي أنا وتبخل أنت ، لله أنت إذا أنا لم أُعط الّذي يرجوني إلّا من بعد المسألة ثمّ أُعطيه بعد المسألة فلم أُعطه ثمن ما أخذت منه و ذلك لأنّي عرضته أن يبذل لي وجهه الّذي يعفره في التّراب لربّي و ربّه عند تعبّده له و طلب حوائجه إليه فمن فعل هذا بأخيه المسلم وقد عرف أنّه موضع لصلته ومعروفه فلم يصدّق الله عزّ وجلّ في دعائه له حيث يتمنّى له الجنّة بلسانه و يبخل عليه بالحطام من ماله و ذلك أنّ العبد قد يقول في دعائه : اللّهمّ اغفر للمؤمنين والمؤمنات . فإذا دعا لهم بالمغفرة فقد طلب لهم الجنّة فما أنصف من فعل هذا بالقول ولم يحقّقه بالفعل .

٢ ـ أحمد بن إدريس ، و غيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن نوح بن عبدالله ، عن الذّهليّ رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المعروف ابتداء و أمّا من أعطيته بعد المسألة فإنّما كافيته بما بذل لك من وجهه يبيت ليلته أرقاً متململاً يمثل بين الرّجاء واليأس لا يدري أين يتوجّه لحاجته ، ثمّ يعزم بالقصد لها فيأتيك و قلبه يرجف وفرائصه ترعد قد ترى دمه في وجهه لا يدري أيرجع بكآبة أم بفرح .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن صندل ، عن ياسر ، عن اليسع بن حمزة قال : كنت في مجلس أبي الحسن الرّضا عليه السلام أحدّثه و قد اجتمع إليه خلق كثير يسألونه عن الحلال والحرام إذ دخل عليه رجلٌ طوال آدم فقال : السّلام عليك يا ابن رسول الله رجل من محبّيك و محبّي آبائك و أجدادك عليهم السلام مصدري من الحجّ وقد افتقدت نفقتي وما معي ما أبلغ مرحلة فإن رأيت أن تنهضني إلى بلدي ولله عليّ نعمة فإذا بلغت بلدي تصدّقت بالّذي تولّيني عنك فلست موضع صدقة فقال له : اجلس رحمك الله وأقبل على النّاس يحدّثهم حتّى تفرّقوا و بقي هو و سليمان الجعفري وخيثمة و أنا فقال : أتأذنون لي في الدّخول ؟ فقال له سليمان : قدّم الله أمرك ، فقام فدخل الحجرة و بقي ساعة ثمّ خرج وردّ الباب و أخرج يده من أعلى الباب وقال : أين الخراسانيّ ؟ فقال : ها أنا ذا ، فقال : خذ هذه المائتي دينار واستعن بها في مؤنتك ونفقتك وتبرّك بها ولا تصدّق

بها عنّي واخرج فلا أراك ولا تراني ، ثمّ خرج ، فقال له سليمان : جعلت فداك لقد أجزلت ورحمت فلما ذا سترت وجهك عنه ؟ فقال : مخافة أن أرى ذلّ السؤال في وجهه لقضائي حاجته أما سمعت حديث رسول الله صلى الله عليه وآله : «المستتر بالحسنة يعدل سبعين حجّة والمذيع بالسيّئة مخذول والمستتر بها مغفور له» أما سمعت قول الأوّل

متى آته يوماً لأطلب حاجة ☆ رجعت إلى أهلي و وجهي بمائه

٤ ـ عليّ بن إبراهيم بإسناد ذكره عن الحارث الهمداني قال : سامرت أمير المؤمنين صلوات الله عليه فقلت : يا أمير المؤمنين عرضت لي حاجة ، قال : فرأيتني لها أهلاً ؟ قلت : نعم يا أمير المؤمنين ، قال : جزاك الله عنّي خيراً ، ثمّ قام إلى السّراج فأغشاها وجلس ثمّ قال : إنّما أغشيت السّراج لئلا أرى ذلّ حاجتك في وجهك فتكلّم فإنّي سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول : «الحوائج أمانة من الله في صدور العباد فمن كتمها كتبت له عبادة ومن أفشاها كان حقّاً على من سمعها أن يعينه»

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن أبي الأصبغ ، عن بندار بن عاصم رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : ما توسّل إليّ أحد بوسيلة ولا تذرّع بذريعة أقرب له إلى ما يريده منّي من رجل سلف إليه منّي يد أتبعتها اُختها وأحسنت ربّها فإنّي رأيت منع الأواخر يقطع لسان شكر الأوائل ولا سخت نفسي بردّ بكر الحوائج وقد قال الشّاعر :

وإذا بليت ببذل وجهك سائلاً ☆ فابذله للمتكرّم المفضال

إنّ الجواد إذا حباك بموعد ☆ أعطاكه سلساً بغير مطال

وإذا السّؤال مع النّوال قرنته ☆ رجح السّؤال وخفّ كلّ نوال

باب ۶۶

سوال کے بعد دینا

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ امیر المومنین نے ایک شخص کو خرموں کے پانچ لدے ہوئے اونٹ بھیجے اور یہ

شخص نوافل بجالانے والا اور مرد سخی تھا نہ علی علیہ السلام سے سوال کرتا تھا نہ کسی اور سے۔ ایک شخص نے امیرالمومنین سے کہا۔ فلاں شخص نے آپ سے مانگا تو تھا نہیں اور اس کے لئے تو صرف ایک ہی اونٹ کا بوجھ کافی تھا۔ حضرت نے فرمایا خدا تجھ جیسے آدمی کی کثرت مومنین میں نہ کرے۔ میں دیتا ہوں اور بخل تو کرتا ہے اگر میں اسے بعد سوال دیتا تو میں اسے قیمت نہ دیتا اس چیز کی جو میں اس سے لیتا کیونکہ میں اسے مجبور کرتا کہ وہ اپنے اس چہرہ کو میرے سامنے لائے جسے وہ خاک آلود کرتا ہے میرے اور اپنے رب کے سامنے وقت عبادت اور خدا سے طلب حاجت کے وقت جو اپنے بھائی کے ساتھ ایسا کرے اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ موقع صلۂ رحم اور احسان کا ہے تو اس نے اپنی دعا میں جو اس کے لئے کرتا ہے تصدیق نہیں کی اس طرح کہ وہ اس کے لئے زبان سے تو جنت کی تمنا کرتا ہے اور مال دینے میں بخل کرتا ہے کیونکہ بندہ اپنی دعا میں کہتا ہے یا اللہ مومن اور مومنات کو بخش دے اور جب مغفرت کی ان کے لئے دعا کی تو جنت کو ان کے لئے طلب کیا۔ پس کیسے انصاف کیا اس نے اپنے قول میں جبکہ اسے ثابت نہیں کرتا اپنے فعل سے۔ (ض)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے نیکی و احسان وہی ہے جو ابتداً کیا جائے۔ اگر تم نے سوال کے بعد دیا تو تم نے بدلہ دیا اس بات کا کہ اس نے تمہارے سامنے آکر سوال کیا۔ وہ راتوں کو جاگتا ہے تڑپتا ہے امید و یاس میں بسر کرتا ہے۔ نہیں جانتا اپنی ضرورت کو کس کے سامنے لے جائے اور پھر ارادہ کرتا ہے اور تمہارے پاس آتا ہے دل اس کا کانپتا ہے کندھے تھرتھراتے ہیں اور اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو جاتا ہے نہیں جانتا کہ آیا غمگین لوٹے گا یا خوش خوش۔ (مرفوع)

۳۔ میں امام رضا علیہ السلام کی مجلس میں حضرت سے باتیں کر رہا تھا بہت سے لوگ موجود تھے جو حلال و حرام کے متعلق پوچھ رہے تھے ناگاہ ایک مرد طویل القامت داخل ہوا اور اس نے کہا السلام یابن رسول اللہ میں آپ کے اور آپ کے آباء و اجداد کے دوستوں میں سے ہوں حج کے لئے نکلا ہوں زادِ راہ ختم ہو گیا اگر مناسب سمجھیں تو مجھے میرے وطن تک پہنچا دیں اللہ نے مجھے دولت دی ہے جب میں اپنے شہر پہنچوں گا تو جو آپ مجھے دیں گے آپ کی طرف سے تصدق کر دوں گا۔ میں مقام صدقہ میں نہیں ہوں۔ حضرت نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے بیٹھ جاؤ اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کرنے لگے جب لوگ چلے گئے اور وہ اور سلیمان اور خثیمہ اور میں باقی رہ گئے تو فرمایا اجازت ہے میں اندر جاؤں سلیمان نے کہا اللہ آپ کے امر کو مقدم رکھے پس حضرت حجرہ میں گئے اور کچھ دیر رہے پھر دروازہ بند کیا اور اوپر کے حصہ سے ہاتھ نکال کر فرمایا کہاں ہے مرد خراسانی۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ فرمایا یہ دو سو دینار لو اور اپنا خرچ اور زادِ راہ پورا کرو اور برکت حاصل کرو میری طرف سے انھیں صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس اب چلے جاؤ تاکہ نہ تم مجھے دیکھو نہ میں تم کو۔ یہ سن کر وہ چلا گیا۔ تب حضرت باہر آئے۔ سلیمان نے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں آپ نے بخشش کی رحم کیا لیکن آپ نے اپنا چہرہ اس سے

کیوں چھپایا۔ فرمایا اس لئے کہ میں سوال کی ذلت کو اس کے چہرے پر قضائے حاجت کے وقت نہ دیکھوں۔ (مجہول)

۴۔ میں نے ایک رات امیرالمومنین سے گفتگو کی اور اپنی حاجت بیان کی حضرت نے فرمایا کیا تم نے مجھے اس کا اہل سمجھا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے پھر حضرت نے اٹھ کر چراغ کو پس پردہ کر دیا اور فرمایا میں نے ایسا اس لئے کیا کہ میں تمہارے چہرے پر ذلت کا نشان نہ دیکھوں جو طلب حاجت کے وقت ہوتا ہے پھر فرمایا میں نے سنا ہے رسول اللہ سے کہ حاجتیں خدا کی امانتیں ہیں بندوں کے سینوں میں جس نے ان کو چھپایا اس کے لئے عبادت لکھی جائے گی اور جس نے ان کو ظاہر کر دیا تو اس کے سننے والے کو یہ حق ہے کہ اسے تکلیف پہنچائے۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کسی نے میری طرف وسیلہ نہیں بنایا اور ذریعہ اختیار نہیں کیا اس سے زیادہ اچھا کہ ایک بار مجھ سے کچھ لینے کے بعد اس نے دوبارہ سوال کیا ہو اور میں نے اسے اچھا سمجھا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعد کے سوالات کا رد کرنا پہلے عطیات کے لئے زبان شکر کو قطع کر دیتا ہے میرے نفس پر گراں گزرتا ہے پہلے سوال کا رد کرنا شاق گزرتا ہے۔ اگر تجھے سوال کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اسے کسی مرد کریم کے سامنے پیش کر کوئی آدمی تجھ سے جو دینے کا وعدہ کرے گا وہ اسے ضرور دے گا بغیر ٹال مٹول کے، جب سوال کے ساتھ اپنی بخشش کو ملا دو تو سوال کو بڑا سمجھو اور بخشش کو اس کے مقابل ہلکا۔ (ض)

٦٧

﴿باب المعروف﴾

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن حمّاد بن عيسى، عن حريز، عن إسماعيل بن عبدالخالق الجعفيِّ قال: قال أبوعبدالله عليه السلام: إنَّ من بقاء المسلمين و بقاء الإسلام أن تصير الأموال عند من يعرف فيها الحقَّ ويصنع [فيها] المعروف فإنَّ من فناء الإسلام و فناء المسلمين أن تصير الأموال في أيدي من لا يعرف فيها الحقَّ ولا يصنع فيها المعروف.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن الحسن بن محبوب، عن داود الرقّيِّ، عن أبي حمزة الثماليِّ قال: قال أبوجعفر عليه السلام: إنَّ الله عزَّ وجلَّ جعل للمعروف أهلاً من خلقه، حبّب إليهم فعاله ووجّه لطلّاب المعروف الطلب إليهم ويسّر لهم قضاءه كما يسّر الغيث للأرض المجدبة ليحييها ويحيي به أهلها وإنَّ الله جعل للمعروف أعداء من خلقه بغّض إليهم المعروف وبغّض إليهم فعاله وحظر على طلّاب المعروف الطلب إليهم وحظر عليهم قضاءه كما يحرم الغيث على الأرض المجدبة ليهلكها ويهلك أهلها وما يعفو الله أكثر.

۳ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن الحسن بن عليٍّ بن يقطين ، عن محمّد بن سنان ، عن داود الرَّقّي ، عن أبي حمزة الثّمالي قال : سمعت أباجعفر عليه السلام يقول : إنَّ من أحبِّ عبادالله إلى الله لمن حبِّب إليه المعروف وحبِّب إليه فعاله .

محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن سنان ، عن داود الرَّقّي عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام مثله .

باب ۶۷

احسان

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے بقاء اسلام اور مسلمین اسی میں ہے کہ اموال کو حقدار تک پہنچا دیا جائے اور لوگوں پر احسان کیا جائے اور فنائے اسلام و مسلمین اس پر بھی ہے کہ اموال کو ایسے ہاتھوں میں دیا جائے جو غیر مستحق ہیں اور جن کے ساتھ احسان نہ کیا جائے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ نے اپنی مخلوق میں سے کچھ لوگ احسان کرنے کے اہل قرار دیئے ہیں اور احسان طلب کرنے والوں کی طرف توجہ کرنے کے فعل کو محبوب قرار دیا ہے اور وہ احسان کرکے اتنا ہی خوش ہوتے ہیں جتنا بارش سے خشک زمین، جس سے مردہ زمین اور اس کے باشندے زندہ ہوتے ہیں اور کچھ لوگ احسان کے دشمن بھی ہیں جو غصہ کرتے ہیں احسان کرنے والوں اور احسان چاہنے والوں پر اور رکاوٹ بن جاتے ہیں طالبان احسان کے لئے اور احسان کرنے والوں کے لئے جیسے بادل بارش روک کر زمین اور اہل زمین کے لئے ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے اور اللہ ان میں سے اکثر کو معاف نہیں کرتا۔ (مختلف فیہ)

۳۔ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے وہ ہیں جو احسان کرنے اور اس پر عمل کرنے کو دوست رکھتے ہیں۔ (مجہول)

۴۔ دوسری روایت ابوحمزہ سے بھی ایسی ہی ہے۔

باب ۶۸

(فضل المعروف)

۱ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد

الأعلى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : كلّ معروف صدقة و أفضل الصّدقة صدقة عن ظهر غنى وابدء بمن تعول ، واليد العليا خير من اليد السّفلى ولا يلوم الله على الكفاف .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن وهب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : كلّ معروف صدقة .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، وأحمد بن أبي عبدالله جميعاً ، عن محمّد بن خالد ، عن سعدان بن مسلم ، عن أبي يقظان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : رأيت المعروف كاسمه وليس شيء أفضل من المعروف إلّا ثوابه وذلك يراد منه و ليس كلّ من يحبُّ أن يصنع المعروف إلى النّاس يصنعه وليس كلّ من يرغب فيه يقدر عليه ولا كلّ من يقدر عليه يؤذن له فيه فإذا اجتمعت الرّغبة والقدرة والإذن فهنالك تمّت السّعادة للطّالب والمطلوب إليه .

ورواه أحمد بن أبي عبدالله ، عن ابن فضّال ، عن أبي جميلة ، عن محمّد بن مروان عن أبي عبدالله عليه السلام مثله .

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ ، عن ابن القدّاح ، عن أبي عبد الله عليه السلام عن آبائه عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : كلّ معروف صدقة والدّالّ على الخير كفاعله والله عزّ وجلّ يحبُّ إغاثة اللّهفان .

٥ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ؛ وأحمد بن محمّد جميعاً ، عن الحسن بن محبوب ، عن عمر بن يزيد قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : المعروف شيءٌ سوى الزّكاة فتقرّبوا إلى الله عزّ وجلّ بالبرّ وصلة الرّحم .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اصنع المعروف إلى من هو أهله وإلى من ليس من أهله فإن لم يكن هو من أهله فكن أنت من أهله .

٧ ـ عليّ بن محمّد بن بندار ، وغيره ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن عبدالله ابن القاسم ، عن رجل من أهل ساباط قال : قال أبو عبدالله عليه السلام لعمّار : يا عمّار أنت ربُّ مال كثير ؟ قال : نعم جعلت فداك ، قال : فتؤدّي ما افترض الله عليك من الزّكاة ؟

قال : نعم ، قال : فتخرج المعلوم من مالك ؟ قال : نعم ، قال : فتصل قرابتك ؟ قال : نعم ، قال : فتصل إخوانك ؟ قال : نعم ، فقال : يا عمّار إنّ المال يفنى والبدن يبلى والعمل يبقى والدّيان حيّ لايموت ، يا عمّار إنّه ماقدّمت فلن يسبقك وما أخّرت فلن يلحقك .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن جميل ابن درّاج ، عن حديد بن حكيم أو مرازم قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : أيّما مؤمن أوصل إلى أخيه المؤمن معروفاً فقد أوصل ذلك إلى رسول الله صلى الله عليه وآله .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن محبوب ، عن هشام بن سالم ، عن أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّ أعرابياً من بني تميم أتى النبيّ صلى الله عليه وآله فقال : أوصني ، فكان فيما أوصاه به أن قال : يا فلان لاتزهدنّ في المعروف عند أهله .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : اصنعوا المعروف إلى كلّ أحد فإن كان أهله وإلّا فأنت أهله

١١ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالله بن الوليد ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أوّل من يدخل الجنّة المعروف وأهله وأوّل من يرد عليّ الحوض .

١٢ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن إسماعيل بن مهران ، عن سيف بن عميرة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اجيزوا لأهل المعروف عثراتهم واغفروها لهم فإنّ كفّ الله تعالى عليهم هكذا ـ وأومأ بيده كأنّه يظلّ بها شيئاً ـ .

باب ۶۵

فضیلت احسان

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ ہر احسان صدقہ ہے اور افضل صدقہ وہ ہے جو لینے والے کو غنی کردے اور

کرو دینے کی اس سے جس پر تم کو اعتماد احتیاج ہو اور اوپر والا ہاتھ (دینے والا) بہتر ہوتا ہے نیچے والے (لینے والا) ہاتھ سے اور بقدر کفاف پر اللہ ملامت نہیں کرتا۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا رسول اللہ نے ہر احسان صدقہ ہے (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے میں نے دیکھا احسان اپنے نام کی طرح ہے اور کوئی شے احسان سے افضل نہیں مگر اس کا ثواب اور اسی کا ارادہ کیا جاتا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ جو کوئی لوگوں سے احسان کا ارادہ کرتا ہو وہ اسے کر بھی ڈالے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ جو اس کی طرف راغب ہو وہ اس پر قادر ہو اسے اجازت بھی مل جائے اور جب رغبت قدرت دونوں جمع ہو جائیں تو سعادت طالب و مطلوب کے لیے پوری ہو گی (مجہول)

ایسی ہی دوسری روایت ہے۔

۴۔ رسول اللہ نے فرمایا احسان صدقہ ہے اور نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا مثل نیکی کرنے والے کے ہے اور اللہ پریشان حالوں کی اعانت کو دوست رکھتا ہے۔ (ضع)

۵۔ فرمایا حضرت نے احسان کرنا زکوٰۃ سے علاوہ ہے نیکی اور صلۂ رحم کر کے اللہ سے تقرب حاصل کرو۔ (ضع)

۶۔ فرمایا حضرت نے نیکی کرو اس کے ساتھ جو اہل ہے اور اس کے ساتھ بھی جو نااہل ہے اور اگر وہ نااہل ہے تو ہو تم تو نیکی کرنے کے اہل ہو۔ (حسن)

۷۔ عمار رضی اللہ عنہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تمہارے پاس مال کثیر ہے عرض کی ہاں فرمایا جو زکوٰۃ اللہ نے تم پر فرض کی ہے وہ تم نے ادا کی۔ کہا ہاں فرمایا حق معلوم دیا کہا ہاں، فرمایا اپنے قرابتداروں سے صلۂ رحم کیا فرمایا ہاں فرمایا اپنے بھائیوں سے صلۂ رحم کیا۔ فرمایا ہاں۔ فرمایا اے عمار مال فنا ہو جاتا ہے بدن کہنہ ہو جاتا ہے عمل باقی رہتا ہے اور بدلہ دینے والا زندہ ہے مرنے والا نہیں جو تم پہلے بھیج چکے ہو وہ پیچھے نہ رہے گا اور جو بعد میں رہ گیا وہ تم سے ملے گا نہیں۔ (ضع)

۸۔ فرمایا جو بندۂ مومن اپنے مومن بھائی سے صلہ کرتا ہے تو یہ صلۂ رحم ہوتا ہے گویا رسول اللہ سے (م)

۹۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہ کے پاس ایک عرب بنی تمیم سے آیا اور کہنے لگا مجھے نصیحت کیجیے حضرت نے کچھ فرمایا ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ اہل سے احسان کرنے میں گریز نہ کرنا۔ (حسن)

۱۰۔ فرمایا احسان کرو ہر ایک سے اگر وہ اس کا اہل ہے تو خیر ورنہ تم تو احسان کرنے کے اہل ہو۔ (حسن)

۱۱۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے سب سے پہلے جو جنت میں داخل ہوگا اور حوض کوثر پر سب سے پہلے وارد ہونے والا احسان ہوگا اور احسان کرنے والا۔ (مجہول)

۱۲۔ فرمایا احسان کرنے والوں کی خطاؤں سے درگزر کرو اور ان کو معاف کرو اللہ کی رحمت کا ان پر سایہ ہوگا (م)

﴿باب منه﴾

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عبدالله بن الدّهقان، عن درست بن أبي منصور، عن عمر بن أذينة، عن زرارة، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان أمير المؤمنين صلوات الله عليه يقول: من صنع بمثل ما صنع إليه فإنّما كافاه ومن أضعفه كان شكوراً ومن شكر كان كريماً ومن علم أنّ ما صنع إنّما صنع إلى نفسه لم يستبطئ النّاس في شكرهم ولم يستزدهم في مودّتهم، فلا تلتمس من غيرك شكر ما أتيت إلى نفسك ووقيت به عرضك، واعلم أنّ الطّالب إليك الحاجة لم يكرم وجهه عن وجهك فأكرم وجهك عن ردّه.

باب ۶۹

تتمہ

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے اتنا ہی احسان کیا جتنا دوسرے نے اس کے ساتھ کیا ہو تو اس نے بدلہ دیا اور جس نے زیادہ کیا وہ شکر گزار ہوا اور جو شکر گزار ہو وہ کریم ہے اور جو یہ جانے کہ جو یہ سمجھے کہ جو احسان اس نے کیا ہے اپنے نفس کے لئے کیا ہے تو ایسے لوگوں کے شکر گزار ہونے میں لوگ تامل نہ کریں گے اور وہ لوگوں سے محبت کی زیادتی نہ چاہیں گے پس تم کچھ دے کر لوگوں سے شکر کے طالب نہ ہو اکرام کرو اور جان لو کہ تم سے سوال کرنے والا تمہارے سامنے اپنے کو ذلیل بناتا ہے پس اسے رد کر کے اپنے کو ذلیل نہ کرو۔

﴿باب﴾

﴿(أنّ صنائع المعروف تدفع مصارع السوء)﴾

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن جعفر بن محمّد الأشعريّ، عن عبدالله بن ميمون القدّاح، عن أبي عبدالله، عن آبائه عليهم السلام قال: صنائع المعروف تقي مصارع السّوء.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن النّوفليّ، عن السّكونيّ، عن أبي عبدالله

عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنّ البركة أسرع إلى البيت الّذي يمتار منه المعروف من الشّفرة في سنام البعير أومن السّيل إلى منتهاه .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي المغرا ، عن عبدالله بن سليمان قال : سمعت أباجعفر عليه السلام يقول : إنّ صنائع المعروف تدفع مصادع السّوء .

باب

احسان بُری موت سے بچاتا ہے

۱۔ فرمایا حضرت نے کہ احسان کرنا بری موت سے بچاتا ہے۔ (ض)

۲۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا برکت جلدی پہنچتی ہے اس گھر کی طرف جس میں احسان کیا جاتا ہے اگرچہ وہ اونٹ کے کوہان کا ایک بال ہی ہو یا سیلاب کا ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ (ض)

۳۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (مجہول)

باب

(ان أهل المعروف فى الدنياهم أهل المعروف فى الاخرة)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن زكريّا المؤمن ، عن داود ابن فرقد أوقتيبة الأعشى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله : يا رسول الله فداك آباؤنا و اُمّهاتنا إنّ أصحاب المعروف في الدّنيا عرفوا بمعروفهم فبم يعرفون في الآخرة ؟ فقال : إنّ الله تبارك وتعالى إذا أدخل أهل الجنّة الجنّة أمر ريحاً عبقة طيّبة [٢] فلزقت بأهل المعروف فلايمرّ أحد منهم بملأ من أهل الجنّة إلّا وجدوا ريحه فقالوا : هذا من أهل المعروف .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن أبي عبدالله البرقيّ ، عن بعض أصحابنا رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أهل المعروف في الدّنيا هم أهل المعروف في الآخرة يقال لهم : إنّ ذنوبكم قدغفرت لكم فهبوا حسناتكم لمن شئتم .

۳ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالله بن الوليد الوصّافي ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أهل المعروف في الدُّنيا هم أهل المعروف في الآخرة و أهل المنكر في الدُّنيا هم أهل المنكر في الآخرة .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن منصور بن يونس ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ للجنّة باباً يقال له : المعروف لا يدخله إلّا أهل المعروف وأهل المعروف في الدُّنيا هم أهل المعروف في الآخرة .

باب

دنیا میں احسان کرنیوالے آخرت میں بھی ایسے ہی ہیں

۱۔ ایک اصحاب رسول نے حضرت سے کہا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں احسان کرنے والے دنیا میں اپنے احسان سے پہچانے جاتے ہیں کیا وہ آخرت میں بھی پہچانے جائیں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں داخل کرے گا تو ایک پاک و صاف خوشبو دار ہوا کو حکم دے گا کہ وہ احسان کرنے والوں سے ملے۔ پس اہل جنت میں سے جو کوئی گزرے وہ اس خوشبو کو محسوس کرے گا اور وہ کہیں گے کہ یہ احسان کرنے والے لوگ ہیں (ضـ)

۲۔ فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام معروف ہے اس میں صرف احسان کرنے والے داخل ہوں گے جو دنیا اہل معروف تھے وہ آخرت میں بھی اہل معروف ہوں گے۔

۲۔ فرمایا احسان کرنے والے جس طرح دنیا میں نیک نام ہیں آخرت میں بھی ہوں گے ان سے کہا جائے گا تمہارے گناہ بخش دیئے گئے پس تم اپنے احسانات جسے چاہو بخش دو۔ (مرفوع)

۳۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے جو دنیا میں نیکی کرنے والے ہیں وہ آخرت میں بھی نیک نام ہیں بدی کرنے والے جیسے دنیا میں بدنام ویسے آخرت میں۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام معروف ہے اس میں صرف اہل معروف ہی داخل ہوں گے جیسے دنیا میں اہل معروف تھے اسی طرح آخرت میں اہل معروف رہیں گے۔ (موثق)

﴿باب ۲﴾

✡(تمام المعروف)✡

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن خالد ، عن سعدان ، عن

حاتم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : رأيت المعروف لا يصلح إلّا بثلاث خصال : تصغيره و تستيره و تعجيله فإنّك إذا صغّرته عظّمته عند من تصنعه إليه ، و إذا ستّرته تمّمته و إذا عجّلته هنّأته و إن كان غير ذلك سخّفته ونكّدته .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن خلف بن حمّاد ، عن موسى بن بكر ، عن زرارة ، عن حمران ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سمعته يقول : لكلّ شيء ثمرة وثمرة المعروف تعجيل السراح .

باب ۲

تکمیل احسان

۱۔ فرمایا حضرت نے احسان کی تکمیل تین چیزوں سے ہوتی ہے اوّل اس کو کم سمجھنا دوسرے چھپا کر دینا تیسرے دینے میں جلدی کرنا ، جب اپنے عطیہ کو حقیر سمجھوگے تو لینے والے کے دل میں عظمت ہوگی اور جب چھپا کر دوگے تو تم نے اس کا حق پورا کیا اور جب جلدی دوگے تو لینے والے کے لئے گوارا ہوگا اور اس کے سوا ہوگا تو تم نے اسے حقیر کیا اور تباہ کیا ۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے ہر شے کا ایک پھل ہوتا ہے احسان کا پھل ہے جلدی کر نا دینے میں ۔ (ض)

باب ۳

(وضع المعروف موضعه)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سيف بن عميرة قال : قال أبوعبدالله عليه السلام لمفضّل بن عمر : يامفضّل إذا أردت أن تعلم أشقيٌّ الرّجل أم سعيدٌ فانظر سيبه ومعروفه إلى من يصنعه فإن كان يصنعه إلى من هو أهله فاعلم أنّه إلى خير وإن كان يصنعه إلى غير أهله فاعلم أنّه ليس له عندالله خير

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن سنان ، عن مفضّل بن عمر قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : يا مفضّل إذا أردت أن تعلم إلى خير يصير الرّجل أم إلى شرّ انظر أين يضع معروفه فإن كان يضع معروفه عند أهله فاعلم أنّه

بصيرإلى خيروإن كان يضع معروفه عند غيرأهله فاعلم أنّه ليس له في الآخرة من خلاق .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبد الله ، عن محمّد بن عليّ ، عن أحمد بن عمرو بن سليمان البجليّ ، عن إسماعيل بن الحسن بن إسماعيل بن شعيب بن ميثم التمّار ، عن إبراهيم بن إسحاق المدائنيّ ، عن رجل ، عن أبي مخنف الأزديّ قال : أتى أمير المؤمنين صلوات الله عليه رهطٌ من الشيعة فقالوا : يا أمير المؤمنين لو أخرجت هذه الأموال ففرّقتها في هؤلاء الرّؤساء والأشراف وفضّلتهم علينا حتّى إذا استوسقت الأمور عدت إلى أفضل ما عوّدك الله من القسم بالسويّة و العدل في الرّعية ؛ فقال أمير المؤمنين عليه السلام : أتامروني ويحكم أن أطلب النّصر بالظلم و الجور فيمن و لّيت عليه من أهل الإسلام لا والله لايكون ذلك ما سمر السمير وما رأيت في السّماء نجماً والله لو كانت أموالهم مالي لساويت بينهم فكيف وإنّما هي أموالهم ، قال : ثمّ أزم ساكتاً طويلاً ثم رفع رأسه فقال : من كان فيكم له مال فإيّاه والفساد فإنّ إعطاءه في غير حقّه تبذير وإسرافٌ وهو يرفع ذكر صاحبه في الناس ويضعه عند الله ولم يضع امرءٌ ماله في غير حقّه و عند غير أهله إلّا حرمه الله شكرهم و كان لغيره ودّهم فإن بقي معه منهم بقيّة ممّن يظهر الشكر له ويريه النصح فإنّما ذلك ملق منه وكذب فإن زلّت بصاحبهم النعل ثم احتاج إلى معونتهم ومكافاتهم فألأم خليل وشرّ خدين ولم يضع امرءٌ ماله في غير حقّه و عند غير أهله إلا لم يكن له من الحظّ فيما أتى إلّا محمدة اللّئام وثناء الأشرار مادام عليه منعماً مفضلاً ومقالة الجاهل ما أجوده و هو عند الله بخيل فأيّ حظّ أبور وأخسر من هذا الحظّ وأيّ فائدة معروف أقلّ من هذا المعروف ، فمن كان منكم له مال فليصل به القرابة وليحسن منه الضيافة وليفكّ به العاني والأسير وابن السّبيل فإنّ الفوز بهذه الخصال مكارم الدّنيا و شرف الآخرة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن سنان ، عن إسماعيل ابن جابر قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : لوأنّ الناس أخذوا ما أمرهم الله عزّ وجلّ به فأنفقوه فيمانهاهم الله عنه ماقبله منهم ولو أخذوا مانهاهم الله عنه فأنفقوه فيما أمرهم الله به ما قبله منهم حتّى يأخذوه من حقّ وينفقوه في حقّ .

٥ ـ عليٌّ بن محمّد، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن موسى بن القاسم، عن أبي جميلة عن ضريس قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إنّما أعطاكم الله هذه الفضول من الأموال لتوجّهوها حيث وجّهها الله ولم يعطكموها لتكنزوها.

باب ۳۱

احسان کا صحیح مقام پر رکھنا

۱۔ مفضل بن عمر سے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم یہ جاننا چاہو کہ شقی کون ہے اور سعید کون تو اس کی بخشش اور احسان پر نظر کرو اگر وہ اہل کو دیتا ہے تو اگر خیر ہے اور اگر غیر اہل کو دیتا ہے تو سمجھ لو کہ اللہ کے نزدیک یہ نیکی نہیں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت نے اے مفضل اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ ایک شخص امر خیر کر رہا ہے یا امر شر تو اس کے احسان کی طرف دیکھو اگر اہل کے ساتھ کرتا ہے تو نیکی ہے اور اگر نااہل کے ساتھ کرتا ہے تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ (ض)

۳۔ راوی کہتا ہے کہ امیر المومنین کے پاس ایک گروہ ان کے شیعوں کا آیا اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنین اگر آپ ان اموال کو رؤساء و اشراف میں تقسیم کر دیتے اور ہم ان کو ترجیح دیتے تو امور سلطنت میں کشادگی ہو جاتی اور بالسویہ تقسیم و عدالت کے ساتھ رعایا کو دینے سے زیادہ فائدہ آپ کو پہنچ جاتا۔ حضرت نے فرمایا وائے ہو تم پر تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں ظلم و جور سے ان لوگوں سے طالب نصرت ہوں جن پر اللہ نے مجھے ولی بنایا ہے خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا جب تک رات کو بات کرنے والا بات کرے اور جب تک میں آسمان میں ستارہ دیکھوں واللہ اگر ان کے اموال میرے اموال ہوتے تو میں ان کے درمیان مساوی تقسیم کر دیتا اور جب اموال ان کے ہیں تو کیسے کروں پھر کچھ دیر ساکت رہ کر سر اٹھایا اور فرمایا تم میں سے جس کے پاس مال ہے وہ اپنے کو فساد سے بچائے۔ غیر مستحق کو دینا فضول خرچی ہے۔ ایسا احسان لوگوں میں تو اس کے ذکر کو بلند کرے گا لیکن عند اللہ اس کا مرتبہ پست ہوگا جو کوئی اپنا مال غیر مستحق کو دیتا ہے تو اللہ اس کو ان کے شکریہ سے محروم کر دیتا ہے اور اس کی محبت اس کے غیر سے ہوتی ہے اور اگر ان میں سے کچھ اظہار شکر کرتے بھی ہیں تو از راہ چاپلوسی جھوٹا اگر وہ کسی وقت ایک جوتے کا محتاج ہوتا ہے۔ اور ان سے مدد طلب کرتا ہے تو اس کی ناکامی سے سخت رنج اٹھاتا ہے غیر مستحقوں کو اپنا مال دینے والا کوئی حظ حاصل نہیں کرتا سوائے کمینوں کی تعریف کے اور اشرار کی مدح کے، وہ بھی اس وقت تک ان کو دیتا رہے جاہلوں کی بات کیا اچھی ہے جبکہ عند اللہ وہ بخیل ہے پس اس حظ سے بدتر اور تلخ تر اور کون حظ ہوگا اور کسی احسان کا اس سے کم بدلہ اور کیا ہوگا پس تم سے جس کے پاس مال ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے قرابتداروں سے صلہ رحم کرے

اور ان کی ضیافت کرے اور پریشان حالوں اور قیدیوں کو تکلیف سے نجات دے، مسافروں کی مدد کرے ان عادتوں میں کامیابی دنیا کی بزرگیوں اور آخرت کا شرف ہے۔ (ح)

۴۔ فرمایا حضرت نے کاش لوگ اس حکم پر عمل کرتے جو اللہ نے ان کو دیا ہے۔ وہ حق چیز کو لیتے اور حق میں اس کو خرچ کرتے (ح)

۵۔ فرمایا حضرت نے اللہ نے یہ زیادہ مال تم کو اس لیے دیا ہے کہ تم اس کی طرف ویسی ہی توجہ کرو جیسی اللہ نے توجہ دلائی ہے اور اللہ نے یہ مال اس لئے نہیں دیا کہ تم اس کو ذخیرہ کرو (ح)

﴿ باب ﴾

(في آداب المعروف)

١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد بن عيسى، عن محمّد بن سنان، عن حذيفة بن منصور، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: لا تدخل لأخيك في أمر مضرّته عليك أعظم من منفعته له، قال ابن سنان: يكون على الرّجل دين كثير ولك مال فتؤدّي عنه فيذهب مالك ولا تكون قضيت عنه.

٢ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن أبيه، عن إبراهيم بن محمّد الأشعريّ، عمّن سمع أبا الحسن موسى عليه السلام يقول: لا تبذل لإخوانك من نفسك ما ضرّه عليك أكثر من منفعته لهم.

٣ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن أسباط، عن الحسن بن عليّ الجرجانيّ، عمّن حدّثه، عن أحدهما عليهما السلام قال: لا توجب على نفسك الحقوق واصبر على النّوائب ولا تدخل في شيء مضرّته عليك أعظم من منفعته لأخيك.

باب

آداب احسان

۱۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے نہ مداخلت کرو اپنے بھائی سے اس امر میں جو اس نے اپنی منفعت کے بڑے حصہ سے تم کو دیا ہے ابن سنان نے کہا کہ ایک شخص پر قرضہ ہے اور تمہارے پاس مال ہے اگر تم اس سے ادا کرو تو مال چلا جائے

گا اور اس کا قرضہ بھی ادا نہ ہوگا۔ (ض)

۲۔ فرمایا اپنے بھائیوں پر ایسی بخشش نہ کرو کہ ان کے نفع سے زیادہ تمہیں نقصان پہنچ جائے (مرسل)

۳۔ اپنے نفس پر حقوق واجب قرار نہ دو اور مصائب پر صبر کرو اور کوئی ایسا کام نہ کرو کہ اس میں اپنے دوست کے فائدے سے زیادہ نقصان پہنچ جائے۔ (ض)

﴿باب﴾

☆(من كفر المعروف)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن أبي جعفر البغداديّ ، عمّن رواه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : لعن الله قاطعي سبل المعروف ، قيل : وما قاطعوا سبل المعروف ؟ قال : الرَّجل يصنع إليه المعروف فيكفره فيمتنع صاحبه من أن يصنع ذلك إلى غيره .

٢ ـ عليُّ بن محمّد ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن الحسن بن محبوب ، عن سيف بن عميرة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : ما أقلَّ من شكر المعروف .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليِّ ، عن السكونيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من أتى إليه معروف فليكاف به فإن عجز فليثن عليه فإن لم يفعل فقد كفر النّعمة .

باب

احسان سے انکار کرنے والا

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اللہ لعنت کرے احسان کے راستوں کو قطع کرنے والوں پر، کسی نے پوچھا اس سے کیا مراد ہے فرمایا وہ شخص ہے جس کے ساتھ احسان کیا جائے اور وہ ناشکرا بن کر احسان کرنے والے کو کسی کے ساتھ احسان کرنے سے روک دے۔ (مرسل)

۲۔ احسان کا جتنا شکر کیا جائے وہ کم ہے۔ (مجہول)

۳۔ رسول اللہ نے فرمایا جس کے ساتھ نیکی کی جائے اسے چاہئے کہ بدلہ دے اگر اس پر قادر نہ ہو تو احسان کرنے والے کی تعریف کرے ورنہ کفران نعمت ہوگا۔ (ض)

﴿ باب القرض ﴾

١ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن منصور بن يونس ، عن إسحاق ابن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : مكتوب على باب الجنّة الصّدقة بعشرة والقرض بثمانية عشر وفي رواية اُخرى بخمسة عشر .

٢ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن ربعيّ بن عبدالله ، عن فضيل بن يسار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : مامن مؤمن أقرض مؤمناً يلتمس به وجه الله إلّا حسب الله له أجره بحساب الصّدقة حتّى يرجع اليه ماله .

٣ - عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن إبراهيم بن عبدالحميد ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قوله تعالى : «لاخير في كثير من نجويهم إلّا من أمر بصدقة أو معروف» قال : يعني بالمعروف القرض .

٤ - عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن أبيه ، عن عقبة بن خالد قال : دخلت أنا والمعلّى وعثمان بن عمران على أبي عبدالله عليه السلام فلمّا رآنا قال : مرحباً مرحباً بكم وجوه تحبّنا ونحبّها جعلكم الله معنا في الدّنيا والآخرة فقال له عثمان : جعلت فداك ؛ فقال له أبو عبدالله عليه السلام : نعم مه قال : إنّي رجل موسر ، فقال له : بارك الله لك في يسارك ، قال : ويجيىء الرّجل فيسألني الشيء وليس هو إبّان زكاتي فقال له أبو عبدالله عليه السلام : القرض عندنا بثمانية عشر والصّدقة بعشرة و ماذا عليك إذا كنت كما تقول موسراً أعطيته فإذا كان إبّان زكاتك احتسبت بها من الزّكاة يا عثمان لاتردّه فإنّ ردّه عندالله عظيم ، يا عثمان إنّك لو علمت ما منزلة المؤمن من ربّه ماتوانيت في حاجته ومن أدخل على مؤمن سروراً فقد أدخل على رسول الله صلى الله عليه وآله وقضاء حاجة المؤمن يدفع الجنون والجذام والبرص .

٥ - سهل بن زياد ، عن محمّد بن عبدالحميد ، عن إبراهيم بن السنديّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قرض المؤمن غنيمة وتعجيل خير ، إن أيسر أدّاه و إن مات احتسب من الزّكاة .

باب ۶

قرض

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ باب جنت پر لکھا ہوا ہے صدقہ کا ثواب دس گنا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ گنا اور ایک روایت میں پندرہ گنا۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت نے جو مومن کسی مومن کو قربتاً الی اللہ قرضہ دے گا تو اللہ تعالیٰ قرضہ کی واپسی تک اس کا اجر بحساب صدقہ دے گا (حسن)

۳۔ فرمایا اس آیت میں معروف سے مراد صدقہ ہے۔ (حسن)

۴۔ میں معلیٰ اور عثمان بن بہرام حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ہم کو دیکھتے ہی فرمایا خوش آمدید، خوش آمدید، تم ہمیں دوست رکھتے ہو ہم تمہیں، اللہ نے تمہارا ہمارا ساتھ کیا ہے دنیا و آخرت میں۔ عثمان نے کہا میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، فرمایا ٹھہرو، اتنے میں ایک مالدار آدمی آیا۔ حضرت نے فرمایا اللہ تمہاری دولت میں برکت دے۔ اس نے کہا ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور سوال کرتا ہے لیکن میرے پاس زکوٰۃ کا کچھ نہیں ہوتا حضرت نے فرمایا قرض کی جزا ہمارے نزدیک اٹھارہ گنا زیادہ ہے اور صدقہ کی دس گنا۔ تم پر مالدار ہونے کی حیثیت سے کیا بار تھا اگر قرض دے دیتے جب زکوٰۃ کا وقت آتا مجرا کر لیتے۔ اے عثمان سوال کو رد نہ کرو اس کا رد کرنا خدا کے نزدیک بہت بڑا ہوتا ہے اگر تم جانتے کہ پیش خدا مومن کی کیا منزلت ہے تو سائل کی حاجت براری میں تاخیر نہ کرتے۔ جس نے قلب مومن کو خوش کیا اس نے قلب رسولؐ کو خوش کیا۔ مومن کی حاجت برلانا دفع کرتا ہے جنون و برص کو۔ (ض)

۵۔ فرمایا حضرت نے مومن کو قرض دینا غنیمت ہے نیکی میں جلدی کرے اگر مالدار ہو تو ادا کر دے اگر مر جائے گا تو حق زکوٰۃ میں شمار ہوگا۔ (ض)

باب ۷

(انظار المعسر)

۱۔ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن الحسن بن محبوب، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: من أراد أن يظلّه الله يوم لا ظلّ إلّا ظلّه ـ قالها ثلاثاً ـ فهابه النّاس أن يسألوه، فقال: فلينظر معسراً أو ليدع له من حقّه

۲ ـ محمّد بن يحيى ، عن عبدالله بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرّحمن بن أبي عبدالله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال : في يوم حارّ ـ وحنا كفّه ـ من أحبّ أن يستظلّ من فور جهنّم ؟ ـ قالها ثلاث مرّات ـ فقال الناس في كلّ مرّة : نحن يا رسول الله ، فقال : من أنظر غريماً أو ترك المعسر ، ثمّ قال لي أبوعبدالله عليه السلام : قال لي عبدالله بن كعب بن مالك : إنّ أبي أخبرني أنّه لزم غريماً له في المسجد فأقبل رسول الله صلى الله عليه وآله فدخل بيته و نحن جالسان ثمّ خرج في الهاجرة فكشف رسول الله صلى الله عليه وآله ستره وقال : يا كعب مازلتما جالسين ؟ قال : نعم بأبي و اُمّي قال : فأشار رسول الله صلى الله عليه وآله بكفّه خذ النّصف ، قال : فقلت : بأبي واُمّي ، ثمّ قال : اتبعه ببقيّة حقّك ، قال : فأخذت النّصف ووضعت له النّصف .

۳ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن أسباط ، عن يعقوب بن سالم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : خلّوا سبيل المعسر كما خلّاه الله عزّ وجلّ .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن يحيى بن عبدالله بن الحسن بن الحسن ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : صعد رسول الله صلى الله عليه وآله المنبر ذات يوم فحمدالله وأثنى عليه و صلّى على أنبيائه صلّى الله عليهم ثمّ قال : أيّها النّاس ليبلغ الشّاهد منكم الغائب ، ألا و من أنظر معسراً كان له على الله عزّ وجلّ في كلّ يوم صدقة بمثل ماله حتّى يستوفيه ، ثمّ قال أبوعبدالله عليه السلام : «وإن كان ذو عسرة فنظرة إلى ميسرة و إن تصدّقوا خير لكم» إن كنتم تعلمون أنّه معسر فتصدّقوا عليه بمالكم [عليه] فهو خير لكم .

باب

تنگدست کو مہلت دینا

۱۔ جو چاہتا ہے کہ اس دن اس کے سر پہ سایہ ہو جس دن خدا کی رحمت کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا تو چاہیے

اسے کہ غریب مقروض کو مہلت یا اپنا حق اس کے لئے چھوڑ دے۔ (ح)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے ایک گرم دن میں فرمایا درآنحالیکہ آپ کی ہتھیلی پر مہندی لگی تھی تم میں سے جو کوئی دوست رکھتا ہے اس بات کو کہ جہنم کے شعلوں سے بچکر سایہ میں رہے یہ تین بار فرمایا لوگوں نے ہر بار کہا یا رسول اللہ ہم چاہتے ہیں فرمایا تو اپنے قرضدار کو مہلت دو یا غریب کے لئے چھوڑ دو، پھر حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہ اس نے پکڑ لیا ایک قرضدار کو مسجد میں، رسول اللہ تشریف لے آئے اور اپنے گھر میں داخل ہوئے اور ہم دونوں بیٹھے تھے حضرت اس گرم وقت میں پھر باہر نکلے اپنے کپڑے اٹھائے اور فرمایا اے کعب تم لوگ ابھی بیٹھے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں میرے ماں باپ فدا ہوں حضرت نے دست مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا آدھا قرضہ اس سے لو باقی کے طلبگار رہو۔ میں نے نصف لے لیا اور باقی نصف اس پر چھوڑا۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا غریب قرضدار کو سہولت دو جس طرح اللہ نے اسے سہولت دی ہے۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا حضرت رسول خدا منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد انبیاء پر درود بھیجا پھر فرمایا لوگو جو تم میں موجود ہیں وہ غائبین تک یہ پہنچا دیں کہ جو غریب قرضدار کو مہلت دے گا تو اللہ ہر روز اس کے مال کے برابر صدقہ کا ثواب لکھے گا قرضہ کے ادا ہونے تک، پھر ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ تنگ دست ہو تو مالدار ہونے تک مہلت دو اور اگر صدقہ میں اسے دے دو تو تمہارے لئے یہ بہتر ہوگا۔ (ض)

﴿باب﴾

(تحليل الميت)

١ - عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ و محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن إبراهيم بن عبدالحميد، عن الحسن بن خنيس قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنَّ لعبد الرَّحمن بن سيابة ديناً على رجل قدمات وقد كلّمناه أن يحلّله فأبى فقال: ويحه أما يعلم أنَّ له بكلِّ درهم عشرة إذا حلّله فإذا لم يحلّله فإنّما له درهم بدل درهم.

٢ - عليُّ بن محمّد بن عبدالله، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عمّن ذكره، عن الوليد بن أبي العلاء، عن معتّب قال: دخل محمّد بن بشر الوشّاء على أبي عبدالله عليه السلام يسأله: أن

يكلّم شهاباً أن يخفّف عنه حتّى ينقضي الموسم و كان له عليه ألف دينار فأرسل إليه فأتاه فقال له : قدعرفت حال محمّد وانقطاعه إلينا وقد ذكر أنّ لك عليه ألف دينار لم تذهب في بطن ولا فرج و إنّما ذهبت ديناً على الرّجال و وضايع وضعها وأنا أُحبّ أن تجعله في حلّ فقال : لعلّك ممّن يزعم أنّه يقبض من حسناته فتعطاها ، فقال : كذلك في أيدينا فقال أبو عبدالله عليه السلام : الله أكرم وأعدل من أن يتقرّب إليه عبده فيقوم في اللّيلة القرّة أو يصوم في اليوم الحارّ أو يطوف بهذا البيت ثمّ يسلبه ذلك فيعطاه ولكن لله فضل كثير يكافي المؤمن ، فقال : فهو في حلّ .

باب

میّت کو معاف کرنا

۱۔ میں نے حضرت سے کہا کہ عبدالرحمٰن بن سیابہ کے کچھ درہم ایک شخص پر قرض تھے جو مر گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اسے معاف کر دے اس نے انکار کر دیا۔ حضرت نے فرمایا وائے ہو اس پر وہ نہیں جانتا کہ اس کو ہر دینار کے بدلے دس دینار کا اجر ملتا اور اب اسے ایک دینار کے بدلے ایک ہی دینار ملے گا۔ (حسن)

۲۔ محمد بن بشیر حضرت ابوعبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تاکہ حضرت شہاب سے فرمائیں کہ وہ موسم حج گزرنے تک مہلت دے اس پر شہاب کے ایک ہزار دینار قرض تھے۔ حضرت نے اسے بلا کر فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ محمد کی مالی حالت کمزور ہے وہ ہمارے پاس آیا اور یہ بتایا کہ تمہارے ایکہزار دینار اس پر قرض ہیں اس نے نہ کھانے پینے میں خرچ کئے ہیں نہ ہوس رانی میں، بلکہ وہ اس نے لوگوں کے قرضہ میں دیئے ہیں اور صحیح جگہ ان کو خرچ کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اسے بخش دو، کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ اس کے حسنات کو کم کر دیا جائے گا۔ اس نے کہا یہ تو ہمارے ہاتھ میں ہے کم کریں یا زیادہ، فرمایا اللہ عادل و کریم ہے جو بندہ ٹھنڈی راتوں میں کھڑا رہے اور گرمیوں میں روزہ رکھے یا خانہ کعبہ کا طواف قربۃً الی اللہ کرے تو عدل الٰہی کے خلاف ہے کہ یہ سب نیکیاں اس سے سلب کر کے اسے کچھ دے بلکہ اللہ تو بڑا فضل کرنے والا ہے وہ مومن کی نیکی کا بدلہ دیتا ہے یہ سن کر اس نے کہا کہ میں نے اپنا قرضہ بخش دیا (مجہول)

باب ۹

(باب مؤونة النعم)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن الحكم ، عن سليمان الفرّاء مولى طربال ، عن حديد بن حكيم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من عظمت نعمة الله عليه اشتدّت مؤونة الناس عليه فاستديموا النّعمة باحتمال المؤونة ولا تعرّضوها للزّوال فقلّ من زالت عنه النّعمة فكادت أن تعود إليه .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن عليّ بن محمّد القاسانيّ ، عن أبي أيّوب المدنيّ مولى بني هاشم ، عن داود بن عبدالله بن محمّد الجعفريّ ، عن إبراهيم بن محمّد قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : مامن عبد تظاهرت عليه من الله نعمة إلّا اشتدّت مؤونة النّاس عليه فمن لم يقم للنّاس بحوائجهم فقد عرّض النّعمة للزّوال ، قال : فقلت : جعلت فداك ومن يقدر أن يقوم لهذا الخلق بحوائجهم ، فقال : إنّما النّاس في هذا الموضع والله المؤمنون .

٣ ـ عليّ بن محمّد بن عبدالله ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن سعدان بن مسلم ، عن أبان بن تغلب قال : قال أبوعبدالله عليه السلام لحسين الصحّاف : ياحسين ماظاهر الله على عبد النّعم حتّى ظاهر عليه مؤونة النّاس ، فمن صبر لهم و قام بشأنهم زاده الله في نعمه عليه عندهم و من لم يصبر لهم ولم يقم بشأنهم أزال الله عزّ و جلّ عنه تلك النّعمة .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من عظمت عليه النّعمة اشتدّت مؤونة النّاس عليه فإن هو قام بمؤونتهم اجتلب زيادة النّعمة عليه من الله و إن لم يفعل فقد عرّض النّعمة لزوالها .

باب ۹

خرچ نعمت

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جس کے پاس مال زیادہ ہوتا ہے تو لوگوں کے خرچ کی ذمہ داری بھی اس پر زیادہ ہو

جاتی ہے لوگوں پر خرچ کرکے دولت کو لازوال بناؤ اور مال کو زوال کے لئے نہ رکھو، ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ مال جانے کے بعد واپس آئے۔ (م)

۲۔ فرمایا حضرت نے جس بندہ پر خدا کی نعمت کا ظہور ہوتا ہے اسی پر اتنا ہی لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا بار زیادہ ہوتا ہے جو لوگوں کی حاجتیں پوری نہیں کرتا وہ اپنی دولت کو زوال کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ میں نے کہا اور جو حاجتوں کو پورا کرتے ہیں فرمایا ایسا کرنے والے واللہ مومن ہیں۔ (ض)

۳۔ وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔ (مجہول)

۴۔ وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

﴿باب ۸۰﴾

☆(حسن جوار النعم)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن محمّد بن عرفة قال : قال أبوالحسن الرّضا عليه السلام : يا ابن عرفة إنَّ النّعم كالإبل المعتقلة في عطنها على القوم ما أحسنوا جوارها فإذا أساؤوا معاملتها وإنالتها نفرت عنهم .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن عثمان بن عيسى ، عن محمّد ابن عجلان قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : أحسنوا جوار النّعم ، قلت : وما حسن جوار النّعم قال : الشكر لمن أنعم بها و أداء حقوقها .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن زيد الشحّام قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : أحسنوا جوار نعم الله واحذروا أن تنتقل عنكم إلى غيركم أما إنّها لم تنتقل عن أحد قطّ فكادت أن ترجع إليه ، قال : وكان عليٌّ عليه السلام يقول : قلَّ ما أدبر شيء فأقبل .

باب

نعمت پر شکر کرنا

۱۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے اے ابن عرفہ نعمتیں اس اونٹ کی طرح ہیں جو اپنے مکان پر بندھا ہو، قوم پر

لازم ہے کہ اس سے اچھا سلوک کرے اگر برا برتاؤ ہوگا تو وہ ان سے نفرت کرنے لگے گا۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے أحسنوا جوار النعم، میں نے کہا اس سے کیا مراد ہے، فرمایا نعمت دینے والے کا شکر ادا کرنا اور اس کے حقوق کی رعایت کرنا۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا حضرت نے نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرو اور اس سے بچو کہ وہ تمہارے غیر کی طرف چلی جائے ایسا نہیں ہوتا کہ جو شے کسی سے چلی جائے وہ لوٹ ہی آئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا ہوتا ہے کہ جاکر چیز واپس آئے (م)

﴿باب ۸۲﴾

﴿معرفة الجود والسخاء﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد بن خالد، عن أبيه، عن أبي الجهم، عن موسى بن بكر، عن أحمد بن سليمان قال: سأل رجلٌ أبا الحسن الأوَّل عليه السلام وهو في الطواف فقال له: أخبرني عن الجواد، فقال: إنَّ لكلامك وجهين فإن كنت تسأل عن المخلوق فإنَّ الجواد الّذي يؤدّي ما افترض الله عليه وإن كنت تسأل عن الخالق فهو الجواد إن أعطى وهو الجواد إن منع، لأنّه إن أعطاك أعطاك ما ليس لك وإن منعك منعك ما ليس لك.

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن محبوب، عن بعض أصحابنا، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: قلت له: ما حدُّ السخاء؟ فقال: تخرج من مالك الحقَّ الّذي أوجبه الله عليك فتضعه في موضعه.

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن هارون بن مسلم، عن مسعدة بن صدقة، عن جعفر، عن آبائه عليهم السلام أنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال: السخيُّ محبَّبٌ في السماوات، محبَّبٌ في الأرض خُلق من طينة عذبة وخُلق ماء عينيه من ماء الكوثر والبخيل مبغَّض في السماوات، مبغَّض في الأرض، خلق من طينة سبخة وخلق ماء عينيه من ماء العوسج.

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن فضّال، عن عليِّ بن عقبة، عن مهديٍّ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال: السخيُّ الحسن الخلق في كنف الله لا يستخلي الله منه حتّى يدخله الجنّة، وما بعث الله عزَّ وجلَّ نبيّاً ولا وصيّاً إلّا سخيّاً وما كان أحد من الصالحين إلّا سخيّاً وما زال أبي يوصيني بالسخاء حتّى مضى وقال: من أخرج من ماله

الزكاة تامّة فوضعها في موضعها لم يسأل من أين اكتسبت مالك .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن الحسين بن أبي سعيد المكاريّ ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أتى رسول الله صلى الله عليه وآله وفد من اليمن وفيهم رجل كان أعظمهم كلاماً وأشدّهم استقصاء في محاجّة النبيّ صلى الله عليه وآله فغضب النبيّ صلى الله عليه وآله حتّى التوى عرق الغضب بين عينيه وتربّد وجهه وأطرق إلى الأرض فأتاه جبرئيل عليه السلام فقال : ربّك يقرئك السلام و يقول لك : هذا رجل سخيّ يطعم الطّعام فسكن عن النبيّ صلى الله عليه وآله الغضب ورفع رأسه وقال له : لولا أنّ جبرئيل أخبرني عن الله عزّ وجلّ أنّك سخيّ تطعم الطعام لشردت بك وجعلتك حديثاً لمن خلفك فقال له الرجل : وإنّ ربّك ليحبّ السخاء ؟ فقال : نعم فقال : إنّي أشهد أن لا إله إلّا الله وأنّك رسول الله والّذي بعثك بالحقّ لارددت من مالي أحداً .

٦ ـ عليّ بن محمّد بن عبدالله ، عن أحمد بن محمّد ، عن بعض أصحابنا ، عن أبان ، عن معاوية بن عمّار ، عن زيد الشحّام ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ إبراهيم عليه السلام كان أبا أضياف فكان إذا لم يكونوا عنده خرج يطلبهم وأغلق بابه وأخذ المفاتيح يطلب الأضياف وإنّه رجع إلى داره فإذا هو برجل أو شبه رجل في الدّار فقال : ياعبدالله بإذن من دخلت هذه الدّار ؟ قال : دخلتها بإذن ربّها ـ يردّد ذلك ثلاث مرّات ـ فعرف إبراهيم عليه السلام أنّه جبرئيل ، فحمدالله ، ثمّ قال : أرسلني ربّك إلى عبد من عبيده يتّخذه خليلاً قال إبراهيم عليه السلام : فأعلمني من هو أخدمه حتّى أموت ؟ قال : فأنت هو قال : وممّ ذلك ؟ قال : لأنّك لم تسأل أحداً شيئاً قطّ ولم تسأل شيئاً قطّ فقلت : لا .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن أبي عبدالرّحمن ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أتى رجل النبيّ صلى الله عليه وآله فقال : يارسول الله أيّ النّاس أفضلهم إيماناً قال : أبسطهم كفّاً .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن أبي الحسن عليّ بن يحيى عن أيّوب بن أعين ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : يؤتى يوم القيامة برجل فيقال : احتجّ فيقول : ياربّ خلقتني وهديتني فأوسعت عليّ فلم أزل أوسّع على خلقك وأيسّر عليهم لكي تنشر عليّ هذا اليوم رحمتك وتيسّره ، فيقول الرّبّ جلّ

تناؤه وتعالى ذكره : صدق عبدي أدخلوه الجنّة .

٩ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء قال : سمعت أبا الحسن عليه السلام يقول : السخيّ قريب من الله قريبٌ من الجنّة ، قريب من النّاس ، و سمعته يقول : السّخاء شجرةٌ في الجنّة من تعلّق بغصن من أغصانها دخل الجنّة .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن ياسر الخادم ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال : السخيّ يأكل طعام النّاس ليأكلوا من طعامه والبخيل لا يأكل من طعام النّاس لئلّا يأكلوا من طعامه .

١١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله رفعه قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام لابنه الحسن عليه السلام : يا بنيّ ما السّماحة ؟ قال : البذل في اليسر والعسر .

١٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام لبعض جلسائه : ألا اُخبرك بشيء يقرب من الله ويقرب من الجنّة ويباعد من النّار ؟ فقال : بلى ، فقال : عليك بالسخاء فإنّ الله خلق خلقاً برحمته لرحمته فجعلهم للمعروف أهلاً وللخير موضعاً وللنّاس وجهاً ، يسعى إليهم لكي يحيوهم كما يحيي المطر الأرض المجدبة اُولئك هم المؤمنون الآمنون يوم القيامة .

١٣ ـ عليّ بن إبراهيم رفعه قال : أوحى الله عزّوجلّ إلى موسى عليه السلام أن لا تقتل السّامريّ فإنّه سخيّ .

١٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عمرو بن عثمان ، عن محمّد بن شعيب ، عن أبي جعفر المدائنيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : شابٌّ سخيٌّ مرهقٌ في الذّنوب أحبُّ إلى الله من شيخ عابد بخيل .

١٥ ـ سهل بن زياد ، عمّن حدّثه ، عن جميل بن درّاج قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : خياركم سمحاؤكم و شراركم بخلاؤكم ، و من خالص الإيمان البرّ بالإخوان والسعي في حوائجهم وإنّ البارّ بالإخوان ليحبّه الرّحمن و في ذلك مرغمة للشيطان وتزحزح عن النّيران ودخول الجنان ، ياجميل أخبر بهذا غرر أصحابك قلت : جعلت فداك من غرر أصحابي ؛ قال : هم البارّون بالإخوان في العسر و اليسر ثمّ قال : يا جميل أما إنّ صاحب الكثير يهون عليه ذلك وقد مدح الله عزّ و جلّ في

ذلك صاحب القليل فقال : في كتابه : « يؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون »

باب ۸۷

معرفت جود و سخا

۱۔ ایک شخص نے بحالت طواف امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جواد کسے کہتے ہیں فرمایا اس کی دو صورتیں ہیں اگر یہ سوال مخلوق سے متعلق ہے تو جواد وہ ہے جو اپنے ان فرائض کو ادا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر عائد کئے ہیں اور اگر خالق کے متعلق یہ سوال ہے تو وہ جواد ہے ہر صورت میں تم کو دے یا نہ دے کیونکہ جو تم کو دے گا تمہارا اس میں کوئی حق نہیں۔ اور اگر نہ دے تو تمہیں اس کے لینے کا حق نہیں۔ (م)

۲۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ سخاوت کیا ہے فرمایا جو حق اللہ نے تم پر واجب کیا ہے اسے دو اور جو صحیح مقام اس کا ہے وہاں پہنچاؤ۔ (م)

۳۔ فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ مرد سخی آسمانوں میں بھی محبوب ہے اور اہل زمین میں بھی اور اس کی زمین شور ہے اور اس کی آنکھوں کا پانی تو ہر درخت کے پانی سے ہے۔ (اس حقیقت کو اللہ رسولؐ ہی جانتے ہیں۔) (م)

۴۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کہ مرد سخی صاحب حسن خلق ہوتا ہے اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے رحمت خدا اس سے متصل رہتی ہے جب تک وہ داخل جنت ہو، اللہ نے کسی نبی و وصی کو نہیں بھیجا مگر سخی بنا کر، خدا کے سب نیک بندے سخی ہوتے ہیں۔ میرے والد نے مرتے دم تک مجھے سخاوت کی وصیت کی اور فرمایا جو اپنے مال سے زکوٰۃ نکالے اس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تو نے یہ مال کہاں سے حاصل کیا۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ یمن کا ایک وفد رسول اللہؐ کے پاس آیا ان میں ایک شخص بڑا پُرزور کلام کرنے والا تھا اس نے رسول اللہؐ سے جھگڑا کرنا شروع کر دیا۔ حضرت کو غصہ آیا جس سے پسینہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان آگیا اور چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپ نے زمین کی طرف اپنا چہرہ جھکایا۔ پس جبرئیل آئے اور خدا کا سلام پہنچا کر کہا یہ شخص سخی ہے لوگوں کو کھانا دیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت کا غصہ فرو ہوا اور سر اٹھا کر فرمایا اگر جبرئیل نے یہ نہ بتایا ہوتا کہ تو سخی ہے اور لوگوں کو کھانا دیتا ہے تو میں تجھے نکال دیتا اور تیرے بعد آنے والوں کے لئے عبرت کی داستان بنا دیتا۔ اس نے کہا اگر آپ کا رب سخاوت کو دوست رکھتا ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے رسولؐ ہیں قسم اس کی جس نے آپ کو حق پر بھیجا۔ اب میں کسی سائل

کو رد نہ کروں گا۔ (ص)

۶۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے اگر آپ کے یہاں کسی روز مہمان نہ آتے تو ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ایک روز دروازہ بند کر کے کنجیاں لئے ہوئے مہمانوں کی تلاش میں گھر سے نکلے جب واپس ہوئے تو گھر میں ایک مرد یا مرد جیسا کوئی نظر آیا۔ آپ نے فرمایا اے بندۂ خدا تو کس کی اذن سے گھر میں داخل ہوا اس نے کہا اس گھر کے مالک کے اذن سے گھر میں داخل ہوا اس نے کہا اس گھر کے مالک کے اذن سے تین بار یہ کلمہ کہا، اب ابراہیم سمجھے کہ یہ جبرئیل ہیں جبرئیل نے حمد و ثنائے الہٰی کے بعد کہا، تمہارے رب نے مجھے اپنے ایک ایسے بندہ کی طرف بھیجا ہے جسے اس نے اپنا خلیل بنایا ہے ابراہیم نے کہا مجھے بتا کہ وہ کون ہے تاکہ میں عمر بھر اس کی خدمت کروں جبرئیل نے کہا وہ آپ ہی ہیں فرمایا اس لئے کہ تم نے کسی سے سوال کیا اور نہ کسی شے کا سوال کیا ہیں نے کہا نہیں۔ (مرسل)

۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے ایک شخص نے حضرت رسولؐ خدا سے پوچھا۔ از روئے ایمان کون افضل ہے فرمایا دینے کے لئے سب سے زیادہ کھلا ہوا ہے (ض)

۸۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا روز قیامت ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا۔ حجت بیان کر، وہ کہے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھے ہدایت کی اور وسعت رزق دی، میں نے تیری مخلوق کو دیا اور ان کی معاش میں آسانی پیدا کی تاکہ تو آج کے دن میرے اوپر اپنی رحمت نازل کرے اور سختی کو آسان کرے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے نے سچ کہا اسے جنت میں داخل کرو۔ (مجہول)

۹۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے سخی قریب ہے اللہ سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے لوگوں سے اور یہ بھی فرمایا کہ سخاوت جنت کا ایک درخت ہے جو اس کی کسی شاخ سے متعلق ہوا وہ جنت میں داخل ہوا (ض)

۱۰۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے سخی کھاتا ہے لوگوں کا کھانا تاکہ لوگ اس کا کھانا کھائیں اور بخیل اس لئے لوگوں کا کھانا نہیں کھاتا تاکہ لوگ اس کا کھانا نہ کھائیں۔ (ض)

۱۱۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے پوچھا۔ جوانمردی کیا ہے انھوں نے کہا راہ خدا میں خرچ کرنا، مالداری و تنگدستی دونوں حالتوں میں۔ (موثق)

۱۲۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے ایک ہمنشیں سے کہا میں تمہیں بتاؤں کہ کیا چیز اللہ سے اور جنت سے قریب کرتی ہے اور دوزخ سے دور رکھتی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا تم سخاوت کرو۔ اللہ نے اپنی رحمت سے ایک مخلوق پر رحم کرنے والی پیدا کی ہے ان کو احسان کرنے کا اہل قرار دیا ہے اور نیکی کا مقام بنایا ہے اور لوگوں کے لئے جائے توجہ، وہ ان کی طرف دوڑتا ہے تاکہ ان کو اسی طرح زندہ کرے جیسے بارش زمین کو زندہ کرتی ہے یہ وہ مومن

ہیں جو روز قیامت امن میں ہوں گے۔ (مرفوع)

۱۳۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کہ سامری کو قتل مت کرو وہ سخی ہے۔

۱۴۔ فرمایا حضرت نے سخی جوان گنہگار خدا کے نزدیک زیادہ محبوب ہے بوڑھے عابد بخیل سے۔

۱۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے تمہارے نیک لوگ اسخیا ہیں اور تمہارے بدترین لوگ بخیل ہیں اور خالص ایمان ہے نیکی کرنا اپنے بھائیوں سے اور سعی کرنا ان کے حوائج میں، جو اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے وہ خدا کا دوست ہے اور اس نیکی کرنے سے شیطان ذلیل ہوتا ہے اور نیکی کرنے والا آتش جہنم سے دور رہتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اے جمیل اس کی خبر دو اپنے روشن پیشانی اصحاب کو، میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں فرمایا فراخی اور تنگی میں اپنے بھائیوں سے نیکی کرنے والے، پھر فرمایا اے جمیل کثیر دولت والے پر یہ گراں گزرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قلیل المعاش لوگوں کی تعریف کرتا ہے وہ اپنے نفسوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں چاہے ان پر سختی ہو جو اپنے کو بخل سے بچاتے ہیں وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (مرفوع)

﴿ باب الانفاق ﴾ ۸۴

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمَّد بن عيسى ؛ و أحمد بن محمَّد بن خالد جميعاً ، عن الحسن بن محبوب ، عن إبراهيم بن مهزم ، عن رجل ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنَّ الشمس لتطلع و معها أربعة أملاك : ملك ينادي ياصاحب الخير أتمَّ وأبشر ؛ وملك ينادي ياصاحب الشرِّ أنزع وأقصر ؛ وملك ينادي أعط منفقاً خلفاً وآت ممسكاً تلفاً ؛ وملك ينضحها بالماء ولولا ذلك اشتعلت الأرض .

٢ ـ أحمد بن أبي عبدالله ، عن عثمان بن عيسى ، عمَّن حدَّثه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : « كذلك يريهم الله أعمالهم حسرات عليهم » قال : هو الرَّجل يدع ماله لاينفقه في طاعة الله بخلاً ، ثمَّ يموت فيدعه لمن يعمل فيه بطاعة الله أو في معصية الله فإن عمل به في طاعة الله رآه في ميزان غيره فرآه حسرة وقد كان المال له وإن كان عمل به في معصية الله قوَّاه بذلك المال حتّى عمل به في معصية الله عزَّ وجلَّ .

٣ ـ محمَّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمَّد بن عيسى ، عن عليِّ بن الحكم ، عن موسى ابن راشد ، عن سماعة ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من أيقن

بالخلف سخت نفسه بالنفقة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن بعض من حدّثه عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه في كلام له : ومن يبسط يده بالمعروف إذا وجده يخلف الله له ما أنفق في دنياه ويضاعف له في آخرته .

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى جميعاً ، عن ابن أبي نصر قال : قرأت في كتاب أبي الحسن [الرِّضا] إلى أبي جعفر عليهما السلام : يا أبا جعفر بلغني أنَّ الموالي إذا ركبت أخرجوك من الباب الصغير فإنّما ذلك من بخل منهم لئلّا ينال منك أحدٌ خيراً وأسألك بحقّي عليك لا يكن مدخلك و مخرجك إلّا من الباب الكبير ، فإذا ركبت فليكن معك ذهبٌ و فضّةٌ ثمَّ لا يسألك أحدٌ شيئاً إلّا أعطيته ؛ ومن سألك من عمومتك أن تبرّه فلا تعطه أقلَّ من خمسين ديناراً والكثير إليك ومن سألك من عمّاتك فلا تعطها أقلَّ من خمسة وعشرين ديناراً والكثير إليك ، إنّي إنّما اُريد بذلك أن يرفعك الله ، فأنفق ولا تخش من ذي العرش اقتاراً .

٦ ـ أحمد بن محمّد بن خالد ، عن جهم بن الحكم المدائنيِّ ، عن إسماعيل بن أبي زياد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : الأيدي ثلاثة سائلة ومنفقة و ممسكة وخير الأيدي المنفقة .

٧ ـ أحمد بن محمّد ، عن أبيه ، عن سعدان ، عن الحسين بن أيمن ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال : يا حسين أنفق وأيقن بالخلف من الله فإنّه لم يبخل عبدٌ ولا أمةٌ بنفقة فيما يرضي الله عزَّ وجلَّ إلّا أنفق أضعافها فيما يسخط الله [عزَّ وجلَّ] .

٨ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن عمر بن اُذينة رفعه إلى أبي عبدالله عليه السلام أو أبي جعفر عليه السلام قال : ينزل الله المعونة من السماء إلى العبد بقدر المؤونة فمن أيقن بالخلف سخت نفسه بالنفقة .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن أبي الحسن الرِّضا عليه السلام قال : دخل عليه مولى له فقال له : هل أنفقت اليوم شيئاً ؟ قال : لا والله فقال أبو الحسن عليه السلام : فمن أين يخلف الله علينا ، أنفق ولو درهماً واحداً .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن معاوية بن وهب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من يضمن أربعة بأربعة أبيات في الجنّة ؟ أنفق ولا تخف فقراً وأنصف الناس من نفسك وافش السلام في العالم واترك المراء وإن كنت محقاً .

باب ۸

انفاق

۱۔ فرمایا حضرت نے جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ چار فرشتے ہوتے ہیں ایک ندا کرتا ہے اے نیکی والے نیکی تمام کر اور خوشخبری حاصل کر، دوسرا ندا کرتا ہے اے صاحبِ شر بدی ختم کر اور تیسرا کہتا ہے لوگوں کو دے اور بخیل کا مال تلف ہوگا اور چوتھا پانی چھڑکتا رہتا ہے ورنہ زمین شعلے نکالنے لگے۔ (مرسل)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق "اسی طرح اللہ ان کے اعمال ان کو دکھائے گا اور ان پر حسرت چھائی ہوگی" فرمایا یہ وہ شخص ہوگا جو اپنا مال چھوڑ جائے گا بغیر اطاعت خدا میں خرچ کیے از راہ بخل، پھر وہ مر جائے گا اور اپنا یہ مال اس شخص کے لیے چھوڑ جائے گا جو اسے یا تو اطاعتِ خدا میں خرچ کرے گا یا معصیت میں، اگر اطاعتِ خدا میں خرچ کرے گا تو وہ روزِ قیامت اسے میزانِ غیر میں دیکھے گا تو وہ بہ نگاہ حسرت دیکھے گا حالانکہ وہ مال اسی کا تھا اور اگر وہ مال معصیت خدا میں خرچ کرے گا تو اس کے مال نے اس کو گناہ کرنے کی قوت دی۔ (ض)

۳۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا حاجت پیچھے چھوڑنے کا قصد کیا اس کا نفس راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لئے سخت ہو جاتا ہے۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے جس کا ہاتھ لوگوں پر احسان کرنے کے لئے کھلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کے لئے آثارِ خیر چھوڑتا ہے اور آخرت میں اس کے حسنات میں زیادتی کرتا ہے۔ (مرسل)

۵۔ میں نے پڑھا اس خط میں جو لکھا تھا ابوالحسن نے امام محمد باقر علیہ السلام کو "اے ابوجعفر مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کے غلام جب آپ سوار ہوتے ہیں تو آپ کو چھوٹے دروازے سے نکالتے ہیں اور یہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ان میں بخل ہے چاہتے ہیں کہ آپ سے کسی کو کچھ نہ ملے اور میں آپ سے اپنا حق نہ مانگ سکوں۔ آپ کا آنا جانا بڑے دروازہ سے ہونا چاہیئے اور جب آپ سوار ہوں تو آپ کے پاس سونا اور چاندی ہونا چاہیئے تاکہ جو سوال کرے اسے آپ دیں آپ کے چچاؤں میں سے جو سوال کرے تو آپ اسے کم سے کم پچاس دینار دیں زیادہ جتنا آپ چاہیں اور اگر

کچھ پیسیاں مانگیں تو انھیں کم سے پچیس دینار دیں زیادہ جو آپ چاہیں یہ میں نے اس لئے کہا ہے تاکہ آپ کے درجات بلند ہوں پس راہ خدا میں خرچ کیجیے اور کمی کا اللہ کی طرف سے خوف نہ کیجیے۔ (م)

۶۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ ہاتھ تین قسم کے ہیں سوال کرنے والا، دوسرے کو دینے والا اور بخل سے کام لینے والا اور بہترین ہاتھ خرچ کرنے والا ہے (ض)

۷۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے اے حسین خرچ کرو راہِ خدا میں اور یقین کرو اللہ کی طرف بعد میں ملنے والے اجر کا، کوئی غلام یا کنیز بخل سے کام نہیں لیتی اس معاملہ میں جو اللہ کو راضی کرے وہ معصیتِ خدا میں اس سے زیادہ خرچ کر دیتے ہیں۔ (مجہول)

۸۔ فرمایا حضرت نے اللہ ہر ایک کا رزق بقدر اس کے خرچ کے آسمان سے نازل کرتا ہے جو یقین رکھتا ہے اس کا نفس نفقہ میں سخت ہو جاتا ہے (مرفوع)

۹۔ فرمایا حضرت نے آپ کا ایک غلام آیا آپ نے پوچھا آج تو نے کچھ خیرات کی، اس نے کہا نہیں، حضرت نے فرمایا تو پھر اللہ ہمیں اس کا بدلہ کیا دے گا۔ راہِ خدا میں دو اگرچہ ایک ہی درہم ہو (م)

۱۰۔ فرمایا جو چاہتا ہے جنت میں بہت سے گھر اس کو ملیں تو راہِ خدا میں خرچ کرے اور خوف نہ کرے اور انصاف کرے لوگوں کے درمیان اور سلامتی کو دنیا میں پھیلاؤ اور جھگڑا ترک کرو اگرچہ تم حق پر ہو (ض)

باب ۸۳

(البخل والشحّ)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن جعفر عن آبائه عليهم السلام أنَّ أمير المؤمنين صلوات الله عليه سمع رجلاً يقول : إنَّ الشحيح أعذر من الظالم فقال له : كذبت إنَّ الظالم قد يتوب ويستغفر ويردُّ الظلامة على أهلها و الشحيح إذا شحَّ منع الزَّكاة والصدقة وصلة الرَّحم وقري الضيف والنفقة في سبيل الله وأبواب البرِّ ؛ وحرام على الجنّة أن يدخلها شحيحٌ .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : إذا لم يكن لله في عبد حاجة ابتلاه بالبخل .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسين بن أحمد ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله لبني سلمة : يا بني سلمة من سيّدكم ؟ قالوا : يا رسول الله سيّدنا رجلٌ فيه بخلٌ ، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : وأيّ داء أدوى من البخل ، ثمّ قال : بل سيّدكم الأبيض الجسد البراء بن معرور .

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن أبي الجهم ، عن موسى بن بكر ، عن أحمد بن سليمان ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : البخيل من بخل بما افترض الله عليه .

٥ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن جعفر عن أبيه ، عليهما السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ماحق الإسلام محق الشحّ شيء ، ثمّ قال : إنّ لهذا الشحّ دبيباً كدبيب النّمل وشعباً كشعب الشرك ـ وفي نسخة اُخرى الشوك ـ .

٦ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن عليّ ، عن أبي جميلة ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ليس بالبخيل الّذي يؤدّي الزّكاة المفروضة في ماله و يعطي البائنة في قومه .

٧ ـ أحمد بن محمّد ، عن شريف بن سابق ، عن الفضل بن أبي قرّة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : تدري ما الشحيح ؟ قلت : هو البخيل ، قال : الشحّ أشدّ من البخل ، إنّ البخيل يبخل بما في يده و الشحيح يشحّ على ما في أيدي الناس و على ما في يديه حتّى لا يرى ممّا في أيدي الناس شيئاً إلّا تمنّى أن يكون له بالحلّ و الحرام ولا يقنع بما رزقه الله .

٨ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن المغيرة ، عن المفضّل بن صالح ، عن جابر عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ليس البخيل من أدّى الزكاة المفروضة من ماله وأعطى البائنة في قومه إنّما البخيل حقّ البخيل من لم يؤدّ الزكاة المفروضة من ماله ولم يعط البائنة في قومه وهو يبذر فيما سوى ذلك .

باب ۸۳

بخل

۱۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ مرد بخیل ظالم سے زیادہ بڑا ہے اس سے حضرت نے فرمایا تم نے غلط کہا۔ ظالم توبہ کر لیتا ہے اور بخشا جاتا ہے اور ظلم سے لی ہوئی چیز اس کے اہل کو واپس دے دیتا ہے لیکن بخیل جب زکوٰۃ، صدقہ، صلہ رحم، مہمانداری اور راہِ خدا میں خرچ کرنے سے رک جاتا ہے اور ابواب خیر بند کر دیتا ہے تو اس کا داخلہ جنت پر حرام ہو جاتا ہے۔ (ض)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ امیر المومنین نے فرمایا جب اللہ کی حاجت اپنے بندوں میں نہیں رہتی یعنی اس سے بیزار ہو جاتا ہے تو اسے بخل میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (م)

۳۔ رسول اللہ نے بنی سلمہ سے پوچھا تمہارا سردار کون ہے انھوں نے کہا ایک مرد بخیل ہے فرمایا بخل سے زیادہ کوئی بیماری ایذا رساں نہیں۔ پھر فرمایا تمہارا سردار سفید بدن والا براء بن معرور ہے (مجہول)

۴۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بخیل وہ ہے جو بخل کرے ان فرائض کے ادا کرنے میں جو اللہ نے اس پر عائد کیے ہیں۔ (ض)

۵۔ رسول اللہ نے فرمایا بخل سے زیادہ اسلام کو مٹانے والی کوئی شے نہیں۔ یہ بخل چیونٹی کی چال کی طرح دل میں چلتا ہے یہ ایک شعبہ ہے شرک کا اور ایک دوسرے پہلو سے یہ مثل ایک کانٹے کی ہے۔ (م)

۶۔ فرمایا ایسے بخیل کے لئے کوئی اجر نہیں جو اپنے مال سے زکوٰۃ مفروضہ تو دے لیکن اپنی قوم پر باعث مصیبت ہو۔ (م)

۷۔ مجھ سے ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا تم جانتے ہو شحیح کون ہے میں نے کہا بخیل فرمایا شحیح بخل سے زیادہ سخت ہے۔ بخیل تو اپنے مال میں بخل کرتا ہے اور شحیح غیر کے مال میں بھی بخل چاہتا ہے اور اپنے مال میں بھی، یہاں تک کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ دوسروں کے پاس جو مال ہے وہ نہ حلال میں خرچ کریں نہ حرام میں۔ (ض)

۸۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا نہیں ہے بخیل وہ جو زکوٰۃ مفروضہ ادا کرتا ہے اور قوم کو مصیبت میں ڈالتا ہے بلکہ پکا بخیل وہ ہے جو اپنی مفروضہ زکوٰۃ نہیں دیتا اور خرچ کرتا ہے اپنے مال کو اور فضولیات میں۔ (م)

﴿ باب ۸۴ النوادر ﴾

۱۔ محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن ابن محبوب، عن معاوية بن وهب،

عن عبدالأعلى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أفضل الصدقة صدقة عن ظهر غنى .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليِّ ، عن السكونيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : أفضل الصدقة صدقة تكون عن فضل الكفّ .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم : عن أبيه ، عن النوفليِّ ، عن السكونيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : «وأطعموا البائس الفقير » قال : هو الزَّمن الّذي لا يستطيع أن يخرج لزمانته .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن مهران بن محمّد ، عن سعد ابن طريف ، عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : «فأمّا من أعطى واتّقى وصدَّق بالحسنى» بأنَّ الله تعالى يعطي بالواحدة عشرة إلى مائة ألف فمازاد «فسنيسّره لليسرى» قال : لايريد شيئاً من الخير إلّا يسّره الله له «وأمّا من بخل و استغنى» قال : بخل بما آتاه الله عزَّ وجلَّ «وكذَّب بالحسنى» بأنَّ الله يعطي بالواحدة عشرة إلى مائة ألف فما زاد «فسنيسّره للعسرى» قال : لايريد شيئاً من الشرِّ إلّا يسّره له «وما يغني عنه ماله إذا تردّى » قال : أما والله ما هو تردّى في بئر ولا من جبل ولا من حائط ولكن تردّى في نار جهنّم .

٥ ـ وعنه ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن زرارة ، عن سالم بن أبي حفصة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ الله تبارك و تعالى يقول : مامن شيء إلّا وقد وكّلت به من يقبضه غيري إلّا الصدقة فإنّي أتلقّفها بيدي تلقّفاً حتّى أنّ الرَّجل ليتصدَّق بالتمرة أو بشقِّ تمرة فاُربّيها [له] كما يربّي الرَّجل فلوه وفصيله فيأتي يوم القيامة وهو مثل اُحد وأعظم من اُحد .

٦ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن أبيه ، عمّن حدّثه ، عن عبدالرَّحمن العزرميِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جاء رجل إلى الحسن والحسين عليهما السلام وهما جالسان على الصفا فسألهما فقالا : إنَّ الصدقة لاتحلّ إلّا في دين موجع أو غرم مفظع أو فقر مدقع ففيك شيء من هذا ؟ قال : نعم فأعطياه و قد كان الرَّجل سأل

عبدالله بن عمر ، وعبدالرّحمن بن أبي بكر فأعطياه ولم يسألاه عن شيء، فرجع إليهما فقال لهما : مالكما لم تسألاني عمّا سألني عنه الحسن والحسين عليهما السلام ؟ وأخبرهما بما قالا ، فقالا : إنّهما غذّيا بالعلم غذاء .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عمّن حدّثه ، عن مسمع ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : لا تسألوا اُمّتي في مجالسها فتبخّلوها .

٨ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن أبان ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «يا أيّها الّذين آمنوا أنفقوا من طيّبات ما كسبتم وممّا أخرجنا لكم من الأرض ولا تيمّموا الخبيث منه تنفقون» قال : كان رسول الله صلّى الله عليه وآله إذا أمر بالنخل أن يزكّى يجيىء قوم بألوان من تمر وهو من أردى التمر يؤدّونه من زكاتهم تمراً يقال : له الجعرور والمعافارة قليلة اللّحا عظيمة النوى وكان بعضهم يجيىء بها عن التمر الجيّد فقال : رسول الله صلّى الله عليه وآله : لا تخرصوا هاتين التمرتين ولا تجيئوا منها بشيء، وفي ذلك نزل « ولا تيمّموا الخبيث منه تنفقون ولستم بآخذيه إلّا أن تغمضوا فيه» والإغماض أن تأخذ هاتين التمرتين .

٩ ـ وفي رواية اُخرى ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «أنفقوا من طيّبات ما كسبتم» فقال : كان القوم قد كسبوا مكاسب سوء في الجاهليّة فلمّا أسلموا أرادوا أن يخرجوها من أموالهم ليتصدّقوا بها فأبى الله تبارك وتعالى إلّا أن يخرجوا من أطيب ما كسبوا .

١٠ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن عثمان بن عيسى ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جاء رجل إلى النبيّ صلّى الله عليه وآله فقال : إنّي شيخ كثير العيال ضعيف الرّكن قليل الشيء، فهل من معونة على زماني ؟ فنظر رسول الله صلّى الله عليه وآله إلى أصحابه ونظر إليه أصحابه وقال : قد أسمعنا القول وأسمعكم فقام إليه رجل فقال : كنت مثلك بالأمس فذهب به إلى منزله فأعطاه مروداً من تبر وكانوا يتبايعون بالتبر وهو الذهب والفضّة فقال الشيخ : هذا كلّه قال : نعم فقال الشيخ : أقبل تبرك فإنّي

لست بجنّيٍّ ولا إنسيٍّ ولكنّي رسول من الله لأبلوك ، فوجدتك شاكراً فجزاك الله خيراً .

١١ ـ أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن مسمع بن عبدالملك قال : كنّا عند أبي عبدالله عليه السلام بمنى وبين أيدينا عنب نأكله فجاء سائل فسأله فأمر بعنقود فأعطاه ، فقال السائل : لا حاجة لي في هذا إن كان درهم قال : يسع الله عليك فذهب ثمّ رجع فقال : ردّوا العنقود فقال : يسع الله لك ولم يعطه شيئاً ثمّ جاء سائل آخر فأخذ أبو عبدالله عليه السلام ثلاث حبّات عنب فناولها إيّاه فأخذ السائل من يده ثمّ قال : الحمد لله ربّ العالمين الّذي رزقني ؛ فقال أبو عبدالله عليه السلام : مكانك فحشا ملء كفّيه عنباً فناولها إيّاه فأخذها السائل من يده ثمّ قال : الحمد لله ربّ العالمين فقال أبو عبدالله عليه السلام : مكانك يا غلام أيّ شيء معك من الدّراهم فإذا معه نحو من عشرين درهماً فيما حزرناه أو نحوها فناولها إيّاه فأخذها ثمّ قال : الحمد لله هذا منك وحدك لا شريك لك ، فقال أبو عبدالله عليه السلام : مكانك فخلع قميصاً كان عليه فقال : البس هذا فلبسه ثمّ قال : الحمد لله الّذي كساني وسترني يا أبا عبدالله ـ أو قال جزاك الله خيراً لم يدع لأبي عبدالله عليه السلام إلّا بذا ـ ثمّ انصرف فذهب قال : فظننّا أنّه لو لم يدع له لم يزل يعطيه لأنّه كلّما كان يعطيه حمد الله أعطاه .

١٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا ضاق أحدكم فليعلم أخاه ولا يعين على نفسه .

١٣ ـ محمّد بن عليّ ، عن معمر رفعه قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه في بعض خطبه : إنّ أفضل الفعال صيانة العرض بالمال .

١٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن زرارة قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : ثلاثة إن يعلمهنّ المؤمن كانت زيادة في عمره وبقاء النّعمة عليه ، فقلت : وما هنّ ؟ قال : تطويله في ركوعه وسجوده في صلاته وتطويله لجلوسه على طعامه إذا [أ]طعم على مائدته واصطناعه المعروف إلى أهله .

١٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام قلت : قوم عندهم فضول وبإخوانهم حاجة شديدة وليس تسعهم

الزّکاۃ أیسعهم أن یشبعوا و یجوع إخوانهم فإنّ الزمان شدید ؛ فقال : المسلم أخو المسلم لا یظلمه ولا یخذله ولا یحرمه فیحقّ علی المسلمین الاجتهاد فیه والتواصل و التعاون علیه والمواساۃ لأهل الحاجۃ ، والعطف منکم یکونون علی ما أمر الله فیهم « رحماء بینهم » متراحمین .

باب ۸۴

نوادر

۱۔ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو بحالت مالداری دیا جائے۔ (ض)

۲۔ فرمایا رسولُ اللہ نے بہترین صدقہ وہ ہے جو بھرپور دیا جائے۔ (ض)

۳۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں "وأطعموا البائس الفقیر" فرمایا مراد وہ مجبور ہے جو اپنے اپاہج ہونے کی وجہ سے ذکوٰۃ نکالنے کے قابل نہیں۔ (ض)

۴۔ فرمایا اس قول باری تعالیٰ کے متعلق جس نے دیا اور اچھی بات کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا بلکہ ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ "ہم اس کو آسانی سے راحت دیں گے"، یعنی جب وہ امرِ خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے آسانی پیدا کر دیتا ہے تو اور جو بخل کرتا ہے اور مالدار بنتا ہے" فرمایا بخل کرتا ہے اس چیز میں جو اللہ نے اسے دی ہے اور اچھی بات کو جھٹلاتا ہے جس کے سبب اللہ ایک کا بدلہ دس بلکہ ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ دیتا ہے۔" اللہ اسے عسرت کی طرف لے جاتا ہے جب وہ بری بات کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس شر کو اس پر آسان کر دیتا ہے۔" اور ہلاک ہونے میں اس کا مال اس کی مدد نہیں کرتا۔"
فرمایا خدا کی قسم یہ ہلاکت نہ کنوئیں میں ہوگی نہ پہاڑ میں نہ باغ میں بلکہ ہلاک ہوگا آتش جہنم میں۔ (مجہول)

۵۔ فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ہر شے پر موکل رکھا ہے سوائے صدقہ کے میرا غیر اس پر قبضہ نہیں پاتا۔ میں اپنے ہاتھ سے اسے دیتا ہوں یہاں تک کہ جب کوئی ایک چھوہارہ صدقہ دیتا ہے یا ایک ریشہ چھوہارے کا تو میں اسے پرورش کرتا ہوں جیسے کوئی آدمی دودھ سے چھوٹے بچہ کو پالتا ہے وہ روز قیامت اُحد پہاڑ بلکہ اس سے زیادہ بڑا ہو کر آئے گا۔ (ض)

۶۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے ایک شخص امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے پاس آیا جبکہ وہ مقام صفا میں بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں سے سوال کیا۔ فرمایا صدقہ حلال ہوتا ہے تین صورتوں میں، دردناک قرضہ، سخت تر تاوان اور ہیں لینے والے

فقر میں، کیا ان میں سے کوئی مصیبت تم پر ہے کہا ہاں۔ اس کو دونوں نے عطا کیا۔ پھر وہ گیا عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر کے پاس اور سوال کیا انھوں نے بغیر کچھ پوچھے دے دیا اس نے کہا تم نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی طرح کیوں نہ پوچھا اور جو کچھ انھوں نے پوچھا تھا بتایا انھوں نے کہا انھوں نے غذائے علم سے پرورش پائی ہے (مرسل)

۷۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا مت سوال کرو میری امت سے مجالس میں ورنہ بخل کریں گے۔ (مرسل)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق "اے ایمان والو راہِ خدا میں اپنی کمائی کا اچھا حصہ دو اور اس چیز سے دو جو زمین سے تمہارے لئے پیدا ہوئی ہے اور بری چیز راہِ خدا میں نہ دو جسے تم خود لینا پسند نہیں کرتے اور رسول اللہؐ جب کسی درخت خرما سے زکوٰۃ لینے کا حکم دیتے تو کچھ لوگ اپنی زکوٰۃ میں دینے کے لئے ردی خرمے لے آتے جن کو جعرور اور معارفہ کہا جاتا تھا ان میں گودا کم ہوتا تھا اور گٹھلی بڑی ہوتی تھی اور بعض اچھے خرمے لاتے تھے حضرت نے فرمایا ان دو قسم کے خرموں کا تخمینہ نہ کرو اور ان میں سے کوئی شے زکوٰۃ میں نہ لے کر آؤ"، اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ خراب جنس کو جسے تم خود لینا پسند نہیں کرتے زکوٰۃ میں دینے کا قصد نہ کرو اور لینے والوں کو چاہیئے کہ وہ اس قسم کے خرمے نہ لیں۔ (ض)

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس آیت کے متعلق "راہِ خدا میں اپنی کمائی کا بہترین حصہ دو" کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ مذموم پیشوں سے کماتے تھے جب مسلمان ہو گئے تو انھوں نے اپنے انہی اموال سے صدقہ نکالنا چاہا۔ پس خدا نے اس کے لینے سے انکار کیا اور حکم دیا کہ پاک مال میں سے زکوٰۃ دیں۔ (مرسل)

۱۰۔ ایک شخص حضرت رسول خدا کے پاس آیا اور کہنے لگا میں ایک بوڑھا کثیر العیال، کمزور اعضاء والا اور قلیل المعاش ہوں آیا میری کچھ مدد ہو سکتی ہے حضرت نے اپنے اصحاب کو دیکھا اور انھوں نے اس شخص کو اور فرمایا اس نے ہمیں اور تمہیں اپنا قول سنا دیا۔ اس شخص نے کہا کل میں بھی آپ ہی جیسا تھا حضرت اسے لے کر گھر آئے اور ایک کیسۂ تبر دیا اور اصحاب نے بھی تبر دیا۔ (تبر سونے اور چاندی کو کہتے ہیں) اس شخص نے کہا بس کل یہی ہے۔ فرمایا ہاں اس نے کہا آپ یہ تبر لے لیجئے۔ میں نہ جن ہوں نہ انسان بلکہ اللہ کا پیغامبر ہوں تمہارے امتحان کے لئے آیا تھا۔ پس میں نے آپ کو شکر گزار پایا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ (مرسل)

۱۱۔ ہم منیٰ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے تھے اور ہم انگور کھا رہے تھے ایک سائل نے آکر سوال کیا آپ نے ایک خوشہ اسے دینے کا حکم دیا اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں درہموں کی ہے حضرت نے فرمایا اللہ تیرے رزق میں وسعت دے۔ وہ گیا اور پھر لوٹ کر آیا حضرت نے خوشہ اسے دے دیا اور کہا اللہ تیرے رزق میں وسعت دے اور کچھ نہ دیا۔ اس کے بعد دوسرا سائل آیا۔ حضرت نے تین دانے اسے دیئے اس نے لے لئے اور کہا حمد ہے اس خدا کی جو رب العالمین ہے اور جس نے مجھے رزق دیا۔ حضرت نے فرمایا ٹھہر جا اور غلام سے کہا تیرے پاس

کیلئے اس نے کہا میں نے بیس درہم جمع کئے ہیں حضرت نے فرمایا اس میں سے کچھ سائل کو دے دے۔ اس نے پھر خدا کی حمد کی، حضرت نے فرمایا ٹھہر جا۔ اور اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی اور کہا اسے پہن لے، اس نے پہن لی اور کہا حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھے لباس پہنایا اور ابوعبداللہ نے میرا بدن ڈھانپا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور اس کے سوا اور کوئی دعا نہ کی اور چلا گیا۔ راوی کہتا ہے ہم نے گمان کیا کہ اگر وہ دعا پر ختم نہ کرتا اور برابر حمد کئے جاتا تو حضرت برابر اسے دیئے چلے جاتے۔ (مرسل)

۱۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب تم میں سے کسی کی روزی تنگ ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے بھائی کو آگاہ کرے اور اپنے نفس پر تکلیف نہ اٹھائے۔ (مرسل)

۱۳۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک خطبہ فرمایا۔ کاموں میں بہترین کام مال کے ذریعہ سے اپنی آبرو بچانا ہے (مرفوعا)

۱۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر مومن تین باتوں کو جان لے تو اس کی عمر میں زیادتی اور نعمت باقی رہے میں نے کہا وہ کیا ہیں۔ فرمایا نماز میں رکوع و سجود کو طول دینا، دوسرے جب دسترخوان پر کسی کو کھلائے تو زیادہ دیر بیٹھنا اور تیسرے اہل کے ساتھ احسان کرنا۔ (حسن)

۱۵۔ میں حضرت سے کہا کچھ لوگوں کے پاس ضرورت سے زیادہ روپیہ ہے اور ان کے بھائی سخت تکلیف میں بسر کرتے ہیں اور وہ زکوٰۃ نہیں دیتے کیا ان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ تو سیر ہو کر کھائیں اور ان کے بھائی بھوکے مریں فرمایا یہ معاملہ سخت ہے مسلمان کو چاہیئے کہ مسلمان بھائی پر ظلم نہ کرے اور اس کو رسوا نہ کرے اور مسلمانوں کے لئے سزاوار ہے کہ کوشش کریں باہمی صلہ رحم میں، معاونت و مواسات میں ضرورت مندوں کے ساتھ اور مہربانی کریں جیسا کہ خدا فرماتا ہے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ (موثق)

﴿ باب ۸۵ ﴾

☆(فضل اطعام الطعام)☆

١ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن عليّ بن الحكم ، و غيره ، عن موسى بن بكر ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : من موجبات مغفرة الله تبارك و تعالى إطعام الطّعام .

٢ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن عليّ بن محمّد القاسانيّ ، عمّن حدّثه ، عن عبدالله بن القاسم الجعفريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : خيركم من أطعم الطعام وأفشى السّلام وصلّى والنّاس نيام .

۳ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن محمّد بن عليّ ، عن الحسن بن عليّ ، عن سيف بن عميرة ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان عليٌّ عليه السلام يقول : إنّا أهل بيت اُمرنا أن نطعم الطّعام ونؤدّي في النّاس البائنة ونصلّي إذا نام النّاس .

۴ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن عليّ ، عن الحسن بن عليّ بن يوسف ، عن سيف بن عميرة ، عن فيض بن المختار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المنجيات إطعام الطّعام و إفشاء السّلام والصّلاة باللّيل والنّاس نيام .

۵ ـ محمّد بن يحيى ، عن عبدالله بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عليّ بن أبي حمزة عن أبي بصير ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّ الله تبارك وتعالى يحبّ إهراق الدّماء و إطعام الطعام .

۶ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أحبّ الأعمال إلى الله عزّ و جلّ إشباع جوعة المؤمن أو تنفيس كربته أو قضاء دينه .

۷ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن أحمد بن محمّد ؛ وابن فضّال عن ثعلبة بن ميمون ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّ الله عزّ وجلّ يحبّ إطعام الطعام وإراقة الدّماء .

۸ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن الحسين بن سعيد ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اُتي رسول الله صلّى الله عليه وآله بأسارى فقدّم رجلٌ منهم ليضرب عنقه ، فقال له جبرئيل : أخّر هذا اليوم يا محمّد ، فردّه وأخرج غيره حتّى كان هو آخرهم فدعا به ليضرب عنقه فقال له جبرئيل : يا محمّد ربّك يقرئك السّلام و يقول لك : إنّ أسيرك هذا يطعم الطعام ويقري الضيف و يصبر على النائبة ويحمل الحمالات فقال له النبيّ صلّى الله عليه وآله : إنّ جبرئيل أخبرني فيك من الله عزّ وجلّ بكذا و كذا وقد أعتقتك فقال له : إنّ ربّك ليحبّ هذا ؟ فقال : نعم فقال : أشهد أن لا إله إلّا الله و أنّك رسول الله ، والّذي بعثك بالحقّ نبيّاً لا رددت عن مالي أحداً أبداً .

۹ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن ابن فضّال ، عن عبدالله بن ميمون

عن جعفر، عن أبيه عليهما السلام أنّ النبيّ صلى الله عليه وآله قال: الرّزق أسرع إلى من يطعم الطعام من السكين في السّنام.

١٠ ـ عليّ بن محمّد بن عبدالله، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن أبيه، عن عبدالله بن المغيرة، عن موسى بن بكر، عن أبي الحسن عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يقول: من موجبات مغفرة الربّ تبارك وتعالى إطعام الطّعام.

١١ ـ أحمد بن محمّد، عن أبيه، عن معمر بن خلّاد قال: كان أبوالحسن الرّضا عليه السلام إذا أكل اُتي بصحفة فتوضع بقرب مائدته فيعمد إلى أطيب الطعام ممّا يؤتى به فيأخذ من كلّ شيء شيئاً فيضع في تلك الصّحفة ثمّ يأمر بها للمساكين ثمّ يتلو هذه الآية «فلا اقتحم العقبة» ثمّ يقول: علم الله عزّ وجلّ أنّه ليس كلّ إنسان يقدر على عتق رقبة فجعل لهم السّبيل إلى الجنّة.

باب ۸۵

فضیلت کھانا کھلانے کی

۱۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے موجبات مغفرت الٰہی میں ایک کھانا کھلانا بھی ہے۔ (ض)

۲۔ رسول اللہ نے فرمایا تم میں نیک وہ ہے جو کھانا کھلائے لوگوں کو سلام کرے اور رجب خواب میں ہوں تو نماز پڑھے۔ (حسن)

۳۔ حضرت علی فرمایا کرتے تھے ہم اہلبیت ہیں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ کھانا کھلائیں اور لوگوں کی مصیبت دور کریں۔

۴۔ فرمایا باعث نجات تین چیزیں ہیں کھانا کھلانا، علانیہ سلام کرنا اور رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سوتے ہوں (ض)

۵۔ فرمایا اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلانا۔ (ض)

۶۔ فرمایا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے خدا کے نزدیک سب سے بہتر عمل بھوکے مومن کا سیر کرنا اس کی تکلیف کو دور کرنا اور اس کا قرض ادا کرنا ہے (ض)

۷۔ فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے کھانا کھلانے اور ذبیحہ کرنے کو۔ (مجہول)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ کے پاس کچھ قیدی لائے گئے ان میں سے ایک کو گردن مارنے کے لئے آگے بڑھایا گیا جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمدؐ ایک دن کی تاخیر کرو اور دوسرے کو بلاؤ یہاں تک کہ یہ ان کا آخر ہو پس آخر میں اسے گردن مارنے کے لئے بلایا گیا۔ جبرئیل نے کہا اللہ تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے کہ آپ کا یہ قیدی لوگوں کو کھانا

کھلاتا ہے۔ مہمان نوازی کرتا ہے اور مصیبت پر صبر کرتا ہے اور لوگوں کے بار اٹھاتا ہے حضرت نے اس قیدی سے کہا اللہ کی طرف سے تیرے بارے میں جبرئیل نے خبر دی ہے ایسی ایسی۔ لہذا میں نے تجھ کو آزاد کیا۔ اس نے کہا کیا آپ کا رب اس عمل کو محبوب رکھتا ہے فرمایا ہاں۔ اس نے کلمہ پڑھا اور کہا، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنایا، میں نے کبھی کسی سائل کو کچھ دیئے بغیر نہیں لوٹایا۔ (موثق)

۹۔ فرمایا رسول اللہ نے رزق جلدی سے آتا ہے اس کی طرف اس سے زیادہ جلد جیسے چاقو جلد کوہان میں در آتا ہے۔

۱۰۔ فرمایا رسول اللہ نے خدا کی مغفرت کے اسباب میں لوگوں کو کھانا کھلانا بھی ہے۔ (موثق)

۱۱۔ امام رضا علیہ السلام کے لیے جب دسترخوان بچھتا تو کھانے آپ کے قریب رکھے جاتے آپ ان چیزوں کو کھاتے جو زیادہ پاک ہوتیں اور جتنے کھانے ہوتے سب آپ کے دسترخوان پر رکھے جاتے۔ پھر مساکین کو تقسیم کرنے کا حکم دیتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے۔ اللہ جانتا ہے کہ ہر انسان غلام آزاد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تو یہ صورت اس نے حصول جنت کی رکھ دی۔ (ضا)

﴿باب ۸۶﴾

﴿فضل القصد﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، وسهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن جميل بن صالح ، عن بريد بن معاوية ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال عليُّ بن الحسين صلوات الله عليهما : لينفق الرَّجل بالقصد و بلغة الكفاف و يقدم منه فضلاً لآخرته فإنَّ ذلك أبقى للنّعمة وأقرب إلى المزيد من الله عزَّ وجلَّ وأنفع في العافية .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن صالح بن السّنديِّ ، عن جعفر بن بشير ، عن داود الرَّقيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ القصد أمرٌ يحبّه الله عزَّ وجلَّ و إنَّ السّرف أمرٌ يبغضه الله حتّى طرحك النواة فإنّها تصلح للشيء و حتّى صبّك فضل شرابك .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : «ويسألونك ماذا ينفقون قل العفو» قال : العفو الوسط .

٤ ـ عليُّ بن محمّد رفعه قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه القصد مثراة و

السّرف متواة .

٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن منصور بن يونس ، عن أبي حمزة ، عن عليٍّ بن الحسين عليهما السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : ثلاث منجيات فذكر الثالث القصد في الغنى والفقر .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن عمر بن أبان ، عن مدرك بن أبي الهزهاز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : ضمنت لمن اقتصد أن لا يفتقر .

٧ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وسهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن يونس بن يعقوب عن حمّاد [بن واقد] اللّحام ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لو أنَّ رجلاً أنفق ما في يديه في سبيل من سبيل الله ما كان أحسن ولا وفّق أليس يقول الله تعالى : «ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إنَّ الله يحبُّ المحسنين » يعني المقتصدين .

٨ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن مروك بن عبيد ، عن أبيه عبيد قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : ياعبيد إنَّ السرف يورث الفقر وإنَّ القصد يورث الغنى .

٩ ـ عليُّ بن محمّد ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن محمّد بن عليٍّ ، عن محمّد بن الفضيل ، عن موسى بن بكر قال : قال أبو الحسن عليه السلام : ما عال امرءٌ في اقتصاد .

١٠ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن عثمان بن عيسى ، عن إسحاق بن عبد العزيز ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبد الله عليه السلام أنّه قال له : إنّا نكون في طريق مكّة فنريد الإحرام فنطلي ولا تكون معنا نخالة نتدلّك بها من النورة فنتدلّك بالدّقيق وقد دخلني من ذلك ما الله أعلم به ، فقال : أمخافة الإسراف ؟ قلت : نعم ، فقال : ليس فيما أصلح البدن إسراف ، إنّي ربّما أمرت بالنقي فيلتُّ بالزّيت فأتدلّك به ، إنّما الإسراف فيما أفسد المال وأضرَّ بالبدن قلت : فما الإقتار ؟ قال : أكل الخبز والملح وأنت تقدر على غيره ، قلت : فما القصد ؟ قال : الخبز و اللّحم واللّبن و الخلّ والسّمن مرَّةً هذا ومرَّةً هذا .

١١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن مروك بن عبيد ، عن رفاعة ، عن

أبي عبدالله علیه السلام قال : إذا جاد الله تبارك وتعالى عليكم فجودوا وإذا أمسك عنكم فأمسكوا ولا تجاودوا الله فهو الأجود .

١٢ ـ أحمد بن عبدالله ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن محمد بن علي [الصيرفي] ، عن ابن سنان ، عن أبي عبدالله علیه السلام قال : قال رسول الله صلی الله علیه وآله : من اقتصد في معيشته رزقه الله ومن بذّر حرمه الله .

١٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن حسّان ، عن موسى ابن بكر قال : سمعت أبا الحسن موسى علیه السلام يقول : الرّفق نصف العيش وما عال امرءٌ في اقتصاده .

باب ۸۶

میانہ روی کی فضیلت

۱۔ فرمایا علی بن الحسین علیہ السلام نے آدمی کو چاہیئے کہ خرچ میں میانہ روی اختیار کرے اور اپنی آمدنی کے لحاظ سے خرچ کرے بکفایت اور فضیلت آخرت کا خیال رکھے کہ اس میں نعمت کی بقا ہے اور اللہ سے مزید قربت کا باعث اور عاقبت کے لیے زیادہ نافع۔ (ح)

۲۔ فرمایا میانہ روی اللہ کو محبوب ہے اور فضول خرچی سے اللہ کو بغض ہے یہاں تک کہ ایک گٹھلی کا پھینک دینا کہ کسی وقت وہ بھی کام آجائے گی یا پانی کا جو پینے سے بچ رہا ہو پھینک دیا۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا اس آیت کے متعلق "لوگ پوچھتے ہیں ہم کیسے خرچ کریں کہہ دو عفو سے اور فرمایا عفو نام ہے میانہ روی کا (حسن)

۴۔ فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے میانہ روی تونگری ہے اور فضول خرچی تنگدستی ہے (مرفوع)

۵۔ فرمایا علی بن الحسین نے رسول اللہ نے فرمایا تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں ان میں سے ایک میانہ روی ہے تونگری اور فقیری میں۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا حضرت نے جو کفایت شعاری کرے گا میں ضامن ہوں کہ وہ تنگدست نہ ہوگا۔ (مجہول)

۷۔ فرمایا حضرت نے اگر کوئی راہ خدا میں اپنا مال غلط طریقہ سے صرف کرے تو توفیق سے محروم رہے گا کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو، احسان کرو اللہ احسان کرنے والوں یعنی کفایت شعاروں کو دوست رکھتا ہے۔ (مجہول)

۸۔ فرمایا حضرت نے فضول خرچی سبب فقر ہے اور کفایت شعاری سبب مالداری۔ (مجہول)

۹۔ انسان کفایت شعاری میں غریب نہیں ہوتا۔ (مو)

۱۰۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ سے کہا کہ اگر ہم مکہ کے راستہ میں ہوں اور احرام باندھنا چاہیں اور نورہ لگائیں اور ہمارے پاس اسے رگڑنے کے لئے بھوسی نہ ہو اور ہم یہ کام آٹے سے لیں تو یہ خیال دل میں آئے کہ یہ غلط کام تو نہیں کیا فرمایا اسراف کے خوف سے میں نے کہا جی ہاں فرمایا اصلاح بدن میں اسراف نہیں، بسا اوقات میں صفائی کے لئے روغن زیتون کی مالش کرتا ہوں اسراف اس چیز میں ہوتا ہے جو مال کو برباد کرے اور بدن کو نقصان پہنچائے۔ میں نے کہا اور بخل فرمایا مثلاً نمک اور روٹی کھانا باوجودیکہ تم ان چیزوں کے علاوہ اور چیزیں کھانے پر بھی قدرت رکھتے ہو۔ میں نے کہا اور میانہ روی کیا ہے۔ فرمایا روٹی، گوشت، دودھ، سرکہ، گھی، کبھی ایک مرتبہ یہ کھایا کبھی وہ۔ (مرسل)

۱۱۔ فرمایا جب اللہ تم کو دے تو تم بھی دو، جب اللہ تم سے روکے تو تم بھی رک جاؤ اللہ پر جود میں سبقت نہ کرو وہ سب سے زیادہ سخی ہے۔ (مو)

۱۲۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے جو کفایت شعار ہے اللہ اس کو رزق دیتا ہے اور جو اسراف کرتا ہے اس پر رزق حرام کر دیتا ہے۔ (مو)

۱۳۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کفایت شعاری آدھا عیش ہے جس نے میانہ روی اختیار کی وہ غریب نہ ہوگا۔

﴿باب ۹﴾

﴿كراهية السرف والتقتير﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن أبيه، عن القاسم بن محمّد الجوهريّ، عن جميل بن صالح، عن عبد الملك بن عمرو الأحول قال: تلا أبو عبدالله عليه السلام هذه الآية «والّذين إذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قواماً» قال: فأخذ قبضة من حصى وقبضها بيده فقال: هذا الإقتار الّذي ذكره الله في كتابه ثمَّ قبض قبضة اُخرى فأرخى كفّه كلّها ثمَّ قال: هذا الإسراف ثمَّ أخذ قبضة اُخرى فأرخى بعضها وأمسك بعضها وقال: هذا القوام.

٢ ـ وعنه، عن أبيه، عن محمّد بن عمرو، عن عبدالله بن أبان قال: سألت أبا الحسن الأوَّل عليه السلام عن النفقة على العيال فقال: مابين المكروهين الإسراف والإقتار.

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن محبوب، عن عليّ بن رئاب، عن ابن أبي يعفور؛ ويوسف بن عمار[ة] قالا: قال أبو عبدالله عليه السلام: إنّ مع الإسراف قلّة البركة.

٤ ـ عدّةٌ، من أصحابنا، عن سهل بن زياد؛ و أحمد بن محمّد، عن أحمد بن محمّد ابن أبي نصر، عن سماعة بن مهران، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: ربّ فقير هو أسرف من الغني إنّ الغني ينفق ممّا اُوتي و الفقير ينفق من غير ما اُوتي.

٥ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن المثنّى قال: سأل رجل أبا عبدالله عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ: «و آتوا حقّه يوم حصاده ولاتسرفوا إنّه لايحبّ المسرفين» فقال: كان فلان بن فلان الأنصاريّ سمّاه وكان له حرث وكان إذا أخذ يتصدّق به ويبقى هو وعياله بغير شيء فجعل الله عزّ وجلّ ذلك سرفاً.

٦ ـ عليّ بن محمّد، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن أبيه، عن النضر بن سويد، عن موسى بن بكر، عن عجلان قال: كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فجاء سائلٌ فقام إلى مكتل فيه تمر فملأ يده فناوله، ثمّ جاء آخر فسأله فقام فأخذ بيده فناوله، ثمّ جاء آخر فسأله فقام فأخذ بيده فناوله، ثمّ جاء آخر فسأله فقام فأخذ بيده فناوله، ثمّ جاء آخر فقال: الله رازقنا وإيّاك ثمّ قال: إنّ رسول الله صلّى الله عليه وآله كان لايسأله أحد من الدّنيا شيئاً إلّا أعطاه فأرسلت إليه امرأة ابناً لها فقالت: انطلق إليه فاسأله فإن قال لك: ليس عندنا شيء فقل: أعطني قميصك، قال: فأخذ قميصه فرمى به إليه؛ وفي نسخة اُخرى فأعطاه فأدّبه الله تبارك وتعالى على القصد فقال: «ولا تجعل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تبسطها كلّ البسط فتقعد ملوماً محسوراً».

٧ ـ أحمد بن محمّد، عن محمّد بن عليّ، عن محمّد بن سنان، عن أبي الحسن عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ: «و كان بين ذلك قواماً» قال: القوام هو المعروف «على الموسع قدره وعلى المقتر قدره متاعاً بالمعروف حقّاً على المحسنين» على قدر عياله و مؤونتهم التي هي صلاح له ولهم و«لا يكلّف الله نفساً إلّا ما آتيها».

٨ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع، عن صالح ابن عقبة، عن سليمان بن صالح قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: أدنى ما يجيء من حدّ

الإسراف ؟ فقال : إبذالك ثوب صونك وإهراقك فضل إنائك وأكلك التمر ورميك النوى ههنا وههنا .

٩ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عمّار أبي عاصم قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : أربعة لا يستجاب لهم ، أحدهم كان له مال فأفسده فيقول : يا ربِّ ارزقني فيقول الله عزَّ وجلَّ : ألم آمرك بالاقتصاد .

باب

کراہت اسراف و بخل

۱۔ حضرت نے یہ آیت پڑھی "جو لوگ خرچ کرتے ہیں اور اسراف و بخل نہیں کرتے اور درمیانی راستہ اختیار کرتے ہیں تو وہی صحیح طریقہ ہے پھر حضرت نے ایک مٹھی میں سنگریزے لے کر مٹھی بند کر لی، فرمایا یہ بخل ہے پھر ایک مٹھی میں لے کر بالکل کھول دی۔ فرمایا یہ اسراف ہے پھر ایک مٹھی میں لے کر کچھ مٹھی کھولی کچھ بند کر لی۔ فرمایا یہ میانہ روی ہے۔

۲۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا عیال کے نفقہ کے متعلق۔ فرمایا وہ دو مکروہ کے درمیان ہے۔ فضول خرچی اور بخل۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا اسراف میں برکت کم ہوتی ہے۔ (م)

۴۔ فرمایا بہت سے فقیر ایسے ہیں جو مالدار سے زیادہ فضول خرچ ہوتے ہیں مالدار خرچ کرتا ہے اس میں سے جو اُسے دیا گیا ہے اور فقیر خرچ کرتا ہے اس میں سے جو اسے نہیں دیا گیا۔ (موثق)

۵۔ کسی نے اس آیت کے متعلق سوال کیا۔ کاٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو، اللہ مسرفوں کو دوست نہیں رکھتا۔ فرمایا فلاں بن فلاں انصاری کی کھیتی جب تیار ہوئی تو اس نے سب راہ خدا میں دے دی۔ اور وہ خود اور اس کے عیال خالی ہاتھ رہ گئے لہذا خدا نے اسکو فضول خرچی قرار دیا۔ (مجہول)

۶۔ میں حضرت ابوعبداللہ کی خدمت میں تھا کہ ایک سائل آیا۔ آپ اس پیمانہ کے پاس آئے جس میں خرمے تھے آپ نے ایک مٹھی بھر کر اسے دیدیئے۔ پھر ایک اور سائل آیا اس نے کہا اللہ نے ہم کو اور تجھ کو رزق دیا ہے پھر فرمایا حضرت رسولِ خدا سے جو کوئی دنیا کی کوئی شے مانگتا تھا آپ اسے دے دیتے تھے ایک عورت نے اپنے بیٹے سے کہا، تو حضرت کے پاس جا اور سوال کر اگر حضرت کہیں کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں تو کہنا اپنی قمیص ہی دے دیجیے چنانچہ حضورؐ نے اپنی قمیص اتار کر اسے دے دی۔

ایک اور نسخہ میں ہے خدا نے ان کو آگاہ کیا یہ کہہ کر نہ تو اپنا ہاتھ بندھا ہی رکھو اور نہ ایسا کھولو کہ تنگ دست ہو کر بیٹھ رہو۔ (ض)

۷۔ فرمایا حضرت نے اس قول خدا کے متعلق کہ قوام سے مراد وہ احسان ہے جو مالدار اپنی حیثیت کے مطابق کرے اور غریب اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اور اپنے بال بچوں کے اس خرچ کا لحاظ کرتے ہوئے جو ان کے حسب حال ہو اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر جتنا اس کو دیا ہے اتنی ہی۔ (ض)

۸۔ میں نے پوچھا ادنیٰ فضول خرچی کیا ہے۔ فرمایا اپنے جسم کی حفاظت کرنے والا لباس کسی کو دے دینا، کسی نعمت کو جلا دینا جو بچ رہی ہو۔ خرما کھا کر گٹھلی ادھر ادھر پھینک دینا۔ (مجہول)

۹۔ فرمایا چار چیزیں قابل قبول نہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک آدمی اپنا مال لٹا کر خدا سے کہے مجھے رزق دے خدا اس سے کہتا ہے کیا میں نے تجھے میانہ روی کا حکم نہیں دیا تھا۔ (مجہول)

﴿باب ۵۵﴾

✿(سقي الماء)✿

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن يحيى ، عن طلحة بن زيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : أوّل ما يبدء به في الآخرة صدقة الماء ـ يعني في الأجر ـ .

٢ ـ محمّد ، عن عبدالله بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبان بن عثمان ، عن مسمع ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أفضل الصدقة إبراد كبد حرّى .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من سقى الماء في موضع يوجد فيه الماء كان كمن أعتق رقبة ومن سقى الماء في موضع لا يوجد فيه الماء كان كمن أحيا نفساً و من أحيا نفساً فكأنّما أحيا الناس جميعاً .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن حديد ، عن مرازم ، عن مصادف قال : كنت مع أبي عبدالله عليه السلام بين مكّة و المدينة فمررنا على رجل في أصل شجرة وقد ألقى بنفسه فقال : مل بنا إلى هذا الرّجل فإنّي أخاف أن يكون قد أصابه عطش فملنا فإذا رجل من الفراسين طويل الشعر فسأله أعطشان أنت ؟ فقال : نعم . فقال

لي : أنزل يا مصادف فاسقه فنزلت وسقيته ، ثمّ ركبت وسرنا فقلت : هذا نصراني فتتصدّق على نصرانيّ ؟ فقال : نعم إذا كانوا في مثل هذا الحال .

٥ ـ عليُّ بن محمّد بن عبدالله ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن يحيى بن إبراهيم بن أبي البلاد ، عن أبيه ، عن جدّه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : جاء أعرابيٌّ إلى النبيّ صلى الله عليه وآله فقال : علّمني عملاً أدخل به الجنّة فقال : أطعم الطّعام وأفش السلام ، قال : فقال : لا اُطيق ذلك ، قال : فهل لك إبل ؟ قال : نعم قال : فانظر بعيراً واسق عليه أهل بيت لا يشربون الماء إلّا غبّاً فلعلّه لا ينفق بعيرك ولا ينخرق سقاؤك حتّى تجب لك الجنّة .

٦ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن ضريس بن عبدالملك ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنّ الله تبارك وتعالى يحبّ إبراد الكبد الحرّى ومن سقى كبداً حرّى من بهيمة أو غيرها أظلّه الله يوم لا ظلّ إلّا ظلّه .

باب ۸۸

پانی پلانا

۱۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے آخرت میں جسے اجر دیا جائے گا وہ پانی پلانے والا ہوگا۔ (موثق)

۲۔ فرمایا سب سے بہتر صدقہ کسی پیاسے کے کلیجے کو ٹھنڈا کرنا ہے (موثق)

۳۔ فرمایا جس نے ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی ہو تو ایسا ہے جیسے ایک غلام آزاد کیا اور اگر ایسی جگہ پانی پلائے جہاں پانی نہ ہو تو ایسا ہے جیسے ایک آدمی کی جان بچائی اور جس نے ایک کی جان بچائی اس نے گویا کل آدمیوں کی جان بچائی (حسن)

۴۔ میں ابوعبداللہ علیہ السلام کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا پس ہم گزرے ایک ایسے شخص کی طرف سے جو ایک درخت کے نیچے جاں بلب تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے پاس چلو مجھے ڈر ہے کہ یہ پیاسا ہے ہم اس کے پاس پہنچے تو دیکھا وہ ایک فرش بچھانے والا ہے جس کے لمبے لمبے بال ہیں۔ اس سے پوچھا کیا تو پیاسا ہے اس نے کہا ہاں حضرت نے فرمایا۔ اے مصادف اُترو میں سواری سے اُترا اور اسے پانی پلایا۔ پھر سوار ہو کر ہم چلے۔ میں نے کہا یہ نصرانی ہے آپ نصرانی کو صدقہ دیتے ہیں فرمایا ہاں جب ایسی حالت ہو۔ (ض)

۵۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ ایک اعرابی حضرت رسولِ خدا کے پاس آیا اور کہنے لگا کوئی عمل ایسا بتائیے

جس سے جنت مل جاتے۔ فرمایا لوگوں کو کھانا دے اور کشادہ دلی سے سلام کر اس نے کہا میں کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا تیرے پاس اونٹ ہے کہا ہاں فرمایا اس پر پانی لے جا کر ایسے لوگوں کو پلا جنھوں نے کل سے پانی نہ پیا ہو پس تیرا اونٹ کھانے نہ پائے گا اور تو پلا کر نہ لوٹے گا کہ جنت تجھ پر واجب ہو جائے گی۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا حضرت نے اللہ دوست رکھتا ہے کہ دل جلے کو پانی پلایا جائے اور جو پیاسے کو پانی پلائے گا چاہے آدمی ہو یا چوپایہ تو اللہ اس دن اس پر سایہ کرے گا جس دن کہیں سایہ نہ ہو گا۔ (موثق)

﴿باب ۵۹﴾

(الصدقة لبني هاشم ومواليهم وصلتهم)

١ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمد بن عبدالجبار ؛ ومحمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص بن القاسم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إن أناساً من بني هاشم أتوا رسول الله صلى الله عليه وآله فسألوه أن يستعملهم على صدقات المواشي وقالوا : يكون لنا هذا السهم الذي جعله الله للعاملين عليها فنحن أولى به فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : يا بني عبدالمطلب إن الصدقة لا تحل لي ولا لكم ولكني قد وعدت الشفاعة ـ ثم قال أبو عبدالله عليه السلام : والله لقد وعدها صلى الله عليه وآله ـ فما ظنكم يا بني عبدالمطلب إذا أخذت بحلقة باب الجنة أتروني مؤثراً عليكم غيركم

٢ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن محمد بن مسلم ؛ وأبي بصير ؛ وزرارة ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله عليهما السلام قالا : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إن الصدقة أوساخ أيدي الناس وإن الله قد حرم علي منها ومن غيرها ما قد حرمه وإن الصدقة لا تحل لبني عبد المطلب ، ثم قال : أما والله لو قد قمت على باب الجنة ثم أخذت بحلقته لقد علمتم أني لا أوثر عليكم فارضوا لأنفسكم بما رضي الله ورسوله لكم ، قالوا : قد رضينا

٣ ـ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالرحمن ابن الحجاج ، عن جعفر بن إبراهيم الهاشمي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : أتحل الصدقة لبني هاشم ؟ فقال : إنما تلك الصدقة الواجبة على الناس لا تحل لنا فأما غير ذلك فليس به بأس و لو كان كذلك ما استطاعوا أن يخرجوا إلى مكة ، هذه المياه

عامّتها صدقة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن عليّ ابن النّعمان ، عن سعيد بن عبدالله الأعرج قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : أتحلّ الصّدقة لموالي بني هاشم ؟ قال : نعم .

٥ ـ حميد بن زياد ، عن [ابن] سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن إسماعيل بن الفضل الهاشميّ قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الصّدقة الّتي حرّمت على بني هاشم ماهي ؟ قال : هي الزّكاة ، قلت : فتحلّ صدقة بعضهم على بعض ؟ قال : نعم .

٦ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن أحمد بن عائذ ، عن أبي خديجة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اعطوا الزّكاة من أرادها من بني هاشم فإنّها تحلّ لهم وإنّما تحرم على النبيّ صلّى الله عليه وآله والإمام الّذي من بعده والأئمّة صلوات الله عليهم أجمعين .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن بعض أصحابنا ، عن محمّد بن عبدالله ، عن محمّد بن يزيد ، عن أبي الحسن الأوّل عليه السلام قال : من لم يستطع أن يصلنا فليصل فقراء شيعتنا ومن لم يستطع أن يزور قبورنا فليزر قبور صلحاء إخواننا .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن النّوفليّ ، عن عيسى بن عبد الله ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : من صنع إلى أحد من أهل بيتي يداً كافيته يوم القيامة .

٩ ـ وعنه ، عن أبيه ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : إنّي شافع يوم القيامة لأربعة أصناف ولوجاؤوا بذنوب أهل الدّنيا : رجل نصر ذرّيّتي ورجل بذل ماله لذرّيّتي عند المضيق ورجل أحبّ ذرّيّتي باللّسان وبالقلب ورجل يسعى في حوائج ذرّيّتي إذا طردوا أو شرّدوا .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن ثعلبة بن ميمون قال : كان أبو عبدالله عليه السلام يسأل شهاباً من زكاته لمواليه وإنّما حرّمت الزّكاة عليهم دون مواليهم .

باب ۸۹

صدقہ بنی ہاشم اور اُن کے موالی پر اور اُن سے صلۂ رحم

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ بنی ہاشم کے کچھ لوگ حضرت رسولِ خدا کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں مویشیوں کے صدقات وصول کرنے کے لئے عامل بنا دیجئے اور اللہ نے عاملوں کے لئے جو حصہ معین کیا ہے وہ ہم کو بھی دیا کیجئے کیونکہ ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں حضرت نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب صدقہ نہ میرے لئے حلال ہے نہ تمہارے لئے، اللہ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا ہے حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا اللہ نے رسولؐ سے توعدہ کیا ہے تو اے بنی عبدالمطلب کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ جب میں بابِ جنت پر ہوں گا تو تمہارے غیر کو تم پر ترجیح دوں گا۔ (ح)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا صدقہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے اللہ نے میرے اوپر حرام کیا ہے اور غیر پر نہیں، صدقہ بنی عبدالمطلب کے لئے حلال نہیں۔ پھر فرمایا واللہ جب میں کھڑا ہوں گا بابِ جنت پر۔ اور زنجیر در پکڑے ہوں گا تو تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تم پر دوسروں کو ترجیح دوں گا پس جس پر اللہ رسولؐ راضی ہیں تم بھی راضی ہو جاؤ انھوں نے کہا۔ ہم راضی ہیں۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جبکہ حضرت سے میں نے پوچھا۔ کیا صدقہ بنی ہاشم پر حلال ہے فرمایا یہ صدقہ واجبہ جو لوگوں پر ہے ہمارے لئے حلال نہیں، جو اس کے ماسوا ہے اس کے لینے میں مضائقہ نہیں (مجہول)

۴۔ میں نے پوچھا کیا بنی ہاشم کے غلاموں پر صدقہ حلال ہے فرمایا ہاں۔ (ح)

۵۔ میں نے پوچھا کون سا صدقہ بنی ہاشم پر حرام ہے فرمایا زکوٰۃ، میں نے کہا ان میں سے ایک دوسرے کا صدقہ تو لے سکتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ (موثق)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے بنی ہاشم سے اگر کوئی زکوٰۃ لینا چاہے تو اسے دے دو کیونکہ وہ ان پر حلال ہے زکوٰۃ حرام ہے بنی پر اور ان کے بعد کے امام پر اور تمام آئمہ پر۔ (مختلف فیہ)

۷۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جو ہم تک نہ پہنچ سکے وہ صلہ رحم کرے ہمارے شیعہ فقیروں سے اور ہماری قبروں کی زیارت نہ کر سکے وہ زیارت کرے ہمارے نیک دل بھائیوں کی (مرسل)

۸۔ فرمایا رسولؐ اللہ نے جو کوئی میرے اہلبیت میں سے کسی سے بھی اچھا سلوک کریگا میں روزِ قیامت اس کا بدلہ دوں گا۔ (ضعیف)

۹۔ فرمایا رسولِ خدا نے میں روزِ قیامت چار گروہوں کی شفاعت کروں گا اگرچہ دنیا بھر کے گناہ اس کے ذمہ ہوں اول جس نے میری ذریت کی مدد کی دوسرے وہ جس نے میری ذریت کی مال سے مدد کی سختی میں، تیسرے جس نے میری ذریت

کی مدد کی زبان و دل سے۔ چوتھے جو میری اولاد کی مدد کرے ضروریات میں جبکہ لوگ ان سے تعلقات منقطع کرلیں (م)

۱۰۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے شہاب سے اس کے مال کی زکوٰۃ مانگی اپنے غلاموں کے لیے۔ زکوٰۃ حرام ہے اُن پر نہ کی ان کے غلاموں پر۔ (م)

﴿باب ۹﴾

✡(النوادر)✡

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن رجل ، عن أبي جعفر عليه السلام في قوله عزَّ وجلَّ: «إن تبدوا الصدقات فنعمّا هي » قال : يعني الزَّكاة المفروضة قال : قلت : «وإن تخفوها وتؤتوها الفقراء » ؟ قال : يعني النّافلة إنّهم كانوا يستحبّون إظهار الفرائض وكتمان النّوافل .

٢ ـ عليٌّ بن محمّد ، عمّن حدّثه ، عن معلّى بن عبيد ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبيه ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن الزَّكاة تجب عليَّ في موضع لا يمكنني أن أؤدّيها ، قال : اعزلها فإن اتّجرت بها فأنت ضامن لها ولها الرِّبح وإن تويت في حال ما عزلتها من غير أن تشغلها في تجارة فليس عليك وإن لم تعزلها واتّجرت بها في جملة مالك فلها بقسطها من الرِّبح ولا وضيعة عليها .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن محمّد بن شعيب ، عن الحسين بن الحسن ، عن عاصم ، عن يونس ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه كان يتصدَّق بالسكّر ، فقيل له : أتتصدَّق بالسكّر ؟ فقال : نعم إنّه ليس شيءٌ أحبَّ إليَّ منه فأنا أحبُّ أن أتصدَّق بأحبِّ الأشياء إليَّ .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سنان ، عن معاذ بن كثير قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : موسَّع على شيعتنا أن ينفقوا ممّا في أيديهم بالمعروف فإذا قام قائمنا حرَّم على كلِّ ذي كنز كنزه حتّى يأتيه به فيستعين به على عدوِّه و هو قول الله عزَّ و جلَّ : « و الّذين يكنزون الذَّهب و الفضّة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشّرهم بعذاب أليم » .

باب ۹۰

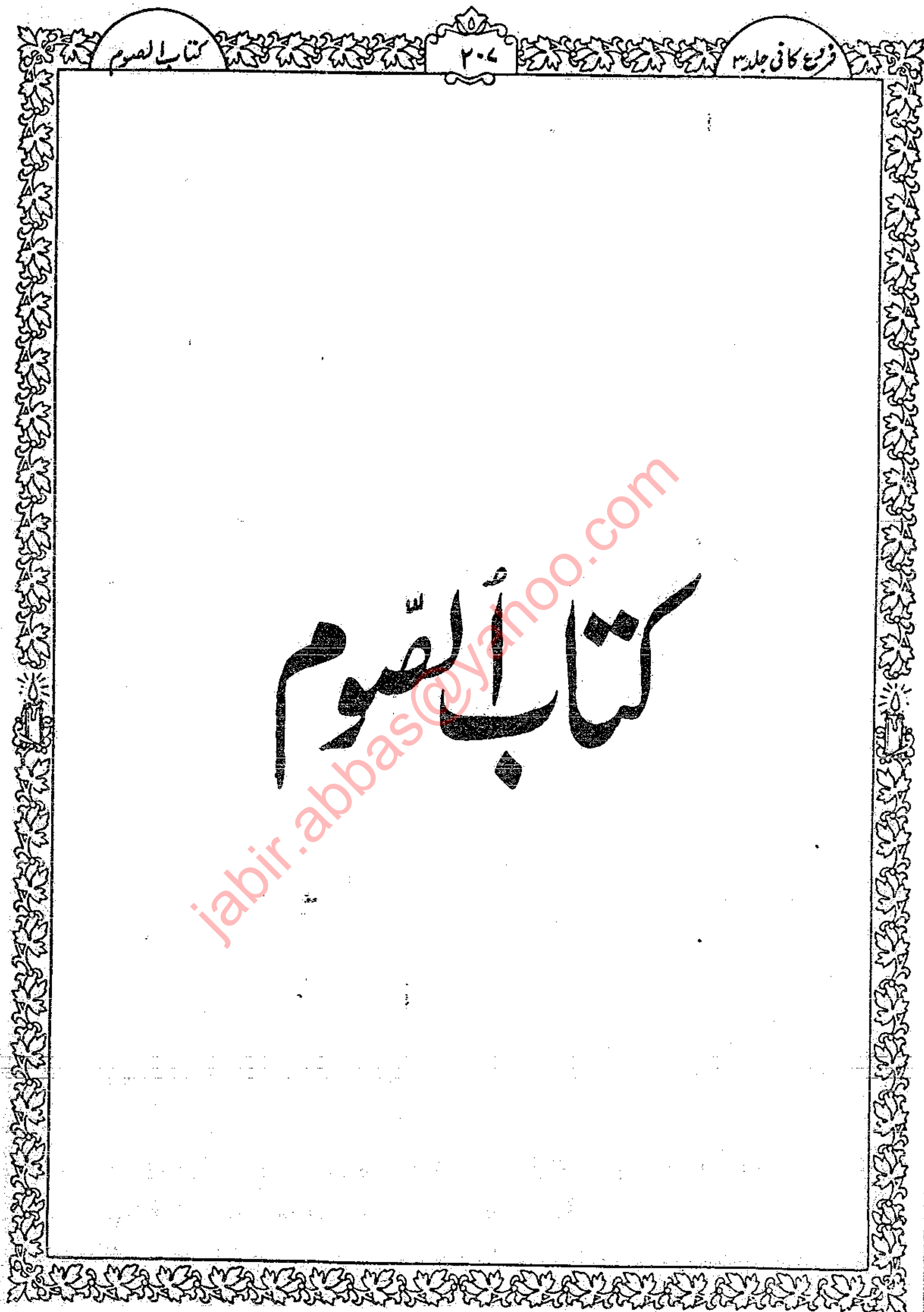
نوادر

۱۔ فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے کہ آیہ "ان تبدوا الصدقات" میں مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے اور ان تخفوہا میں مراد ہے زکوٰۃ نافلہ۔ لوگ محبوب رکھتے تھے فرائض کا اظہار اور نوافل کا کتمان۔ (مرسل)

۲۔ میں نے پوچھا زکوٰۃ مجھ پر واجب ہے لیکن اس کو دینا ممکن نہیں، فرمایا اس کو اپنے پاس محفوظ رکھ، اگر تو نے اس سے تجارت کی تو تو اس کا ضامن ہوگا اور نفع اسی کا ہوگا اور اگر ضایع کیا جمع رکھنے کی حالت میں بغیر تجارت کے لیے تو تجھ پر ضمانت نہ ہوگی اور اگر اس مال کو معزول نہ رکھا اور اس سے تجارت کو تو وہ منجملہ تیرے مال کے ہے قسط وار نفع اس کا ہوگا اور ضایع ہونے کا اس سے تعلق نہ ہوگا۔ (مرسل)

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ وہ شکر کا صدقہ دیتے تھے کسی نے وجہ پوچھی فرمایا میں اسے زیادہ پسند کرتا ہوں لہذا اسی کو صدقہ میں دینا مجھے زیادہ پسند ہے۔ (ض)

۴۔ فرمایا ہمارے دولت مند شیعوں کو لازم ہے کہ وہ راہ خدا میں خرچ کریں۔ قائم آل محمدؑ کے ظہور پر ہر خزانے والے کا خزانہ اس پر حرام ہوگا وہ حضرت کے پاس لایا جائے گا حضرت کے دشمنوں کے خلاف عمل کے لئے اور یہ آیت اس کی تائید میں ہے۔ (ح)



كتاب الصوم
۲۰۷
فروع کافی جلد ۳
كتاب الصّوم
jabir.abbas@yahoo.com

بسم الله الرحمن الرحيم

كتاب الصيام

باب

(ما جاء في فضل الصوم والصائم)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم بن هاشم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : بُني الإسلام على خمسة أشياء على الصّلاة والزّكاة والحجّ والصّوم والولاية ، وقال رسول الله صلى الله عليه وآله : الصّوم جُنّة من النّار .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن إسماعيل بن أبي زياد ، عن أبي عبدالله ، عن آبائه عليهم السلام أنّ النّبيّ صلى الله عليه وآله قال لأصحابه : ألا أُخبركم بشيء إن أنتم فعلتموه تباعد الشّيطان منكم كما تباعد المشرق من المغرب ؟ قالوا: بلى قال : الصّوم يسوّد وجهه والصّدقة تكسر ظهره والحبّ في الله والموازرة على العمل الصّالح يقطع دابره و الاستغفار يقطع وتينه و لكلّ شيء زكاة و زكاة الأبدان الصّيام .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن ابن فضّال ، عن ثعلبة ، عن عليّ بن عبد العزيز قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : ألا أُخبرك بأصل الإسلام وفرعه وذروته وسنامه قلت : بلى قال : أصله الصّلاة وفرعه الزّكاة وذروته وسنامه الجهاد في سبيل الله ، ألا أُخبرك بأبواب الخير ؟ إنّ الصّوم جُنّة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن موسى بن بكر قال : لكلّ شيء زكاة وزكاة الأجساد الصّوم .

٥ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عثمان ، عن إسماعيل بن يسار قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : قال أبي : إنّ الرّجل ليصوم يوماً تطوّعاً يريد ماعندالله عزّ وجلّ فيدخله الله به الجنّة .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سلمة صاحب السابريّ ، عن أبي الصبّاح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ الله تبارك و تعالى يقول : الصوم لي و أنا أجزي عليه .

٧ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سليمان ، عمّن ذكره ، عن أبي عبد الله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «واستعينوا بالصبر» قال : الصبر الصيام وقال : إذا نزلت بالرجل النازلة والشديدة فليصم فإنّ الله عزّ وجلّ يقول : «واستعينوا بالصبر» يعني الصيام .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن سنان ، عن منذر بن يزيد ، عن يونس بن ظبيان قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : من صام لله عزّ و جلّ يوماً في شدّة الحرّ فأصابه ظمأ وكّل الله به ألف ملك يمسحون وجهه و يبشّرونه حتّى إذا أفطر قال الله عزّ و جلّ له : ما أطيب ريحك و روحك ، ملائكتي اشهدوا أنّي قد غفرت له (٢)

٩ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن حسّان ، عن محمّد بن عليّ ، عن عليّ بن النعمان عن عبدالله بن طلحة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : الصائم في عبادة وإن كان على فراشه مالم يغتب مسلماً .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من كتم صومه قال الله عزّ وجلّ لملائكته : عبدي استجار من عذابي فأجيروه و وكّل الله تعالى ملائكته بالدعاء للصائمين ولم يأمرهم بالدّعاء لأحد إلّا استجاب لهم فيه .

١١ ـ عليّ ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة ، عن أبي عبدالله ، عن آبائه عليهم السلام أنّ النبيّ صلّى الله عليه وآله قال : إنّ الله عزّ وجلّ وكّل ملائكته بالدعاء للصائمين وقال : أخبرني جبرئيل عليه السلام عن ربّه أنّه قال : ما أمرت ملائكتي بالدّعاء لأحد من خلقي إلّا استجبت لهم فيه .

١٢ ـ و بهذا الإسناد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : نوم الصائم عبادة و نفَسه

تسبيح .

١٣ ـ عليّ ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أوحى الله عزّ وجلّ إلى موسى عليه السلام ما يمنعك من مناجاتي ؟ فقال : يارب أُجلّك عن المناجات لخلوف فم الصائم فأوحى الله عزّ وجلّ إليه ياموسى لخلوف فم الصائم أطيب عندي من ريح المسك .

١٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن منصور بن العباس ، عن عمرو بن سعيد ، عن الحسن بن صدقة قال : قال أبوالحسن عليه السلام : قيلوا فإنّ الله يطعم الصائم ويسقيه في منامه .

١٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سلمة صاحب السابريّ ، عن أبي الصباح الكنانيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : للصّائم فرحتان فرحة عند إفطاره وفرحة عند لقاء ربّه .

١٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن السمان الأرمني ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا رأي الصائم قوماً يأكلون أو رجلاً يأكل سبّحت كلّ شعرة منه .

١٧ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بكر بن صالح ، عن محمّد ابن سنان ، عن منذر بن يزيد ، عن يونس بن ظبيان قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : من صام لله يوماً في شدّة الحرّ فأصابه ظمأ وكّل الله عزّ وجلّ به ألف ملك يمسحون وجهه ويبشّرونه حتّى إذا أفطر قال الله عزّ وجلّ : ما أطيب ريحك وروحك ، ملائكتي أُشهدوا أنّي قد غفرت له .

بسم الله الرحمن الرحيم

باب

فضیلتِ صوم و صائم

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ، نماز ، زکوٰۃ ، حج ، روزہ اور ولایت

پر رسول اللہ نے فرمایا روزہ نارِ جہنم کے لئے سپر ہے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کیا میں تمہیں بتاؤں ایسی چیز جس کے کرنے پر شیطان اور تمہارے درمیان اتنا بُعد ہو جائے جتنا مشرق و مغرب کے درمیان ہے سب نے کہا ضرور فرمایا روزہ اس کا چہرہ سیاہ کر دیتا ہے اور صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے اور محبت خدا اور عمل صالح پر قائم رہنا اس کا پچھلا حصہ کاٹ دیتا ہے اور استغفار اس کی رگ گردن کاٹ دیتا ہے ہر شے کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (م)

۳۔ حضرت نے فرمایا اسلام کی اصل نماز ہے اور اس کی فرع زکوٰۃ ہے اور اس کی چوٹی اور کوہان فی سبیل اللہ جہاد ہے اور روزہ آتش جہنم کی سپر ہے۔

۴۔ ہر شے کے لئے زکوٰۃ ہے اور اجسام کی زکوٰۃ روزہ ہے (ض)

۵۔ میرے والد نے فرمایا جو کسی دن روزہ رکھتا ہے خوشنودیٔ خدا کے لئے تو اللہ اس کو جنت میں داخل کرتا ہے (مجہول)

۶۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے میں (مجہول)

۷۔ فرمایا آیہ واستعینوا بالصبر میں صبر سے مراد روزہ ہے فرمایا جب کوئی سخت مصیبت نازل ہو تو روزہ رکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واستعینوا بالصبر" یعنی روزہ (مرسل)

۸۔ فرمایا جو گرم دن میں روزہ رکھے اور اسے پیاس محسوس ہو اللہ تعالیٰ ایک ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے کہ اس کے چہرے پر مسح کریں اور اسے بشارت دیں جب وہ افطار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیسی اچھی ہے اس کی روح اور اس کی خوشبو، اے میرے ملائکہ گواہ رہنا میں نے اس کے گناہ بخش دیئے۔ (ض)

۹۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے روزہ دار عبادت میں رہتا ہے۔ وہ اپنے فرش پر ہو جب تک وہ کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے۔ (ض)

۱۰۔ فرمایا جو اپنے روزہ کو چھپائے گا تو اللہ ملائکہ سے فرماتا ہے اس میرے بندہ نے پناہ چاہی ہے میرے عذاب سے پس اسے پناہ دو اور اللہ تعالیٰ معین کرتا ہے ملائکہ کو کہ وہ روزہ داروں کے لئے دعا کریں اور جن کے لئے وہ دعا کا حکم دیتا ہے ان کے حق میں قبول کرتا ہے۔ (ض)

۱۱۔ فرمایا رسول خدا نے اللہ تعالیٰ نے موکل کیا ہے فرشتوں کو روزہ داروں کی دعا کے لئے اور مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ملائکہ کو حکم دیا ہے اپنے بندوں میں سے ایک کے لئے تو وہ جو دعا اس کے حق میں کریں میں قبول کرتا ہوں۔ (ض)

۱۲۔ حضرت نے فرمایا روزہ دار کی نیند عبادت ہے اور اس کے سانس تسبیح ہیں۔ (ض)

۱۳۔ فرمایا حضرت نے اللہ نے موسیٰ پر وحی کی۔ کس چیز نے تم کو مناجات کرنے سے روکا۔ انھوں نے کہا اے میرے رب تیری شان اجل وارفع ہے اس سے کہ میں اس منہ سے مناجات کروں جس سے روزہ کی وجہ سے بُو آتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اے موسیٰ میرے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بُو مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے۔ (حسن)

۱۴۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے قیلولہ کرو کہ اللہ تعالیٰ روزہ ہونے کی حالت میں روزہ دار کو کھلاتا پلاتا ہے (مو)

۱۵۔ فرمایا حضرت نے روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کی فرحت دوسرے لقائے رب کی۔ (مجہول)

۱۶۔ فرمایا جب روزہ دار لوگوں کو یا کسی ایک کو کھاتے دیکھتا ہے تو اس کا ہر بال تسبیح کرتا ہے (مجہول)

۱۷۔ ترجمہ حدیث ۸ میں گزرا۔

﴿باب ۲﴾

☆(فضل شهر رمضان)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عمرو الشّاميّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ [عدَّة] الشهور عندالله اثنى عشر شهراً في كتاب الله يوم خلق السماوات والأرض فغرَّة الشهور شهرالله عزَّ ذكره وهو شهر رمضان وقلب شهر رمضان ليلة القدر و نزل القرآن في أوَّل ليلة من شهر رمضان فاستقبل الشهر بالقرآن .

٢ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان ، عن إسحاق بن عمّار عن المسمعي أنّه سمع أبا عبدالله عليه السلام يوصي ولده إذا دخل شهر رمضان : فاجهدوا أنفسكم فإنَّ فيه تقسم الأرزاق و تكتب الآجال وفيه يكتب وفد الله الّذين يفدون إليه وفيه ليلة ، العمل فيها خير من العمل في ألف شهر .

٣ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من لم يغفر له في شهر رمضان لم يغفر له إلى قابل إلّا أن يشهد عرفة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ؛ و غيره ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب عن أبي أيّوب ، عن أبي الورد ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : خطب رسول الله صلّى الله عليه وآله النّاس في آخر جمعة من شعبان فحمدالله وأثنى عليه ثمّ قال :

أيّها النّاس إنّه قد أظلّكم شهرٌ فيه ليلة خيرٌ من ألف شهروهو شهر رمضان فرض الله صيامه وجعل قيام ليلة فيه بتطوّع صلاة كتطوّع صلاة سبعين ليلة فيماسواه من الشهور وجعل لمن تطوّع فيه بخصلة من خصال الخيروالبرّ كأجر من أدّى فريضة من فرائض الله عزّ وجلّ ومن أدّى فيه فريضة من فرائض الله كان كمن أدّى سبعين فريضة من فرائض الله فيما سواه من الشهور وهوشهر الصبر وإنّ الصبر ثوابه الجنّة وشهر المواساة وهو شهر يزيد الله في رزق المؤمن فيه و من فطّر فيه مؤمناً صائماً كان له بذلك عندالله عتق رقبة ومغفرة لذنوبه فيما مضى ؛ قيل : يا رسول الله ليس كلّنا يقدر على أن يفطّر صائماً ، فقال : إنّ الله كريم يعطي هذا الثواب لمن لم يقدر إلّا على مذقة من لبن يفطّر بها صائماً أوشربة من ماء عذب أوتمرات لايقدر على أكثر من ذلك ومن خفّف فيه عن مملوكه خفّف الله عنه حسابه ، وهو شهر أوّله رحمة وأوسطه مغفرة و آخره الإجابة والعتق من النّار ولاغنى بكم عن أربع خصال خصلتين ترضون الله بهما وخصلتين لاغنى بكم عنهما فأمّا اللّتان ترضون الله عزّ و جلّ بهما فشهادة أن لاإله إلّا الله وأنّ محمّداً رسول الله وأمّا اللّتان لاغنى بكم عنهما فتسألون الله فيه حوائجكم والجنّة وتسألون العافية و تعوذون به من النار .

٥ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسين بن علوان ، عن عمرو بن شمر عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يقبل بوجهه إلى الناس فيقول : يا معشر الناس إذا طلع هلال شهر رمضان غلّت مردة الشياطين وفتحت أبواب السماء وأبواب الجنان وأبواب الرّحمة وغلّقت أبواب النار واستجيب الدّعاء وكان لله فيه عند كلّ فطر عتقاء يعتقهم الله من النار وينادي مناد كلّ ليلة هل من سائل هل من مستغفر اللّهمّ أعط كلّ منفق خلفاً وأعط كلّ ممسك تلفاً حتّى إذا طلع هلال شوّال نودي المؤمنون أن اغدوا إلى جوائزكم فهو يوم الجائزة ، ثمّ قال أبو جعفر عليه السلام : أما والّذي نفسي بيده ماهي بجائزة الدّنانير ولا الدّراهم .

٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن سيف بن عميرة ، عن عبدالله بن عبدالله ، عن رجل ، عن أبي جعفر عليه السلام

قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله لمّا حضر شهر رمضان وذلك في ثلاث بقين من شعبان قال لبلال : ناد في النّاس فجمع النّاس ثمّ صعد المنبر فحمدالله و أثنى عليه ثمّ قال : أيّها الناس إنّ هذا الشهر قد خصّكم الله به و حضركم وهو سيّد الشهور ليلة فيه خير من ألف شهر ، تغلق فيه أبواب النّار وتفتح فيه أبواب الجنان فمن أدركه ولم يغفر له فأبعده الله ومن أدرك والديه ولم يغفر له فأبعده الله ومن ذكرت عنده فلم يصلّ عليّ فلم يغفر الله له فأبعده الله .

٧ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن صالح ، عن محمّد ابن مروان قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إنّ لله عزّ وجلّ في كلّ ليلة من شهر رمضان عتقاء وطلقاء من النار إلّا من أفطر على مسكر فإذا كان في آخر ليلة منه أعتق فيها مثل ما أعتق في جميعه .

باب ۲

فضیلت ماہ رمضان

۱۔ فرمایا اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں کتاب اللہ میں آسمان و زمین کے پیدا ہونے کے دن سے۔ پس رمضان کا چاند اللہ کے مہینے کا چاند ہے یہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں شب قدر ہے اور قرآن نازل ہوا ہے اس کی پہلی رات ہیں۔ پس قرآن کی وجہ سے اس کا استقبال کرو۔ (ض)

۲۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند کو وصیت فرمائی کہ جب رمضان کا مہینہ داخل ہو تو اپنے نفسوں کو تعب میں ڈالو۔ اس مہینہ میں ارزاق تقسیم ہوتے ہیں موت کے اوقات لکھے جاتے ہیں اور ان لوگوں کے نام لکھے جاتے ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اس میں وہ رات ہے جس کا عمل ہزار مہینوں کے عمل کے برابر ہے (موثق)

۳۔ فرمایا جس کے گناہ اس مہینہ میں نہ بخشے جائیں گے اس کے گناہ سال آئندہ تک نہ بخشے جائیں گے لیکن اس صورت میں کہ وہ عرفہ میں حاضر ہوں۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے ماہ شعبان کے آخری جمعہ کے خطبہ میں حمد و ثنائے باری کے بعد فرمایا۔ لوگو ماہ رمضان تم پر سایہ فگن ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور وہ ماہ رمضان ہے جس میں اللہ نے تم پر روزے فرض کیے ہیں اور اس رات میں ایک سنت نماز پڑھنا اور راتوں میں ستر نمازوں کے برابر ہے اور جو اس میں کسی سے نیکی

اور احسان کرے اس کا اجر وہی ہے جو ایک فریضہ ادا کرنے کا۔ فرائض خدا سے اور جو اس رات کو ایک فریضہ ادا کرے ایسا ہے جیسے دوسری راتوں میں اور مہینوں کے ستر فریضے ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اس میں اللہ رزقِ مومن میں زیادتی کرتا ہے اور جو ایک مومن روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو خدا اللہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے کسی نے کہا یا رسولؐ اللہ اگر کسی میں روزہ افطار کرانے کی مقدرت نہ ہو فرمایا اللہ کریم ہے وہ یہ ثواب اس کو دے گا جو تھوڑا سا دودھ کسی روزہ دار کو پلا دے یا میٹھا پانی ہی پلا دے یا چند دانے خرمے ہی کھلادے اور جو اپنے غلام سے خدمات کم لے خدا روز قیامت اس کے حساب میں تخفیف کرے گا اس ماہ کا اوّل رحمت ہے اوسط مغفرت اور آخر اجابت اور نار سے آزادی۔ تم میں سے کوئی چار خصلتوں سے غافل نہ ہو کہ وہ خدا کو راضی کرنے والی ہیں دو عادتیں جن سے تم بے پرواہ نہیں ہو سکتے۔ وہ دو باتیں جو اللہ کو راضی کرتی ہیں گواہی دینا لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کی اور جن دو کے بغیر چارہ کار نہیں وہ اللہ سے سوال کرنا ہے اپنی حاجتوں اور جنت کا اور سوال کرنا ہے اپنی عاقبت اور دوزخ سے پناہ مانگنے کا۔ (حسن)

۵۔ فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے کہ رسولؐ اللہ نے لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا۔ لوگو جب رمضان کا چاند نکلتا ہے تو سرکش شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے۔ نفس عمارہ کی خواہشیں رک جاتی ہیں اور آسمان وجنت و رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت اپنے بندوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ہر شب ایک منادی ندا کرتا ہے ہے کوئی سوال کرنے والا ہے کوئی استغفار کرنے والا اور بخشنے والا یا اللہ ہر خرچ کرنے والے کو بدلہ دے اور بخیل کے مال کو تلف کر، جب ماہ شوال کا چاند نمودار ہوتا ہے تو مومنوں کو ندا دی جاتی ہے صبح کرو اپنے انعامات کے لئے یہ انعام کا دن ہے امام علیہ السلام نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ انعام دینار و درہم کا نہیں۔ (مرسل)

۶۔ شعبان کے ایک تہائی دن باقی تھے کہ حضرت رسول خدا نے بلال سے فرمایا لوگوں کو بلاؤ جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے منبر پر جا کر حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا۔ لوگو یہ وہ مہینہ ہے جسے اللہ نے تم سے مخصوص کیا ہے اور وہ تمام مہینوں کا سردار ہے اس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے دوزخ کے دروازے اس میں بند ہو جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جو اس مہینے کو پالے وہ دعائے مغفرت نہ کرے خدا اپنی رحمت سے اسے دور رکھتا ہے اور جو والدین کے لئے دعائے مغفرت نہ کرے وہ بھی رحمت خدا سے دور رہتا ہے اور جو میرا ذکر سنے اور مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بھی رحمت خدا سے دور رہتا ہے۔ (مرسل)

۷۔ فرمایا حضرت نے اللہ تعالیٰ شہر رمضان میں لوگوں کو نار جہنم سے آزاد کرتا ہے سوائے اس کے جو نشہ والی چیز سے افطار کرے۔ آخر رات میں آزاد کرتا ہے نار سے اسی طرح جیسے اور راتوں میں۔ (مجہول)

باب ۳

(من فطر صائماً)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سلمة صاحب السابريّ عن أبي الصبّاح الكنانيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من فطّر صائماً فله مثل أجره .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن سعدان بن مسلم عن موسى بن بكر ، عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال : فطرك أخاك الصائم أفضل من صيامك .

٣ ـ أحمد بن محمّد بن عليّ ، عن عليّ بن أسباط ، عن سيابة ، عن ضريس ، عن حمزة بن حمران ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان عليّ بن الحسين عليهما السلام إذا كان اليوم الّذي يصوم فيه أمر بشاة فتذبح وتقطع أعضاءً و تطبخ فإذا كان عند المساء أكبّ على القدور حتّى يجد ريح المرق وهو صائم ثمّ يقول : هاتوا القصاع أغرفوا لآل فلان و أغرفوا لآل فلان ثمّ يؤتى بخبز وتمر فيكون ذلك عشاءه صلّى الله عليه وعلى آبائه .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة ، عن أبي عبدالله عن أبيه عليهما السلام قال : دخل سدير على أبي عليه السلام في شهر رمضان فقال : يا سدير هل تدري أيّ اللّيالي هذه ؟ فقال : نعم فداك أبي هذه ليالي شهر رمضان ، فما ذاك ؟ فقال له : أتقدر على أن تعتق في كلّ ليلة من هذه اللّيالي عشر رقبات من ولد إسماعيل ؟ فقال له سدير : بأبي أنت و اُمّي لا يبلغ مالي ذاك ، فمازال ينقص حتّى بلغ به رقبة واحدة ، في كلّ ذلك يقول : لا أقدر عليه ، فقال له : فما تقدر أن تفطّر في كلّ ليلة رجلاً مسلماً ؟ فقال له : بلى وعشرة ، فقال له : أبي عليه السلام : فذاك الّذي أردت يا سدير إنّ إفطارك أخاك المسلم يعدل رقبة من ولد إسماعيل عليه السلام .

باب ۳

روزہ افطار کرانے کا ثواب

۱۔ فرمایا حضرت نے جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اسے روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا آپ نے کسی روزہ دار بھائی کا روزہ افطار کرانا تیرے روزہ سے بہتر ہے۔ (ض)

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ حضرت علی بن الحسین جس دن روزہ رکھتے تو بکری ذبح کرا کے پکواتے شام کے قریب ہانڈیوں کے قریب جاکر بھاپ سے شوربہ کا پتہ چلاتے جب پک جاتا تو پیالے منگاتے اور انھیں بھر بھر کر فرماتے یہ فلاں کی اولاد کو جاکر دو اور یہ فلاں کی اولاد کو، پھر روٹیاں اور خرمے لے کر شام تک تقسیم کرتے۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا حضرت نے سدیر میرے والد کے پاس آیا ماہ رمضان میں، حضرت نے فرمایا اے سدیر، تم جانتے ہو یہ کون سی راتیں ہیں اس نے کہا ہاں یہ ماہ رمضان کی راتیں ہیں۔ حضرت نے، کیوں پوچھا۔ فرمایا کیا تم ان میں سے ہر رات میں دس غلام آزاد کر سکتے ہو اولاد اسماعیل سے۔ اس نے کہا مجھ سے ممکن نہیں۔ پھر حضرت نے کم کرتے کرتے فرمایا اچھا ایک تو آزاد کر سکتے ہو۔ تمام رمضان میں، اس نے کہا میں اس پر بھی قادر نہیں، فرمایا تم اس پر قادر ہو کہ ہر رات کو ایک مسلمان کا روزہ افطار کرادو۔ اس نے کہا میں ایک، کا کیا دس مسلمان کا روزہ افطار کرا دوں گا۔ فرمایا اے سدیر میں یہی چاہتا ہوں ایک مسلمان کا روزہ افطار کرا دینا، برابر ہے اولاد اسمٰعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے۔ (مجہول)

﴿باب﴾

﴿في النهي عن قول رمضان بلاشهر﴾

١ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ؛ و محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن يحيى الخثعميّ ، عن غياث بن إبراهيم ، عن أبي عبدالله ، عن أبيه عليهما السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : لا تقولوا : رمضان و لكن قولوا : شهر رمضان فإنّكم لا تدرون ما رمضان .

٢ - عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن هشام ابن سالم ، عن سعد ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كنّا عنده ثمانية رجال فذكرنا رمضان فقال : لا تقولوا : هذا رمضان ولا ذهب رمضان ولا جاء رمضان فإنّ رمضان اسم من أسماء الله عزّ وجلّ لا يجيىء ولا يذهب وإنّما يجيىء و يذهب الزائل ولكن قولوا : شهر رمضان ، فإنّ الشهر مضاف إلى الاسم و الاسم اسم الله عزّ ذكره و هو الشهر الّذي اُنزل فيه القرآن جعله مثلاً وعيداً .

باب ۴

صرف رمضان نہ کہو شہر رمضان کہو

۱۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا صرف رمضان نہ کہو بلکہ ماہ رمضان کہو تم نہیں جانتے کہ رمضان کیا ہے۔ (موثق)

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آٹھ آدمی رمضان کا ذکر کر رہے تھے حضرت نے فرمایا یہ نہ کہو یہ رمضان ہے یا رمضان گیا یا آیا۔ کیونکہ رمضان تو خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے وہ نہ آتا ہے نہ جاتا ہے۔ آنا جانا تو زوال پذیر چیز کے لئے ہوتا ہے بلکہ ماہ رمضان کہو، ماہ کا لفظ مضاف ہے اسم کی طرف جو اسمائے الٰہیہ میں سے ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا اور اسے عید قرار دیا ہے۔ (ء)

﴿باب ۵﴾

﴿ما يقال في مستقبل شهر رمضان﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن إبراهيم بن عمر اليمانيّ عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا أهلّ هلال شهر رمضان استقبل القبلة و رفع يديه فقال : اللّهمَّ أهلّه علينا بالأمن و الإيمان والسلامة والإسلام والعافية المجلّلة والرّزق الواسع و دفع الأسقام ، اللّهمَّ ارزقنا صيامه وقيامه وتلاوة القرآن فيه ، اللّهمَّ سلّمه لنا و تسلّمه منّا وسلّمنا فيه ٢ .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن بن عليّ ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى الساباطيّ قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : إذا كان أوّل ليلة من شهر رمضان فقل : « اللّهمَّ ربّ شهر رمضان و منزل القرآن هذا شهر رمضان الّذي أنزلت فيه القرآن وأنزلت فيه آيات بيّنات من الهدى والفرقان اللّهمَّ ارزقنا صيامه وأعنّا على قيامه ، اللّهمَّ سلّمه لنا و سلّمنا فيه و تسلّمه منّا في يسر منك ومعافاة واجعل فيما تقضي وتقدّر من الأمر المحتوم فيما يفرق من الأمر

الحكيم في ليلة القدر من القضاء الّذي لا يردّ و لا يبدّل أن تكتبني من حجّاج بيتك الحرام المبرور حجّهم، المشكور سعيهم، المغفور ذنبهم، المكفّر عنهم سيّئاتهم واجعل فيما تقضي وتقدّر أن تطيل لي في عمري وتوسّع عليّ من الرّزق الحلال.

٣ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن محبوب، عن عليّ بن رئاب، عن [ا]لعبد [ا]لصالح عليه السلام قال: ادع بهذا الدّعاء في شهر رمضان مستقبل دخول السّنة وذكر أنّه من دعا به محتسباً مخلصاً لم تصبه في تلك السّنة فتنة ولا آفة يضرّ بها دينه و بدنه ووقاه الله عزّ ذكره شرّ ما يأتي به تلك السنة.

«اللّهمّ إنّي أسألك باسمك الّذي دان له كلّ شيء وبرحمتك الّتي وسعت كلّ شيء وبعزّتك الّتي قهرت بها كلّ شيء وبعظمتك الّتي تواضع لها كلّ شيء و بقوّتك الّتي خضع لها كلّ شيء وبجبروتك الّتي غلبت كلّ شيء وبعلمك الّذي أحاط بكلّ شيء، يا نور يا قدّوس يا أوّل قبل كلّ شيء ويا باقي بعد كلّ شيء يا الله يا رحمن [يا الله] صلّ على محمّد وآل محمّد واغفر لي الذّنوب الّتي تغيّر النعم واغفر لي الذّنوب الّتي تنزل النقم واغفر لي الذّنوب الّتي تقطع الرّجاء و اغفر لي الذّنوب الّتي تديل الأعداء واغفر لي الذّنوب الّتي تردّ الدّعاء و اغفر لي الذّنوب الّتي يستحقّ بها نزول البلاء واغفر لي الذّنوب الّتي تحبس غيث السماء و اغفر لي الذّنوب الّتي تكشف الغطاء و اغفر لي الذّنوب الّتي تعجّل الفناء و اغفر لي الذّنوب الّتي تورث النّدم و اغفر لي الذّنوب الّتي تهتك العصم و ألبسني درعك الحصينة الّتي لا ترام و عافني من شرّ ما أحاذر باللّيل والنّهار في مستقبل سنتي هذه.

اللّهمّ ربّ السماوات السبع و الأرضين السبع وما فيهنّ وما بينهنّ وربّ العرش العظيم وربّ السبع المثاني والقرآن العظيم وربّ إسرافيل وميكائيل وجبرئيل وربّ محمّد صلّى الله عليه وآله وأهل بيته سيّد المرسلين وخاتم النبيّين أسألك بك و بما سمّيت يا عظيم أنت الّذي تمنّ بالعظيم وتدفع كلّ محذور، وتعطي كلّ جزيل و تضاعف من الحسنات بالقليل و الكثير و تفعل ما تشاء يا قدير يا الله يا رحمن يا رحيم صلّ على محمّد وأهل بيته و ألبسني في مستقبل هذه السّنة سترك و نضّر وجهي بنورك وأحبّني بمحبّتك وبلّغني رضوانك وشريف كرامتك و جزيل عطائك من خير ما عندك ومن خير ما أنت معط أحداً من خلقك و ألبسني مع ذلك

عافيتك ، ياموضع كلّ شكوى وياشاهد كلّ نجوى ويا عالم كلّ خفيّة ويادافع [كلّ] ماتشاء من بليّة ياكريم العفو ياحسن التجاوز ، توفّني على ملّة إبراهيم وفطرته وعلى دين محمّد وسنّته وعلى خير وفاة فتوفّني موالياً لأوليائك معادياً لأعدائك .

اللّهمّ وجنّبني في هذه السنة كلّ عمل أو قول أو فعل يباعدني منك و اجلبني إلى كلّ عمل أو قول أو فعل يقرّبني منك في هذه السنة يا أرحم الرّاحمين وامنعني من كلّ عمل أو فعل أو قول يكون منّي أخاف ضرر عاقبته و أخاف مقتك إيّاي عليه حذراً أن تصرف وجهك الكريم عنّي فأستوجب به نقصاً من حظّ لي عندك يارؤوف يارحيم .

اللّهمّ اجعلني في مستقبل هذه السنة في حفظك و جوارك و كنفك و جلّلني ستر عافيتك و هب لي كرامتك ، عزّ جارك و جلّ ثناء وجهك ولا إله غيرك .

اللّهمّ اجعلني تابعاً لصالح من مضى من أوليائك وألحقني بهم و اجعلني مسلماً لمن قال بالصّدق عليك منهم وأعوذ بك [يا] إلهي أن تحيط به خطيئتي وظلمي وإسرافي على نفسي و اتّباعي لهواي و اشتغالي بشهواتي فيحول ذلك بيني و بين رحمتك و رضوانك فأكون منسيّاً عندك ، متعرّضاً لسخطك و نقمتك .

اللّهمّ وفّقني لكلّ عمل صالح ترضى به عنّي و قرّبني به إليك زلفى .

اللّهمّ كما كفيت نبيّك محمّداً صلى الله عليه وآله هول عدوّه و فرّجت همّه و كشفت غمّه و صدّقته وعدك وأنجزت له موعدك بعهدك اللّهمّ بذلك فاكفني هول هذه السّنة و آفاتها و أسقامها و فتنتها وشرورها وأحزانها وضيق المعاش فيها و بلّغني برحمتك كمال العافية بتمام دوام [العافية و] النّعمة عندي إلى منتهى أجلي أسألك سؤال من أساء و ظلم و اعترف وأسألك أن تغفر لي مامضى من الذّنوب الّتي حصرتها حفظتك و أحصتها كرام ملائكتك عليّ و أن تعصمني إلهي من الذّنوب فيما بقي من عمري إلى منتهى أجلي يا الله يا رحمن صلّ على محمّد و [على] أهل بيت محمّد و آتني كلّ ما سألتك و رغبت إليك فيه فإنّك أمرتني بالدّعاء و تكفّلت [لي] بالإجابة » .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحسين ، عن عليّ بن أسباط ، عن الحكم بن مسكين قال حدّثنا عمرو بن شمر قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : كان أميرالمؤمنين صلوات

الله عليه إذا أهلّ هلال شهر رمضان أقبل إلى القبلة ثمّ قال : « اللّهمّ أهلّه علينا بالأمن و الإيمان والسّلامة والإسلام و العافية المجلّلة ، اللّهمّ ارزقنا صيامه و قيامه و تلاوة القرآن فيه ، اللّهمّ سلّمه لنا و تسلّمه منّا وسلّمنا فيه » .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن معاوية ابن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه كان إذا أهلّ هلال شهر رمضان قال : « اللّهمّ أدخله علينا بالسّلامة والإسلام واليقين والإيمان والبرّ والتّوفيق لما تحبّ و ترضى » .

٦ ـ يونس ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا حضر شهر رمضان فقل : « اللّهمّ قد حضر شهر رمضان و قد افترضت علينا صيامه و أنزلت فيه القرآن هدى للنّاس و بيّنات من الهدى والفرقان ، اللّهمّ أعنّا على صيامه ، اللّهمّ تقبّله منّا و سلّمنا فيه و تسلّمه منّا في يسر منك و عافية ، إنّك على كلّ شيء قدير يا أرحم الراحمين » .

٧ ـ عليّ ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن إبراهيم ، عن محمّد ابن مسلم ؛ و الحسين بن محمّد ، عن أحمد بن إسحاق ، عن سعدان ، عن أبي بصير قال : كان أبو عبدالله عليه السلام يدعو بهذا الدّعاء في شهر رمضان « اللّهمّ إنّي بك [أتوسّل] ومنك أطلب حاجتي ، مَن طلب حاجة إلى الناس فإنّي لا أطلب حاجتي إلّا منك وحدك لا شريك لك وأسألك بفضلك ورضوانك أن تصلّي على محمّد و[على] أهل بيته وأن تجعل لي في عامي هذا إلى بيتك الحرام سبيلاً حجّة مبرورة متقبّلة زاكية خالصة لك تقرّ بها عيني وترفع بها درجتي و ترزقني أن أغضّ بصري وأن أحفظ فرجي وأن أكفّ بها عن جميع محارمك حتّى لا يكون شيء آثر عندي من طاعتك و خشيتك والعمل بما أحببت و التّرك لما كرهت ونهيت عنه واجعل ذلك في يسر و يسار وعافية [وأوزعني شكر ما أنعمت به عليّ] وأسألك أن تجعل و فاتي قتلاً في سبيلك تحت راية نبيّك مع أوليائك و أسألك أن تقتل بي أعدائك وأعداء رسولك وأسألك أن تكرمني بهوان من شئت من خلقك ولا تهنّي بكرامة أحد من أوليائك ، اللّهمّ اجعل لي مع الرّسول سبيلا حسبي الله ماشاء الله .

٨ ـ أحمد بن محمد، عن علي بن الحسين، عن جعفر بن محمد، عن علي بن أسباط، عن عبد الرحمن بن بشير، عن بعض رجاله أن علي بن الحسين عليهما السلام كان يدعو بهذا الدعاء [في كل يوم من شهر رمضان] «اللهم إن هذا شهر رمضان وهذا شهر الصيام وهذا شهر الإنابة وهذا شهر التوبة و هذا شهر المغفرة والرحمة وهذا شهر العتق من النار والفوز بالجنة، اللهم فسلمه لي وتسلمه مني وأعني عليه بأفضل عونك ووفقني فيه لطاعتك وفرغني فيه لعبادتك ودعائك وتلاوة كتابك وأعظم لي فيه البركة وأحسن لي فيه العاقبة وأصح لي فيه بدني وأوسع فيه رزقي و اكفني فيه ما أهمني واستجب لي فيه دعائي وبلغني فيه رجائي، اللهم اذهب عني فيه النعاس و الكسل والسأمة و الفترة و القسوة و الغفلة و الغرة، اللهم جنبني فيه العلل والأسقام و الهموم و الأحزان و الأعراض و الأمراض و الخطايا و الذنوب واصرف عني فيه السوء و الفحشاء والجهد و البلاء و التعب و العناء إنك سميع الدعاء، اللهم أعذني فيه من الشيطان الرجيم و همزه ولمزه ونفثه ونفخه ووسواسه و كيده ومكره وحيله و أمانيه و خدعه وغروره وفتنته ورجله وشركه وأعوانه وأتباعه وأخدانه وأشياعه و أوليائه و شركائه و جميع كيدهم، اللهم ارزقني فيه تمام صيامه و بلوغ الأمل في قيامه واستكمال ما يرضيك فيه صبراً وإيماناً و يقيناً و احتساباً، ثم تقبل ذلك منا بالأضعاف الكثيرة والأجر العظيم، اللهم ارزقني فيه الجد و الاجتهاد والقوة والنشاط والإنابة والتوبة والرغبة والرهبة والجزع والرقة وصدق اللسان والوجل منك والرجاء لك والتوكل عليك والثقة بك والورع عن محارمك بصالح القول ومقبول السعي ومرفوع العمل ومستجاب الدعاء[٤] ولا تحل بيني وبين شيء من ذلك بعرض ولا مرض ولا هم [ولا غم] برحمتك يا أرحم الراحمين».

٩ ـ عدة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن يعقوب بن يزيد، عن محمد بن إبراهيم النوفلي، عن الحسين بن المختار رفعه قال: قال أمير المؤمنين عليه السلام: إذا رأيت الهلال فلا تبرح وقل: «اللهم إني أسألك خير هذا الشهر وفتحه ونوره ونصره وبركته وطهوره ورزقه، و أسألك خير ما فيه وخير ما بعده وأعوذ بك من شر ما فيه وشر ما بعده اللهم أدخله علينا بالأمن والإيمان و السلامة والإسلام والبركة والتوفيق لما تحب

وترضی ".

باب ۵

استقبال ماہ رمضان

۱۔ فرمایا حضرت نے جب ہلال ماہ رمضان نمودار ہوتا تو حضرت رسول خدا قبلہ رُخ ہوتے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر فرماتے یا اللہ اس ماہ کو گزارنا امن و ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور شاندار عافیت اور کشادہ رزق سے اور بیماریوں کے دور رکھنے سے یا اللہ اس ماہ میں روزہ کی اور رات کو قائم اللیل ہونے اور قرآن پڑھنے کی توفیق دے، خدا وندا سلامتی سے اسے گزار اور ہمارے اعمال کو قبول کر رمضان میں۔ (ضعیف)

۲۔ فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہو تو کہو اے میرے رب جو ماہ رمضان کا رب ہے جو منزل قرآن ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں تو نے قرآن نازل کیا ہے اور جس میں آیات بینات نازل کی ہیں ہدایت و حق و باطل میں فرق کے لئے یا اللہ ہمیں روزہ کی توفیق دے اور اس کے قیام میں ہماری مدد کر یا اللہ ہمارے روزے قبول کر، ان میں آسانی پیدا کر اور تقصیر کو معاف کر اور پورا کر امر معین کو جسے تو لیلۃ القدر میں جاری کرے اور جو رد نہیں ہوتا ہے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے اور یہ کہ مجھے اپنے گھر کے حاجیوں میں لکھ جن کا حج مقبول ہوا اور جن کی سعی مشکور ہو اور جن کے گناہ مغفور ہوں اور ان کے لئے کفارہ قرار دے اور میری عمر کو طویل کر دے اور میری حلال روزی میں وسعت دے۔ (موثق)

۳۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ماہ رمضان کے داخلہ پر یہ دعا پڑھو اور فرمایا جو شخص پرخلوص دل سے اس سال میں دعا مانگے گا تو کوئی فتنہ و آفت اس تک نہ پہنچے گا اور نہ اسے نقصان پہنچائے گا اس کے دین اور بدن کو اللہ بچائے گا ہر اس برائی سے جو اس سال اس کو پہنچنے والی ہوگی اور کہے یا اللہ میں تیرے اس نام سے سوال کرتا ہوں جس کے سامنے ہر شے پست ہے اور تیری رحمت سے جو ہر شے پر چھائی ہوئی ہے اور تیری اس عظمت سے جس کے سامنے ہر شے ذلیل ہے اور تیری اس قوت سے جس نے ہر شے کو عاجز کر دیا ہے اور تیری اس جبروت سے جو ہر شے پر غالب ہے اور تیرے اس علم سے جو ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے اے نور اے پاک ذات اے اول ہر شے سے پہلے اور اے باقی ہر شے کے بعد یا اللہ اے رحمٰن رحمت نازل کر محمد و آل محمد پر اور میرے وہ گناہ بخش دے جن سے دشمن غالب ہو اور وہ گناہ بخش دے جن سے نعمت میں تغیر پیدا ہو اور وہ گناہ بخش دے جن سے عذاب نازل ہو اور وہ گناہ بخش دے جن سے امید قطع ہو اور وہ گناہ بخش دے جن سے دشمن غالب ہو اور وہ گناہ بخش دے جن سے

دعا رد ہو اور وہ گناہ بخش دے جو پردہ چاک کرے اور وہ جو موت کو جلد لائے اور وہ گناہ جو سبب ندامت ہو اور وہ گناہ جو پاک دامنی کی ہتک ہو اور مجھے پہنا دے اپنی وہ محفوظ زرہ جس کی طرف قصد نہیں کیا جاتا اور محفوظ رکھ آنیوالے سال میں اس چیز سے جس سے میں ڈرتا ہوں دن اور رات، اے ساتوں آسمان و زمین کے اور جو کچھ ان کے اندر ہے کے مالک، اے عرش عظیم سبع مثانی اور قرآن کریم کے مالک اسرافیل و میکائیل و جبرئیل کے رب، اے رب محمد و آل محمد جو سردار مرسلین اور خاتم الانبیاء ہیں میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے صاحب عظمت نام سے جس سے تو بڑے بڑے احسان کرتا ہے اور ہر خطرے کو دفع کرتا ہے اور ہر انعام عطا کرتا ہے اور حسنات کو زیادہ کرتا ہے خواہ کم ہوں یا زیادہ اے قدیر، اے اللہ اے رحمٰن و رحیم تو جو چاہتا ہے کرتا ہے رحمت نازل کر محمدؐ و آل محمدؐ پر اور مجھے آنے والے سال میں اپنی رحمت کا لباس پہنا دے اور اپنے نور سے میرے چہرے کو تازہ کر اور اپنی محبت مجھے دے اور اپنی مرضی تک پہنچا اور اپنی بہترین بخشش سے نواز اور مجھے عافیت کا لباس پہنا، اے وہ ذات کہ تجھ سے شکایت کی جاتی ہے اور تو ہر سرگوشی کو سنتا ہے اے ہر راز کے جاننے والے، ہر بلا کے دفع کرنے والے مجھے ملت ابراہیمی پر موت دے اور فطرت اسلام اور دین محمدؐ پر انکی سنت پر اچھی موت دے درآنحالیکہ میں دوست ہوں تیرے دوستوں کا اور دشمن ہوں تیرے دشمنوں کا اور مجھے تو بچالے اس سال ایسے عمل و قول و فعل سے جو مجھے تجھ سے دور کر دے اور مجھے لے جا ایسے قول و فعل و عمل کی طرف جو مجھے اس سال تجھ سے قریب کر دے، اے ارحم الراحمین اور مجھے روک دے ہر اس قول و فعل و عمل سے جس سے مجھے عاقبت کے خراب ہونے کا ڈر ہو اور تیرے عذاب کا مجھے ڈر ہو یا میں ڈروں اس بات سے کہ تیری توجہ میری طرف سے ہٹ جائے گی اور جو میرے لئے تیرے نزدیک اجر ہے اس میں کمی ہو جائے گی اے مہربان و رحیم ذات یا اللہ آنیوالے سال میں مجھے اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھنا اور عافیت کے پردوں میں چھپا رکھنا مجھے اپنی کرامت اور اپنے قرب کی عزت تیرے سوا کوئی معبود نہیں، مجھے اپنے اولیاء کے اعمال خیر کا تابع بنا اور ان سے ملحق کر اور سچا مسلمان قرار دے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ خطائیں مجھے گھیرے ہوں اور ظلم و اسراف میں مبتلا ہوں اور بری خواہشات میں گھر کر تیری رحمت سے دور ہو جاؤں اور تیرے نزدیک بھولنے والا قرار پاؤں اور تیرے غصہ اور عذاب کا مستحق یا اللہ مجھے توفیق دے ہر اس عمل صالح کی جس سے تو راضی ہو اور مجھے تیری قربت حاصل ہو یا اللہ جس طرح تو نے اپنے نبی کو دشمنوں کے شر سے بچایا اور ان کے غم کو دور کیا اسی طرح میرا غم بھی دور کر اور آفات و اسقام اور فتنوں کو دور رکھ اور ضیق معاش سے بچا اور موت کے وقت تک اپنی نعمتوں کو باقی رکھ میں سوال کرتا ہوں اپنی برائیوں اور ظلم کے ساتھ اور اعتراف گناہ کے بعد کہ میرے گناہ بخش دے جو گزر چکے اور جن کو لکھ لیا ہے تیرے گرامی مرتبت ملائکہ نے، الٰہی بقیہ عمر میں جو گناہ مجھ سے سرزد ہوں وہ بھی بخش دینا۔ اے رحمٰن رسولؐ پر اور ان کے اہلبیتؑ پر رحمت نازل کر اور جو میرا سوال ہے اسے پورا کر تو نے دعا کا حکم دیا ہے اور قبولیت

کا وعدہ کیا ہے۔

۴۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جب ماہ رمضان کا چاند دیکھتے تو رو بہ قبلہ ہو کر فرماتے یا اللہ اس ماہ امن و ایمان، سلامتی اور اسلام عطا کر اور روشن عافیت یا اللہ ہمیں روزہ کا رزق دے اور رات میں عبادت کا اور تلاوت قرآن کا یا اللہ ہمارے لیے وجہ سلامتی قرار دے اور اس میں ہماری عبادت کو قبول فرما۔ (ض)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب ماہ رمضان کا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے یا اللہ اس ماہ کو داخل کر صحت و سلامتی اور اسلام ویقین و ایمان اور نیکی اور توفیق کے ساتھ جو تو دوست رکھتا ہے اور جس سے تو راضی ہوتا ہے۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا حضرت نے جب ماہ رمضان داخل ہو تو کہو یا اللہ یہ مبارک مہینہ داخل ہو گیا تو نے ہم پر اس کے روزے فرض کیے یا اللہ ان کو ہم سے قبول کر اور صحت و سلامتی کو برقرار رکھ تو ہر شے پر قادر ہے۔ اے ارحم الراحمین (ض)

۷۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا جب ماہ رمضان آئے تو یہ دعا پڑھو، یا اللہ میں صرف تجھ ہی سے طلب حاجت کرتا ہوں بجائے لوگوں سے مانگنے کے۔ میری حاجت تجھ ہی سے ہے تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں، میں فضل و کرم سے سوال کرتا ہوں رحمت نازل کر محمد و آل محمد پر اور یہ کہ اس سال مجھے حج بیت اللہ کی توفیق دے ایسا حج جو مقبول ہو خالص اور پاک نیت سے ہو۔ جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور میرے درجات بلند ہوں اور مجھے عطا کر ایسا ارادہ کہ میں اپنی آنکھ کو حرام پر نظر کرنے سے روکوں اپنی شرمگاہ کی حفاظت کروں اور محارم سے اپنا ہاتھ روکوں اس طرح کہ کوئی شے مجھے تیری اطاعت اور تیرے خوف سے نہ روکے اور وہ عمل کروں جو تجھے محبوب ہو اور جس سے تو نے منع کیا ہے اس سے رک جاؤں اور یہ سب کچھ فراخ دستی اور عافیت میں اور توفیق دے اپنے شکر کی اور میں تیری راہ میں تیرے نبی اور تیرے اولیاء کے رایت کے تحت مقتول ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ تیرے اور تیرے رسولؐ کے دشمنوں کو قتل کروں اور مجھے عزت دے اس مخلوق کے مقابل جو تیرے نزدیک ذلیل ہے اور اپنے اولیاء کے سامنے مجھے ذلیل نہ کر اور میرا راستہ رسول کا راستہ قرار دے اور میرے لیے اللہ کافی ہے اور جو وہ چاہے کافی ہے۔ (مجہول)

۸۔ حضرت علی بن الحسین یہ دعا پڑھتے تھے۔

یا اللہ یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ یہ روزوں کا مہینہ ہے یہ رجوع کرنے اور توبہ کرنے کا مہینہ ہے یہ مغفرت و رحمت کا مہینہ ہے یہ دوزخ سے آزادی اور جنت کی کامیابی کا مہینہ ہے یا اللہ ہماری عبادت کو قبول کرے اور بہترین مدد عطا کر اور توفیق دے اپنی اطاعت کی اور فراغت دے اپنی عبادت اور دعا کی اور قرآن کی تلاوت کی اور اس ماہ میں برکت دے اور عافیت عطا کر، مجھے تندرست رکھ اور میرے رزق میں وسعت دے اور

اہم معاملات میں کفایت کر اور میری دعا قبول کر اور میری امید تک مجھے پہنچا، مجھ سے اونگھ، کسل، ملال فی العبادہ، سستی اور سخت دلی، غفلت اور غرور کو دور کر یا اللہ مجھے بچائے بیماریوں غموں، رنجوں اعراض و امراض سے خطاؤں اور گناہوں سے اور دور رکھ مجھ کو برائی سے بدکاری سے رنج و بلا سے، تعب و عنا سے تو دعاؤں کا سننے والا ہے یا اللہ پناہ دے مجھ کو شیطان رجیم سے اس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے، اس کے مکر و فریب سے، بری آرزوؤں کے پیدا کرنے سے اس کے دھوکہ اور اغوا سے اس کے فتنے سے، اس کے شرک سے اس کے اعوان و انصار سے، اس کے تابعین اولیا اور شرکا سے اور ان کے ہر قسم کے مکروں سے یا اللہ مجھے پورے روزے رکھنے کی توفیق دے اور اپنی امیدوں کے پہنچنے کی، اور وہ صبر ایمان و یقین دے جو تجھے راضی کرنے والا ہو، ہمارے اعمال کو دوچند اور کثیر اجر کے ساتھ قبول کر اور عمل خیر میں جد و جہد اور قوت و نشاط اور رجوع اور توبہ اور رغبت و خوف اور بیقراری اور رقت اور سچی زبان کی توفیق دے اور یہ کہ تجھی سے امید وابستہ رہے اور تیرے ہی اوپر توکل ہو، تجھی پر اعتماد ہو، جو چیزیں تو نے حرام قرار دی ہیں ان سے بچوں اور قول میں صلاحیت ہو۔ میری سعی قبول ہو، میرا عمل بلند ہو، میری دعائیں قبول ہوں اور میرے اور عمل خیر کے درمیان کوئی عارضہ یا مرض حائل نہ ہو۔ اے ارحم الراحمین۔ (مجہول)

۹۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جب چاند دیکھو تو اپنی جگہ سے بغیر ہٹے کہو یا اللہ میں اس ماہ میں سوال کرتا ہوں خیر کا، فتح کا، نصرت کا، برکت کا، طہارت کا اور رزق کا اس ماہ میں نیکی کا اور اس کے بعد بھی اور پناہ مانگتا ہوں ہر اس شر سے جو اس میں ہو یا اس کے بعد ہو یا اللہ اس ماہ میں داخل کر ہم پر امان و ایمان و سلامتی اور اسلام اور برکت اور توفیق کو جس سے تو راضی ہو۔ (ضعیف)

﴿باب ۶﴾

☆(الاهلة والشهادة عليها)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّه سئل عن الأهلّة فقال : هي أهلّة الشهور فإذا رأيت الهلال فصم وإذا رأيته فأفطر .

٢ ـ حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان عليّ عليه السلام يقول : لا أجيز في الهلال إلّا شهادة رجلين عدلين .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء ، عن محمّد بن مسلم قال : لاتجوز شهادة النّساء في الهلال .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : لاتجوز شهادة النّساء في الهلال و لاتجوز إلّا شهادة رجلين عدلين .

٥ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن الحكم ، عن سيف ابن عميرة ، عن الفضل بن عثمان قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : ليس على أهل القبلة إلّا الرؤية ، ليس على المسلمين إلّا الرؤية .

٦ ـ أحمد ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبي أيّوب الخزّاز ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا وليس بالرّأي ولا بالتظنّي وليس الرؤية أن يقوم عشرة نفر فيقول واحد : هوذا وينظر تسعة فلا يرونه ، لكن إذا رآه واحد رآه ألف .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ؛ و محمّد بن خالد ، عن سعد بن سعد ، عن عبدالله بن الحسين ، عن الصّلت الخزّاز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا غاب الهلال قبل الشفق فهو لليلته وإذا غاب بعد الشّفق فهو لليلتين .

٨ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن حمزة أبي يعلى ، عن محمّد ابن الحسن بن أبي خالد رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام إذا صحّ هلال شهر رجب فعدّ تسعة وخمسين يوماً وصم يوم السّتّين .

٩ ـ أحمد بن محمّد ، عن بكر ؛ ومحمّد بن أبي صهبان ، عن حفص ، عن عمر [و] بن سالم ؛ ومحمّد بن زياد بن عيسى ، عن هارون بن خارجة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : عدّ شعبان تسعة وعشرين يوماً فإن كانت متغيّمة فأصبح صائماً فان كانت صاحية و تبصّرته ولم تر شيئاً فأصبح مفطراً .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا رأوا الهلال قبل الزّوال فهو لليلته الماضية و إذا رأوه بعد الزّوال فهو لليلته المستقبلة .

۱۱ ـ أحمد بن إدريس ، عن محمّد بن أحمد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن محمّد بن مرازم عن أبيه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا تطوّق الهلال فهو لليلتين وإذا رأيت ظلّ رأسك [فيه] فهو لثلاث ليال .

۱۲ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن إسماعيل بن الحرّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا غاب الهلال قبل الشّفق فهو لليلته و إذا غاب بعد الشّفق فهو لليلتين .

باب ۶

ہلال ماہ صیام کی گواہی

۱۔ حضرت سے ہلالوں کے متعلق پوچھا گیا فرمایا وہ مہینوں کے چاند ہیں جب ماہ رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب عید کا دیکھو تو ختم کرو۔

۲۔ فرمایا علی علیہ السلام نے کہ رویت ہلال بغیر دو عادلوں کی گواہی کے بغیر ثابت نہ ہوگی (م)

۳۔ رویت ہلال میں عورتوں کی گواہی کافی نہیں۔ (م)

۴۔ ہلال میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں اور نہیں جائز ہے گواہی مگر دو عادل مردوں کی۔ (ض)

۵۔ اہل قبلہ اور مسلمانوں کے لئے بدوں رویت روزہ جائز نہیں۔ (م)

۶۔ فرمایا جب چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزے ختم کردو، اس میں رائے اور گمان کو دخل نہیں اگر دس آدمی کھڑے دیکھ رہے ہوں اور ایک کہے یہ ہے کہ چاند اور نو آدمی نہ دیکھیں تو رویت ثابت نہ ہوگی اگر ایک دیکھتا تو ہزار بھی دیکھتے۔ (ض)

۷۔ فرمایا اگر چاند شفق سے پہلے غائب ہو جائے تو پہلی رات کا ہے اور اگر بعد شفق غائب ہو تو دوسری رات کا ہے۔ (مجہول)

۸۔ فرمایا حضرت نے جب رجب کا چاند دیکھا جائے تو اس کے بعد انسٹھ دن شمار کرو اور ساٹھویں دن روزہ رکھو۔

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے شعبان کے ۲۹ دن شمار کرو اگر بادل ہو تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر مطلع صاف ہو اور تم نے نظر جما کر دیکھا ہو اور چاند نظر نہ آیا ہو تو صبح کو روزہ نہ ہوگا۔ (مجہول)

۱۰۔ فرمایا اگر چاند قبل زوال دیکھا جائے تو گزشتہ رات کا ہے اور اگر بعد زوال دیکھا جائے تو وہ اگلی

رات کا ہے۔ (مجہول)

۱۱۔ جب چاند کے گرد حلقہ ہو تو وہ دو رات کا ہے اور جب تمہارے سر پر آئے تو تین رات کا ہے (حسن)

۱۲۔ ترجمہ نمبر ۲ میں دیکھو (م)

﴿باب نادر﴾

١ ـ عليٌّ بن محمّد ، عن صالح بن أبي حمّاد ، عن ابن سنان ، عن حذيفة بن منصور عن أبي عبدالله عليه السلام قال : شهر رمضان ثلاثون يوماً لاينقص أبداً .

وعنه عن الحسن بن الحسين ، عن ابن سنان ، عن حذيفة مثله .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنَّ الله تبارك وتعالى خلق الدُّنيا في ستّة أيّام ثمَّ اختزلها عن أيّام السّنة و السّنة ثلاثمائة وأربع و خمسون يوماً شعبان لا يتمُّ أبداً رمضان لا ينقص والله أبداً ولا تكون فريضة ناقصة إنَّ الله عزَّ وجلَّ يقول : «ولتكملوا العدَّة» وشوّال تسعة و عشرون يوماً و ذو القعدة ثلاثون يوماً لقول الله عزَّ وجلَّ : «وواعدنا موسى ثلاثين ليلة وأتممناها بعشر فتمَّ ميقات ربّه أربعين ليلة» وذو الحجّة تسعة وعشرون يوماً والمحرَّم ثلاثون يوماً ، ثمَّ الشهور بعد ذلك شهرٌ تامٌّ وشهرٌ ناقص .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن ابن سنان ، عن حذيفة بن منصور ، عن معاذ بن كثير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : شهر رمضان ثلاثون يوماً لا ينقص والله أبداً .

باب نادر

۱۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ماہ رمضان تیس دن کا ہوتا ہے ہمیشہ کم نہیں ہوتا (ض)

۲۔ بروایت حذیفہ بھی یہی ہے۔

۳۔ فرمایا حضرت نے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو چھ دن میں بنایا پھر سال کے ایام ۳۵۴ قرار دیئے شعبان کے ۳۰ دن کبھی نہیں ہوتے اور رمضان کے ۳۰ دن سے کم نہیں ہوتے اور یہ فریضہ ناقص نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شمار پورا کرو، شوال ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور ذیقعدہ ۳۰ دن کا۔ خدا فرماتا ہے ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا اور پھر دس دن بڑھا کر چالیس دن کر دیئے اور ذی الحجہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور محرم تیس دن کا پھر جو مہینے بعد کے ہیں وہ ناقص وتام دونوں طرح کے ہیں۔ (ض)

۴۔ فرمایا ماہ رمضان ۳۰ دن سے کم نہیں ہوتا۔ (ض)

﴿باب ۸﴾

١ ـ عليُّ بن محمّد ، عن بعض أصحابنا ، عن محمّد بن عيسى [بن عبيد]، عن إبراهيم ابن محمّد المدنيّ ، عن عمران الزّعفرانيّ قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّ السّماء تطبق علينا بالعراق [اليوم] أو اليومين والثّلاثة فأيّ يوم نصوم ؟ قال : اُنظر اليوم الّذي صمت من السنة الماضية وصم يوم الخامس .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن العبّاس بن معروف ، عن صفوان بن يحيى ، عن محمّد بن عثمان الخدريّ ، عن بعض مشايخه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : صم في العام المستقبل يوم الخامس من يوم صمت فيه عام أوّل .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن السيّاريّ قال : كتب محمّد بن الفرج إلى العسكريّ عليه السلام يسأله عمّا روي من الحساب في الصوم عن آبائك في عدّ خمسة أيّام بين أوّل السنّة الماضية والسنّة الثانية الّتي تأتي ، فكتب : صحيح ولكن عدّ في كلّ أربع سنين خمساً ؛ وفي السنة الخامسة ستّاً فيما بين الاُولى والحادث و ما سوى ذلك فإنّما هو خمسة ؛ قال السيّاريّ : و هذه من جهة الكبيسة قال : وقد حسبه أصحابنا فوجدوه صحيحاً ، قال : وكتب إليه محمّد بن الفرج في سنة ثمان وثلاثين ومائتين هذا الحساب لا يتهيّؤ لكلّ إنسان [أن] يعمل عليه إنّما هذا لمن يعرف السنين ومن يعلم متى كانت السنة الكبيسة ثمّ يصحّ له هلال شهر رمضان أوّل ليلة فإذا صحّ الهلال

للیلته و عرف السنین صحّ له ذلك إن شاء الله .

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زیاد ، عن منصور بن العبّاس ، عن إبراهیم الأحول ، عن عمران الزّعفراني قال : قلت لأبي عبدالله علیه السلام : إنّا نمکث في الشتاء الیوم والیومین لا تری شمس و لا نجم فأيّ یوم نصوم ؟ قال : انظر الیوم الّذي صمت من السنة الماضیة وعدّ خمسة أیّام وصم الیوم الخامس .

باب ۸

متفرقات

۱۔ میں نے پوچھا عراق میں دو تین دن بادل رہتے ہیں پس کون دن روزہ رکھیں فرمایا یہ دیکھو کہ پچھلے سال کس دن روزہ رکھا تھا اس کے پانچویں دن روزہ رکھو۔

۲۔ فرمایا آئندہ سال روزہ رکھو پانچویں دن حساب سے اس دن کے جس میں پچھلے سال تم نے روزہ رکھا تھا۔

۳۔ فرمایا محمد بن فرج نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا روزہ کے اس حساب کے متعلق جو آپ کے آبا سے منقول ہے کہ پانچ دن آگے بڑھائے جائیں آگے والے سال میں، حضرت نے آنے والے سال میں۔ حضرت نے جواب میں لکھا یہ حساب صحیح ہے لیکن ہر چار سال کے بعد پانچ بڑھاؤ اور پانچویں سال چھ، پہلے سال سے۔ اگر آنے والے سال میں ان کے علاوہ پانچ پانچ دن ہی بڑھائے جائیں گے۔ سیاری نے کہا چھ دن والی صورت سال کبیسہ میں ہوئی۔ اس نے کہا ہمارے اصحاب نے اس کو جانچا تو صحیح پایا اور کہا کہ یہ لکھا تھا محمد بن فرج نے حضرت کو ۲۳۱ھ میں کہ یہ صورت قابل عمل ہر انسان کے لئے نہیں بلکہ اس کے لئے جو سالانہ حساب رکھتا ہو اور سال کبیسہ کے متعلق جانتا ہو کہ وہ کب ہوگا تب وہ جان سکے گا رمضان کے چاند کی پہلی کو اور جب پیاندرات کا حساب رکھے گا تو یہ حساب اس کے لئے صحیح ہوگا۔ انشاء اللہ۔ (م)

۴۔ میں نے پوچھا کہ موسم سرما میں اکثر دو تین دن نہ سورج نظر آتا ہے نہ تارہ، تو ہم روزہ کیسے رکھیں فرمایا پچھلے سال جس دن روزہ رکھا تھا اس سے پانچ دن بڑھا کر روزہ رکھ لو۔

﴿باب ٩﴾

(اليوم الذى يشك فيه من شهر رمضان هو أومن شعبان)

١ ـ عدَّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن حمزة بن يعلى، عن زكريّا بن آدم عن الكاهليّ قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن اليوم الّذي يشكّ فيه من شعبان قال: لأن أصوم يوماً من شعبان أحبّ إليّ من أن أفطر يوماً من شهر رمضان.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى، عن يونس، عن سماعة قال: سألته عن اليوم الّذي يشكّ فيه من شهر رمضان لا يدري أهو من شعبان أو من رمضان فصامه فكان من شهر رمضان قال: هو يوم وفّق له ولا قضاء عليه.

٣ ـ عليّ، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن وهب قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: الرَّجل يصوم اليوم الّذي يشكّ فيه من شهر رمضان فيكون كذلك؟ فقال: هو شيء وفّق له.

٤ ـ عدَّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن أبي الصهبان، عن عليّ بن الحسين بن رباط، عن سعيد الأعرج قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّي صمت اليوم الّذي يشكّ فيه فكان من شهر رمضان أفأقضيه؟ قال: لا هو يوم وفّقت له.

٥ ـ أحمد بن محمّد، عن ابن أبي الصهبان، عن محمّد بن بكر بن جناح، عن عليّ بن شجرة، عن بشير النبّال، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن صوم يوم الشكّ فقال: صمه فإن يك من شعبان كان تطوّعاً وإن يك من شهر رمضان فيوم وفّقت له.

٦ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: رجل صام يوماً ولا يدري أمن شهر رمضان هو أو من غيره فجاء قوم فشهدوا أنّه كان من شهر رمضان فقال: بعض الناس عندنا لا يعتدّ به فقال: بلى، فقلت: إنّهم قالوا: صمت وأنت لا تدري أمن شهر رمضان هذا أم من غيره، فقال: بلى فاعتدّ به فإنّما هو شيء وفّقك الله له إنّما يصام يوم الشكّ من شعبان ولا يصومه من شهر رمضان لأنّه قد نهى أن ينفرد الإنسان بالصّيام في يوم الشكّ وإنّما ينوي من اللّيلة أنّه يصوم من شعبان فإن كان من شهر رمضان أجزء عنه بتفضّل الله تعالى وبما

قد وسّع على عباده ولولا ذلك لهلك الناس.

٧ ـ سهل بن زياد ، عن عليّ بن الحكم ، عن رفاعة ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: دخلت على أبي العبّاس بالحيرة فقال: يا أبا عبدالله ما تقول في الصيام اليوم؟ فقلت: ذاك إلى الإمام إن صمت صمنا وإن أفطرت أفطرنا فقال: يا غلام عليّ بالمائدة فأكلت معه وأنا أعلم والله إنّه يوم من شهر رمضان فكان إفطاري يوماً وقضاؤه أيسر عليّ من أن يضرب عنقي ولا يُعبد الله.

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عبيس بن هشام ، عن الغمر بن عبدالملك ، عن محمّد بن حكيم قال: سألت أبا الحسن عليه السلام عن اليوم الّذي يشكّ فيه فإنّ الناس يزعمون أنّ من صامه بمنزلة من أفطر يوماً في شهر رمضان فقال: كذبوا إن كان من شهر رمضان فهو يوم وفّق له وإن كان من غيره فهو بمنزلة ما مضى من الأيّام.

باب ۹

صوم یوم شک

۱۔ میں نے سوال کیا اس دن کے متعلق جس میں شک ہو شعبان کا، فرمایا اگر وہ روزہ رکھے شعبان کا تو وہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ افطار کرے ایک دن ماہ رمضان میں۔ (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا ایک شخص کو شک ہے اس بارہ میں کہ آج کا دن شعبان کا ہے یا رمضان کا اور وہ روزہ رکھ لے اور وہ ماہ رمضان ہو فرمایا وہ یوم توفیق ہے اس پر قضا نہ ہوگی۔ (موثق)

۳۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا، کیا روز شک ماہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھ لے یہ روزہ ہو جائے گا فرمایا یہ وہ شے ہے جس کی توفیق دی گئی ہے۔ (حسن)

۴۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا۔ میں نے یوم شک روزہ رکھا لیکن معلوم ہوا کہ وہ ماہ رمضان کا دن ہے تو کیا میں اس روزہ کی قضا کروں فرمایا نہیں وہ تمہارے لئے توفیق ہے۔ (ح)

۵۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا کہ یوم شک میں روزہ کی کیا صورت ہو، فرمایا روزہ رکھو اگر وہ شعبان کا دن ہوگا تو روزہ سنتی ہوگا اور اگر ماہ رمضان ہوگا تو توفیق ہوگا۔ (حسن)

۶۔ میں نے حضرت سے کہا ایک شخص نے روزہ رکھا اور اسے یہ معلوم نہیں کہ یہ ماہ رمضان ہے یا کوئی اور مہینہ کچھ لوگوں نے آکر گواہی دی کہ یہ ماہ رمضان ہے بعض نے کہا ہمارے نزدیک یہ ثابت نہیں۔ فرمایا ہاں۔ میں نے کہا وہ پورے روزہ تو رکھ لیا اور یہ پتہ نہیں کہ یہ ماہ رمضان ہے یا نہیں۔ فرمایا ہاں اس کے ایام شمار کرے یہ وہ چیز ہے جس کی اللہ نے اسے توفیق دی ہے شعبان میں یوم شک کا روزہ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ منع ہے کہ انسان تنہا یوم شک میں روزہ رکھے وہ تو رات میں نیت کرتا ہے اور شعبان میں روزہ رکھتا ہے۔ پس اگر وہ ماہ رمضان ہے تو اللہ کے فضل سے وہ اس کے لئے کافی ہے خدا نے اپنے بندوں کے لئے عبادت میں وسعت ملحوظ رکھی ہے ورنہ لوگ ہلاک ہو جاتے۔ (موثق)

۷۔ ایک شخص نے حضرت ابو عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں حیرہ میں ابوالعباس (بادشاہ عباسی) سے ملا اس نے کہا اے ابوعبداللہ آپ آج کے روزہ (یوم الشک) کے لئے کیا کہتے ہیں میں نے کہا یہ امام پر موقوف ہے اگر آپ روزہ رکھیں گے ہم بھی رکھیں گے اور اگر آپ نہ رکھیں گے تو ہم بھی نہ رکھیں گے اس نے غلام سے کہا کھانا لاؤ۔ میں نے اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ ماہ رمضان ہے اس دن کا کھانا مجھ پر آسان تھا بہ نسبت اس کے کہ میں قتل کر دیا جاتا اور عبادت سے محروم ہو جاتا اور یہ روایت ضعیف ہے۔

۸۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے یوم شک کے روزہ کے متعلق کہا۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ اگر کوئی اس دن روزہ رکھے گا تو ایسا ہے جیسے ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھا۔ فرمایا وہ جھوٹے ہیں اگر وہ دن ماہ رمضان کا ہوا تو یہ توفیق ہو گا۔ (داخل رمضان) ورنہ عام دنوں کا سا روزہ ہو گا۔ (مجہول)

﴿باب ۱﴾

(وجوه الصوم)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن القاسم بن محمّد الجوهريّ، عن سليمان بن داود، عن سفيان بن عيينة، عن الزهري ، عن عليِّ بن الحسين عليهما السلام قال: قال لي يوماً: يا زهريُّ من أين جئت؟ فقلت: من المسجد، قال: فيم كنتم؟ قلت: تذاكرنا أمر الصوم فاجتمع رأيي ورأي أصحابي على أنّه ليس من الصوم شيء واجب إلّا صوم شهر رمضان فقال: يا زهري ليس كما قلتم الصوم على أربعين وجهاً فعشرة أوجه منها واجبة كوجوب شهر رمضان و عشرة أوجه منها صيامهنَّ حرام و أربعة عشر منها صاحبها

بالخيار إن شاء صام وإن شاء أفطر وصوم الإذن على ثلاثة أوجه وصوم التأديب و صوم الإباحة وصوم السفر والمرض قلت : جعلت فداك فسّرهنّ لي قال :

أمّا الواجبة فصيام شهر رمضان ، وصيام شهرين متتابعين في كفّارة الظهار لقول الله تعالى : «الّذين يظاهرون من نسائهم ثمّ يعودون لما قالوا فتحرير رقبة من قبل أن يتماسّا - إلى قوله - : فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين » ؛ وصيام شهرين متتابعين فيمن أفطر يوماً من شهر رمضان ؛ وصيام شهرين متتابعين في قتل الخطأ لمن لم يجد العتق واجب لقول الله عزّ وجلّ : «ومن قتل مؤمناً خطاءً فتحرير رقبة مؤمنة ودية مسلّمة إلى أهله - إلى قوله عزّ و جلّ - فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من الله وكان الله عليماً حكيماً » وصوم ثلاثة أيّام في كفّارة اليمين واجب قال الله عزّ وجلّ : « فصيام ثلاثة أيّام ذلك كفّارة أيمانكم إذا حلفتم » هذا لمن لا يجد الإطعام كلّ ذلك متتابع و ليس بمتفرّق ؛ وصيام أذى حلق الرأس واجب قال الله عزّ و جلّ : « فمن كان منكم مريضاً أو به أذى من رأسه ففدية من صيام أو صدقة أو نسك » فصاحبها فيها بالخيار فإن صام صام ثلاثة أيّام ؛ وصوم المتعة واجب لمن لم يجد الهدي قال الله عزّ و جلّ : «فمن تمتّع بالعمرة إلى الحجّ فما استيسر من الهدي فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيّام في الحجّ وسبعة إذا رجعتم تلك عشرة كاملة » ؛ وصوم جزاء الصيد واجب قال الله عزّ وجلّ : «ومن قتله منكم متعمداً فجزاءٌ مثل ما قتل من النعم يحكم به ذوا عدل منكم هدياً بالغ الكعبة أو كفّارة طعام مساكين أو عدل ذلك صياماً » أوتدري كيف يكون عدل ذلك صياماً يا زهري ؟ قال : قلت : لا أدري قال : يقوّم الصيد قيمة [قيمة عدل] ثمّ تفضّ تلك القيمة على البرّ ثمّ يكال ذلك البرّ أصواعاً فيصوم لكلّ نصف صاع يوماً ؛ وصوم النذر واجب وصوم الاعتكاف واجب .

وأمّا الصوم الحرام : فصوم يوم الفطر ويوم الأضحى ؛ و ثلاثة أيّام من أيّام التشريق وصوم يوم الشكّ ، اُمرنا به و نهينا عنه ، اُمرنا به أن نصومه مع صيام شعبان و نهينا عنه أن ينفرد الرجل بصيامه في اليوم الّذي يشكّ فيه الناس ، فقلت له : جعلت فداك فإن لم يكن صام من شعبان شيئاً كيف يصنع ؟ قال ينوي ليلة الشكّ أنّه

صائم من شعبان فإن كان من شهر رمضان أجزء عنه و إن كان من شعبان لم يضرّه فقلت : و كيف يجزىء صوم تطوّع عن فريضة ؟ فقال : لو أنّ رجلاً صام يوماً من شهر رمضان تطوّعاً وهو لا يعلم أنّه من شهر رمضان ثم علم [بعد] بذلك لأجزء عنه لأنّ الفرض إنما وقع على اليوم بعينه ، و صوم الوصال حرامٌ . و صوم الصمت حرامٌ . و صوم نذر المعصية حرامٌ . وصوم الدّهر حرام .

وأمّا الصوم الّذي صاحبه فيه بالخيار فصوم يوم الجمعة والخميس وصوم البيض وصوم ستّة أيّام من شوّال بعد شهر رمضان وصوم يوم عرفة ؛ وصوم يوم عاشورا فكلّ ذلك صاحبه فيه بالخيار ، إن شاء صام وإن شاء أفطر .

وأمّا صوم الإذن فالمرأة لا تصوم تطوّعاً إلّا بإذن زوجها والعبد لا يصوم تطوّعاً إلّا بإذن مولاه والضيف لا يصوم تطوّعاً إلّا بإذن صاحبه ، قال رسول الله ﷺ : «من نزل على قوم فلا يصوم تطوّعاً إلّا بإذنهم» .

وأمّا صوم التأديب فأن يؤخذ الصبيّ إذا راهق بالصوم تأديباً وليس بفرض وكذلك المسافر إذا أكل من أوّل النّهار ثمّ قدم أهله اُمر بالامساك بقيّة يومه وليس بفرض .

وأمّا صوم الإباحة لمن أكل أو شرب ناسياً أو قاء من غير تعمّد فقد أباح الله له ذلك وأجزء عنه صومه .

وأمّا صوم السفر والمرض فإنّ العامّة قد اختلفت في ذلك فقال قوم : يصوم وقال آخرون : لا يصوم وقال قوم : إن شاء صام وإن شاء أفطر وأمّا نحن فنقول : يفطر في الحالين جميعاً فإن صام في السفر أو في حال المرض فعليه القضاء فإنّ الله عزّ و جلّ يقول : « فمن كان (منكم) مريضاً أو على سفر فعدّة من أيّام اُخر » فهذا تفسير الصيام .

باب ۱

وجوه الصوم

۱۔ زہری سے مروی ہے کہ حضرت علی بن الحسین نے مجھ سے کہا تم کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے کہا مسجد سے فرمایا وہاں کیا کر تے

تھے میں نے کہا ہم یہ بحث کر رہے تھے کہ کتنے روزے واجب ہیں۔ میری اور میرے اصحاب کی رائے یہ تھی کہ ماہ رمضان کے سوا اور کوئی روزہ واجب نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے زہری جو تم نے کہا یہ بات نہیں ہے۔ روزہ کی چالیس صورتیں ہیں ان میں سے دس واجب ہیں جیسے ماہ صیام کے روزے اور دس قسم کے روزے حرام ہیں ان میں چودہ صورتیں ایسی ہیں چاہے یا نہ رکھے اور صوم الاذن کی تین صورتیں ہیں، صوم التادیب، صوم الاباحت، اور صوم السفر والمرض میں نے کہا ذرا اس کی توضیح فرمائیے فرمایا جو روزے واجب ہیں وہ ماہ رمضان کے روزے ہیں دو مہینے لگاتار کفارہ ظہار کے روزے ہیں جیسا کہ خدا فرماتا ہے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں اور پھر رجوع کرنا چاہیں تو کفارہ قبل عورت کے پاس جانے کے غلام آزاد کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو ماہ کے روزے پے در پے رکھے اور غلطی سے قتل کرنے کا کفارہ دو ماہ کے متواتر روزے ہیں اور جو غلطی سے کسی کو قتل کر دے اور غلام آزاد نہ کر سکے تو اس پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے، (عمداً نہیں) تو اس کا کفارہ ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے اور خون بہا دینا ہے اس کے اہل کو۔ پس جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اور اللہ سے توبہ کرے اللہ علیم و حکیم ہے اور قسم کے کفارہ میں تین دن روزہ رکھنا واجب ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے تین دن روزہ رکھنا تمہاری قسم کا کفارہ ہے یہ اس کے لیے جو کھانا نہ کھلا سکے اور یہ روزے پے در پے رکھے متفرق نہ ہوں اور سر منڈوانے سے اگر تکلیف ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو تم میں مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو اور وہ حج میں سر نہ منڈا سکے تو اس کا فدیہ روزہ ہے یا صدقہ یا عبادت، اختیار ہے ان میں سے جو چاہے بجا لائے۔ اگر روزہ رکھے تو تین دن رکھے اور حج تمتع میں جو قربانی نہ کر سکے تو اس پر واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا جو عمرہ تمتع بجا لائے اور قربانی نہ کر سکے تو تین دن ایام حج میں روزہ رکھے اور سات دن لوٹنے کے بعد اس طرح دس پورے ہو جائیں گے اور ایام حج میں شکار کے کفارہ میں روزہ واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو تم میں کسی جانور کو قصداً مار ڈالے تو اس کا کفارہ مثل چوپایہ کے قتل کے ہے جس پر فیصلہ کریں گے تم میں سے عادل لوگ یا تو قربانی کو کعبہ تک پہنچایا جائے یا مساکین کو کھانا کھلایا جائے یا اس کے برابر روزے رکھے جائیں اے زہری تم جانتے ہو یہ برابری کیسے ہوگی انھوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ فرمایا اس شکار کی قیمت کا اندازہ لگایا جائے پھر یہ قیمت گیہوں لگائی جائے اور پھر گیہوں صاع صاع کرکے ناپے جائیں پھر ہر نصف صاع پر ایک روزہ رکھا جائے پھر نذر کا روزہ واجب ہے اور صوم اعتکاف واجب ہے (یہ ہے واجب روزوں کی صورتیں) اور جو روزے حرام ہیں وہ عید الفطر اور عید اضحیٰ کا روزہ ہے اور تین دن ایام تشریق کے اور یوم شک کا روزہ جس کا ہمیں حکم بھی دیا گیا ہے اور منع بھی کیا گیا ہے۔ حکم دیا گیا ہے اس کا کہ ہم یوم شک کا روزہ ماہ شعبان کے روزوں کے ساتھ رکھیں اور منع کیا گیا ہے اس سے کہ جس دن لوگوں کو شک ہو کوئی تنہا بہ نیت صوم رمضان روزہ رکھے، میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں اگر اس نے شعبان کا کوئی روزہ ہی نہ رکھا ہو تو کیا

صورت ہوگی فرمایا یوم شک کی رات کو نیت کرے کہ روزہ رکھتا ہوں ماہ شعبان کا۔ پس اگر رمضان کا چاند ہو جائے گا تو یہ روزہ اس میں شامل ہو جائے گا اور اگر ماہ شعبان ہی رہے گا تو اس کا کوئی نقصان نہ ہوگا میں نے کہا سنت روزہ فرض کے لیے کیسے کافی ہوگا۔ فرمایا اگر کوئی ایک دن ماہ رمضان میں سنتی روزہ اس بناء پر رکھے کہ وہ نہیں جانتا کہ ماہ رمضان شروع ہوگیا ہے اور پھر اسے علم ہو تو یہ کافی ہوگا ماہ رمضان کے روزہ کے لئے کیونکہ فرض کی صورت بعینہٖ یہی ہوگی اور ملا کر دو روزہ رکھنا حرام ہے۔ چپ روزہ رکھنا حرام ہے اور صوم نذر معصیت بھی حرام ہے اور صوم دہر بھی حرام ہے۔

اور جن روزوں میں اختیار ہے وہ روز جمعہ کا روزہ ہے اور جمعرات کا اور ایام بیض اور ماہ رمضان کے بعد چھ دن ماہ شوال کے روزے، عرفہ کا روزہ، عاشور کا روزہ، ان سب میں اختیار ہے چاہے رکھے یا نہ رکھے۔

اور صوم اذن سے مراد یہ ہے کہ عورت سنتی روزہ نہ رکھے بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے اور غلام نہ رکھے بغیر آقا کی اجازت کے اور مہمان بغیر میزبان کی اجازت کے اور رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جو کسی قوم کا مہمان ہو تو اس کے اذن کے بغیر سنتی روزہ نہ رکھے اور صوم تادیب جب لڑکا جوانی کے قریب پہنچے تو تادیباً اس سے روزہ رکھوایا جائے نہ کہ کسی غرض کے لیے ایسے ہی مسافر جب کھالے اول روز میں، پھر وہ اپنے گھر آجائے تو اسے چاہیئے کہ بقیہ روز کچھ کھائے پیئے نہیں۔ لیکن یہ فرض نہیں۔

اور صوم اباحت یہ ہے کہ کوئی شخص بھول کر روزہ میں کچھ کھا پی لے یا بلا قصد قے آجائے تو یہ اللہ نے مباح کر دیا ہے اور روزہ باقی رہے گا۔

لیکن صوم سفر و مرض تو عام مسلمانوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں رکھے بعض کہتے ہیں نہ رکھے، بعض کہتے چاہے چاہے رکھے چاہے نہ رکھے۔ ہم کہتے ہیں دونوں حال میں نہ رکھے اگر رکھے گا تو اس پر قضا لازم ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم سے کوئی مریض ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے مہینے اس کی قضا بجالائے۔

یہ ہے تقسیم روزوں کی۔ (ض)

﴿باب﴾

☆(ادب الصائم)☆

١ - عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد بن عثمان، عن محمّد ابن مسلم قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: إذا صمت فليصم سمعك وبصرك وشعرك وجلدك وعدَّد أشياء غير هذا وقال: لايكون يوم صومك كيوم فطرك.

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن أحمد بن النضر الخزّاز، عن عمرو بن شمر، عن جابر، عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله لجابر بن عبدالله: ياجابر هذا شهر رمضان من صام نهاره و قام ورداً من ليله وعفَّ بطنه و فرجه و كفَّ لسانه خرج من ذنوبه كخروجه من الشهر، فقال جابر: يارسول الله ما أحسن هذا الحديث، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: ياجابر وما أشدَّ هذه الشروط.

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن النضر بن سويد، عن القاسم بن سليمان، عن جرّاح المدائنيِّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إنَّ الصيام ليس من الطعام والشراب وحده، ثمَّ قال: قالت مريم: «إنّي نذرت للرحمن صوماً» أي صوماً صمتاً ـ و في نسخة اُخرى أي صمتاً ـ فإذا صمتم فاحفظوا ألسنتكم وغضّوا أبصاركم ولاتنازعوا ولا تحاسدوا،

٤ ـ قال: و سمع رسول الله صلى الله عليه وآله امرأة تسبُّ جارية لها وهي صائمة فدعا رسول الله صلى الله عليه وآله بطعام، فقال لها: كلي فقالت: إنّي صائمة، فقال: كيف تكونين صائمة وقد سببت جاريتك، إنَّ الصوم ليس من الطعام والشراب، قال: وقال أبوعبدالله عليه السلام: إذا صمت فليصم سمعك وبصرك من الحرام و القبيح و دع المراء وأذى الخادم و ليكن عليك و قار الصيام ولا تجعل يوم صومك كيوم فطرك.

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن محبوب، عن أبي أيّوب، عن الفضيل بن يسار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا صام أحدكم الثلاثة الأيام من الشهر فلا يجادلنَّ أحداً ولا يجهل ولايسرع إلى الحلف والأيمان بالله فإن جهل عليه أحد فليتحمّل.

٦ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن هارون بن مسلم، عن مسعدة بن صدقة، عن أبي عبدالله، عن آبائه عليهم السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: ما من عبد صالح يشتم فيقول: إنّي صائم سلام عليك لا أشتمك كما شتمتني إلّا قال الربُّ تبارك و تعالى: استجار عبدي بالصوم من شرِّ عبدي [ف]قد أجرته من النّار.

٧ ـ عليٌّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد بن عثمان؛ وغيره

عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا ينشد الشعر بليل ولا ينشد في شهر رمضان بليل ولا نهار ، فقال له إسماعيل : يا أبتاه فإنّه فينا ؟ قال : وإن كان فينا .

٨ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحسين ، عن محمّد بن عبيد ، عن عبيد بن هارون قال : حدّثنا أبويزيد ، عن حصين ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال أميرالمؤمنين صلوات الله عليه : عليكم في شهر رمضان بكثرة الاستغفار والدّعاء فأمّا الدّعاء فيدفع بهعنكم البلاء وأمّا الاستغفار فيمحى ذنوبكم .

و بهذا الإسناد قال : كان عليّ بن الحسين عليهما السلام إذا كان شهر رمضان لم يتكلّم إلّا بالدّعاء والتسبيح والاستغفار والتكبير فإذا أفطر قال : «اللّهمّ إن شئت أن تفعل فعلت» .

٩ ـ عليّ بن محمّد ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن الوشّاء ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : إنّ الصيام ليس من الطعام و الشراب وحده إنّ مريم عليها السلام قالت : «إنّي نذرت للرحمن صوماً» أي صمتاً فاحفظوا ألسنتكم و غضّوا أبصاركم ولا تحاسدوا ولا تنازعوا فإنّ الحسد يأكل الإيمان كما تأكل النّار الحطب .

١٠ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن منصور بن يونس ، عن أبي بصير قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : الكذبة تنقض الوضوء وتفطر الصائم ، قال : قلت : هلكنا ، قال : ليس حيث تذهب إنّما ذلك الكذب على الله عزّ وجلّ وعلى رسوله وعلى الأئمّة عليهم السلام .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن موسى ، عن غياث ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال رسول الله صلّى الله عليه وآله : إنّ الله كره لي ستّ خصال ثمّ كرهتهنّ للأوصياء من ولدي وأتباعهم من بعدي : الرفث في الصوم .

باب ۱۱

آداب صائم

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب تم روزہ رکھو تو تمہارے کان، آنکھ، بال اور جلد وغیرہ سب کا روزہ ہو اور

روزہ کا دن عام دنوں کی طرح نہ ہو۔ (حسن)

۲۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے جابر یہ ماہ رمضان ہے جو روزہ رکھے اور رات کو ذکر الٰہی کرے اور اپنے شکم و فرج کو حرام سے بچائے اور اپنی زبان پر قابو رکھے تو وہ گناہوں سے اس طرح باہر نکلے گا جیسے وہ نہا کر نہر سے نکلا ہو۔ جابر نے کہا یا رسول اللہ یہ حدیث کیسی اچھی ہے فرمایا اس کے شرائط کتنے سخت ہیں۔ (م)

۳۔ فرمایا حضرت نے روزہ صرف کھانے پینے سے رک جانے کا نام نہیں۔ پھر فرمایا مریم نے کہا۔ میں نے رحمٰن کے لیے روزہ نذر کیا ہے یعنی خاموشی، مطلب یہ ہے کہ بدگوئی سے زبان کو روکا جائے۔ صمت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی زبانوں کی حفاظت کرو۔ اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو، جھگڑا نہ کرو اور ایک دوسرے کا حسد نہ کرو۔ (مجہول)

۴۔ حضرت رسولخدا نے سنا کہ ایک عورت بحالت روزہ اپنی کنیز کو گالیاں دے رہی تھی۔ حضرت نے اسے بلایا اور کھانا منگا کر اس سے کہا کہ کھا۔ اس نے کہا میں روزہ سے ہوں فرمایا تیرا روزہ کہاں رہا جبکہ تو اپنی کنیز کو گالیاں دے رہی تھی روزہ کھانے پینے سے رک جانے کا نام نہیں ہے فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام روزہ جب رکھو تو کان اور آنکھ کو حرام اور قبیح سے بچاؤ اور جھگڑا نہ کرو، نوکر کو اذیت نہ دو، روزہ کا وقار قائم رکھو اور عام دنوں کی طرح روزہ کا دن نہ ہونا چاہیئے۔

۵۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب کوئی تم میں تین دن روزہ رکھے رمضان کا، تو کسی سے لڑے نہیں اور نہ جاہلانہ روش اختیار کرے اور نہ خدا کی جھوٹی قسم کھائے اور اگر کوئی جاہلانہ برتاؤ کرے تو تحمل سے کام لے (م)

۶۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اگر عبد صالح کو گالی دی جائے تو وہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں، تجھ پر سلام میں تجھے گالی نہ دوں گا جس طرح تو نے مجھے گالی دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے روزہ دار بندہ کو گالی دے گا تو اس کی سزا جہنم ہے۔ (حسن)

۷۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے رات میں شعر نہ پڑھو اور ماہ رمضان میں نہ دن میں پڑھو نہ رات میں۔ ان کے فرزند اسمٰعیل نے کہا اگرچہ وہ اشعار ہماری شان میں ہوں فرمایا ہاں چاہے ہمارے متعلق ہوں (مجہول)

۸۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ حضرت امیرالمومنین نے فرمایا۔ ماہ رمضان میں بہ کثرت استغفار کرتے اور دعائیں مانگتے۔ دعا دافع بلا ہے اور استغفار تمہارے گناہوں کو محو کرنے والا ہے اور اسی اسناد کے ساتھ حضرت علی بن الحسین کے متعلق یہ ہے کہ جب ماہ صیام آتا تو آپ سوائے دعا اور استغفار اور تکبیر کوئی کلام نہ کرتے اور جب افطار کرتے تو کہتے کہ اگر تو چاہے تو میرے گناہ معاف کردے اور میری دعا قبول کرے (م)

۹۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ روزہ صرف نہ کھانے اور نہ پینے کا نام نہیں۔ جناب مریم نے کہا تھا اللہ کے لیے میں نے صوم نذر کیا ہے یعنی خموشی کے ساتھ روزہ، پس اپنی زبانوں کو محفوظ رکھو، اپنی آنکھوں کو جھکائے رہو آپس

میں جھگڑا نہ کرو، حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھا لیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو (ض)

۱۰۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے سنا جھوٹ سے وضو اور روزہ ٹوٹ جاتا ہے میں نے کہا تب تو ہم لوگ ہلاک ہوئے فرمایا یہ بات نہیں ہے جھوٹ سے مراد ہے اللہ اور رسولؐ اور آئمہ طاہرین پر جھوٹ بولنا۔ (حسن)

۱۱۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے، اللہ نے برا جانا ہے میرے لئے چھ باتوں کو پھر برا جانا ان کو میری اولاد سے میرے اوصیا کے لئے اور ان کے تابعین کے لئے فحش کلام اور جماع روزہ میں (ض)

﴿ باب ۱۲ ﴾

﴿ صوم رسول الله صلى الله عليه وآله ﴾

١ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الوشّاء، عن حمّاد بن عثمان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول: صام رسول الله صلى الله عليه وآله حتّى قيل: مايفطر، ثمّ أفطر حتّى قيل: مايصوم، ثمّ صام صوم داود عليه السلام يوماً و يوماً لا، ثمّ قبض على صيام ثلاثة أيّام في الشهر قال: إنّهنّ يعدلن صوم الشهر ويذهبن بوحر الصّدر ـ والوحر: الوسوسة ـ قال حمّاد: فقلت: و أيّ الأيّام هي؟ قال: أوّل خميس في الشهر و أوّل أربعاء بعد العشر منه و آخر خميس فيه، فقلت: كيف صارت هذه الأيّام الّتي تصام؟ فقال: إنّ من قبلنا من الاُمم كان إذا نزل على أحدهم العذاب نزل في هذه الأيّام. فصام رسول الله صلى الله عليه وآله هذه الأيّام المخوفة.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن أبي أيّوب، عن محمّد بن مسلم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله أوّل ما بعث يصوم حتّى يقال: ما يفطر، ويفطر حتّى يقال: ما يصوم، ثمّ ترك ذلك وصام يوماً وأفطر يوماً وهو صوم داود عليه السلام ثمّ ترك ذلك وصام الثلاثة الأيّام الغرّ، ثمّ ترك ذلك وفرّقها في كلّ عشرة أيّام يوماً خميسين بينهما أربعاء فقبض عليه وآله السلام وهو يعمل ذلك.

٣ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن محبوب، عن جميل ابن صالح، عن محمّد بن مروان قال: سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يصوم حتّى يقال: لايفطر ثمّ صام يوماً وأفطر يوماً، ثمّ صام الاثنين والخميس ثمّ آل من ذلك

إلى صيام ثلاثة أيّام في الشّهر : الخميس في أوّل الشّهر وأربعاء في وسط الشّهر وخميس في آخر الشهر وكان يقول . ذلك صوم الدّهر ، وقد كان أبي عليه السلام يقول : ما من أحد أبغض إليّ من رجل يقال له : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يفعل كذا وكذا فيقول : لا يعذّبني الله على أن اجتهد في الصّلاة كأنّه يرى أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله ترك شيئاً من الفضل عجزاً عنه .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختريّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كنّ نساء النبيّ صلى الله عليه وآله إذا كان عليهنّ صيام أخّرن ذلك إلى شعبان كراهة أن يمنعن رسول الله صلى الله عليه وآله فإذا كان شعبان صمن وكان رسول الله صلى الله عليه وآله يقول : شعبان شهري .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : هل صام أحدٌ من آبائك شعبان ؟ قال : خير آبائي رسول الله صلى الله عليه وآله صامه .

٦ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل ابن شاذان جميعاً ، عن صفوان ، عن ابن مسكان ، عن العامي قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام هل صام أحدٌ من آبائك شعبان قطّ ؟ قال : صامه خير آبائي رسول الله صلى الله عليه وآله .

عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس ، عن ابن مسكان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام مثله .

فأمّا الّذي جاء في صوم شعبان أنّه سئل عليه السلام عنه فقال : ما صامه رسول الله صلى الله عليه وآله ولا أحدٌ من آبائي . قال ذلك لأنّ قوماً قالوا : إنّ صيامه فرض مثل صيام شهر رمضان ووجوبه مثل وجوب شهر رمضان وإنّ من أفطر يوماً منه فعليه من الكفّارة مثل ما على من أفطر يوماً من شهر رمضان . وإنّما قول العالم عليه السلام : ما صامه رسول الله صلى الله عليه وآله ولا أحد من آبائي عليهم السلام . أي ما صاموه فرضاً واجباً تكذيباً لقول من زعم أنّه فرض وإنّما كانوا يصومونه سنّة ، فيها فضل وليس على من لم يصمه شيء .

٧ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحسن ، عن أحمد بن صبيح ، عن عنبسة العابد قال : قبض النبيّ صلى الله عليه وآله على صوم شعبان ورمضان وثلاثة أيّام في كلّ شهر أوّل خميس و أوسط أربعاء وآخر خميس وكان أبو جعفر وأبو عبدالله عليهما السلام يصومان ذلك .

باب ۱۲

صوم رسولؐ اللہ

۱۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول اللہؐ نے روزے رکھے تا اینکہ کہا گیا کہ اب ترک ہی نہ کریں گے پھر نہ رکھے تو کہا گیا اب نہ رکھیں گے۔ پھر حضرت نے صوم داؤد رکھا۔ ایک دن دوسرے دن نہیں پھر ہر ماہ تین دن رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ یہ برابر ہیں پورے مہینے کے روزوں کے، ان سے سینوں کے وسوسے دور ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا وہ کون سے دن ہیں۔ فرمایا جمعرات اور دس دن کے بعد کا بدھ اور آخر جمعرات، میں نے کہا ان ایام میں روزہ کیوں رکھا جائے فرمایا ہم سے پہلی قوموں پر ان ایام میں عذاب نازل ہوا ہے اس لیے رسولؐ اللہ ان ایام میں روزہ رکھتے تھے۔ (ض)

۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسولؐ اللہ بعثت کے آغاز سے اتنے روزے رکھتے تھے کہ کہا جاتا تھا کہ اب وہ روزے ترک ہی نہ کریں گے اور پھر نہ رکھتے تھے یہاں تک کہ کہا جاتا تھا کہ اب نہ رکھیں گے۔ پھر حضرت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک روز روزہ رکھتے ایک روز ناغہ دیتے جس روز صوم ہوتا وہ صوم داؤد سا ہوتا پھر یہ طریقہ ترک کیا اور مہینے کے پہلے تین دن روزہ رکھنے لگے، پھر یہ صورت ترک کی اور ان کے درمیان فرق ڈالا اور ہر دس میں جب جمعرات آتی تو روزہ رکھتے مرتے دم تک یہی معمول رہا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ رسولؐ اللہ اتنے لگاتار روزے رکھتے تھے گویا ناغہ ہی نہ کریں گے۔ پھر ایک دن رکھتے ایک دن ناغہ کرتے پھر ہر اتوار اور جمعرات کو آخر ماہ میں رکھنے لگے اور فرماتے تھے یہ صوم الدہر ہے اور میرے والد ماجد فرمایا کرتے تھے میرا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس سے کہا جائے کہ رسولؐ اللہ ایسا ایسا کرتے اور وہ کہے اللہ مجھے عذاب نہ کرے گا اگر میں نماز بجا لاتا رہوں گویا وہ یہ سمجھتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہِ عجز کچھ چیزوں کو چھوڑ دیا ہے (حسن)

۴۔ فرمایا ازواج رسولؐ پر جب روزے قضا ہوتے تھے تو ان کو ماہ شعبان میں رکھتی تھیں وہ برا جانتی تھیں اس کو کہ رسولؐ کو مقاربت سے منع کریں اور ماہ شعبان میں روزہ رکھتی تھیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شعبان میرا مہینہ ہے۔ (ض)

۵۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ کے آبا میں سے کسی نے ماہ شعبان کا روزہ رکھا۔ فرمایا میرے آباء میں سے بہترین یعنی رسولؐ خدا نے ماہ شعبان کے روزے رکھے ہیں۔ (موثق)

۶۔ حضرت ابوعبداللہ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ سوال کرنے والے نے ماہ شعبان کے روزوں کے وجوب کے متعلق سوال کیا حضرت نے فرمایا نہ رسول خدا نے روزے رکھے نہ میرے آبا میں کسی نے، یہ اس وجہ سے فرمایا کہ کچھ لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ شعبان کے روزے بھی رمضان کے روزے کی طرح فرض ہیں اور ان کے نہ رکھنے کا وہی کفارہ ہے جو ماہ رمضان کے روزے نہ رکھنے کا ہے پس امام علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ نے رکھے اور نہ میرے آبا میں کسی نے رکھا تھا کہ بہ نیت واجب و فرض نہیں رکھے، یہ تکذیب ہے ان لوگوں کے قول کی کہ جو کہتے تھے کہ فرض ہیں۔ رسول خدا اور آئمہ شعبان کے روزے بہ نیت قربت رکھتے تھے اگر کوئی شخص نہ رکھے تو اس پر کفارہ نہیں۔ (ص)

۷۔ فرمایا حضرت رسول خدا ہمیشہ شعبان و رمضان کے روزے رکھتے تھے اور تین دن ہر مہینے میں پہلی جمعرات درمیانی چہارشنبہ اور آخر جمعرات کو، اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام اسی طرح روزے رکھتے تھے (موثق)

﴿باب﴾

☆(فضل صوم شعبان وصلته برمضان وصيام ثلاثة ايام فى كل شهر)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وعليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن سلمة صاحب السابريِّ ، عن أبي الصباح الكنانيِّ قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : صوم شعبان وشهر رمضان متتابعين توبة من الله والله .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس ، عن عمر بن أبان ، عن المفضّل بن عمر قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : صوم شعبان و شهر رمضان متتابعين توبة من الله .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين سعيد ، عن عليِّ بن الصلت ، عن زرعة بن محمّد [عن سماعة] وعن المفضّل بن عمر ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال . كان عليُّ بن الحسين عليهما السلام يصل ما بين شعبان ورمضان ويقول : صوم شهرين متتابعين توبة من الله .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسين بن علوان ، عن عمرو بن خالد ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يصوم شعبان و رمضان يصلهما و ينهى الناس أن يصلوهما وكان يقول : هما شهر[ا] الله وهما كفّارة لما قبلهما ولما بعدهما من الذُّنوب .

٥ - عليٌّ بن محمّد ، عن بعض أصحابه ، عن محمّد بن سليمان ، عن أبيه قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ما تقول في الرَّجل يصوم شعبان وشهر رمضان ؟ فقال : هما الشهران اللّذان قال الله تبارك وتعالى : «شهرين متتابعين توبة من الله» قلت : فلا يفصل بينهما ؟ قال : إذا أفطر من اللّيل فهو فصل و إنّما قال رسول الله صلى الله عليه وآله : لا وصال في صيام يعني لا يصوم الرَّجل يومين متواليين من غير إفطار ، وقد يستحبُّ للعبد أن لا يدع السَّحور .

٦ - عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الصّوم في الحضر فقال : ثلاثة أيّام في كلِّ شهر : الخميس من جمعة والأربعاء من جمعة والخميس من جمعة اُخرى وقال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : صيام شهر الصبر وثلاثة أيّام من كلِّ شهر يذهبن ببلابل الصّدور وصيام ثلاثة أيّام من كلِّ شهر صيام الدَّهر ، إنَّ الله عزَّ و جلَّ يقول : «من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها» .

٧ - عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الصّيام في الشّهر كيف هو ؟ قال : ثلاث في الشّهر في كلِّ عشر يوم إنَّ الله تبارك وتعالى يقول : «من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها» . [ثلاثة أيّام في الشهر صوم الدهر] .

٨ - عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن محمّد بن عليٍّ ، عن الحسين ابن مخارق أبي جنادة السّلوليِّ ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر ، عن أبيه عليهما السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : من صام شعبان كان له طهراً من كلِّ زلّة ووصمة وبادرة ، قال أبو حمزة : قلت لأبي جعفر عليه السلام : ما الوصمة ؟ قال: اليمين في المعصية والنّذر في المعصية قلت : فما البادرة ؟ قال : اليمين عند الغضب والتوبة منها النّدم .

٩ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن أفضل ما جرت به السّنة في التطوُّع من الصّوم ، فقال : ثلاثة أيّام في كلِّ شهر : الخميس في أوَّل الشهر والأربعاء في وسط الشهر والخميس في آخر الشّهر ، قال : قلت له : هذا جميع ما جرت به السّنة في الصّوم ؟ فقال : نعم .

۱۰ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز قال : قيل لأبي عبدالله عليه السلام : ما جاء في الصوم في يوم الأربعاء فقال : قال أمير المؤمنين عليه السلام : إنّ الله عزّ وجلّ خلق النّار يوم الأربعاء فأوجب صومه ليتعوّذ به من النّار .

۱۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن هشام بن سالم ، عن الأحول ، عن ابن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله سئل عن صوم خميسين بينهما أربعاء فقال : أمّا الخميس فيوم تعرض فيه الأعمال وأمّا الأربعاء فيوم خلقت فيه النّار وأمّا الصوم فجنّة [من النّار] .

۱۲ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : إنّما يصام يوم الأربعاء لأنّه لم تعذّب اُمّة فيما مضى إلّا في يوم الأربعاء وسط الشهر فيستحبّ أن يصام ذلك اليوم .

۱۳ ـ الحسين بن محمّد ، عن محمّد بن عمران ، عن زياد القنديّ عن عبدالله بن سنان قال : قال لي أبو عبدالله عليه السلام : إذا كان في أوّل الشهر خميسان فصم أوّلهما فإنّه أفضل وإذا كان في آخر الشهر خميسان فصم آخرهما فإنّه أفضل .

باب ۱۳

فضیلتِ صومِ شعبان

۱ ـ فرمایا ماہ شعبان اور ماہ رمضان کے پے در پے روزے رکھنا۔ توبہ کرنا ہے اللہ سے بخدا۔

۲ ـ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام ملا دیتے تھے شعبان اور رمضان کے روزے اور فرماتے تھے دو مہینے پے در پے روزے رکھنا اللہ سے توبہ کرنا ہے۔ (مجہول)

۳ ـ فرمایا حضرت ابوعبداللہ نے کہ حضرت علی بن الحسین شعبان اور رمضان کے روزے ملا کر رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دو مہینے پے در پے اللہ سے توبہ کرنے کے ہیں۔ (مجہول)

۴ ـ فرمایا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ حضرت رسول خدا شعبان اور رمضان کے روزے ملا کر رکھتے تھے اور لوگوں کو اس اتصال سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ دونوں اللہ کے مہینے ہیں اور یہ کفارہ بن جاتے ہیں اپنے

سے پہلے اور اپنے سے بعد کے گناہوں کا دہی سے مراد یہ ہے کہ آخر شعبان اور اوّل رمضان کے روزوں کو بغیر افطار نہ ملائے۔ (موثق)

۵۔ میں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے متعلق جو شعبان و رمضان دونوں ماہ کے روزے رکھے۔ فرمایا ان دونوں مہینوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ دو مہینے پے در پے اللہ سے توبہ کرنے کے ہیں میں نے کہا تو ان کے درمیان فاصلہ نہ دے۔ فرمایا جب رات کو افطار کرے گا تو یہی فاصلہ ہو جائے گا رسول اللہ نے فرمایا ہے روزہ میں اتصال نہیں۔ یعنی بغیر افطار دو روزے لگاتار نہ رکھے اور سحری کھانا ترک نہ کرے (ض)

۶۔ حضرت سے حضر کے روزے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا تین دن ہر مہینے میں پہلے جمعہ سے پہلے جمعرات کو اور دوسرے جمعہ سے پہلے چہارشنبہ کو اور آخر جمعہ سے پہلی جمعرات کو، اور امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ماہ رمضان کا نام صبر ہے اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا سینوں سے وسوسوں کو دور کرتا ہے اور یہ صیام الدہر کہلاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ایک نیکی کرے گا اللہ اس کو دس گنا ثواب دے گا۔ (حسن)

۷۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے مہینہ کے روزوں سے متعلق پوچھا کتنے دن رکھے جائیں فرمایا ہر مہینے میں دس دن کے بعد ایک دن، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو ایک نیکی کرے گا دس گنا ثواب ملے گا پس ہر ماہ تین دن کے روزے پورے مہینہ کے روزوں کے برابر ہو جاتے ہیں۔ (ض)

۸۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے جو ماہ شعبان میں روزہ رکھے تو وہ پاک کرے گا اس کو ہر لغزش وصمہ سے اور بادرہ سے، ابوحمزہ نے کہا۔ وصمہ کیا ہے فرمایا معصیت میں قسم کھانا معصیت میں نذر کرنا۔ میں نے کہا بادرہ کیا ہے فرمایا غصہ میں قسم کھانا اور نادم ہو کر توبہ کرنا۔ (ض)

۹۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ سنتی روزوں میں بہترین سنت کیا ہے فرمایا ہر مہینہ میں تین روزے اوّل ماہ میں جمعرات کو، درمیان ماہ میں بدھ کو اور آخر ماہ میں جمعرات کو، میں نے کہا روزہ میں کل یہی سب سے بہتر سنت ہے فرمایا ہاں۔ (موثق)

۱۰۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ چہارشنبہ کے روزہ کا حکم کیوں ہے فرمایا امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو چہارشنبہ کے روز پیدا کیا ہے پس اس کا روزہ لازم قرار دیا تاکہ آتش دوزخ سے پناہ ملے (حسن)

۱۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہ رسول اللہ سے پوچھا ان دو جمعراتوں کے روزوں کے متعلق جن کے بیچ میں جمعہ ہو۔ فرمایا پنجشنبہ وہ دن ہے کہ اس میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور بدھ وہ دن ہے جس میں آگ کو پیدا کیا گیا پس روزہ اس کی سپر ہے۔ (ض)

۱۲۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے بدھ کے روزہ اس لئے رکھا جاتا ہے کہ زمانہ ماضی میں جس قوم پر عذاب آیا

ہے اسی روز آیا ہے لہذا اس دن روزہ مستحب قرار دیا گیا۔ (موثق)

۱۳۔ فرمایا حضرت نے جب مہینہ کے اول میں دو پنجشنبہ آئیں تو پہلے کا روزہ رکھو اور آخر میں دو آئیں تو آخر کا رکھو یہی افضل ہے۔ (ض)

﴿باب ۱۴﴾

﴿أنه يستحب السحور﴾

۱ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن شعيب ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن السحور لمن أراد الصوم أواجب هو عليه ؟ فقال : لابأس بأن لا يتسحر إن شاء وأما في شهر رمضان فإنه أفضل أن يتسحر نحب أن لايترك في شهر رمضان .

۲ ـ عدة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ، عن أخيه الحسن ، عن زرعة ، عن سماعة قال : سألته عن السحور لمن أراد الصوم فقال : أما في شهر رمضان فإن الفضل في السحور ولو بشربة من ماء وأما في التطوع فمن أحب أن يتسحر فليفعل ومن لم يفعل فلابأس .

۳ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفلي ، عن السكوني ، عن جعفر ، عن آبائه عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : السحور بركة قال : وقال رسول الله صلى الله عليه وآله : لاتدع أمتي السحور ولو على حشفة .

باب ۱۴

سحری کھانے کا استحباب

۱۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا سحری کے متعلق۔ آیا اس کا کھانا روزہ رکھنے والے کے لئے واجب

ہے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر وہ سحری کھالے۔ لیکن ماہ رمضان میں بہتر یہی ہے کہ سحری کھائے ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ ماہ رمضان میں سحری ترک نہ کرے۔

۳۔ میں نے سحری کے متعلق پوچھا فرمایا ماہ رمضان میں سحری کھانا افضل ہے اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی ہو اور جو سحری کھانا چاہے وہ کھائے اور جو نہ چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (موثق)

۴۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سحری کھانا برکت ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میری امت سحری ترک نہ کرے اگرچہ ایک خرما ہی ہو۔

﴿باب ۱۵﴾

☆(ما يقول الصائم اذا افطر)☆

١ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليِّ ، عن السكونيِّ ، عن [أبي] جعفر ، عن آبائه عليهم السلام أنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان إذا أفطر قال : « اللّهم لك صمنا و على رزقك أفطرنا فتقبّله منّا ذهب الظماء وابتلّت العروق وبقي الأجر ».

باب ۱۵

وقت افطار صائم کیا کہے

۱۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ حضرت رسولؐ خدا جب افطار کرتے تو فرماتے یا اللہ ہم نے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا پس اس کو قبول کر ہماری پیاس گئی سوکھی رگیں سیراب ہوئیں اور اجر باقی رہا۔

﴿باب ۱۶﴾

☆([صوم] الوصال وصوم الدهر)☆

١ - عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن سيف بن عميرة ، عن حسّان بن مختار قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : [ما] الوصال في الصّيام ؟ قال :

فقال: إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال: لاوصال في صيام ولاصمت يوم إلى اللّيل ولاعتق قبل ملك.

٢ ـ أحمد بن محمّد، عن الحسن بن محبوب، عن الحلبي، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: الوصال في الصّيام أن يجعل عشاه سحوره.

٣ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ و محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن البختري، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: المواصل في الصّيام يصوم يوماً و ليلة و يفطر في السّحر.

٤ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الوشّاء، عن أبان، عن زرارة قال: سألت أباعبدالله عليه السلام عن صوم الدّهر، فقال: لم نزل نكرهه.

٥ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: سألته عن صوم الدّهر فكرهه وقال: لابأس أن يصوم يوماً ويفطر يوماً.

باب ۱۲

وصال وصوم الدہر

۱۔ میں نے پوچھا صوم وصال کیا ہے۔ فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ دو روزے ملانے نہیں چاہییں یعنی رات بھی شامل کرلی جائے اور ملکیت سے پہلے غلام آزاد نہیں کیا جاتا۔ (مجہول)

۲۔ فرمایا حضرت نے صوم وصال یہ ہے کہ شام کا کھانا نہ کھائے اور اسے صبح سے ملادے۔ (ص)

۳۔ فرمایا صوم وصال یہ ہے کہ دن و رات کا روزہ رکھے اور صبح کو کھائے۔ (ض)

۴۔ میں نے صوم الدہر کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس کے متعلق کچھ نازل نہیں ہوا لیکن ہم اسے بُرا جانتے ہیں۔ (حسن)

۵۔ میں نے ہمیشہ روزہ رکھنے کے متعلق یعنی لگاتار روزے (سنتی) رکھنے کے متعلق پوچھا تو حضرت نے اس کو بُرا سمجھا اور فرمایا کوئی حرج نہیں اس میں ایک روز روزہ رکھے اور ایک روز افطار کرے۔ (ض)

۳۔ میں نے حضرت سے کہا۔ میں نے کنیز کو حکم دیا کہ دیکھے صبح ہوئی ہے یا نہیں، اس نے کہا نہیں ہوئی پس میں کھا لیتا ہوں پھر میں دیکھتا ہوں کہ صبح نمودار ہو گئی۔ فرمایا اس دن کو تمام کرو اور روزہ کی قضا بجا لاؤ اگر تم نے خود دیکھا ہوتا تو قضا لازم نہ ہوتی۔ (حسن)

۴۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جو ماہ رمضان میں گھر سے نکلے اور اس کے اصحاب کسی گھر میں کھا رہے تھے میں نے طلوع صبح کے آثار دیکھ کر ان سے کہا صبح ہو گئی بعض تو رک گئے اور بعض نے دل لگی سمجھی، فرمایا ان کو روزہ پورا کرنا اور قضا بجا لانی چاہیے۔ (مجہول)

۵۔ میں نے پوچھا ایک دن یا دو دن ماہ رمضان میں ایسے ہوئے کہ میں سحری صبح ہوتے کھائی تو آیا اس روز روزہ نہ رکھوں یا اس روز پورا روزہ رکھوں اور دوسرے روز قضا کروں۔ فرمایا اسی روز روزہ نہ رکھ کیونکہ اسی روز صبح کو تو نے کھایا ہے اور دوسرے روز ادا کر۔ (مجہول)

۶۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو طلوع فجر کے بعد پانی پی لے اور وہ ماہ رمضان کا روزہ نہ ہو فرمایا وہ اس دن روزہ رکھے اور دوسرے دن اس کی قضا بجا لائے اور اگر یہ روزہ ماہ رمضان کی قضا کا ہے شوال وغیرہ میں اور بعد فجر پانی پی لیا ہے تو روزہ ختم کرے اور اس کی قضا بجا لائے۔ (ط)

۷۔ میں نے پوچھا ان دو شخصوں کے متعلق جنھوں نے کھڑے ہو کر صبح کو جانچا، ایک نے کہا نمودار ہو گئی دوسرے نے کہا میں تو آثار نہیں پاتا۔ فرمایا جس پر صبح ظاہر نہیں ہوئی وہ کھائے اور جس پر ظاہر ہو گئی ہے اس پر کھانا حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کی سفیدی سیاہی سے جدا ہو جائے۔ (موثق)

﴿باب ۸﴾

☆(الفجر ماهو ومتى يحل و متى يحرم الاكل)☆

١ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن العلاء بن رزين ، عن موسى بن بكر عن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : أذَّن ابن اُمّ مكتوم لصلاة الغداة ومرَّ رجل برسول الله صلى الله عليه وآله وهو يتسحّر فدعاه أن يأكل معه فقال : يا رسول الله قد أذَّن المؤذّن للفجر ، فقال : إنَّ هذا ابن اُمّ مكتوم وهو يؤذّن بليل فإذا أذَّن بلال فعند ذلك فأمسك .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عليّ بن عطيّة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الفجر هو الّذي إذا رأيته معترضاً كأنّه بياض سورى .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الخيط الأبيض من الخيط الأسود ، فقال : بياض النهار من سواد اللّيل ، قال : وكان بلال يؤذّن للنبيّ صلى الله عليه وآله وابن امّ مكتوم ـ وكان أعمى ـ يؤذّن بليل ويؤذّن بلال حين يطلع الفجر ، فقال النبيّ صلى الله عليه وآله : إذا سمعتم صوت بلال فدعوا الطعام والشراب فقد أصبحتم .

٤ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وأحمد بن إدريس ، عن محمّد بن عبد الجبّار جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن أبي بصير ، عن أحدهما عليهما السلام في قول الله تعالى : « أُحلّ لكم ليلة الصيام الرّفث إلى نسائكم الآية » فقال : نزلت في خوّات بن جبير الأنصاري وكان مع النبيّ صلى الله عليه وآله في الخندق وهو صائم فأمسى وهو على تلك الحال وكانوا قبل أن تنزل هذه الآية إذا نام أحدهم حرم عليه الطعام والشراب فجاء خوّات إلى أهله حين أمسى فقال : هل عندكم طعام فقالوا : لا لاتنم حتّى نصلح لك طعاماً فاتّكأ فنام فقالوا له : قد فعلت قال : نعم فبات على تلك الحال فأصبح ثمّ غدا إلى الخندق فجعل يغشى عليه فمرّ به رسول الله صلى الله عليه وآله فلمّا رأى الّذي به أخبره كيف كان أمره فأنزل الله عزّ وجلّ فيه الآية « وكلوا واشربوا حتّى يتبيّن لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر » .

٥ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عاصم بن حميد ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام فقلت : متى يحرم الطعام والشراب على الصائم وتحلّ الصلاة صلاة الفجر ، فقال : إذا اعترض الفجر وكان كالقبطيّة البيضاء فثمّ يحرم الطعام ويحلّ الصيام وتحلّ الصلاة صلاة الفجر ، قلت : فلسنا في وقت إلى أن يطلع شعاع الشمس ؟ فقال : هيهات أين تذهب ؟ تلك صلاة الصبيان .

باب ۱۸

صبح کی شناخت

۱۔ فرمایا ابن ام مکتوم نے اجازت لی رسول اللہ سے نماز صبح کی اذان کی۔ ایک شخص حضرت کی طرف سے گزرا اور آنحالیکہ آپ سحری کھا رہے تھے۔ حضرت نے اس کو اپنے ساتھ کھانے کے لئے بلایا اس نے کہا یا رسول اللہ موذن صبح کی اذان دے رہا ہے فرمایا یہ ابن ام مکتوم ہے یہ رات کو اذان دیتا ہے۔ جب بلال اذان دے تب کھانے سے رک جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبل طلوع فجر اذان کا جواز ہے۔ (ض)

۲۔ فرمایا حضرت نے صبح وہ ہے کہ آسمان پر سفیدی اس طرح نظر آئے جیسے حلہ کی نہر سورا کی سفیدی۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا کیا مطلب ہے سفید تاگے اور سیاہ تاگے کا۔ فرمایا جب دن کی سفیدی رات کی سیاہی میں نمایاں ہو اور فرمایا حضرت رسول خدا کے دو موذن تھے بلال اور ابن ام مکتوم جو نابینا تھے یہ رات میں اذان دیتے تھے اور بلال صبح نمودار ہوتے پر، پس جب بلال کی آواز اذان سنو تو کھانا پینا ترک کر دو کیونکہ صبح ہو جاتی ہے۔ (ض)

۴۔ اماموں میں سے کسی ایک نے اس آیت کے متعلق فرمایا۔ حلال ہے تمہارے لئے ماہ صیام کی رات کو عورتوں کے پاس جانا فرمایا یہ نازل ہوئی خوات بن جبیر انصاری کے بارہ میں وہ جنگ خندق میں رسول اللہ کے ساتھ روزہ سے تھا اسی حال میں شام ہو گئی۔ یہ واقعہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ اس زمانہ میں اگر کوئی سو جاتا تھا تو کھانا پینا اس پر حرام ہو جاتا تھا۔ خوات اپنے گھر والوں کے پاس آیا شام کو ان سے کہا کچھ کھانے کو ہے انھوں نے کہا تم سو رہو مت ہم تیار کئے دیتے ہیں وہ تکیہ پر سر رکھ کر سو گیا۔ لوگوں نے جاگنے پر اس سے کہا۔ تم سو گئے اس نے کہا ہاں، پس بغیر کھائے صبح تک سوتا رہا۔ صبح کو خندق کھودنے کے لئے آگیا اس کو غش آگیا، رسول اللہ اس کی طرف سے گزرے جب آپ کو یہ اطلاع ملی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کھاؤ پیو جب تک صبح کا سفید خط رات کے کالے خط سے جدا نہ ہو صبح کے وقت (ض)

۵۔ میں نے حضرت سے پوچھا روزہ دار پر کھانا پینا کب حرام ہوتا ہے اور صبح کی نماز کا وقت کب آتا ہے فرمایا جب صبح نمودار ہو جائے سفید چادر کی طرح، پھر کھانا حرام ہے اسی وقت سے روزہ شروع ہوتا ہے اور نماز صبح کا وقت آجاتا ہے میں نے کہا کیا سورج کے طلوع ہونے پر نہیں۔ فرمایا افسوس تم کہاں جاتے ہو یہ تو بچوں کی نماز ہوئی۔ (م)

﴿باب ۱۹﴾

(من ظنّ أنه ليل فأفطر قبل الليل)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن قوم صاموا شهر رمضان فغشيهم سحاب أسود عند غروب الشمس فظنّوا أنّه ليل فأفطروا ثمّ إنّ السحاب انجلى فإذا الشمس ، فقال : على الّذي أفطر صيام ذلك اليوم إنّ الله عزّ وجلّ يقول : «وأتمّوا الصيام إلى اللّيل» فمن أكل قبل أن يدخل اللّيل فعليه قضاؤه لأنّه أكل متعمّداً .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس ، عن أبي بصير ؛ وسماعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قوم صاموا شهر رمضان فغشيهم سحاب أسود عند غروب الشمس فرأوا أنّه اللّيل فأفطر بعضهم ، ثمّ إنّ السحاب انجلى فإذا الشمس ، قال : على الّذي أفطر صيام ذلك اليوم إنّ الله عزّ وجلّ يقول : «وأتمّوا الصيام إلى اللّيل» فمن أكل قبل أن يدخل اللّيل فعليه قضاؤه لأنّه أكل متعمّداً .

باب ۱۹

دھوکہ میں قبل از وقت افطار کرلینا

۱۔ میں نے سوال کیا۔ کچھ لوگوں نے ماہ رمضان کا روزہ رکھا بادل غروب شمس کے وقت چھا گیا یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہوگیا روزہ افطار کرلیا بعد میں دھوپ نکل آئی۔ فرمایا جس نے اس روزہ افطار کیا تو اللہ فرماتا ہے روزہ رات تک تمام کرو چونکہ اس نے رات کے داخل ہونے سے قبل ہی افطار کرلیا لہٰذا اس پر روزہ کی قضا ہے۔ کیوں کہ اس نے عمداً کھایا ہے (موثق)

۲۔ ترجمہ اوپر گزرا۔

﴿ باب ۲۰ ﴾

✿(من أكل أوشرب ناسياً في شهر رمضان)✿

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن رجل نسي فأكل وشرب ثمّ ذكر ، قال : لايفطر إنّما هو شيء رزقه الله عزّ وجلّ فليتمّ صومه .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن رجل صام في شهر رمضان فأكل وشرب ناسياً ، قال : يتمّ صومه وليس عليه قضاؤه .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن داود بن سرحان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل ينسى فيأكل في شهر رمضان قال : يتمّ صومه فإنّما هو شيء أطعمه الله [إيّاه] .

باب ۲۰

ماہ رمضان میں بھول کر کھانا پینا

۱۔ میں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو روزہ میں بھول کر کھا پی لے پھر اسے یاد آئے۔ فرمایا وہ روزہ توڑے نہیں خدا نے اس صورت میں رعایت کی ہے لہذا اسے چاہیئے کہ اپنا روزہ پورا کرے۔ (موثق)

۲۔ میں نے پوچھا اگر ماہ رمضان میں کوئی بھول کر کھالے۔ فرمایا وہ روزہ پورا کرے اس روزہ کی قضا اس پر نہ ہوگی۔ (موثق)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو بھول کر کھالے۔ فرمایا اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا ایسے کھانے کو اللہ نے معاف کیا ہے (ض)

﴿ باب ۲۱ ﴾

✿(وقت الافطار)✿

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن ابن

أبي عمير ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : وقت سقوط القرص ووجوب الإفطار من الصيام أن يقوم بحذاء القبلة ويتفقّد الحمرة الّتي ترتفع من المشرق فإذا جازت قمّة الرأس إلى ناحية المغرب فقد وجب الإفطار وسقط القرص .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ وعدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن القاسم بن عروة ، عن بريد بن معاوية قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : إذا غابت الحمرة من هذا الجانب يعني ناحية المشرق فقد غابت الشمس في شرق الأرض وغربها .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن الإفطار قبل الصلاة أو بعدها ؟ قال : إن كان معه قوم يخشى أن يحبسهم عن عشائهم فليفطر معهم وإن كان غير ذلك فليصلّ وليفطر .

باب ۲۱

وقت افطار

۱۔ فرمایا جب سورج غروب ہو جائے تو افطار واجب ہے چاہیئے کہ قبلہ کے مقابل کھڑا ہو اور دیکھے اس سرخی کو جو جانب مشرق بلند ہو جب وہ سر پر سے ہٹ کر جانب مغرب جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرنا واجب ہے۔ (ض)

۲۔ فرمایا حضرت نے جب مشرق کی سرخی غائب ہو جائے تو سمجھو سورج مشرق و مغرب میں غائب ہو گیا۔ (مجہول)

۳۔ حضرت سے پوچھا گیا افطار قبل نماز ہو یا بعد نماز، اگر کچھ لوگ اس کے ساتھ ہوں اور اس کا اندیشہ ہو کہ ان کے کھانے میں دیر ہو جائے گی تو قبل نماز افطار کرے ورنہ نماز پڑھ کر افطار کرے (ض)

﴿باب ۲۲﴾

(من افطر متعمداً من غير عذر أو جامع متعمداً في شهر رمضان)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن محبوب ، عن

عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أفطر من شهر رمضان متعمّداً يوماً واحداً من غير عذر قال : يعتق نسمة أو يصوم شهرين متتابعين أو يطعم ستّين مسكيناً فإن لم يقدر تصدّق بما يطيق.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن رجل أفطر يوماً من شهر رمضان متعمّداً ، فقال : إنّ رجلاً أتى النبيّ صلى الله عليه وآله فقال : هلكت يارسول الله فقال : مالك ؟ فقال: النار يارسول الله ، قال: ومالك ؟ قال : وقعت على أهلي ، قال : تصدّق واستغفر ، فقال الرجل : فوالّذي عظم حقّك ماتركت في البيت شيئاً لا قليلاً ولا كثيراً ، قال : فدخل رجل من الناس بمكتل من تمر فيه عشرون صاعاً يكون عشرة أصوع بصاعنا فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله : خذ هذا التمر فتصدّق به ، فقال : يا رسول الله على من أتصدّق به و قد أخبرتك أنّه ليس في بيتي قليل ولا كثير ؟ قال : فخذه و أطعمه عيالك و استغفر الله ، قال : فلمّا خرجنا قال أصحابنا : إنّه بدء بالعتق فقال : أعتق أوصم أو تصدّق .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل وقع على أهله في شهر رمضان فلم يجد ما يتصدّق به على ستّين مسكيناً قال : يتصدّق بقدر مايطيق .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرحمن ابن الحجّاج قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يعبث بأهله في شهر رمضان حتّى يمني قال : عليه من الكفّارة مثل ما على الّذي يجامع .

٥ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن هشام بن سالم ، عن بريد العجليّ قال : سئل أبوجعفر عليه السلام عن رجل شهد عليه شهود أنّه أفطر من شهر رمضان ثلاثة أيّام قال : يسئل هل عليك في إفطارك في شهر رمضان إثمٌ فإن قال : لا فإنّ على الإمام أن يقتله وإن قال : نعم فإنّ على الإمام أن ينهكه ضرباً .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن رجل وجد في شهر رمضان وقد أفطر ثلاث مرّات وقد رفع إلى الإمام

ثلاث مرّات، قال: يقتل في الثالثة

٧ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حفص بن سوقة، عمّن ذكره، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يلاعب أهله أوجاريته وهو في قضاء شهر رمضان فيسبقه الماء فينزل، قال: عليه من الكفّارة مثل ما على الّذي يجامع في شهر رمضان.

٨ ـ حميد بن زياد، عن الحسن بن محمّد بن سماعة، عن غير واحد، عن أبان بن عثمان، عن عبدالرَّحمن بن أبي عبدالله قال: سألته عن رجل أفطر يوماً من شهر رمضان متعمّداً، قال: يتصدّق بعشرين صاعاً ويقضي مكانه.

٩ ـ عليّ بن محمّد بن بندار، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمر، عن عبدالله بن حمّاد، عن المفضّل بن عمر، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل أتى امرأته وهو صائم وهي صائمة، فقال: إن كان استكرهها فعليه كفّارتان وإن كانت طاوعته فعليه كفّارة وعليها كفّارة وإن كان أكرهها فعليه ضرب خمسين سوطاً نصف الحدّ وإن كانت طاوعته ضرب خمسة وعشرين سوطاً و ضربت خمسة وعشرين سوطاً.

باب ۲۲

جو عمداً بغیر عذر روزہ ترک کرے

۱۔ فرمایا اس شخص کے بارے میں جو روزہ نہ رکھے۔ ماہ رمضان میں قصداً ایک دن بغیر عذر تو فرمایا ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ پے در پے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو صدقہ دے۔ (ص)

۲۔ حضرت سے پوچھا گیا اس شخص کے متعلق جس نے ماہ رمضان میں قصداً روزہ نہ رکھا۔ حضرت نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسولؐ اللہ میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا کیا معاملہ ہے اس نے کہا میں تو مستحق دوزخ ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا آخر کیوں۔ اس نے کہا میں نے روزہ میں اپنی عورت سے جماع کیا فرمایا کفارہ دے اور استغفار کر، اس نے کہا میرے گھر میں تو کم یا زیادہ کچھ بھی نہیں اتنے میں ایک شخص آیا ایک پیمانہ میں خرمے لیے ہوئے جو ہمارے وزن سے دس صاع ہوں گے حضرت نے کہا اس آدمی سے خرمے لے لے اور صدقہ دے دے (بجائے کفارہ) اس نے کہا یا رسول اللہ میں کسے صدقہ دوں۔ درآنحالیکہ میں آپؐ کو بتا چکا ہوں کہ میرے گھر میں کچھ بھی نہیں، حضرت نے فرمایا انھیں لے جا اور اپنے عیال کو کھلا اور اللہ سے استغفار کر، ہم وہاں سے چلے تو ہمارے ساتھیوں

نے کہا۔ حضرت نے کفارہ کی ابتدا غلام آزاد کرنے سے کی، پھر روزے رکھنے کے لئے فرمایا پھر صدقہ کے لئے (حسن)

۳۔ حضرت سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے ماہ صیام کے روزہ میں اپنی زوجہ سے مقاربت کی ہو اور اتنی مقدرت نہ رکھتا ہو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ فرمایا جتنی طاقت رکھتا ہو صدقہ دے۔ (حسن)

۴۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو اپنی زوجہ کے پاس ماہ رمضان میں سوئے اور اس کی منی نکل جائے فرمایا اس کا وہی کفارہ ہے جو جماع کرنے والے کا ہے۔ (م)

۵۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جس پر لوگوں نے گواہی دی ہو کہ اس نے ماہ صیام میں تین روزے نہیں رکھے فرمایا اس سے پوچھا جائے کہ روزوں کے نہ رکھنے میں تونے گناہ کیا ہے یا نہیں اگر وہ کہے نہیں تو امام حکم دے اس کے قتل کا اور اگر اقرار گناہ کرے تو امام کو چاہیئے کہ اسے اچھی طرح سزا دے۔ (م)

۶۔ میں نے سوال کیا اس شخص کے بارے میں جس نے ماہ رمضان میں بغیر کسی عذر کے تین دن روزے نہ رکھے اور ہر روز امام کے سامنے پیش کیا گیا ہو (اور باز نہ آیا ہو) فرمایا تیسری بار نہ رکھے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ (موثق)

۷۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو اپنی بی بی یا کنیز کے ساتھ بحالت صوم چھیڑ چھاڑ کر رہا ہو اور اس حالت میں اس کو انزال ہو جائے۔ فرمایا اس کا کفارہ وہی ہے جو اس شخص کا جو بحالت صوم رمضان میں جماع کرے۔ (موثق)

۸۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو قصداً ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھے فرمایا وہ بیس صاع صدقہ دے اور اس کی وقت پر قضا بجا لائے۔ (مرسل)

۹۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو اپنی عورت کے ساتھ ایسی حالت میں جماع کرے جبکہ دونوں روزہ سے ہوں فرمایا اگر مرد نے عورت کو مجبور کیا ہے تو اس پر دو کفارے ہوں گے اور اگر عورت نے مجبور کیا ہے تو مرد و عورت دونوں پر کفارہ ہوگا اگر مرد نے عورت کو مجبور کیا ہے تو اس کو پچاس کوڑے مارے جائیں گے شرعی حد کا نصف اور اگر عورت نے راغب کیا ہے تو ۲۵ کوڑے مرد کو مارے جائیں گے اور ۲۵ عورت کو (مرسل)

﴿باب ۲۳﴾

(الصائم يقبّل أو يباشر)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن رجل يمسّ من المرأة شيئاً أيفسد ذلك صومه أو ينقضه؟ فقال: إنّ ذلك يكره للرّجل الشابّ مخافة أن يسبقه المنيّ.

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : لا تنقض القبلة الصوم .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن داود بن النعمان ، عن منصور بن حازم قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : ما تقول في الصائم يقبّل الجارية والمرأة ؟ فقال : أمّا الشيخ الكبير مثلي ومثلك فلا بأس وأمّا الشابُّ الشبق فلا لأنّه لا يؤمن والقبلة إحدى الشهوتين قلت : فما ترى في مثلي تكون له الجارية فيلاعبها ؟ فقال لي : إنّك لشبق يا أبا حازم كيف طعمك ؟ قلت : إن شبعت أضرَّني وإن جعت أضعفني قال : كذلك أنا فكيف أنت و النساء ؟ قلت : ولا شيء ، قال : و لكنّي يا أبا حازم ما أشاء شيئاً أن يكون ذلك منّي إلّا فعلت .

باب ۲۳

بوسہ بازی اور مباشرت

۱۔ پوچھا گیا اس شخص کے متعلق جو عورت کے کسی حصہ بدن کا مساس کرے آیا اس کا روزہ فاسد یا ناقص ہو جائے گا فرمایا آدمی کے لیے ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ منی نکل جائے۔ (ح)

۲۔ فرمایا بوسہ لینے سے روزہ ناقص نہیں ہوتا۔ (حسن)

۳۔ میں نے حضرت سے پوچھا۔ آپ کیا فرماتے ہیں اس روزہ دار کے متعلق جو اپنی زوجہ یا کنیز سے بوسہ بازی کرتا ہے فرمایا جو تمہاری اور میری طرح بوڑھا ہو اس کے لئے تو مضائقہ نہیں، لیکن ایک پُر شہوت جوان کے لیے ایسا نہیں کیونکہ وہ بچ نہیں سکتا۔ بوسہ بازی دو شہوتوں میں سے ایک ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی میرا اور آپ جیسا ہو وہ اپنی کنیز سے بوس و کنار کرے۔ فرمایا اے ابو حازم کیا تم پُر از شہوت ہو۔ اچھا بتاؤ تمہارے کھانے کی کیا صورت ہے۔ میں نے کہا اگر شکم سیر کھاتا ہوں تو ضرر دیتا ہے اور اگر بھوکا رہتا ہوں تو کمزور ہو جاتا ہوں فرمایا یہی حالت میری ہے پس کیا صورت ہے عورتوں کے ساتھ، میں نے کہا کچھ نہیں۔ فرمایا اے ابو حازم جب میں چاہتا ہوں کہ کوئی چیز مجھ سے ہو تو میں اسے کرتا ہوں۔ (م)

﴿باب ۲﴾

(فيمن أجنب بالليل في شهر رمضان وغيره فترك الغسل الى)
(أن يصبح أو احتلم بالليل أو النهار)

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : في رجل احتلم أوَّل اللّيل أو أصاب من أهله ثمَّ نام متعمّداً في شهر رمضان حتّى أصبح ، قال : يتمُّ صومه ذلك ثمَّ يقضيه إذا أفطر [من] شهر رمضان ويستغفر ربّه .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن الرَّجل يصيب الجارية في شهر رمضان ثمَّ ينام قبل أن يغتسل قال : يتمُّ صومه ويقضي ذلك اليوم إلّا أن يستيقظ قبل أن يطلع الفجر فإن انتظر ماء يسخّن أو يستقي فطلع الفجر فلا يقضي يومه .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير قال : سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرَّجل يجنب ثمَّ ينام حتّى يصبح أيصوم ذلك اليوم تطوّعاً ؟ فقال : أليس هو بالخيار ما بينه وبين نصف النهار ؟ قال : وسألته عن الرَّجل يحتلم بالنهار في شهر رمضان يتمُّ صومه كما هو ؟ فقال : لا بأس .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحجّال ، عن ابن سنان قال : كتب أبي إلى أبي عبدالله عليه السلام وكان يقضي شهر رمضان وقال : إنّي أصبحت بالغسل وأصابتني جنابة فلم أغتسل حتّى طلع الفجر فأجابه عليه السلام : لا تصم هذا اليوم وصم غداً .

٥ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليِّ ابن رئاب ، عن إبراهيم بن ميمون قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرَّجل يجنب باللّيل في شهر رمضان فنسي أن يغتسل حتّى يمضي بذلك جمعة أو يخرج شهر رمضان ، قال : عليه قضاء الصلاة والصوم .

باب ۲۴

جو رات میں جنب ہو اور صبح تک غسل نہ کرے

۱۔ فرمایا حضرت نے اس شخص کے بارے میں جو اوّل شب میں محتلم ہو جائے یا اپنی زوجہ سے جماع کرے پھر قصداً سو جائے ماہ رمضان میں اور صبح تک سوتا رہے تو اسے چاہیئے کہ روزہ کو تمام کرے اور بعد رمضان اس کی قضا بجا لائے اور اللہ سے استغفار کرے۔ (ح)

۲۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جو کنیز سے ماہ رمضان میں مجامعت کرے اور بے غسل کئے سو جائے۔ فرمایا وہ روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بجا لائے اگر پانی کے گرم ہونے یا پانی ملنے کا انتظار کرے اور صبح ہو جائے تو قضا لازم نہ ہوگی (ح)

۳۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو جنب ہونے کے بعد صبح تک سوئے تو کیا تطوعاً اس روز روزہ رکھے فرمایا اسے یہ اختیار نہیں ہے صبح سے نصف دن تک، پھر میں نے پوچھا اگر ماہ رمضان میں دن میں احتلام ہو جائے۔ فرمایا غسل کرے، روزہ تمام کرے۔ (موثق)

۴۔ ایک شخص نے پوچھا کہ جب وہ ماہ رمضان کے قضا روزے رکھ رہا تھا میں نے صبح کو غسل کیا درآنحالیکہ وہ غسل جنابت تھا پس غسل سے فارغ نہ ہوا تھا کہ صبح ہو گئی۔ فرمایا اس روز روزہ نہ رکھو دوسرے روز رکھو (ح)

۵۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے جو ماہ رمضان میں جنب ہو جائے اور غسل کرنا بھول جائے یہاں تک کہ آخری جمعہ گزر جائے بلکہ ماہ رمضان ختم ہو جائے فرمایا اس پر نماز و روزہ دونوں کی قضا واجب ہوگی (ض)

باب ۲۵

(كراهية الارتماس في الماء للصائم)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الصائم يستنقع في الماء ولا يرتمس رأسه .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن أبي عبدالله صلوات الله عليه قال : لا يرتمس الصائم ولا المحرم رأسه في الماء .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الصائم يستنقع في الماء ، ويصبّ على رأسه و

... د الثوب وينضح بالمروحة وينضح البوريا تحته ولايغمس رأسه في الماء

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن موسى بن سعدان ، عن عبدالله بن الهيثم ، عن عبدالله بن سنان قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : لا تلزق ثوبك إلى جسدك وهو رطب وأنت صائم حتّى تعصره .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، وغيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن السيّاري ، عن محمّد بن عليّ الهمداني ، عن حنان بن سدير قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الصائم يستنقع في الماء قال : لابأس ولكن لاينغمس فيه والمرأة لاتستنقع في الماء لأنّها تحمل الماء بفرجها .

٦ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بعض أصحابنا ، عن مثنّى الحنّاط ؛ والحسن الصيقل قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الصائم يرتمس في الماء قال : لا ولا المحرم . قال : وسألته عن الصائم يلبس الثوب المبلول ؟ قال : لا .

باب ۲۵

روزہ دار کے لئے کراہت غسل ارتماسی

۱۔ فرمایا حضرت نے روزہ دار کو چاہیے پانی میں سر نہ ڈبوے اور نہ اپنے سر کو پانی میں ڈبوے ۔ (حسن)

۲۔ فرمایا روزہ دار اور محرم کو پانی میں سر نہ ڈبونا چاہیے (حسن)

۳۔ فرمایا روزہ دار کے لئے جائز ہے کہ پانی میں بدن ڈبوئے یا سر پر پانی ڈالے یا تر پٹہ سے ٹھنڈک پہنچائے یا پنکھا کرے یا اپنے نیچے ٹھنڈا کپڑا رکھے لیکن اپنا سر پانی میں نہ ڈبوئے ۔ (ح)

۴۔ فرمایا حضرت نے کہ پانی میں تر کپڑا روزہ کی حالت میں جسم پر نہ رکھے ہاں نچوڑنے کے بعد مضائقہ نہیں (ض)

۵۔ میں نے پوچھا روزہ دار پانی میں بیٹھ جائے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں لیکن سر نہ ڈبوئے اور عورت پانی میں بیٹھے بھی نہیں تاکہ اس کی فرج کے ذریعہ سے پانی اس کے اندر نہ پہنچے ۔ (ض)

۶۔ میں نے پوچھا روزہ دار کے متعلق کہ وہ پانی میں غوطہ لگائے فرمایا نہیں اور نہ محرم ایسا کرے ۔ میں نے پوچھا کیا روزہ دار تر کپڑا پہنے فرمایا نہیں ۔ (ض)

﴿ باب ۲۶ ﴾

﴿ المضمضة و الاستنشاق للصائم ﴾

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الصائم يتوضأ للصلاة فيدخل الماء حلقه ؟ فقال : إن كان وضوؤه لصلاة فريضة فليس عليه شيء وإن كان وضوؤه لصلاة نافلة فعليه القضاء .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن أبي جميلة ، عن زيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الصائم يتمضمض ؟ قال : لايبلع ريقه حتّى يبزق ثلاث مرّات .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله صلوات الله عليه في الصائم يتمضمض ويستنشق قال : نعم ولكن لا يبالغ .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الرّيان بن الصلت ، عن يونس قال : الصائم في شهر رمضان يستاك متى شاء وإن تمضمض في وقت فريضة فدخل الماء حلقه فليس عليه شيء وقدتمّ صومه وإن تمضمض في غير وقت فريضة فدخل الماء حلقه فعليه الإعادة ، والأفضل للصّائم أن لايتمضمض .

باب ۲۶

کلّی کرنا اور ناک میں پانی دینا

۱۔ میں نے پوچھا اگر روزہ دار وضو کرے اور پانی اس کی حلق میں چلا جائے ۔ فرمایا اگر وضو نماز واجب کا ہو تو حرج نہیں اور اگر نماز نافلہ کا ہو تو اس روزہ کی قضا ہوگی ۔ (حسن)

۲۔ روزہ دار کلی کرے لیکن اپنا تھوک نگلے نہیں اور تین بار تھوکے ۔ (ض)

۳۔ روزہ دار کلی کرے ناک میں پانی لے مگر زیادتی نہ کرے (حسن)

۴۔ ماہ رمضان میں روزہ دار مسواک تو جس وقت چاہے کرلے لیکن کلی فرض نماز کے وضو میں کرے اگر بلا قصد پانی حلق میں چلا جائے تو روزہ برقرار رہے گا لیکن اس کے علاوہ اگر کلی کرتے وقت پانی حلق میں چلا جائے گا تو روزہ کا اعادہ کرنا ہوگا روزہ دار کے لئے بہتر یہ ہے کہ کلی نہ کرے ۔ (ض)

باب ۲

(الصائم يتقيأ أو يذرعه القيء او يقلس)

١ ـ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ؛ وأبو عليّ الأشعريّ ، عن محمد بن عبدالجبّار جميعاً ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن مسكان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا تقيّأ الصائم فعليه قضاء ذلك اليوم و إن ذرعه من غير أن يتقيّأ فليتمّ صومه .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ؛ ومحمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا تقيّأ الصائم فقد أفطر وإن ذرعه من غير أن يتقيّأ فليتمّ صومه .

٣ ـ محمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الّذي يذرعه القيء وهو صائم قال : يتمّ صومه ولا يقضي .

٤ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يخرج من جوفه القلس حتّى يبلغ الحلق ثمّ يرجع إلى جوفه و هو صائم ؛ قال : ليس بشيء .

٥ ـ محمد بن يحيى ، عن محمد بن الحسين ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمد بن مسلم قال : سئل أبوجعفر عليه السلام عن القلس يفطّر الصائم ؛ قال : لا .

٦ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن القلس وهي الجشأة يرتفع الطّعام من جوف الرّجل من غير أن يكون تقيّأ وهو قائم في الصّلاة قال : لاينقض ذلك وضوءه ولايقطع صلاته ولايفطّر صيامه .

باب ۲

روزہ میں قے

۱۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے جب روزہ دار قصداً قے کرے تو اس پر روزہ کی قضا واجب ہوگی اور اگر بلا قصد

آجائے تو روزہ کو تمام کرے۔ (ح)

۲۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (ح)

۳۔ ترجمہ اوپر ہے (مجہول)

۴۔ فرمایا اگر پیٹ سے ترش پانی بحالت صوم حلق میں آجائے اور پھر پیٹ میں چلا جائے تو روزہ رہے گا۔ (ح)

۵۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کھٹے پانی کے متعلق کہ آیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے فرمایا نہیں۔ (موثق)

۶۔ میں نے کھٹے پانی کے متعلق پوچھا جو انسان کے کھانے سے پیٹ کے اندر سے اوپر آتا ہے فرمایا اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ نماز نہ روزہ۔ (موثق)۔

﴿باب ۲۸﴾

﴿في الصائم يحتجم و يدخل الحمام﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الصّائم أيحتجم ؟ فقال : إنّي أتخوّف عليه ، أما يتخوّف على نفسه ؟ قلت : ماذا يتخوّف عليه ؟ قال : الغشيان أو تثور به مرّة ، قلت : أرأيت إن قوي على ذلك ولم يخش شيئاً ؟ قال : نعم إن شاء .

٢ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الحجامة للصّائم ، قال : نعم إذا لم يخف ضعفاً .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام أنّه سئل عن الرّجل يدخل الحمّام وهو صائم ، فقال : لا بأس مالم يخش ضعفاً .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يدخل الحمّام وهو صائم ، قال : لا بأس .

باب ۲۸

روزہ میں پچھنے لگوانا اور حمّام کرنا

۱۔ میں نے پوچھا کیا حالت روزہ میں سینگی لگوائے فرمایا میں اس کے معاملہ میں خوف کرتا ہوں کیا وہ اپنے لئے خوف نہیں کرتا۔ میں نے کہا اس کے لئے کا ہے کا خوف فرمایا غشی کا یا صفرہ کا اثر پذیر ہونے کا۔ وہ کسی چیز سے نہ ڈرے تو کرے۔ (ص)

۲۔ فرمایا اگر روزہ میں ضعف سے نہ ڈرے تو حجامت (پچھنے لگوانا) کرالے۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا روزہ دار کے حمام میں داخل ہونے کے لئے فرمایا کیا حرج ہے اگر ضعف سے نہ ڈرے (م)

۴۔ ترجمہ اوپر گزرا (ص)

باب ۲۹

(في الصائم يسعط و يصب في اذنه الدهن أو يحتقن)

١ ـ أبوعليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن حمّاد ابن عثمان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الصّائم يشتكي اُذنه يصبّ فيها الدّواء ؟ قال : لابأس به .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الصّائم يصبّ في اُذنه الدّهن ، قال : لابأس به .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد أنّه سأله عن الرّجل يحتقن تكون به العلّة في شهر رمضان ، فقال : الصّائم لايجوز له أن يحتقن .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحسين ، عن أحمد بن الحسن ، عن أبيه ، عن عليّ بن رباط ، عن ابن مسكان ، عن ليث المراديّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الصّائم يحتجم ويصبّ في اُذنه الدّهن قال : لابأس إلّا السّعوط فإنّه يكره .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ بن عليّ ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه موسى ابن جعفر عليه السلام قال : سألته عن الرّجل و المرأة هل يصلح لهما أن يستدخلا الدّواء

وهما صائمان ؛ قال : لابأس .

٦ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحسين ، عن محمّد بن الحسين ، عن أبيه قال : كتبت إلى أبي الحسن عليه السلام : ماتقول في التلطّف يستدخله الإنسان وهو صائم ؛ فكتب : لابأس بالجامد .

باب ۲۹

بحالت صوم کان میں تیل ڈالنا وحقنہ کرانا

۱۔ اگر کان میں تکلیف ہو تو ڈلوانے میں کوئی حرج نہیں (ح)

۲۔

۳۔ پوچھا اگر کوئی ماہ رمضان میں بحالت مرض حقنہ کرائے۔ فرمایا روزہ میں حقنہ کرانا جائز نہیں۔ (ض)

۴۔ میں نے پوچھا روزہ میں حجامت کرانا (پچھنے لگوانا) اور کان میں تیل ڈالنے کے متعلق فرمایا کوئی حرج نہیں لیکن نسوار ناک میں ڈالنا مکروہ ہے۔ (موثق)

۵۔ میں نے پوچھا روزہ دار مرد عورت (حقنہ کے ذریعہ) دوا داخل کرائیں (بشرطیکہ خشک ہو) فرمایا کوئی حرج نہیں (ح)

۶۔ میں نے پوچھا بحالت روزہ آپ حقنہ کرانے کے متعلق کیا فرماتے ہیں فرمایا اگر خشک ہو تو کوئی مضائقہ نہیں (مجہول)

﴿باب ۳۰﴾

✿(الكحل والذرور للصائم)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن سليمان الفرَّاء ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام في الصّائم يكتحل قال : لابأس به ليس بطعام ولاشراب .

عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن سليمان الفرَّاء ، عن غير واحد ، عن أبي جعفر عليه السلام مثله .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن سعد بن سعد الأشعري

عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال : سألته عمّن يصيبه الرّمد في شهر رمضان هل يذرّ عينه بالنّهار وهو صائم ؟ قال : يذرّها إذا أفطر ولا يذرّها وهو صائم .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة بن مهران قال : سألته عن الكحل للصّائم ، فقال : إذا كان كحلاً ليس فيه مسك وليس له طعم في الحلق فلابأس به .

باب ۳۰

سُرمہ لگانا

۱۔ میں نے پوچھا روزہ دار سرمہ لگائے، فرمایا کچھ حرج نہیں، نہ وہ کھانے میں ہے نہ پینے میں (م)

۲۔ ایسی ہی روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے دوسرے راویوں نے کی ہے۔

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا ماہ رمضان میں اگر بحالت روزہ کسی کی آنکھ دکھتی ہو تو دن میں وہ دوا آنکھ میں ڈال لے۔ فرمایا افطار کے بعد روزہ میں نہیں۔ (موثق)

۴۔ فرمایا ایسا سرمہ رمضان میں لگایا جا سکتا ہے جس میں مشک نہ ہو اور جس کا ذائقہ حلق تک نہ پہنچے (موثق)

﴿باب ۳۱﴾

﴿السواك للصائم﴾

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن الحسين بن أبي العلاء قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن السّواك للصّائم ، فقال : نعم يستاك أيّ النّهار شاء .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الصّائم يستاك بالماء ، قال : لابأس به ؛ وقال : لايستاك بسواك رطب .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان ، عن

أبي عبدالله عليه السلام أنه كره للصائم أن يستاك بسواك رطب ، وقال : لايضرّ أن يبلّ سواكه بالماء ثمّ ينفضه حتّى لايبقى فيه شيء .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الصّائم ينزع ضرسه ؟ قال : لا ، ولا يدمي فاه ولا يستاك بعود رطب .

باب ۳۱

روزہ میں مسواک کرنا

۱۔ فرمایا روزہ دار دن میں جب چاہے مسواک کرے۔ (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا روزہ دار پانی سے مسواک کرے فرمایا کیا حرج ہے لیکن تر مسواک نہ کرے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا مکروہ ہے تر مسواک کرنا لیکن پانی میں تر کرکے کر سکتا ہے بشرطیکہ جھٹک کر اس کا پانی نکال دیا ہو۔ (حسن)

۴۔ پوچھا روزہ دار ڈاڑھ اکھڑوائے فرمایا نہیں اور اس کے منہ میں خون نہیں آنا چاہیئے اور نہ تر مسواک کرے۔ (حسن)

باب ۳۲

(الطيب والريحان للصائم)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن يحيى ، عن غياث بن إبراهيم ، عن جعفر ، عن أبيه عليهما السلام أنّ عليّاً صلوات الله عليه كره المسك أن يتطيّب به الصّائم .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن داود بن إسحاق الحذّاء ، عن محمّد بن الفيض قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام ينهى عن النرجس ، فقلت : جعلت فداك لم ذلك ؟ فقال : لأنّه ريحان الأعاجم .

و أخبرني بعض أصحابنا أنّ الأعاجم كانت تشمّه إذا صاموا و قالوا : إنّه يمسك الجوع .

٣ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد بن خالد ، عن أبيه ، عن عبدالله بن الفضل النّوفليّ ، عن الحسن بن راشد قال : كان أبو عبدالله عليه السلام إذا صام تطيّب بالطيب و يقول : الطيب تحفة الصّائم .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عليّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الصّائم يشمّ الرّيحان والطيب ؟ قال : لا بأس به .

و روي أنّه لا يشمّ الرّيحان لأنّه يكره له أن يتلذّذ به .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسن بن راشد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : الحائض تقضي الصّلاة ؟ قال : لا ، قلت : تقضي الصوم ؟ قال : نعم ، قلت : من أين جاء ذا ؟ قال : إنّ أوّل من قاس إبليس ، قلت : والصّائم يستنقع في الماء ؟ قال : نعم ، قلت : فيبلّ ثوباً على جسده ؟ قال : لا ، قلت : من أين جاء ذا ؟ قال : من ذاك ، قلت : الصّائم يشمّ الرّيحان ؟ قال : لا لأنّه لذّة و يكره له أن يتلذّذ .

باب ۳۲

روزہ میں خوشبو کا استعمال

۱۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ روزہ دار کو مشک سونگھنا مکروہ ہے (موثق)

۲۔ حضرت ابو عبداللہ نے منع فرمایا ہے نرجس کا پھول سونگھنے سے میں نے کہا ایسا کیوں ہے فرمایا اس لئے کہ عجموں کا پھول ہے بعض اصحاب نے بتایا کہ عجمی جب روزہ میں سونگھتے ہیں تو ان کی بھوک رک جاتی ہے۔ (مجہول)

۳۔ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام روزہ میں خوشبو لگاتے اور فرماتے خوشبو صائم کے لئے تحفہ ہے (م)

۴۔ فرمایا حضرت نے روزہ میں پھول یا خوشبو سونگھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ص)

۵۔ میں نے حضرت سے کہا کیا حیض والی عورت نمازوں کی قضا بجا لائے فرمایا نہیں، میں نے کہا قضا روزہ بجا لائے فرمایا ہاں، میں نے کہا یہ حکم آپ نے کہاں سے فرمایا۔ فرمایا سب سے قیاس کرنے والا ابلیس تھا۔ میں نے کہا روزہ دار پانی میں غوطہ نہ لگائے۔ فرمایا ہاں، میں نے کہا کیا وہ کپڑا تر کرکے بدن پر رکھے فرمایا نہیں، میں نے کہا یہ حکم کہاں سے ہے فرمایا اسی سے (یعنی قیاس نہ کرو) میں نے کہا روزہ دار کیا پھول نہ سونگھے۔ فرمایا نہیں کیونکہ اس میں لذت ہوتی ہے اور مکروہ ہے روزہ دار کو لذت حاصل کرنا۔ (ض)

﴿ باب ۳۳ ﴾

☆(مضغ العلك للصائم)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت : الصّائم يمضغ العلك قال : لا .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن عليِّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين، عن محمّد بن مسلم قال : قال أبوجعفر عليه السلام : يا محمّد إيّاك أن تمضغ علكاً فإنّي مضغت اليوم علكاً وأنا صائم فوجدت في نفسي منه شيئاً .

باب ۳۳

روزہ میں گوند چابنا

۱۔ میں نے کہا روزہ دار گوند چاب سکتا ہے۔ فرمایا نہیں (حسن)

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا اے محمد روزہ میں گوند چابنے سے بچو، میں نے روزہ میں چاب کر دیکھا تو اپنے نفس پر اس کا اثر پایا۔ (م)

باب ۳۴

(في الصائم يذوق القدر و يزق الفرخ)

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن المرأة الصّائمة تطبخ القدر فتذوق المرقة تنظر إليه ؟ فقال : لا بأس . قال : وسئل عن المرأة يكون لها الصبيّ وهي صائمة فتمضغ الخبز وتطعمه ؟ فقال : لا بأس والطير إن كان لها .

٢ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء ، عن أبان بن عثمان ، عن الحسين بن زياد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس للطبّاخ والطبّاخة أن يذوق المرق وهو صائم .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إنّ فاطمة صلّى الله عليها كانت تمضغ للحسن ثمّ للحسين صلوات الله عليهما وهي صائمة في شهر رمضان .

---

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن عليّ بن النّعمان ، عن سعيد الأعرج قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الصّائم يذوق الشيء ولا يبلعه ؟ قال : لا .

باب ۳۴

روزہ میں ہانڈی کی نمک چشی

۱۔ حضرت سے پوچھا گیا کہ روزہ میں ہانڈی کا نمک چکھ سکتے ہیں، فرمایا کوئی مضائقہ نہیں، پوچھا عورت اپنے بچہ کو روٹی چاب کر کھلا سکتی ہے فرمایا کوئی حرج نہیں بلکہ پرندہ کو بھی کھلا سکتی ہے (حسن)

۲۔ فرمایا ابو عبداللہ علیہ السلام نے اگر کھانا پکانے والا یا پکانے والی روزہ میں ہانڈی کا نمک چکھ لے تو کوئی مضائقہ نہیں (ض)

۳۔ فرمایا حضرت نے جناب فاطمہ روزہ میں امام حسنؑ کو اور پھر امام حسینؑ کو روٹی چاب کر کھلاتی تھیں۔ (ض)

۴۔ میں نے کہا روزہ دار اگر روزہ میں کوئی شے چکھ لے اور نگلے نہیں۔ فرمایا نہیں ایسا نہ کرے۔ (م)

﴿باب ۳۵﴾

☆(في الصائم يزدرد نخامته ويدخل حلقه الذباب (۲))☆

۱ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن غياث بن إبراهيم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لابأس بأن يزدرد الصائم نخامته .

۲ ـ عليُّ بن إبراهيم ؛ عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله ، عن آبائه عليهم السلام أنَّ عليّاً صلوات الله عليه سئل عن الذُّباب يدخل حلق الصائم ، قال : ليس عليه قضاء لأنّه ليس بطعام .

باب ۳۵

روزہ میں بلغم نگلنا یا مکھی منہ میں جانا

۱۔ فرمایا کوئی حرج نہیں اگر روزہ دار بلغم نگل لے۔ (موثق)

۲۔ پوچھا گیا اگر مکھی حلق میں داخل ہو جائے۔ فرمایا اس پر روزہ کی قضا نہیں کیونکہ وہ کھانا نہیں (ضعیف)

﴿باب ۳۶﴾

☆(في الرجل يمصّ الخاتم والحصاة والنواة)☆

۱ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرَّجل يعطش في شهر رمضان قال : لابأس بأن يمصَّ الخاتم .

۲ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحسن ، عن محسن بن أحمد ، عن يونس بن يعقوب قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : الخاتم في فم الصائم ليس به بأس فأمّا النواة فلا .

باب ۳۵

روزہ میں انگوٹھی وغیرہ چوسنا

۱۔ فرمایا بحالت روزہ اگر پیاس میں کوئی انگوٹھی چوس لے تو مضائقہ نہیں۔ (ص)

۲۔ روزہ میں انگوٹھی چوسنے میں حرج نہیں لیکن گٹھلی نہ چوسے۔ (مجہول)

﴿باب ۳۶﴾

☆(الشيخ والعجوز يضعفان عن الصوم)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «وعلى الّذين يطيقونه فدية طعام مساكين» قال: الشيخ الكبير والّذي يأخذه العطاش ؛ وعن قوله عزّ وجلّ : «فمن لم يستطع فإطعام ستّين مسكيناً» قال: من مرض أو عطاش .

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عبدالملك بن عتبة الهاشميّ ، قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن الشيخ الكبير والعجوز الكبيرة الّتي تضعف عن الصوم في شهر رمضان ، قال : تصدّق في كلّ يوم بمدّ حنطة .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان قال : سألته عن رجل كبير ضعف عن صوم شهر رمضان قال : يتصدّق كلّ يوم بما يجزىء من طعام مسكين .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : الشيخ الكبير و الّذي به العطاش لاحرج عليهما أن يفطرا في شهر رمضان ويتصدّق كلّ واحد منهما في كلّ يوم بمدّ من طعام ولا قضاء عليهما فإن لم يقدرا فلا شيء عليهما .

٥ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «وعلى الّذين يطيقونه فدية طعام مسكين» قال : الّذين كانوا يطيقون الصّوم فأصابهم كبر أو عطاش أو شبه ذلك فعليهم لكلّ يوم مدّ .

٦ ـ أحمد بن إدريس؛ وغيره، عن محمّد بن أحمد، عن محمّد بن الحسين، عن عمرو بن سعيد، عن مصدّق بن صدقة، عن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يصيبه العطاش حتّى يخاف على نفسه، قال: يشرب بقدر مايمسك به رمقه ولا يشرب حتّى يروى.

٧ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن إسماعيل بن مرّار، عن يونس، عن المفضّل ابن عمر قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّ لنا فتيات وشبّاناً لا يقدرون على الصيام من شدّة مايصيبهم من العطش، قال: فليشربوا بقدر ماتروى به نفوسهم وما يحذرون.

باب ۳۷

بوڑھے اور بوڑھیوں کا روزہ

۱۔ فرمایا اس آیت کے متعلق جو کمزوری کی وجہ سے بمشقت روزہ رکھ پاتے ہوں وہ فدیہ میں مسکینوں کو کھانا دیں اور دوسری آیت کے متعلق فرمایا جو کفارہ کے روزے نہ رکھ سکتا ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے خواہ روزہ نہ رکھ سکنا مرض سے ہو یا پیاس سے۔ (م)

۲۔ فرمایا جو بوڑھے یا بوڑھیاں رمضان میں روزے نہ رکھ سکتے ہوں وہ ہر روزہ کے بدلے ایک مد گیہوں صدقہ دیں (م)

۳۔ جو ماہ رمضان میں پیرانہ سالی کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ ایک مسکین کی خوراک کھلائے۔ (حسن)

۴۔ فرمایا جو بہت بوڑھا یا پیاس کا بیمار ہو اور روزہ نہ رکھ سکے تو ہر روزہ کے بدلے ایک مد تصدق کرے اور ان دونوں پر قضا نہ ہوگی اور اگر وہ مد دینے پر قادر نہ ہوں تو معاف ہے۔ (م)

۵۔ آیہ الذین یطیقونه الخ کے متعلق حضرت نے جو بہ تکلف روزہ رکھ پاتے ہوں وہ بدلہ میں مساکین کو کھانا کھلائیں اور جو زیادہ بوڑھے ہو گئے ہوں یا پیاس وغیرہ کے بیمار رہوں تو ہر روز ایک مد کسی مسکین کو دیں (مرسل)

۶۔ جو شخص پیاس کا بیمار ہو اور ہلاک ہونے کا خوف ہو تو بقدر رفع رمق پی لے نہ اتنا کہ سیراب ہو جائے (موثق)

۷۔ میں نے کہا ہمارے یہاں کچھ عورتیں اور جوان ایسے ہیں کہ وہ پیاس کے غلبہ کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا بقدر تری پہنچانے کے اتنا پی لیں کہ موت کا خدشہ باقی نہ رہے۔ (ض)

﴿باب ۳۸﴾

(الحامل والمرضع يضعفان عن الصوم)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : الحامل المقرب والمرضع القليلة اللّبن لاحرج عليهما أن يفطرا في شهر رمضان لأنّهما لاتطيقان الصوم و عليهما أن يتصدّق كلّ واحد منهما في كلّ يوم يفطر فيه بمدّ من طعام وعليهما قضاء كلّ يوم أفطرتا فيه تقضيانه بعد .

محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن عبدالله بن هلال ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام مثله .

باب ۳۸

حاملہ اور مرضعہ کا روزہ

۱۔ قریب الولادت حاملہ اور دودھ پلانے والی جس کا دودھ کم ہو کوئی حرج نہیں اگر وہ روزہ نہ رکھے کیونکہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتیں لیکن انھیں چاہیے کہ جس روز روزہ نہ ہو وہ اس کا فدیہ ایک مُد اناج دیں اور بعد رمضان جتنے روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجا لائیں۔ (م)

۲۔ ایک دوسری حدیث بھی حضرت سے ایسی ہی منقول ہے۔

﴿باب ۳۹﴾

(حد المرض الذي يجوز للرجل أن يفطر فيه)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن الوليد بن صبيح قال : حممت بالمدينة يوماً في شهر رمضان فبعث إليّ أبو عبدالله عليه السلام بقصعة فيها خلّ وزيت وقال : أفطر وصلّ وأنت قاعد .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة قال : كتبت إلى أبي عبدالله عليه السلام أسأله ما حدّ المرض الّذي يفطر فيه صاحبه و المرض الّذي

يدع صاحبه الصلاة قائماً ؛ قال : «بل الإنسان على نفسه بصيرة» و قال : ذاك إليه هو أعلم بنفسه .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس ، عن سماعة قال : سألته ما حدُّ المرض الّذي يجب على صاحبه فيه الإفطار كما يجب عليه في السفر من كان مريضاً أو على سفر ؛ قال : هو مؤتمن عليه مفوَّض إليه فإن وجد ضعفاً فليفطر وإن وجد قوَّة فليصمه ، كان المرض ما كان .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الصائم إذا خاف على عينيه من الرَّمد أفطر .

٥ ـ محمّد بن يحيى ؛ وغيره ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدِّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرَّجل يجد في رأسه وجعاً من صداع شديد هل يجوز له الإفطار ؛ قال : إذا صدع صداعاً شديداً وإذا حمَّ حمّى شديدة وإذا رمدت عيناه رمداً شديداً فقد حلَّ له الإفطار .

٦ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن سيف بن عميرة ، عن بكر بن أبي بكر الحضرمي قال : سأله أبي ـ يعني أبا عبدالله عليه السلام ـ وأنا أسمع : ما حدُّ المرض الّذي يترك منه الصوم ؛ قال : إذا لم يستطع أن يتسحّر .

٧ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن شعيب ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ما حدُّ المريض إذا نقه في الصيام ؛ قال : ذلك إليه هو أعلم بنفسه إذا قوي فليصم .

٨ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسين بن عثمان ، عن سليمان ابن عمرو ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اشتكت أمُّ سلمة رحمة الله عليها عينها في شهر رمضان فأمرها رسول الله صلى الله عليه وآله أن تفطر ، وقال : عشاء اللّيل لعينك ردى .

باب ۳۹

روزہ نہ رکھنے کے لئے حدِّ مرض

۱۔ میں نے مدینہ میں ایک روز روزہ رکھا ماہ رمضان کا۔ حضرت ابو عبد اللہ نے میرے لئے ایک کاسہ میں تھوڑا سا سرکہ اور روغن زیتون بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اس سے افطار کر لو اور نماز بیٹھ کر پڑھو (بوجہ خوف زیادتی مرض) (حسن)

۲۔ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو لکھا کیا حد ہے اس مرض کی جس میں انسان کو روزہ نہ رکھنا چاہیئے اور اس مرض کی جس میں نماز ترک کی جائے۔ فرمایا انسان اپنے نفس کی حالت کو خود دیکھنے والا ہے پس وہ اسی کو اندازہ کرنا ہے کہ وہ رکھ سکتا ہے یا نہیں اور نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا کیا تعریف ہے اس مرض کی جس میں روزہ کا ترک واجب ہوتا ہے جیسے سفر میں، فرمایا اس کا بھروسہ اسی کی ذات پر کیا جائے گا اگر کمزوری محسوس کرے روزہ ترک کر دے اگر رکھ سکتا ہے تو رکھ لے مرض چاہے کیسا ہی ہو۔ (موثق)

۴۔ فرمایا ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اگر روزہ رکھنے والا دردِ چشم سے خوف کرے تو روزہ نہ رکھے (موثق)

۵۔ حضرت نے فرمایا اگر کسی کے سر میں شدید درد ہے تو اس کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اسی طرح جب شدید بخار ہو یا آنکھوں پر بہت زیادہ آشوب ہو تو بھی اس کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ (حسن)

۶۔ کسی نے حضرت سے سوال کیا اور میں سن رہا تھا۔ کیا ہے اس مرض کی صورت جس میں روزہ ترک کیا جائے فرمایا جب کہ اس کی طاقت نہ ہو کہ صبح کی دوا ترک کر سکے۔ (موثق)

۷۔ پوچھا وہ کون سا مریض ہے جو روزہ نہ رکھے فرمایا اس کا فیصلہ وہ خود کرے کیونکہ اپنے دل کی حالت وہی بہتر سمجھ سکتا ہے اگر طاقت ہو تو رکھ لے۔ (ض)

۸۔ اُم سلمہ نے حضرت رسولِ خدا سے آنکھیں دکھنے کا حال بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا نہ رکھو اور فرمایا رات کا کھانا تمہاری آنکھ کے لئے مضر ہے۔ (حسن)

﴿باب ۴۰﴾

﴿من توالی علیه رمضانان﴾

۱ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ،

عن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر وأبي عبدالله صلوات الله عليهما قال : سألتهما عن رجل مرض فلم يصم حتّى أدركه رمضان آخر فقالا : إن كان برء ثمّ توانى قبل أن يدركه رمضان الآخر صام الّذي أدركه و تصدّق عن كلّ يوم بمدّ من طعام على مسكين و عليه قضاؤه وإن كان لم يزل مريضاً حتّى أدركه رمضان آخر صام الّذي أدركه وتصدّق عن الأوّل لكلّ يوم مدّاً على مسكين وليس عليه قضاؤه .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام في الرّجل يمرض فيدركه شهر رمضان ويخرج عنه وهو مريض ولا يصحّ حتّى يدركه شهر رمضان آخر ، قال : يتصدّق عن الأوّل ويصوم الثاني فإن كان صحّ فيما بينهما ولم يصم حتّى أدركه شهر رمضان آخر صامهما جميعاً ويتصدّق عن الأوّل .

٣ ـ محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن محمد بن إسماعيل ، عن محمد بن فضيل ، عن أبي الصباح الكنانيّ قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن رجل عليه من شهر رمضان طائفة ثمّ أدركه شهر رمضان قابل ، قال : عليه أن يصوم وأن يطعم كلّ يوم مسكيناً فإن كان مريضاً فيما بين ذلك حتّى أدركه شهر رمضان قابل فليس عليه إلّا الصيام إن صحّ وإن تتابع المرض عليه فلم يصحّ فعليه أن يطعم لكلّ يوم مسكيناً .

باب ۴۷

جس پر دو رمضان بے روزہ رکھے گزریں

۱۔ امامین علیہما السلام سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو سال بھر بیمار رہا ہو اور اسی حالت میں دوسرا رمضان آجائے۔ فرمایا اگر مرض جاتا رہا ہو اور دوسرا رمضان آنے سے پہلے کچھ طاقت آگئی ہو تو آئندہ رمضان میں روزے رکھے اور گزشتہ سال کے قضا شدہ روزوں کے سلسلے میں ہر روزہ کے بدلے ایک مد اناج کسی محتاج کو دے اور اس پر روزوں کی قضا نہیں۔ (م)

۲۔ اگر کوئی سال بھر مریض رہے اور اسی حالت میں دوسرا رمضان آجائے تو پہلے رمضان کے لیے صدقہ دے اور

دوسرے کے روزے رکھے اور اگر دونوں رمضان کے درمیان صحت یاب ہوگیا اور اس نے روزے نہ رکھے یہاں تک دوسرا رمضان آگیا تو دونوں رمضان کے روزے رکھنے ہوں گے اور پہلے رمضان کے سلسلے میں صدقہ بھی دے گا (حسن)

۳۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس پر ماہ رمضان کے روزے قضا ہیں اور دوسرا رمضان آجائے فرمایا اگر تندرست ہوگیا تو روزے رکھے اور پچھلے روزوں کے متعلق ہر روز مسکین کو کھانا کھلائے اور اگر برابر بیمار ہی رہا ہو اور دوسرا رمضان آجائے تو اس پر بصورت صحت صرف روزے ہی رکھنا ہے اور اگر مسلسل بیمار ہی رہے تو ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے۔ (مجہول)

﴿ باب ﴾

☆(قضاء شهر رمضان)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن أحمد بن أشيم ، عن سليمان ابن جعفر الجعفريِّ قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن الرَّجل يكون عليه أيّام من شهر رمضان أيقضيها متفرِّقة قال : لا بأس بتفريق قضاء شهر رمضان إنّما الصيام الّذي لا يفرِّق كفّارة الظهار و كفّارة الدَّم وكفّارة اليمين .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عمّن يقضي شهر رمضان منقطعاً ، قال : إذا حفظ أيّامه فلا بأس .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن عبدالله بن سنان عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من أفطر شيئاً من شهر رمضان في عذر فإن قضاه متتابعاً أفضل و إن قضاه متفرِّقاً فحسن لا بأس .

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كان على الرَّجل شيء من صوم شهر رمضان فليقضه في أيِّ شهر شاء أيّاماً متتابعة فإن لم يستطع فليقضه كيف شاء وليحصِ الأيّام فإن فرَّق فحسن وإن تابع فحسن .

٥ ـ حميد بن زياد ، عن ابن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان ، عن عبدالرحمن بن أبي عبدالله قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن قضاء شهر رمضان في ذي الحجّة [أ]و[أ]قطعه

قال : اقضه في ذي الحجّة واقطعه إن شئت

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن عبدالله بن هلال ، عن عقبة بن خالد ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل مرض في شهر رمضان فلمّا برء أراد الحجّ كيف يصنع بقضاء الصوم ؟ قال : إذا رجع فليصمه .

باب ۴۱

قضائے ماہ رمضان

۱۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس پر ماہ رمضان کے کچھ روزے قضا ہوں کیا وہ متفرق طور سے انھیں ادا کر سکتا ہے۔ فرمایا کوئی حرج نہیں لگاتار تو وہ روزے رکھے جائیں گے جو ماہ صیام کے یا قتل کے یا قسم کے کفارہ کے ہوں۔ (مجہول)

۲۔ میں نے پوچھا رمضان کے قضا روزے متفرق رکھنے میں کوئی حرج تو نہیں فرمایا اگر دنوں کو یاد رکھے تو کیا حرج ہے۔ (موثق)

۳۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے کوئی ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھے تو ان کی ادائیگی اگر لگاتار ہو تو افضل ہے اور متفرق رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں۔ (حسن)

۴۔ اگر ماہ رمضان کے کچھ روزے قضا ہو جائیں تو جس ماہ میں چاہے لگاتار رکھ کر ادا کرے اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو جیسے چاہے رکھ کر دن پورے کر دے متفرق طریقہ سے یا لگاتار۔ (حسن)

۵۔ میں نے پوچھا ماہ رمضان کے قضا روزے ذی الحجہ میں ادا کر دیئے جائیں متفرق طور سے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر چاہے متفرق رکھ لے۔ (مرسل)

۶۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو ماہ صیام میں مریض ہو جائے اور جب اچھا ہو تو حج کا ارادہ کرے ایسی روزوں کی قضا کیسے بجا لائے فرمایا جب واپس آئے تو رکھ لے۔ (مجہول)

﴿باب ۴۲﴾

☆(الرجل يصبح وهو يريد الصيام فيفطر و يصبح وهو لا يريد الصوم)☆

☆(فيصوم في قضاء شهر رمضان و غيره)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يصبح و هو يريد الصيام ثمّ يبدو

له فيفطر ، قال : هو بالخيار مابينه و بين نصف النهار ، قلت : هل يقضيه إذا أفطر ؟ قال : نعم لأنّها حسنة أراد أن يعملها فليتمّها ، قلت : فإنّ رجلاً أراد أن يصوم ارتفاع النّهار أيصوم ؟ قال : نعم .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة ابن أيّوب ، عن حسين بن عثمان ، عن سماعة بن مهران ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الصائم المتطوّع تعرض له الحاجة ؟ قال : هو بالخيار ما بينه وبين العصر و إن مكث حتّى العصر ثمّ بدا له أن يصوم فإن لم يكن نوى ذلك فله أن يصوم ذلك اليوم إن شاء .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن العبّاس بن معروف ، عن صفوان بن يحيى ، عن ابن سنان ، عن عمّار بن مروان ، عن سماعة بن مهران ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قوله : «الصائم بالخيار إلى زوال الشمس» قال : ذلك في الفريضة فأمّا النّافلة فله أن يفطر أيّ ساعة شاء إلى غروب الشمس .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن عبد الرّحمن بن الحجّاج ، عن أبي الحسن صلوات الله عليه في الرّجل يبدوله بعد مايصبح و يرتفع النّهار في صوم ذلك اليوم ليقضيه من شهر رمضان ولم يكن نوى ذلك من اللّيل قال : نعم ليصمه وليعتدّ به إذا لم يكن أحدث شيئاً .

٥ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن الحارث ابن محمّد ، عن بريد العجليّ ، عن أبي جعفر عليه السلام في رجل أتى أهله في يوم يقضيه من شهر رمضان قال : إن كان أتى أهله قبل زوال الشمس فلا شيء عليه إلّا يوم مكان يوم وإن كان أتى أهله بعد زوال الشمس فإنّ عليه أن يتصدّق على عشرة مساكين فإن لم يقدر صام يوماً مكان يوم وصام ثلاثة أيّام كفّارة لما صنع .

٦ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن الحسين بن عثمان ، عن سماعة ، عن أبي بصير قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المرأة تقضي شهر رمضان فيكرهها زوجها على الإفطار ، فقال : لا ينبغي له أن يكرهها بعد الزوال

٧ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن صالح بن عبدالله الخثعميّ قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل ينوي الصوم فيلقاه أخوه الّذي هو على أمره أيفطر ؟ قال : إن كان تطوّعاً أجزأه وحسب له وإن كان قضاء فريضة قضاه .

باب ۴۲

صبح کو ارادۂ صوم کرکے افطار کرنا

۱۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو صبح کو روزہ سے ہو پھر پتہ چلے کہ ماہ رمضان نہیں ہے تو کیا افطار کرے۔ فرمایا اسے اختیار ہے دوپہر سے پہلے پہلے، میں نے کہا اگر اور لوگ رکھیں تو یہ بھی رکھے۔ فرمایا یہ تو اچھا ہے کہ اسے تمام کرے۔ میں نے کہا ایک شخص روزہ کا ارادہ کرے درآنحالیکہ دن چڑھ گیا ہو تو کیا وہ روزہ رکھے فرمایا رکھ لے۔

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق جس نے سنتی روزہ رکھا ہو اور اسے کوئی مجبوری پیش آجائے فرمایا عصر تک اسے رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے اگر عصر تک ٹھہرا رہے اور اسے کوئی مانع نہ ہو تو اگرچہ نیت نہ کی ہو نیت کرکے روزہ رکھ لے۔ (موثق)

۳۔ واجب روزہ میں دوپہر سے قبل نیت کرسکتا ہے اور سنتی روزہ میں غروب سے قبل جب چاہے نیت کرلے۔ (ق)

۴۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جسے دن چڑھے پتہ چلے کہ ماہ رمضان ہے تو وہ روزہ رکھے درآنحالیکہ رات کو نیت نہ کی ہو۔ فرمایا اسے روزہ رکھنا چاہیئے اگر مانع صوم کوئی امر حادث نہ ہوا ہو (ص)

۵۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو سفر سے اس دن اپنے گھر آئے جو ماہ رمضان کا دن ہو، فرمایا اگر وہ قبل زوال آگیا اور روزہ نہیں رکھا ہے تو اس کے کفارہ میں تین دن روزہ رکھے گا۔ (مجہول)

۶۔ پوچھا ایک عورت ماہ رمضان کے روزے سے ہے اس کے شوہر نے اسے افطار پر مجبور کیا۔ فرمایا بعد زوال اسے مجبور نہیں کرنا چاہیئے۔ (موثق)

۷۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے روزہ کی نیت کی ہو اور پھر اس کا وہ بھائی ملے جس کے حکم سے وہ افطار کرتا ہے فرمایا اگر سنتی روزہ ہے تو کرلے افطار اور اگر واجب روزہ کی قضا ہے تو اس کی قضا بجالائے گا۔ (مجہول)

﴿باب ۳﴾

☆(الرجل يتطوع بالصيام وعليه من قضاء شهر رمضان)☆

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكناني قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن رجل عليه من شهر رمضان أيّام أيتطوّع ؟ فقال : لا حتّى يقضي ما عليه من شهر رمضان .

٢ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبي قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل عليه من شهر رمضان طائفة أيتطوّع ؟ فقال : لا حتّى يقضي ما عليه من شهر رمضان .

باب ۳

جس پر ماہ صیام کا روزہ قضا ہو وہ سنّتی نہ رکھے

۱۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس پر ماہ رمضان کے کچھ روزے قضا ہوں وہ سنتی روزہ رکھے۔ فرمایا نہیں جب تک قضا روزے ماہ رمضان کے ادا نہ ہوں۔ (مجہول)

۲۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (حسن)

﴿باب ۴﴾

☆(الرجل يموت وعليه من صيام شهر رمضان أو غيره)☆

١ ـ علي بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرّجل يموت وعليه صلاة أو صيام ، قال : يقضي عنه أولى الناس بميراثه ، قلت : فإن كان أولى الناس به امرأة ؟ فقال : لا إلّا الرّجال .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن علي بن الحكم ، عن العلاء بن رزين عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن رجل أدركه شهر رمضان وهو مريض

فتوفّي قبل أن يبرء، قال: ليس عليه شيء و لكن يقضي عن الّذي يبرء ثمّ يموت قبل أن يقضي.

٣ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن أبان بن عثمان، عن أبي مريم الأنصاريّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: إذا صام الرّجل شيئاً من شهر رمضان ثمّ لم يزل مريضاً حتّى مات فليس عليه شيء وإن صحّ ثمّ مرض ثمّ مات وكان له مال تصدّق عنه مكان كلّ يوم بمدّ وإن لم يكن له مال صام عنه وليّه.

٤ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن حمّاد ابن عثمان عمّن ذكره، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يموت وعليه دين من شهر رمضان من يقضي عنه؟ قال: أولى النّاس به، قلت: وإن كان أولى النّاس به امرأة؟ قال: لا إلّا الرّجال.

٥ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد قال: كتبت إلى الأخير عليه السلام رجل مات وعليه قضاء من شهر رمضان عشرة أيّام وله وليّان هل يجوز لهما أن يقضيا عنه جميعاً خمسة أيّام أحد الوليّين وخمسة أيّام الآخر؟ فوقّع عليه السلام يقضي عنه أكبر وليّيه عشرة أيّام ولاءً إن شاء الله.

٦ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: سمعته يقول: إذا مات رجل وعليه صيام شهرين متتابعين من علّة فعليه أن يتصدّق عن الشهر الأوّل ويقضي الشهر الثاني.

باب ۴۴

مرنے کے بعد قضا روزوں کی صورت

۱۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس پر نماز اور روزے ہوں فرمایا میراث میں جو سب سے اولیٰ ہو وہ ادا کرے۔ میں نے کہا اگر عورت ہو فرمایا نہیں یہ فرض مرد کا ہے۔ (حسن)

۲۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو مریض ہو اور رمضان آجائے اور صحت یاب ہونے سے پہلے مرجائے فرمایا

اس پر کچھ نہیں، ہاں اگر صحت یاب ہو کر مرا ہے تو اس کی طرف روزوں کی قضا ہوگی۔ (م)

۳۔ فرمایا حضرت نے اگر کوئی ماہ رمضان کے چند روزے رکھے پھر بیمار پڑ جائے اور مر جائے تو اس کے لیے کچھ نہیں اور اگر تندرست ہو کر پھر بیمار ہو جائے اور مر جائے تو اگر مالدار ہے تو اس کی طرف سے صدقہ دیا جائے ہر روز ایک مُد ورنہ جو اس کا ولی ہو اس کے روزے ادا کرے۔ (ض)

۴۔ ترجمہ نمبر ۱ میں دیکھیے (م)

۵۔ امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا، ایک شخص مر گیا اور اس پر دس روزے رمضان کے قضا تھے اور اس کے دو ولی ہیں تو کیا ان میں سے ہر ایک پانچ پانچ روزے رکھے، حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا جو ولی اکبر ہو اسے دسوں روزے رکھنے چاہییں۔ (ض)

۶۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا اگر کوئی مر جائے اور اس پر پے در پے روزے ہوں بیماری کی وجہ سے تو اس کی طرف سے ماہ اوّل کا صدقہ دیا جائے اور دوسرے مہینے کی قضا بجا لائی جائے۔ (ض)

﴿باب ۵﴾

﴿ صوم الصبيان ومتى يؤخذون به ﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه [عن ابن أبي عمير] ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام (٢) قال : إنّا نأمر صبياننا بالصّيام إذا كانوا بني سبع سنين بما أطاقوا من صيام اليوم فإن كان إلى نصف النّهار وأكثر من ذلك أو أقلّ فإذا غلبهم العطش والغرث أفطروا حتّى يتعوّدوا الصّوم ويطيقوه فمروا صبيانكم إذا كانوا أبناء تسع سنين بما أطاقوا من صيام فإذا غلبهم العطش أفطروا .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن معاوية بن وهب قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام في كم يؤخذ الصبيُّ بالصّيام قال : ما بينه وبين خمس عشرة سنة و أربع عشرة سنة فإن هو صام قبل ذلك فدعه و لقد صام ابني فلان قبل ذلك فتركته .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن الصبيِّ متى يصوم ؟ قال : إذا قوى على الصّيام .

٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أطاق الغلام صيام ثلاثة أيّام متتابعة فقد وجب عليه صيام شهر رمضان .

باب ۴۵

صوم صبیان

۱۔ فرمایا حضرت نے ہم اپنے لڑکوں کو سات سال کی عمر میں روزہ کا حکم دیتے ہیں تاکہ دن کے جس حصہ تک ان میں طاقت ہو رکھیں پس تم بھی اپنے بچوں کو جب نو برس کے ہو جائیں روزہ کا حکم دو تاکہ جتنی طاقت ہو اتنی دیر رکھیں جب ان پر پیاس کا غلبہ ہو تو افطار کریں۔ (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا کس عمر میں لڑکوں سے روزہ کا مواخذہ کیا جائے۔ فرمایا پندرہ اور چودہ برس کے درمیان۔ اگر اس نے روزہ رکھا ہے اس سے پہلے تو اسے چھوڑ دو۔ میرے فلاں لڑکے نے اس سے پہلے روزہ رکھا۔ پس میں نے اس سے مواخذہ نہ کیا۔ (م)

۳۔ پوچھا کہ لڑکا کب روزہ رکھے فرمایا جب روزہ رکھنے کی طاقت آجائے۔ (موثق)

۴۔ فرمایا جب کوئی لڑکا تین دن متواتر روزہ رکھ لے تو اس پر ماہ رمضان کا روزہ واجب ہو جاتا ہے (ض)

﴿ باب ۴۶ ﴾

☆(من اسلم في شهر رمضان)☆

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن رجل أسلم في النصف من شهر رمضان ما عليه من صيامه ؟ قال : ليس عليه إلّا ما أسلم فيه .

٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عن آبائه عليهم السلام أنّ عليّاً صلوات الله عليه كان يقول : في رجل أسلم في نصف شهر رمضان أنّه ليس عليه إلّا مايستقبل .

٣ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص بن القاسم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن قوم أسلموا في شهر رمضان وقدمضى

منه أيّام هل عليهم أن يصوموا ما مضى منه أو يومهم الّذي أسلموا فيه؟ فقال: ليس عليهم قضاء ولا يومهم الّذي أسلموا فيه إلّا أن يكونوا أسلموا قبل طلوع الفجر.

باب ۵۶

جو ماہ رمضان میں مسلمان ہو

۱۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جو نصف رمضان کے بعد مسلمان ہوا ہو کیا اس کو پچھلے دنوں کے روزے بھی ادا کرنے ہوں گے۔ فرمایا نہیں جب سے مسلمان ہوا ہے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے جو شخص نصف ماہ رمضان کے بعد مسلمان ہو اس کو اگلے دنوں کے روزے رکھنے ہوں گے۔ (ضعیف)

۳۔ پوچھا گیا ان لوگوں کے بارے میں جو اسلام لائے ہوں ماہ رمضان کے چھ دن گزرنے کے بعد کیا ان کو پچھلے دن کے روزے رکھنے ہوں گے فرمایا نہ پچھلے دنوں کے نہ اس دن کے ہاں اگر طلوع فجر سے پہلے مسلمان ہو گئے ہوں تو اس دن کا روزہ رکھنا ہوگا۔ (م)

أبواب السفر

باب

(كراهية السفر في شهر رمضان)

١ - عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمّد، عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الخروج إذا دخل شهر رمضان قال: لا إلّا فيما اُخبرك به: خروج إلى مكّة أو غزو في سبيل الله أو مال تخاف هلاكه أو أخ تريد وداعه وإنّه ليس أخاً من الأب والاُمّ.

٢ - عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن الرّجل يدخل شهر رمضان وهو مقيم لا يريد براحاً ثمّ يبدو له بعد ما يدخل شهر رمضان أن يسافر فسكت فسألته غير مرّة فقال: يقيم أفضل إلّا أن يكون [له] حاجة لابدّ من الخروج فيها أو يتخوّف على ماله.

باب ۲۷

ماہ رمضان میں سفر کی کراہیت

۱۔ پوچھا گیا سفر کرنے کے متعلق ماہ صیام میں فرمایا نہیں چاہیے سوائے اس کے کہ مکہ جائے یا فی سبیل اللہ جہاد کے لیے نکلے یا مال کے ضائع ہونے کا خوف ہو یا بھائی کو رخصت کرنا اور ماں اور باپ سے اس کے سوا دوسرا اور بھائی نہ ہو۔ (ضا)

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو ماہ رمضان میں مقیم ہو اور سفر کا ارادہ نہ رکھتا ہو پھر اسے سفر کرنے کی ضرورت پیش آ جائے۔ یہ سن کر حضرت خاموش ہوئے جب میں نے تین بار پوچھا تو فرمایا قیام افضل ہے لیکن اگر کسی وجہ سے باہر جانا ضروری ہو یا مال جانے کا خوف ہو تو سفر کرے۔ (حسن)

﴿ باب ۲۷ ﴾

☆(كراهية الصوم في السفر)☆

١ - عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالعزيز العبديّ ، عن عبيد بن زرارة قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : قول الله عزَّ وجلَّ : « فمن شهد منكم الشهر فليصمه » ؟ قال : ما أبينها من شهد فليصمه ومن سافر فلا يصمه .

٢ - عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سمعته يقول : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنَّ الله عزَّ وجلَّ تصدَّق على مرضى أمَّتي ومسافريها بالتقصير و الإفطار ، أيسرُّ أحدكم إذا تصدَّق بصدقة أن تردَّ عليه .

٣ - أحمد بن محمد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عبدالملك بن عتبة ، عن إسحاق بن عمّار ، عن يحيى بن أبي العلاء ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الصّائم في السّفر في شهر رمضان كالمفطر فيه في الحضر ، ثمَّ قال : إنَّ رجلاً أتى النّبيَّ صلى الله عليه وآله فقال : يا رسول الله أصوم شهر رمضان في السفر ؟ فقال : لا . فقال : يا رسول الله إنّه عليَّ يسير ؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وآله : إنَّ الله عزَّ وجلَّ تصدَّق على مرضى أمَّتي و مسافريها بالإفطار في شهر رمضان أيعجب أحدكم لو تصدَّق بصدقة أن تردَّ عليه .

٤ ـ أحمد بن محمد ، عن صالح بن سعيد ، عن أبان بن تغلب ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : خيار أمتي الّذين إذا سافروا أفطروا وقصّروا وإذا أحسنوا استبشروا وإذا أساؤوا استغفروا ؛ وشرار أمّتي الّذين ولدوا في النّعم وغذّوا به يأكلون طيب الطعام ويلبسون لين الثّياب وإذا تكلّموا لم يصدقوا .

٥ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص بن القاسم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا خرج الرّجل في شهر رمضان مسافراً أفطر ؛ وقال : إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله خرج من المدينة إلى مكّة في شهر رمضان ومعه النّاس وفيهم المشاة فلمّا انتهى إلى كراع الغميم دعا بقدح من ماء فيما بين الظّهر والعصر فشرب وأفطر ثمّ أفطر النّاس معه وتمّ أناس على صومهم فسمّاهم العصاة و إنّما يؤخذ بآخر أمر رسول الله صلى الله عليه وآله .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سمّى رسول الله صلى الله عليه وآله قوماً صاموا حين أفطر وقصّر عصاة وقال : هم العصاة إلى يوم القيامة وإنّا لنعرف أبناءهم وأبناء أبنائهم إلى يومنا هذا .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن سلمة بن الخطّاب ، عن سليمان بن سماعة ، عن عليّ بن إسماعيل ، عن محمّد بن حكيم قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : لو أنّ رجلاً مات صائماً في السّفر ما صلّيت عليه .

باب ۴۸

سفر میں روزہ کی کراہت

۱۔ کسی نے اس آیت کا مطلب پوچھا۔ فرمایا یہ تو ظاہر ہے جو کوئی ماہ رمضان میں اپنے گھر ہو وہ روزہ رکھے اور جو سفر میں ہو وہ نہ رکھے۔ (ح)

۲۔ فرمایا حضرت رسول خدا نے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کو اختیار دیا ہے قصر اور افطار میں صدقہ دینا تمہارے لئے آسان ہوگا روزہ رکھنے سے۔ (ح)

۳۔ فرمایا بحالت سفر ماہ رمضان میں روزہ رکھنا ایسا ہے جیسے اس مہینہ میں روزہ نہ رکھنا۔
(باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا) (موثق)

۴۔ فرمایا رسولؐ خدا نے میری امت کے نیک لوگ وہ ہیں جو سفر میں قصر کرتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے اور جب نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب گناہ کرتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں اور میری امت کے بدترین لوگ وہ جو ناز و نعمت میں پلے جاتے ہیں عمدہ غذائیں کھاتے ہیں نرم لباس پہنتے ہیں لیکن جب کلام کرتے ہیں تو سچ نہیں بولتے (مجہول)

۵۔ فرمایا حضرت نے جب کوئی سفر کے لئے گھر سے نکلے تو روزہ کھول دے۔ رسولؐ اللہ رمضان میں مکہ مدینہ سے چلے جب منزل کراع الغمیم پر پہنچے تو آپ نے ظہر و عصر کے درمیان پیالہ میں پانی لے کر پیا اور ان سب لوگوں نے جو آپؐ کے ساتھ تھے لیکن کچھ لوگ بدستور روزے سے رہے آپ نے ان کا نام نافرمان رکھا چونکہ یہ امر رسولؐ دوبارہ ہوا تھا لہذا ان سے مواخذہ کیا جائے گا۔ (م)

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کے متعلق جنھوں نے روزہ رکھا جب نہ رکھنا چاہیے تھا اور قصر کرنا چاہیے تھا کہ یہ نافرمان ہیں روز قیامت تک۔ اور ہم پہچانیں ان کی اولاد در اولاد کو اس دن بہ سبب اتباع کرنے اپنے آباؤ اجداد کا۔ (حسن)

۷۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا جو سفر میں روزہ رکھے گا میں اس پر نماز نہیں پڑھوں گا (م)

﴿ باب ۴۹ ﴾

☆(من صام في السفر بجهالة)☆

١ - عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : رجلٌ صام في السّفر فقال : إن كان بلغه أنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله نهى عن ذلك فعليه القضاء ، وإن لم يكن بلغه فلاشيء عليه .

٢ - أبو عليِّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص بن القاسم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : من صام في السّفر بجهالة لم يقضه .

٣ - صفوان بن يحيى ، عن عبدالله بن مسكان ، عن ليث المراديِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا سافر الرَّجل في شهر رمضان أفطر وإن صامه بجهالة لم يقضه .

باب ۴۹

جو سفر میں ناواقفیت کی بنا پر روزہ رکھے

۱۔ میں نے پوچھا اگر سفر میں کوئی روزہ رکھ لے؛ فرمایا اگر اس کو یہ خبر مل گئی ہے کہ رسول اللہ نے منع فرمایا ہے تو اس پر روزہ کی قضا لازم ہوگی اور اگر نہیں پہنچی تو کچھ نہیں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا جو جاہل سفر میں روزہ رکھے گا اس پر قضا لازم نہ ہوگی۔ (م)

۳۔ ترجمہ اوپر ہے۔ (م)

«باب»

☆(من لايجب له الافطار والتقصير في السفر ومن يجب له ذلك)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ ومحمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المكاريّ والجمّال الّذي يختلف وليس له مقام يتمُّ الصلاة ويصوم شهر رمضان .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابه قال : لايفطر الرَّجل في شهر رمضان إلّا في سبيل حق

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي أيوب ، عن محمّد بن مروان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سمعته يقول : من سافر قصّر و أفطر إلّا أن يكون رجلاً سفره إلى صيد أو في معصية الله أو رسولاً لمن يعص الله أو في طلب شحناء أو سعاية ضرر على قوم مسلمين .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن عمر بن حفص عن سعيد بن يسار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرجل يشيّع أخاه في شهر رمضان فيبلغ مسيرة يوم أو مع رجل من إخوانه أيفطر أو يصوم ؟ قال : يفطر .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن

رزين، عن محمد بن مسلم، عن أحدهما عليه السلام في الرجل يشيّع أخاه مسيرة يوم أو يومين أو ثلاثة؟ قال: إن كان في شهر رمضان فليفطر، قلت: أيّما أفضل يصوم أو يشيّعه؟ قال: يشيّعه إنّ الله عزّ وجلّ قد وضعه عنه.

٦ ـ الحسين بن محمّد، عن معلّى بن محمّد، عن الحسن بن علي الوشّاء، عن حمّاد ابن عثمان قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام رجل من أصحابي قد جاءني خبره من الأعوص وذلك في شهر رمضان أتلقّاه و أفطر؟ قال: نعم قلت: أتلقّاه و أفطر أو أقيم وأصوم؟ قال: تلقّاه وأفطر.

٧ ـ حميد بن زياد، عن ابن سماعة، عن عدّة، عن أبان بن عثمان، عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: قلت: الرّجل يشيّع أخاه في شهر رمضان اليوم واليومين؟ قال: يفطر ويقضي، قيل له: فذلك أفضل أو يقيم ولا يشيّعه؟ قال: يشيّعه ويفطر فإنّ ذلك حقّ عليه.

باب ۵۵

سفر میں کس پر افطار قصر واجب نہیں

۱۔ کرایہ پر سواری چلانے والے اور کرایہ پر اونٹ لے جانے والے جو آتے جاتے رہتے ہیں اور ایک جگہ نہیں رہتے وہ پوری نماز پڑھیں اور رمضان میں روزہ رکھیں (حسن)

۲۔ جس کا سفر جائز نہ ہو وہ روزہ رکھے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا جو سفر کرے وہ روزہ نہ رکھے اور نماز قصر کرے سوائے ان لوگوں کے جو تفریحاً شکار کو جائیں یا ناجائز امور کے لئے سفر کریں یا امر معصیت میں قاصد بن کر جائیں یا کینہ اور دشمنی کے لئے سفر کریں یا مسلمانوں کے حق میں چغل خوری کرنے جائیں (ض)

۴۔ میں نے پوچھا اس کے بارے میں جو ماہ رمضان میں اپنے کسی سفر کرنے والے بھائی کی مشایعت میں گھر سے نکلے اور دن کی مسافت تک چلا جائے آیا وہ افطار کرے یا روزہ رکھے فرمایا افطار کرے۔ (حسن)

۵۔ اس کے متعلق پوچھا جو اپنے بھائی کی مشایعت میں ایک دن یا دو دن یا تین دن کی راہ چلا جائے رمضان میں فرمایا وہ روزہ نہ رکھے۔ میں نے کہا آیا روزہ رکھنا بہتر ہے یا مشایعت۔ فرمایا مشایعت، اللہ نے روزہ اس سے ہٹا لیا ہے (ح)

۶۔ میں نے کہا ایک شخص میرے اصحاب میں سے ہے ماہ رمضان میں اس کے اعوض آنے کی خبر ملی آیا میں اس کو ملنے کو جانے میں روزہ رکھوں یا افطار کر دوں فرمایا افطار کرو، میں نے کہا میں جا کر ملوں اور روزہ نہ رکھوں یا مقیم رہوں اور روزہ رکھوں فرمایا ملو اور روزہ نہ رکھو۔ (ض)

۷۔ میں نے کہا ایک شخص اپنے بھائی کی مشایعت کرتا ہے ایک یا دو روز، فرمایا روزہ نہ رکھے اور قضا بجا لائے۔ کہا گیا یہ افضل ہے یا یہ کہ اپنی جگہ رہ کر روزہ رکھے۔ فرمایا مشایعت کرے اور روزہ نہ رکھے، یہ اس کا حق ہے (مرسل)

﴿ باب ﴾

✿(صوم التطوع في السفر وتقديمه وقضاؤه)✿

١ ـ عدَّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن منصور بن العبّاس، عن محمّد بن عبدالله بن واسع، عن إسماعيل بن سهل، عن رجل، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: خرج أبوعبدالله عليه السلام من المدينة في أيّام بقين من شعبان فكان يصوم ثمَّ دخل عليه شهر رمضان وهو في السّفر فأفطر فقيل له: تصوم شعبان وتفطر شهر رمضان؟ فقال: نعم شعبان إليَّ إن شئت صمت وإن شئت لا، وشهر رمضان عزم من الله عزَّ وجلَّ عليَّ الإفطار.

٢ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن أحمد، عن أحمد بن هلال، عن عمرو بن عثمان، عن عذافر قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: أصوم هذه الثلاثة الأيّام في الشهر فربّما سافرت وربّما أصابتني علّة فيجب عليَّ قضاؤها؟ قال: فقال لي: إنّما يجب الفرض فأمّا غير الفرض فأنت فيه بالخيار، قلت: بالخيار في السّفر والمرض؟ قال: فقال: المرض قد وضعه الله عزَّ وجلَّ عنك والسّفر إن شئت فاقضه وإن لم تقضه فلا جناح عليك.

٣ ـ عدَّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن خالد، عن سعد بن سعد الأشعريّ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال: سألته عن صوم ثلاثة أيّام في الشهر هل فيه قضاء على المسافر؟ قال: لا.

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن المرزبان بن عمران قال : قلت للرضا عليه السلام : اُريد السفر فأصوم لشهري الّذي اُسافر فيه ؟ قال : لا ، قلت : فإذا قدمت أقضيه ؟ قال : لا كما لا تصوم كذلك لا تقضي .

٥ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن بلال ، عن الحسن بن بسّام الجمّال ، عن رجل قال : كنت مع أبي عبدالله عليه السلام فيما بين مكّة والمدينة في شعبان وهو صائم ثمَّ رأينا هلال شهر رمضان فأفطر فقلت له : جعلت فداك أمس كان عن شعبان وأنت صائم واليوم من شهر رمضان وأنت مفطر ؟ فقال : إنَّ ذاك تطوُّع ولنا أن نفعل ماشئنا وهذا فرض فليس لنا أن نفعل إلّا ما اُمرنا .

باب ۵

سفر میں سنتی روزہ

۱۔ شعبان کے کچھ دن باقی تھے کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام مدینہ سے نکلے اور روزہ سے تھے۔ چند روز بعد رمضان آگیا تو حضرت نے سفر میں روزہ نہ رکھا۔ کسی نے کہا آپ شعبان میں روزہ رکھتے ہیں اور رمضان میں نہیں۔ فرمایا شعبان کا روزہ اختیاری ہے چاہے رکھوں یا نہ رکھوں اور رمضان کا روزہ اللہ کی طرف سے واجب کیا گیا ہے لہٰذا اس کے احکام کی پابندی ضروری ہے۔ (ض)

۲۔ میں نے کہا میں ماہ رمضان میں تین دن روزے رکھتا ہوں پھر بسا اوقات یا تو سفر درپیش آتا ہے یا بیمار ہو جاتا ہوں تو کیا میرے اوپر قضا واجب ہوگی۔ فرمایا واجب ہوتا ہے فرض لیکن جو فرض نہیں اس میں اختیار ہے میں نے کہا اختیار ہے سفر اور مرض میں فرمایا مرض میں، اللہ نے اس تکلیف کو تم سے اٹھا لیا ہے اب رہا سفر چاہے ادا کرو چاہے نہ کرو کوئی گناہ نہیں (اس میں علمائے حدیث کا اختلاف ہے) (ض)

۳۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ مہینہ میں تین دن کے روزے (صوم حاجت یا اعتکاف) اگر سفر میں نہ رکھے جائیں تو کیا ان کی قضا لازم ہوگی فرمایا نہیں۔ (ص)

۴۔ میں نے پوچھا سفر کا ارادہ رکھتا ہوں تو کیا اس مہینہ کے جس میں سفر کر رہا ہوں (سنتی) روزے رکھوں فرمایا نہیں میں نے کہا کیا واپسی پر قضا بجا لاؤں، فرمایا نہیں، یہ ایسا ہی ہے کہ اگر کوئی سنتی روزہ تم نہ رکھو تو اس کی قضا لازم نہیں۔

۵۔ میں حضرت کے ساتھ شعبان میں مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا حضرت روزے سے تھے ہم نے رمضان کا چاند دیکھا تو حضرت نے روزہ نہ رکھا میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہ ماہ شعبان میں تو آپ روزے سے تھے اور آج کہ رمضان ہے آپ کا روزہ نہیں، فرمایا وہ سنت روزہ تھا جس میں ہمیں اختیار ہے جیسا چاہیں کریں اور یہ واجب روزہ ہے اس کے لئے جیسا حکم ہے ویسا ہی کرنا ہوگا۔ (م)

﴿باب ۵۲﴾

☆(الرجل يريد السفر أو يقدم من سفر في شهر رمضان)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل عن الرَّجل يخرج من بيته يريد السّفر و هو صائم ، قال : فقال : إن خرج من قبل أن ينتصف النّهار فليفطر وليقض ذلك اليوم و إن خرج بعد الزَّوال فليتمَّ يومه .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا خرج الرَّجل في شهر رمضان بعد الزَّوال أتمَّ الصيام فإذا خرج قبل الزَّوال أفطر .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن عبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرَّجل يسافر في شهر رمضان يصوم أو يفطر ؟ قال : إن خرج قبل الزَّوال فليفطر و إن خرج بعد الزَّوال فليصم ؛ و قال : يعرف ذلك بقول عليّ عليه السلام : « أصوم وأفطر حتّى إذا زالت الشمس عزم عليّ » يعني الصيام .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا سافر الرَّجل في شهر رمضان فخرج بعد نصف النّهار فعليه صيام ذلك اليوم و يعتدُّ به من شهر رمضان فإذا دخل أرضاً قبل طلوع الفجر و هو يريد الإقامة بها فعليه صوم ذلك اليوم فإن دخل بعد طلوع

الفجر فلا صيام عليه و إن شاء صام .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رفاعة بن موسى قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يقدم في شهر رمضان من سفر حتّى يرى أنّه سيدخل أهله ضحوة أو ارتفاع النّهار ، فقال : إذا طلع الفجر و هو خارج ولم يدخل أهله فهو بالخيار إن شاء صام و إن شاء أفطر .

٦ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن عاصم بن حميد ، عن محمّد بن مسلم ، قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن الرّجل يقدم من سفر في شهر رمضان فيدخل أهله حين يصبح أو ارتفاع النهار ، قال : إذا طلع الفجر وهو خارج ولم يدخل أهله فهو بالخيار إن شاء صام و إن شاء أفطر .

٧ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل قدم من سفر في شهر رمضان ولم يطعم شيئاً قبل الزّوال قال : يصوم .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة قال : سألته عن مسافر دخل أهله قبل زوال الشمس و قد أكل ، قال : لا ينبغي له أن يأكل يومه ذاك شيئاً ولا يواقع في شهر رمضان إن كان له أهل .

٩ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس قال : قال في المسافر الّذي يدخل أهله في شهر رمضان وقد أكل قبل دخوله قال : يكفّ عن الأكل بقيّة يومه و عليه القضاء ؛ و قال : في المسافر يدخل أهله وهو جنب قبل الزّوال ولم يكن أكل فعليه أن يتمّ صومه ولا قضاء عليه ، يعني إذا كانت جنابته من احتلام .

باب ۵۲

رمضان میں وقت روانگی کب روزہ کھولا جائے

۱۔ پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جو بحالت روزہ سفر کے لئے گھر سے نکلے۔ فرمایا اگر دوپہر سے پہلے چلے تو

افطار کرے اور اس روزہ کی قضا بجالائے اور اگر بعد دوپہر چلے تو روزہ پورا کرے۔ (حسن)

۲۔ مضمون وہی ہے جو نمبرا میں ہے (موثق)

۳۔ مضمون وہی نمبر ایک کا ہے۔

۴۔ فرمایا ابوعبداللہ علیہ السلام نے اگر کوئی ماہ رمضان میں سفر کرے تو اگر دوپہر کے بعد گھر سے نکلے تو روزہ رکھے اور یہ ماہ رمضان میں شمار ہوگا اور جب ایسے مقام پر داخل ہو قبل طلوع فجر جہاں قیام کا ارادہ ہو تو اس دن اسے روزہ رکھنا ہوگا اور اگر بعد طلوع فجر داخل ہو تو نہ رکھے اور اگر چاہے تو رکھ لے۔ (ص)

۵۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جو ماہ رمضان میں سفر سے لوٹے اور خیال کرے کہ وہ اپنے گھر چاشت یا دن چڑھنے سے پہلے پہنچ جائے گا فرمایا اگر طلوع فجر سے پہلے وہ گھر پہنچے تو اختیار ہے رکھے یا نہ رکھے۔ (حسن)

۶۔ ترجمہ اوپر گزرا۔ (ص)

۷۔ فرمایا جو شخص ماہ رمضان میں سفر سے گھر آئے اور قبل زوال اس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو تو روزہ رکھے۔ (ض)

۸۔ میں نے اس مسافر کے متعلق پوچھا جو اپنے گھر زوال شمس سے پہلے آجائے درآنحالیکہ اس نے کھانا کھالیا ہو فرمایا اس دن اس کو کچھ نہیں کھانا چاہیئے تھا اگرچہ وہ اپنے گھر میں آیا ہے (موثق)

۹۔ اس مسافر کے متعلق فرمایا جو ماہ رمضان میں اپنے گھر آئے اور اس سے پہلے اس نے کچھ کھالیا ہو تو اس کو باقی دن کچھ نہیں کھانا چاہیئے اور اس پر روزہ کی قضا ہوگی اور جو مسافر اپنے گھر اس حال میں آئے کہ قبل زوال جنب ہو اور اس نے کچھ کھایا نہ ہو تو اپنا روزہ پورا کرے اس پر روزہ کی قضا نہیں بشرطیکہ احتلام سے جنب ہوا ہو۔ (م)

﴿باب ۵۳﴾

(من دخل بلدة فأراد المقام بها أولم يرد)

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : إذا قدمت أرضاً و أنت تريد أن تقيم بها عشرة أيّام فصم و أتمَّ و إن كنت تريد أن تقيم أقلَّ من عشرة أيّام فأفطر ما بينك وبين شهر فإذا بلغ الشهر فأتمَّ الصّلاة والصيام وإن قلت : أرتحل غدوة .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن العمركيّ بن عليّ ، عن عليّ بن جعفر ، عن أخيه أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن الرّجل يدركه شهر رمضان في السفر فيقيم الأيّام في المكان عليه صوم ؟ قال : لا حتّى يجمع على مقام عشرة أيّام وإذا أجمع على مقام عشرة أيّام صام وأتمّ الصلاة ، قال : وسألته عن الرجل يكون عليه أيّام من شهر رمضان وهو مسافر يقضي إذا أقام في المكان ؟ قال : لاحتّى يجمع على مقام عشرة أيّام .

باب ۵

جو کسی شہر میں قیام کے ارادے سے داخل ہو

۱۔ جب تم کسی شہر میں پہنچو اور وہاں دس دن قیام کا ارادہ ہو تو روزہ رکھو اور نماز پوری پڑھو اور اگر دس دن سے کم قیام کا ارادہ ہو تو روزہ ترک کرو لیکن اگر آج کل میں ایک مہینہ گزر جائے تو نماز تمام کرو اور روزہ رکھو چاہے کل ہی جانا پڑے۔ (ح)

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جسے سفر میں ماہ رمضان آئے اور وہ کسی جگہ چند روز قیام کرے تو کیا وہ روزہ رکھے۔ فرمایا نہیں جب تک دس دن قیام نہ ہو اور جب دس دن ہو جائیں تو روزہ رکھے اور نماز پوری پڑھے۔ میں نے پوچھا اگر کسی پر ماہ رمضان کے روزے قضا ہوں تو وہ بحالت سفر کسی جگہ ٹھہر کر ادا کرے۔ فرمایا نہیں جب تک دس پورے نہ ہوں۔ (م)

باب ۶

(الرجل يجامع أهله في السفر أو يقدم من سفر في شهر رمضان)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان ، عن عمر بن يزيد قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرّجل يسافر في شهر رمضان أله أن يصيب من النساء ؟ قال : نعم .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سهل ، [عن أبيه] قال : سألت أبا الحسن عليه السلام عن رجل أتى أهله في شهر رمضان وهو مسافر ؟ قال : لا بأس .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن عبدالملك بن عتبة الهاشميّ قال : سألت أباالحسن يعني موسى عليه السلام عن الرّجل يجامع أهله في السفر و هو في شهر رمضان قال : لابأس به .

٤ ـ حميد بن زياد ، عن الحسن بن محمّد بن سماعة ، عن غير واحد ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي العبّاس ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرجل يسافر و معه جارية في شهر رمضان هل يقع عليها ؟ قال : نعم .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن ابن سنان قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يسافر في شهر رمضان ومعه جارية له فله أن يصيب منها بالنهار ؟ فقال : سبحان الله أماتعرف حرمة شهر رمضان إنّ له في اللّيل سبحاً طويلاً قلت : أليس له أن يأكل ويشرب ويقصّر ؟ فقال : إنّ الله تبارك وتعالى قد رخّص للمسافر في الإفطار والتقصير رحمة وتخفيفاً لموضع التعب والنصب و وعث السفر ولم يرخّص له في مجامعة النساء في السّفر بالنّهار في شهر رمضان و أوجب عليه قضاء الصيام ولم يوجب عليه قضاء تمام الصلاة إذا آب من سفره ثمّ قال : والسنّة لاتقاس و إنّي إذا سافرت في شهر رمضان ما آكل إلّا القوت وما أشرب كلّ الرّي .

٦ ـ عليّ بن محمّد ، عن إبراهيم بن إسحاق الأحمر ، عن عبدالله بن حمّاد ، عن عبدالله ابن سنان قال : سألته عن الرّجل يأتي جاريته في شهر رمضان بالنهار في السفر ؟ فقال : ماعرف هذا حقّ شهر رمضان « إنّ له في اللّيل سبحاً طويلاً » .

قال الكلينيّ : الفضل عندي أن يوقّر الرّجل شهر رمضان و يمسك عن النساء في السفر بالنهار إلّا أن يكون تغلبه الشهوة و يخاف على نفسه فقد رخّص له أن يأتي الحلال كما رخّص للمسافر الّذي لايجد الماء إذا غلبه الشبق ، أن يأتي الحلال قال : ويؤجر في ذلك كما أنّه إذا أتى الحرام أثم .

باب ۵۴

سفر میں اپنی زوجہ سے مجامعت

۱۔ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو رمضان میں سفر کرے آیا وہ عورتوں سے ہم بستر ہو سکتا ہے فرمایا ہاں (ص)

۲۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو بحالتِ سفر ماہ رمضان میں اپنی بی بی کے پاس جائے۔ فرمایا کیا مضائقہ ہے (مجہول)

۳۔ وہی مضمون ہے جو اوپر ہے (ص)

۴۔ وہی مضمون جو اوپر ہے (مرسل)

۵۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو ماہ رمضان میں سفر کرے اور اس کے ساتھ اس کی کنیز ہو کیا وہ دن میں اس کے ساتھ مجامعت کرے۔ فرمایا سبحان اللہ کیا تمہیں ماہ رمضان کی حرمت کا حال معلوم نہیں اس کی رات تک طویل تسبیح کے لئے ہے۔ میں نے کہا جب وہ دن میں کھاتا ہے پیتا ہے نماز قصر کرتا ہے تو ایسا کیوں نہ کرے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسافروں کے لئے افطار و قصر کی اجازت دی ہے اور یہ سفر میں تکلیف اور زحمت سے بچانے کے لئے ہے اور اللہ نے اجازت نہیں دی عورتوں سے مقاربت کی دن میں اگر ایسا کرے گا تو روزہ کی قضا واجب ہو گی اور نہیں واجب ہوگا نمازوں کا اتمام جبکہ وہ سفر کے بعد اپنے گھر پلٹ آئے پھر فرمایا شریعت میں قیاس کو دخل نہیں، میں تو سفر میں بقدر قوت لایموت کھاتا ہوں اور بہت تھوڑا پانی پیتا ہوں۔ (ص)

۶۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جو بحالت سفر ماہ رمضان میں اپنی کنیز سے مقاربت کرے فرمایا اس شخص نے ماہ رمضان کے حق کو پہچانا ہی نہیں۔ دن کا کیا ذکر اس کی راتوں میں بھی زیادہ تسبیح کی جاتی ہے۔ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک فضیلت یہ ہے کہ رمضان کا احترام ملحوظ رکھے اور عورتوں کی ہم بستری سے بحالت سفر دن میں بچے۔ اگر شہوت کا غلبہ بہت زیادہ ہو اور اس کے لئے ضرر کا خوف ہو تو اس کے لئے اجازت ہو گی جیسے اجازت ہے اس مسافر کے لئے جسے پانی نہ ملا ہو اور وہ بنا بر شہوت کے غلبہ کے بطریق حلال بغیر غسل جنابت کے مجامعت کرے اس کو اجر اس کا ملے گا جس طرح بطور حرام کرنے کے گناہ کی سزا ملے گی (ص)

﴿باب ٥٥﴾

☆(صوم الحائض والمستحاضة)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن راشد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام الحائض تقضي الصوم ؟ قال : نعم ، قلت : تقضي الصلاة ؟ قال : لا ، قلت : من أين جاء هذا ؟ قال : أوَّل من قاس إبليس .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيِّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن امرأة أصبحت صائمة فلمّا ارتفع النهار أو كان العشي حاضت أتفطر ؟ قال : نعم وإن كان وقت المغرب فلتفطر ، قال : وسألته عن امرأة رأت الطهر في أوَّل النهار من شهر رمضان فتغتسل ولم تطعم فما تصنع في ذلك اليوم ؟ قال : تفطر ذلك اليوم فإنّما فطرها من الدَّم .

٣ ـ أبوعليٍّ الأشعري ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص ابن القاسم قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن امرأة تطمث في شهر رمضان قبل أن تغيب الشمس ، قال : تفطر حين تطمث .

٤ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عليِّ بن رئاب ، عن سماعة بن مهران قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن المستحاضة قال : فقال : تصوم شهر رمضان إلّا الأيام الّتي كانت تحيض فيهنَّ ثمَّ تقضيها بعده .

٥ ـ صفوان بن يحيى ، عن عبدالرحمن بن الحجّاج قال : سألت أباالحسن عليه السلام عن المرأة تلد بعد العصر أتتمّ ذلك اليوم أم تفطر ؟ قال : تفطر وتقضي ذلك اليوم .

٦ ـ أبوعليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن عليِّ بن مهزيار قال : كتبت إليه عليه السلام امرأة طهرت من حيضها أو من دم نفاسها في أوَّل يوم من شهر رمضان ثمَّ استحاضت فصلّت وصامت شهر رمضان كلّه من غير أن تعمل ماتعمل المستحاضة من الغسل لكلِّ صلاتين فهل يجوز صومها و صلاتها أم لا ؟ فكتب عليه السلام : تقضي صومها ولا

تقضي صلاتها إنّ رسول الله صلى الله عليه وآله كان يأمر فاطمة صلوات الله عليها والمؤمنات من نسائه بذلك .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن محمّد بن الفضيل ، عن أبي الصباح الكناني ، عن أبي عبدالله عليه السلام في امرأة أصبحت صائمة فلمّا ارتفع النهار أو كان العشيّ حاضت أتفطر ؟ قال : نعم ، وإن كان قبل المغرب فلتفطر ؛ وعن امرأة ترى الطهر من أوّل النهار في شهر رمضان لم تغتسل ولم تطعم كيف تصنع بذلك اليوم؟ قال : إنّما فطرها من الدّم .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن محمّد بن يحيى ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته عن امرأة مرضت في شهر رمضان وماتت في شوّال فأوصتني أن أقضي عنها ، قال : هل برئت من مرضها ؟ قلت : لا ، ماتت فيه فقال : لاتقض عنها فإنّ الله عزّ وجلّ لم يجعله عليها ، قلت : فإنّي أشتهي أن أقضي عنها وقد أوصتني بذلك ، قال: كيف تقضي عنها شيئاً لم يجعله الله عليها فإن اشتهيت أن تصوم لنفسك فصم .

٩ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن أبي حمزة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : سألته عن امرأة مرضت في شهر رمضان أو طمثت أو سافرت فماتت قبل خروج شهر رمضان هل يقضي عنها ؟ قال : أمّا الطمث والمرض فلا وأمّا السفر فنعم

١٠ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن عليّ ، عن رفاعة بن موسى قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن المرأة تنذر عليها صوم شهرين متتابعين قال : تصوم و تستأنف أيّامها الّتي قعدت حتّى تتمّ شهرين ، قلت : أرأيت إن هي يئست من المحيض أتقضيه ، قال : لاتقضي يجزئها الأوّل .

١١ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن الحسين بن عثمان ، عن ابن مسكان ، عن محمّد بن جعفر قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : إنّ امرأتي جعلت على نفسها صوم شهرين فوضعت ولدها وأدركها الحبل فلم تقو على الصوم ، قال : فلتتصدّق مكان كلّ يوم بمدّ على مسكين .

باب ۵۵

صوم حائض و مستحاضہ

۱۔ میں نے پوچھا کیا حائض عورت روزہ کی قضا بجالائے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اور نماز کی قضا فرمایا نہیں۔ میں نے کہا ایسا کیوں ہے فرمایا قیاس شریعت میں نہیں، سب سے پہلا قیاس کرنے والا ابلیس ہے۔ (ض)

۲۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق کہ وہ روزہ سے ہو جب دن چڑھ جائے یا شام کا وقت آجائے تو وہ حائض ہو جائے تو کیا وہ افطار کرلے۔ فرمایا ہاں اگرچہ مغرب کا وقت ہو جائے۔ میں نے کہا اگر رمضان میں دن کے اوّل حصہ میں طہر دیکھے اور غسل کرلے۔ اور اس نے کچھ کھایا نہ ہو تو اس دن کیا کرے۔ فرمایا روزہ نہ رکھے کیونکہ یہ خون آنے کی وجہ سے نہیں رکھا گیا۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جو ماہ رمضان میں قبل غروب آفتاب حائض ہو فرمایا جوں ہی حیض آئے روزہ کو ختم کردے۔ (ص)

۴۔ میں نے استحاضہ والی کے متعلق پوچھا۔ فرمایا وہ ماہ رمضان کا روزہ رکھے سوائے ان ایام کے جن میں حیض آئے ان روزوں کی قضا بجالائے گی۔ (ض)

۵۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جو وقت عصر بچہ جنے آیا وہ روزہ پورا کرے یا افطار کرے فرمایا افطار کرلے اور اس روزہ کی قضا بجالائے (ص)

۶۔ میں نے لکھا کہ ایک عورت اوّل ماہ رمضان میں اپنے حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہے پھر اسے استحاضہ ہو جاتا ہے وہ نماز بھی پڑھتی ہے روزے بھی رکھتی ہے بغیر اس عمل کے جو استحاضہ والی کو کرنا چاہیئے یعنی ہر دو نمازوں کے لیے غسل کرنا پس اس کی نماز اور اس کا روزہ صحیح ہوگا یا نہیں، حضرت نے لکھا روزوں کو جاری رکھے اور نماز کی قضا نہ کرے رسول اللہ نے ایسا ہی حکم دیا تھا جناب فاطمہ اور اپنی امت کی عورتوں کو۔ (ض)

توضیح:۔ یہ حدیث نہ صرف ضعیف بلکہ ساقط الاعتبار ہے کیونکہ اگر اس نے احکام استحاضہ پر عمل نہیں کیا تو اس کی نماز کیسے صحیح ہوگی ہاں درصورت جاہل مسئلہ ہونے کے علماء نے اس کی نمازوں کو صحیح سمجھا ہے۔ ایسی صورت میں اس پر قضا لازم ہوگی کیونکہ معافی صرف ایام حیض میں ہے دوسرے ان احکام کا تعلق جناب سیدہ سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ہر قسم کی نجاست سے پاک تھیں البتہ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ دوسری عورتوں کو تعلیم دینے کے لیے حضرت نے ان سے فرمایا ہو۔

۷۔ پوچھا اس عورت کے جو صبح کو بحالت روزہ اٹھے جب دن چڑھے یا شام ہو تو اسے حیض آنے لگے۔ کیا وہ افطار کرے فرمایا ہاں اگر مغرب کے قبل ہی ایسا ہو تو بھی افطار کر لے اور جو ماہ رمضان میں دن کے اوّل وقت پاک ہو جائے اور اس نے نہ تو غسل کیا ہو اور نہ کھانا کھایا ہو وہ بھی روزہ کھول دے دن کے کچھ حصہ میں خون آنے کی وجہ سے۔ (مجہول)۔

۸۔ میں نے پوچھا اس عورت کے بارے میں جو ماہ رمضان میں بیمار ہوئی اور شوال میں مرگئی اس نے وصیت کی کہ اس کے قضا شدہ روزے ادا کئے جائیں۔ حضرت نے فرمایا کیا وہ مرنے سے پہلے صحت یاب ہوگئی تھی میں نے کہا نہیں وہ اسی مرض میں مرگئی تھی فرمایا اس کی طرف سے ادا کی ضرورت نہیں خدا نے اس پر قضا کو قرار نہیں دیا۔ میں نے کہا اگر میں بخوشی ادا کرنا چاہوں اور اس نے وصیت بھی کی ہو۔ فرمایا کیوں ادا کیا جائے اس کو جس کو خدا نے لازم قرار نہیں دیا اگر تمہیں رکھنا ہی ہے تو اپنے لئے رکھو۔ (موثق)

۹۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جو رمضان میں بیمار ہو، حائض ہو یا مسافر ہو اور ماہ رمضان ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو کیا اس کے روزے ادا کئے جائیں فرمایا حیض اور بیماری والی کے روزوں کی قضا نہ ہوگی ہاں سفر والی کے روزوں کی ہوگی۔ (م)

۱۰۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جس پر دو ماہ کے متواتر روزے ہوں فرمایا وہ روزے رکھے اور جب حیض سے فارغ ہو تو شروع کرے۔ میں نے کہا جو عورت حیض سے مایوس ہو چکی ہے کیا وہ عادت والے ایام کی قضا بجا لائے۔ فرمایا نہیں۔ اس کے لئے وہی کافی ہے جو پہلے بجا لا چکی ہے۔ (موثق)

۱۱۔ میں نے پوچھا اپنی عورت کے متعلق کہ اس نے متواتر دو ماہ کے روزے اپنے اوپر لازم قرار دیئے ہیں لیکن اس اثنا میں بچہ پیدا ہوا پھر وہ حاملہ ہوگئی اور روزہ کی طاقت نہیں رکھتی۔ فرمایا ہر دن کے بدلے میں ایک مُد ایک مسکین کو کھانا دے۔ (مجہول)۔

﴿ باب ۶ ﴾

☆(من وجب عليه صوم شهرين متتابعين فعرض له أمر يمنعه عن اتمامه)☆

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ و محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان جميعاً ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل ؛ و محمّد بن حمران ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الرَّجل الحرّ يلزمه صوم شهرين متتابعين في ظهار فيصوم شهراً ثمَّ يمرض ، قال : يستقبل وإن زاد على الشهر الآخر يوماً أو يومين بنى على مابقي .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : صيام كفّارة اليمين في الظهار شهرين متتابعين والتتابع أن يصوم شهراً ويصوم من الشهر الآخر أيّاماً أو شيئاً منه فإن عرض له شيء يفطر فيه أفطر ثمَّ قضى مابقي عليه و إن صام شهراً ثمَّ عرض له شيء فأفطر قبل أن يصوم من الآخر شيئاً فلم يتابع أعاد الصيام كلّه .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة بن مهران قال : سألته عن الرَّجل يكون عليه صوم شهرين متتابعين أيفرِّق بين الأيّام ؟ فقال : إذا صام أكثر من شهر فوصله ثمَّ عرض له أمرٌ فأفطر فلابأس فإن كان أقلَّ من شهر أو شهر أ فعليه أن يعيد الصيام .

٤ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن أبي أيوب ، عن أبي عبدالله عليه السلام في رجل كان عليه صوم شهرين متتابعين في ظهار فصام ذا القعدة ثمَّ دخل عليه ذوالحجّة ، قال : يصوم ذا الحجّة كلّه إلّا أيّام التشريق يقضيها في أوَّل يوم من المحرَّم حتّى يتمَّ ثلاثة أيّام فيكون قدصام شهرين متتابعين ، قال : ولاينبغي له أن يقرب أهله حتّى يقضي ثلاثة أيّام التشريق الّتي لم يصمها ولابأس إن صام شهراً ثمَّ صام من الشهر الآخر الّذي يليه أيّاماً ثمَّ عرض له علّة أن يقطعها ثمَّ يقضي من بعد تمام الشهرين .

٥ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور ابن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه قال : في رجل صام في ظهار شعبان ثمَّ أدركه شهر رمضان قال : يصوم رمضان ويستأنف الصوم فإن هو صام في الظهار فزاد في النصف يوماً قضى بقيّته .

٦ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن الحكم ، عن موسى بن بكر ، عن الفضيل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال في رجل جعل عليه صوم شهر فصام منه خمسة عشر يوماً ثمَّ عرض له أمر ، فقال : إن كان صام خمسة عشر يوماً فله أن يقضي مابقي وإن كان أقلَّ من خمسة عشر يوماً لم يجزئه حتّى يصوم شهراً تامّاً .

٧ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن

محمّد، عن عليّ بن أبي حمزة، عن أبي بصير قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن قطع صوم كفّارة اليمين و كفّارة الظهار و كفّارة القتل، فقال: إن كان على رجل صيام شهرين متتابعين فأفطر أو مرض في الشهر الأوّل فإنّ عليه أن يعيد الصيام وإن صام الشهر الأوّل وصام من الشهر الثاني شيئاً ثمّ عرض له ماله فيه عذر فإنّ عليه أن يقضي.

٨ ـ عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن الحسن بن محبوب، عن عليّ بن رئاب، عن زرارة، عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن رجل قتل رجلاً خطأً في الشهر الحرام قال: تغلظ عليه الدية و عليه عتق رقبة أو صيام شهرين متتابعين من أشهر الحرم، قلت: فإنّه يدخل في هذا شيء، فقال: ما هو؟ قلت: يوم العيد و أيّام التشريق قال: يصومه فإنّه حقّ يلزمه.

٩ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن أبان بن تغلب، عن زرارة قال: قلت لأبي جعفر عليه السلام: رجل قتل رجلاً في الحرم؟ قال: عليه دية وثلث و يصوم شهرين متتابعين من أشهر الحرم و يعتق رقبة و يطعم ستّين مسكيناً، قال: قلت: يدخل في هذا شيء، قال: وما يدخل؟ قلت: العيدان و أيّام التشريق، قال: يصومه فإنّه حقّ لزمه.

باب ۶

جس پر دو ماہ کے متواتر روزے ہوں اور کوئی مانع ہو

۱۔ حضرت سے پوچھا اس مرد آزاد کے متعلق جس پر بسلسلہ ظہار دو ماہ کے روزے ہوں وہ ایک ماہ رکھ کر بیمار ہو جائے فرمایا آگے چل کر رکھے اور اگر دوسرے ماہ کے ایک دو دن رکھ لیے ہیں تو جو باقی ہیں ان کو پورا کرے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا ظہار کی قسم کا کفارہ، متواتر دو ماہ روزہ رکھنا ہے اور پے در پے کی صورت یہ ہے کہ ایک ماہ پورے روزے رکھے اور دوسرے ماہ کچھ دن رکھنے کے بعد اگر کوئی مانع درپیش ہو تو نہ رکھے اور اس کے جانے کے بعد جو باقی دن ہیں انھیں پورا کرے اور اگر ایک ماہ رکھنے کے بعد کوئی عارضہ لاحق ہوا اور دوسرے مہینے کا کوئی روزہ بھی نہ رکھا ہو تو یہ پے در پے رکھنا نہ ہوگا اور اس کو پھر سب روزے رکھنے ہوں گے۔ (حسن)

۳۔ میں نے پوچھا ایک شخص پر دو مہینے کے روزے ہیں پے در پے رکھنے کے۔ تو وہ بیچ میں فرق ڈال کر رکھ لے۔ فرمایا اگر اس نے ایک ماہ سے زیادہ رکھے ہیں ملا کر پھر کوئی مانع درپیش ہوا تو روزہ ترک کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر ایک ماہ یا ایک ماہ سے کم رکھے ہیں تو اس کو پھر پورے دو ماہ کے رکھنے ہوں گے۔ (موثق)

۴۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس پر پے در پے دو مہینے کے روزے ظہار کے کفارہ میں ہوں اور دو ماہ ذیقعدہ میں رکھے پھر ذی الحجہ آجائے فرمایا سوائے ایام تشریق پورے ذی الحجہ میں روزے رکھے اور ایام تشریق کے روزے تین دن کے محرم میں ادا کرے اس طرح دو ماہ کے روزے پورے ہو جائیں گے اور یہ بھی فرمایا کہ ان تین ایام میں جو ایام تشریق کہلاتے ہیں اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کرے اور ان کی قضا کے روزے اگلے مہینے میں رکھے اگر کوئی بیماری لاحق ہو تو دو ماہ تمام ہونے کے بعد رکھے۔ (ض)

۵۔ فرمایا اس شخص کے بارے میں جو ظہار کے روزے شعبان میں رکھے پھر رمضان آجائے تو اسے چاہیئے کہ رمضان کے روزے شروع کرے۔ اگر اس نے ظہار کے روزے نصف ماہ سے ایک دن زیادہ رکھے تھے تو بقیہ بعد میں ادا کرے۔ (مجہول)

۶۔ فرمایا اگر کسی کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہیں اور وہ ان میں سے پندرہ دن کے رکھے تو یہ کافی نہ ہوں گے اسے پورے پورے ایک ماہ کے پھر رکھنے ہوں گے۔ (ض)

۷۔ کفارہ قسم، کفارہ ظہار اور کفارہ قتل کے دو ماہ متواتر روزوں کے قطع کرنے کے سلسلے میں فرمایا اگر کسی پر دو ماہ کے پے در پے روزے ہوں اور وہ بیچ میں قطع کرے یا بیمار ہو جائے تو اسے اعادہ کرنا ہوگا اگرچہ پورے مہینے کے رکھ لئے ہوں اور دوسرے مہینے سے کچھ رکھے ہوں اور پھر کوئی عذر پیش آیا ہو تو اسے چاہیئے پورا کرے۔ (ض)

۸۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے غلطی سے کسی کو ماہ حرام میں قتل کر دیا ہو فرمایا دیت میں اس پر سختی کرو اور ایک غلام آزاد کرنا اور دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا اس پر واجب ہیں میں نے کہا اگر بیچ میں کوئی شے مانع نہ ہو فرمایا وہ کیا میں نے کہا عید یا ایام تشریق فرمایا ان دنوں میں بھی روزہ رکھے کیونکہ وہ اس کے لئے لازم ہیں۔ (ض)

۹۔ میں نے پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے کسی کو حرم میں قتل کر دیا ہو فرمایا اس پر ایک پوری دیت ہے اور اس کا ثلث اور دو ماہ پے در پے روزے رکھے اور ایک غلام آزاد کرے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ میں نے کہا اگر بیچ میں کوئی رکاوٹ آپڑے۔ فرمایا وہ کیا۔ میں نے کہا جیسے عید یا ایام تشریق، فرمایا ان ایام میں بھی روزہ رکھے گا کیونکہ وہ اس پر لازم ہیں۔ (حسن)

﴿باب۵﴾

(صوم كفارة اليمين)

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن عبدالله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كلّ صوم يفرّق إلّا ثلاثة أيّام في كفّارة اليمين.

٢ ـ وعنه، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن حمّاد، عن الحلبيّ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: صيام ثلاثة أيّام في كفّارة اليمين متتابعات لا يفصل بينهنّ.

٣ ـ عدّة من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن الحسن بن عليّ الوشّاء، عن أبان عن الحسين بن زيد، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: السبعة الأيّام والثلاثة الأيّام في الحجّ لا يفرّق، إنّما هي بمنزلة الثلاثة الأيّام في اليمين.

باب ۵

روزہ کفّارہ قسم

۱۔ فرمایا ہر روزہ جدا جدا رکھا جا سکتا ہے سوائے ان روزوں کے جو قسم کے کفارہ میں ہوں۔ (حسن)

۲۔ فرمایا کفارۂ قسم کے تین روزے ایک ساتھ رکھے جائیں ان میں علیحدگی نہیں ہوگی۔ (حسن)

۳۔ فرمایا ہفتہ کے سات دن ہیں ان میں تین دن حج کے ہیں جن میں کفارہ یمین کے تین دن کی طرح تفرقہ نہیں ڈالا جائے گا۔ (حسن)

﴿باب۶﴾

(من جعل على نفسه صوماً معلوماً ومن نذر أن يصوم في شكر)

١ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن كرّام قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّي جعلت على نفسي أن أصوم حتّى يقوم القائم عليه السلام فقال: صم ولا تصم في السفر ولا العيدين ولا أيّام التشريق ولا اليوم الّذي يشكّ فيه من شهر رمضان.

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن أحمد بن أشيم قال كتب الحسين إلى الرّضا عليه السلام جعلت فداك رجل نذر أن يصوم أياماً معلومة فصام بعضها ثم اعتلّ فأفطر أيبتدئ في صومه أم يحتسب بما مضى ؟ فكتب إليه : يحتسب مامضى .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن صالح بن عبدالله ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك عليّ صيام شهر إن خرج عمّي من الحبس فخرج فأصبح و أنا اُريد الصيام فيجيئني بعض أصحابنا فأدعو بالغداء وأتغدّي معه ؟ قال : لابأس .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمدبن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألته عن رجل جعل على نفسه صوم شهر بالكوفة وشهر بالمدينة وشهر بمكّة من بلاء ابتلي به ، فقضى أنّه صام بالكوفة شهراً ودخل المدينة فصام بها ثمانية عشر يوماً ولم يقم عليه الجمّال ، قال : يصوم ما بقي عليه إذا انتهى إلى بلده

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن جعفر ، عن آبائه عليهم السلام أنّ عليّاً صلوات الله عليه قال في رجل نذر أن يصوم زماناً قال : الزّمان خمسة أشهر والحين ستّة أشهر لأنّ الله عزّ وجلّ يقول : «توتي اُكلها كلّ حين بإذن ربّها»

٦ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن الحسن بن محبوب ، عن خالد بن جرير ، عن أبي الرّبيع ، عن أبي عبدالله عليه السلام أنّه سئل ، عن رجل قال : لله عليّ أن أصوم حيناً وذلك في شكر ، فقال أبو عبدالله عليه السلام : قد اُتي عليٌّ عليه السلام في مثل هذا فقال : صم ستّة أشهر فانّ الله عزّ وجلّ يقول : « توتي اُكلها كلّ حين بإذن ربّها » يعني ستّة أشهر .

٧ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن هارون بن مسلم ، عن مسعدة بن صدقة ، عن أبي عبدالله عن آبائه عليهم السلام في الرّجل يجعل على نفسه أيّاما معدودة مسمّاة في كلّ شهر ثمّ يسافر فتمرُّ به الشهور ، أنّه لايصوم في السفر ولا يقضيها إذا شهد .

٨ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عبدالله بن سنان قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن الرّجل يصوم صوماً وقد وقّته على نفسه أو يصوم

من أشهر الحرم فيمرّ به الشهر والشهران لا يقضيه ؟ فقال : لايصوم في السفر ولايقضي شيئاً من صوم التطوّع إلّا الثلاثة الأيّام الّتي كان يصومها من كلّ شهر ولايجعلها بمنزلة الواجب إلّا أنّي اُحبّ لك أن تدوم على العمل الصالح ؛ قال : وصاحب الحرم الّذي كان يصومها و يجزئه أن يصوم مكان كلّ شهر من أشهر الحرم ثلاثة أيّام .

٩ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن إبراهيم بن عبدالحميد ، عن أبي الحسن الرّضا صلوات الله عليه قال : سألته عن الرّجل يجعل لله عزّوجلّ عليه صوم يوم مسمّى ، قال : يصومه أبداً في السفر والحضر .

١٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : إنّ اُمّي كانت جعلت على نفسها لله عليها نذراً إن كان الله ردّ عليها بعض ولدها من شيء كانت تخاف عليه أن تصوم ذلك اليوم الّذي يقدم فيه مابقيت فخرجت معنا مسافرة إلى مكّة فأشكل علينا لم ندر أتصوم أم تفطر ، فسألت أبا عبدالله عليه السلام عن ذلك وأخبرته بما جعلت على نفسها فقال : لاتصوم في السفر قد وضع الله عنها حقّه وتصوم هي ماجعلت على نفسها ، قال : قلت : ما ترى إذا هي قدمت و تركت ذلك ؟ فقال : إنّي أخاف أن ترى في الّذي نذرت ماتكره .

باب ٨١

صوم معلوم اپنے لئے قرار دینا

۱۔ میں نے کہا میں نے اپنے دل میں قرار دے لیا ہے کہ ظہور آل محمدؑ تک روزہ رکھوں۔ فرمایا رکھو لیکن عیدین ایام تشریق اور رمضان کے یوم شک میں نہ رکھو (حسن)

۲۔ امام رضاؑ کو لکھا گیا ایک شخص نے نذر کی کہ چند دن روزے رکھے گا دن معین کرے، پس کچھ روزے رکھ کر وہ بیمار ہو گیا اور روزہ ترک کر دیا تو آیا پھر سے روزہ رکھے یا یہ روزے اس کے میعنہ دنوں میں محسوب ہو جائیں گے حضرت نے لکھا ہو جائیں گے۔ (مجہول)

۳۔ میں نے کہا میرے اوپر دو مہینے کے روزے ہیں میرا اچھا فدیہ سے چھوٹنا۔ صبح کو میرا ارادہ روزے کا تھا کچھ میرے اصحاب ملاقات کو آئے۔ میں نے بلایا صبح کے کھانے پر تو کیا میں ان کے ساتھ کھاؤں فرمایا کیا حرج ہے۔ (مجہول)

۴۔ میں نے ایک شخص کے متعلق پوچھا جس نے نذر کی تھی کہ ایک ماہ کوفہ میں روزے رکھے گا ایک ماہ مدینہ میں اور ایک ماہ مکہ میں اس مصیبت کی وجہ سے جس میں وہ مبتلا ہے اس نے کوفہ میں ایک ماہ رکھ لئے، مدینہ میں اٹھارہ روزے رکھے تھے کہ اونٹ والے نے زیادہ قیام نہ کیا فرمایا جو باقی رہ گئے ہیں وہ اپنے شہر میں جاکر پورے کرے (ض)

۵۔ امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا ایک شخص نے نذر کی کہ وہ ایک زمانہ تک روزے رکھے گا تو کتنی مدت تک رکھے فرمایا زمانہ سے مراد ہے پانچ ماہ حین سے مراد ہے چھ ماہ، جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اذن رب سے ہر چھ ماہ بعد اس کے پھل کھائے جاتے ہیں یعنی کھجور کے پھل گرمیوں میں کھائے جاتے ہیں اور اس میں پھول آتا ہے جاڑے میں اور پھول سے خرما بننے میں چھ ماہ گزر جاتے ہیں۔ (ض)

۶۔ حضرت سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس نے یہ نذر کی کہ میں ایک حین تک شکر خدا میں روزے رکھوں گا حضرت نے فرمایا ایسا ہی مسئلہ حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا چھ ماہ روزے رکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (آیت کا ترجمہ اوپر گزرا۔) (مجہول)

۷۔ اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے دل میں یہ قرار دیا کہ وہ ہر ماہ چند روزے رکھے گا، پھر کئی ماہ وہ سفر میں رہا۔ فرمایا وہ سفر میں نہیں رکھے گا اور جب گھر آئے گا تو قضا بجا نہیں لائے گا۔ (ض)

۸۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جس نے نیت کی ہو ایک روزہ کی، جس کا وقت اس کے دل میں ہو یا نیت کرے حرمت کے مہینوں میں روزوں کی اور ایک دو ماہ بغیر رکھے ہوئے گزر جائیں فرمایا سفر میں روزہ نہ رکھے اور نہ کسی سنت روزہ کی قضا بجا لائے۔ مگر وہ تین دن جن میں ہر ماہ روزہ رکھے اور ممنوع واجب اسے قرار نہ دیا ہو، میں تمہارے لئے یہ پسند کرتا ہوں کہ ہمیشہ عمل صالح کرو اور صاحب حرم جو روزہ رکھتا ہے اور اس کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر مہینہ کی جگہ ہر محرم مہینہ میں تین دن روزے رکھے۔ (ص)

۹۔ میں نے پوچھا اس کے بارے میں جس پر اللہ نے روزہ واجب کر دیا ہے (صوم نذر) تو وہ اسے سفر و حضر دونوں جگہ رکھ سکتا ہے۔ فرمایا ہاں (مجہول)

۱۰۔ میں نے کہا میری ماں نے نذر کی ہے کہ اگر اس کے بیٹے سے اللہ اس مصیبت کو ہٹا دے جس سے وہ خوف کھا رہی ہے تو وہ اس دن روزہ رکھا کرے گی زندگی بھر۔ جس روز یہ بلا اس سے دور ہوگی، پس وہ مکہ کے سفر کے لئے نکلی۔ اب ہمارے لئے مشکل کا سامنا ہے۔ نہیں جانتے کہ وہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔ میں نے ابو عبداللہ سے یہ مسئلہ پوچھا اور سارا حال بیان کیا فرمایا سفر میں وہ روزہ نہ رکھے۔ اللہ نے اس سے اس تکلیف کو اٹھا لیا ہے۔ ہاں جو

نذر کی ہے وہ پوری کرے۔ میں نے کہا جب وہ آئے گی تو ترک کر دے گی۔ فرمایا جس کو وہ ناپسند کرتی تھی اس کی نذر ہی کیوں کی۔ (موثق)۔

﴿ باب ۵۹ ﴾

✿(كفارة الصوم وفديته)✿

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن سهل ، عن إدريس بن زيد ؛ وعليِّ بن إدريس قالا : سألنا الرِّضا عليه السلام عن رجل نذر نذراً إن هو تخلّص من الحبس أن يصوم ذلك اليوم الّذي تخلّص فيه فيعجز عن الصّوم لعلّة أصابته أو غير ذلك فمدَّ للرَّجل في عمره وقد اجتمع عليه صوم كثير ما كفّارة ذلك الصّوم ؟ قال : يكفّر عن كلِّ يوم بمدِّ حنطة أو شعير .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليِّ بن أحمد ، عن موسى بن بكر ، عن محمّد بن منصور قال : سألت الرِّضا عليه السلام عن رجل نذر نذراً في صيام فعجز فقال : كان أبي يقول : عليه مكان كل يوم مدٌّ .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد بن أبي نصر ، عن أبي الحسن الرِّضا عليه السلام في رجل نذر على نفسه إن هو سلم من مرض أو تخلّص من حبس أن يصوم كلَّ يوم أربعاء و هو اليوم الّذي تخلّص فيه فعجز عن الصوم لعلّة أصابته أو غير ذلك فمدَّ للرَّجل في عمره واجتمع عليه صوم كثير ما كفّارة ذلك ؟ قال : تصدَّق لكلِّ يوم بمدٍّ من حنطة أو ثمن مدٍّ .

٤ ـ أبو عليٍّ الأشعريُّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن عيص ابن القاسم قال : سألته عمّن لم يصم الثلاثة الأيّام من كلِّ شهر وهو يشدُّ عليه الصيام هل فيه فداء ؟ قال : مدٌّ من طعام في كلِّ يوم .

٥ ـ الحسين بن محمّد ، عن معلّى بن محمّد ، عن الحسن بن عليٍّ الوشّاء ، عن حمّاد بن عثمان ، عن عمر بن يزيد قال : قلت لأبي عبد الله عليه السلام : إنَّ الصوم يشدُّ عليَّ ، فقال لي : لدرهمٌ تصدَّق به أفضل من صيام يوم ، ثمَّ قال : وما أُحبُّ أن تدعه .

٦ ـ أبوعليّ الاشعري، عن محمّد بن عبدالجبّار، عن صفوان بن يحيى، عن يزيد بن خليفة قال: شكوت إلى أبي عبدالله عليه السلام فقلت: إنّي اُصدّع إذا صمت هذه الثلاثة الأيّام ويشقّ عليّ، قال: فاصنع كما أصنع إذا سافرت فإنّي إذا سافرت تصدّقت عن كلّ يوم بمدّ من قوت أهلي الّذي أقوتهم به.

٧ ـ محمّد بن يحيى، عن محمّد بن الحسين، عن محمّد بن إسماعيل بن بزيع، عن صالح ابن عقبة، عن عقبة قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: جعلت فداك إنّي قد كبرت وضعفت عن الصيام فكيف أصنع بهذه الثلاثة الأيّام في كلّ شهر؟ فقال: يا عقبة تصدّق بدرهم عن كلّ يوم، قال: قلت: درهم واحد؟ قال: لعلّها كبرت عندك وأنت تستقلّ الدرهم؟ قال: قلت: إنّ نعم الله عزّ وجلّ عليّ لسابغة، فقال: يا عقبة لإطعام مسلم خير من صيام شهر.

باب ۵۹

کفارۂ صوم

۱۔ میں نے کہا ایک شخص نے یہ نذر کی کہ جس روز قید سے رہا ہوگا تو اسی روز روزہ رکھے گا لیکن جس دن چھوٹا تو وہ روزہ رکھنے سے عاجز رہا اس کی عمر دراز ہوئی۔ اور اس پر بہت سے روزے جمع ہو گئے تو کیا کفارہ دے فرمایا ہر دن کے بدلے ایک مُد گیہوں یا جَو دے۔ (مجہول)

۲۔ میں نے کہا ایک شخص نے چند روزے نذر کئے لیکن رکھ نہ سکا۔ فرمایا میرے والد نے فرمایا ہے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مُد اناج دے۔ (مجہول)

۳۔ پوچھا اس شخص کے بارے میں جو یہ نذر کرے کہ اگر مرض سے نجات پائے گا یا قید سے رہا ہوگا تو ہر چہار شنبہ کو روزہ رکھے گا اور یہ اس کی رہائی کا دن ہوگا لیکن وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے رکھ نہ سکے اور اس کی عمر بڑھ جائے اور بہت سے روزے اس پر جمع ہو جائیں تو ان کا کفارہ کیا ہوگا۔ فرمایا ہر دن کے بدلے ایک مُد گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ دے۔ (ض)

۴۔ جو ہر ماہ تین دن روزے نہ رکھے اور روزہ اس پر سخت ہو تو وہ ہر دن کے بدلے ایک مُد طعام دے۔ (م)

۵۔ میں نے کہا روزہ مجھ پر سخت گزرتا ہے فرمایا ایک درہم صدقہ دینا بہتر ہے ایک دن کے روزہ سے میں پسند کرتا کہ تم اسے چھوڑ دو۔ (ض)

۶۔ میں نے کہا جب میں ان تین دن میں روزے رکھتا ہوں تو مجھے درد سر ہو جاتا ہے اور روزہ سخت گزرتا ہے فرمایا ایسا کرو جیسا میں کرتا ہوں جب سفر کرتا ہوں تو ہر دن کے بدلے ایک مُد، اس غلہ سے صدقہ دیتا ہوں جو میرا قوت ہوتا ہے۔ (ض)

۷۔ میں نے کہا میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور ضعف سے روزہ کی طاقت نہیں رکھتا تو ہر ماہ کے تین روزوں کے متعلق کیا کروں فرمایا اے عقبہ ہر روزے کے بدلے ایک درہم صدقہ دے۔ میں نے کہا۔ صرف ایک درہم، فرمایا شاید تمہارے پاس پیسہ زیادہ ہے اس لئے تم ایک درہم کو کم جانتے ہو۔ میں نے کہا اللہ نے مجھے نعمتیں دی ہیں فرمایا اے عقبہ مرد مسلمان کو کھانا کھلانا ایک ماہ کے روزے سے بہتر ہے۔ (ض)

﴿ باب ﴾

☆(تأخير صيام الثلاثة الايام من الشهر الى الشتاء)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن الحسن بن راشد قال : قلت لأبي عبدالله أو لأبي الحسن عليهما السلام : الرَّجل يتعمَّد الشهر في الأيّام القصار يصومه لسنة ، قال : لابأس .

٢ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن إبراهيم ابن مهزم ، عن حسين بن أبي حمزة ، عن أبي حمزة قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : صوم ثلاثة أيّام من كلِّ شهر اُؤخّره إلى الشتاء ثمَّ أصومها ؛ قال : لابأس بذلك .

٣ ـ أحمد بن إدريس ؛ ومحمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدِّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سألته ، عن الرَّجل يكون عليه من الثلاثة أيّام الشهر هل يصلح له أن يؤخّرها أو يصومها في آخر الشهر ؛ قال : لابأس ، قلت : يصومها متوالية أو يفرِّق بينها ؛ قال : ما أحبَّ ، إن شاء متوالية وإن شاء فرَّق بينهما .

باب ۶۰

تاخیر کرنا مہینہ کے تین روزوں کی موسم سرما تک

۱۔ میں نے پوچھا ایک شخص مہینہ کے تین روزوں کی قضا جاڑوں میں بجالاتا ہے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں (ض)

۲۔ میں نے کہا میں ہر ماہ کے تین روزوں کا ادا کرنا جاڑوں تک ملتوی رکھتا ہوں فرمایا اس میں کیا حرج ہے۔ (ض)

۳۔ میں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جو ہر ماہ تین روزے رکھتا ہو آیا اس کے لئے یہ درست ہے کہ اس میں تاخیر کرے یا آخر ماہ میں بجالائے یا جدا جدا رکھے۔ فرمایا اختیار ہے چاہے سلسلہ سے بجالائے یا علیحدہ علیحدہ رکھے۔ (مجہول)

﴿ باب ۶۱ ﴾

﴿ صوم عرفة وعاشورا ﴾

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن صفوان بن يحيى ؛ وعليُّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام أنّه سُئل عن صوم يوم عرفة فقال : [أ] ما أصومه اليوم وهو يوم دعاء ومسألة .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن ثعلبة بن ميمون ، عن محمّد بن مسلم قال : سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول : إنَّ رسول الله صلى الله عليه وآله لم يصم يوم عرفة منذ نزل صيام شهر رمضان .

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن نوح بن شعيب النيسابوريّ ، عن ياسين الضرير ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر و أبي عبدالله عليهما السلام قالا : لاتصم في يوم عاشورا ولا عرفة بمكّة ولا في المدينة ولا في وطنك ولا في مصر من الأمصار .

٤ ـ الحسن بن عليّ الهاشميّ ، عن محمّد بن موسى ، عن يعقوب بن يزيد ، عن الحسن بن عليّ الوشّاء قال : حدَّثني نجبة بن الحارث العطّار قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن صوم يوم عاشورا ، فقال : صوم متروك بنزول شهر رمضان و المتروك بدعة ، قال نجبة : فسألت أبا عبدالله عليه السلام من بعد أبيه عليه السلام عن ذلك فأجابني بمثل جواب

أبيه ، ثمّ قال : أما إنّه صوم يوم ما نزل به كتاب ولا جرت به سنّة إلّا سنّة آل زياد بقتل الحسين بن عليّ صلوات الله عليهما .

٥ ـ عنه ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد قال : حدّثني جعفر بن عيسى أخوه قال : سألت الرّضا عليه السلام عن صوم عاشورا وما يقول النّاس فيه ، فقال : عن صوم ابن مرجانة تسألني ، ذلك يوم صامه الأدعياء من آل زياد لقتل الحسين عليه السلام و هو يوم يتشأم به آل محمّد صلى الله عليه وآله ويتشأم به أهل الإسلام واليوم الّذي يتشأم به أهل الإسلام لا يصام ولا يتبرّك به ويوم الاثنين يوم نحس قبض الله عزّ و جلّ فيه نبيّه و ما اُصيب آل محمّد إلّا في يوم الاثنين فتشأمنا به وتبرّك به عدوّنا ويوم عاشورا قتل الحسين صلوات الله عليه وتبرّك به ابن مرجانة وتشأم به آل محمّد صلّى الله عليهم ، فمن صامهما أو تبرّك بهما لقي الله تبارك وتعالى ممسوخ القلب وكان حشره مع الّذين سنّوا صومهما و التبرّك بهما .

٦ ـ وعنه ، عن محمّد بن عيسى قال : حدّثنا محمّد بن أبي عمير ، عن زيد النرسي قال : سمعت عبيد بن زرارة يسأل أبا عبدالله عليه السلام عن صوم يوم عاشورا فقال : من صامه كان حظّه من صيام ذلك اليوم حظّ ابن مرجانة و آل زياد ، قال : قلت : وما كان حظّهم من ذلك اليوم ؟ قال : النّار أعاذنا الله من النّار ومن عمل يقرّب من النّار .

٧ ـ وعنه ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن سنان ، عن أبان ، عن عبدالملك قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن صوم تاسوعا وعاشورا من شهر المحرّم فقال : تاسوعا يوم حوصر فيه الحسين عليه السلام وأصحابه رضي الله عنهم بكربلا واجتمع عليه خيل أهل الشّام وأناخوا عليه وفرح ابن مرجانة وعمر بن سعد بتوافر الخيل وكثرتها و استضعفوا فيه الحسين صلوات الله عليه وأصحابه رضي الله عنهم وأيقنوا أن لا يأتي الحسين عليه السلام ناصر ولا يمدّه أهل العراق ـ بأبي المستضعف الغريب ـ ثمّ قال : وأمّا يوم عاشورا فيوم اُصيب فيه الحسين عليه السلام صريعاً بين أصحابه وأصحابه صرعى حوله [عراة] أفصوم يكون في ذلك اليوم ؟! كلّا وربّ البيت الحرام ماهو يوم صوم و ماهو إلّا يوم حزن و مصيبة دخلت على أهل السماء وأهل الأرض وجميع المؤمنين ويوم فرح وسرور لابن مرجانة وآل زياد و أهل الشام غضب الله عليهم و على ذرّيّاتهم و ذلك يوم بكت عليه جميع

بقاع الأرض خلا بقعة الشام ، فمن صامه أو تبرّك به حشره الله مع آل زياد ممسوخ القلب مسخوط عليه ومن ادّخر إلى منزله ذخيرة أعقبه الله تعالى نفاقاً في قلبه إلى يوم يلقاه وانتزع البركة عنه وعن أهل بيته وولده وشاركه الشيطان في جميع ذلك .

باب ۶۱

صوم عرفہ اور عاشور

۱۔ میں نے روزِ عرفہ روزہ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا میں اس دن روزہ رکھتا ہوں کہ وہ دن دعا کرنے اور سوال کرنے کا ہے۔ (حسن)

۲۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے نہیں رکھا عرفہ کا روزہ جب سے ماہ رمضان کا روزہ فرض ہوا۔ (موثق)

۳۔ فرمایا روزِ عاشورہ اور روزِ عرفہ روزہ نہ رکھو نہ مکہ میں نہ مدینہ میں اور نہ اپنے وطن میں اور نہ کسی اور شہر میں۔ (مجہول)

۴۔ میں نے صوم عاشورہ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا ماہ رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد یہ روزہ متروک ہو گیا اور متروک پر عمل بدعت ہے۔ نجبہ کہتا ہے میں نے یہی سوال ابوعبداللہ سے کیا آپ نے بھی وہی جواب دیا جو آپ کے والد بزرگوار نے دیا تھا۔ پھر فرمایا اس روزہ کا ذکر نہ کتاب خدا میں ہے نہ سنت رسولؐ میں، یہ امام حسینؑ کے قتل کے بعد سنت آل زیاد قرار پائی ہے۔ (مجہول)

۵۔ میں نے امام رضا علیہ السلام سے صوم عاشورہ کے متعلق پوچھا اور یہ کہ لوگ کیا کہتے ہیں فرمایا کیا تم ابن مرجانہ (ابن زیاد) کے روزے کے متعلق سوال کرتے ہو یہ وہ دن ہے کہ قتل حسینؑ کے لیے آل زیاد کے حرامیوں نے روزہ رکھا اور یہ وہ دن ہے کہ اہل اسلام نے اسے منحوس دن جانا اور اہل بیت نے اسے منحوس قرار دیا ہے وہ نہ روزہ رکھتے ہیں اور نہ اس کو برکت کا دن جانتے ہیں اور دوشنبہ کا دن منحوس ہے کیونکہ رسول اللہ نے وفات پائی ہے۔ آل محمدؐ پر جو مصیبت آئی اسی دن آئی اس لیے ہم نے اسے شوم قرار دیا اور ہمارے دشمن نے اسے متبرک جانا روزِ عاشور امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا گیا اور ابن مرجانہ نے اسے بابرکت دن قرار دیا اور آل محمدؐ نے اسے منحوس جانا پس جس نے اس دن روزہ رکھا اور برکت چاہی اللہ اس کے قلب کو مسخ کیا ہوا قرار دے گا اور اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنھوں نے اس دن کے روزے کو سنت قرار دیا اور متبرک سمجھے۔ (مجہول)

۶۔ صوم عاشور کے متعلق فرمایا جو اس روز روزہ رکھے گا اس کا نصیبہ وہی ہوگا جو ابن زیاد کا۔ میں نے کہا اس کا نصیبہ کیا ہوگا۔ فرمایا دوزخ۔ خدا ہمیں آتش دوزخ سے پناہ دے جو اس پر عمل کرے گا وہ آتش جہنم سے قریب ہوگا۔ (م)

۷۔ میں نے پوچھا نویں اور دسویں محرم کے روزہ کے متعلق، فرمایا نویں محرم کو کربلا میں امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کا محاصرہ کیا گیا اور اہل شام کی فوجیں جمع ہوئیں اور ان پر چڑھائی کی اور خوش ہوئے۔ ابن زیاد و عمر سعد اپنی فوج کی کثرت پر اور امام حسین اور ان کے اصحاب کو کمزور بنایا اور ان کو یہ یقین تھا کہ امام حسین علیہ السلام کی مدد کو کوئی نہ آئے گا اور اہلِ عراق ان کو کمزور سمجھ کر ان کی مدد نہ کریں گے اور عاشور کا وہ دن ہے کہ اس میں امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے درمیان سرکٹائے پڑے تھے اور ان کے اصحاب کی لاشیں ان کے چاروں طرف تھیں تو کیا ایسے دن روزہ رکھنا چاہیے ہرگز نہیں، رب کعبہ کی قسم وہ روزہ کا دن نہیں، وہ رنج و مصیبت کا دن ہے اس دن اہلِ سماوات وارض اور تمام مومنین کو رنج کرنا چاہیے۔ وہ خوشی کا دن تھا ابن مرجانہ، اولاد زیاد اور اہل شام کے لیے، ان پر اور ان کی اولاد پر اللہ کا غضب نازل ہوا یہ وہ دن ہے جس میں سوائے خطۂ شام کے، روئے زمین کے تمام خطے روئے ہیں جو کوئی اس دن روزہ رکھے گا اور برکت حاصل کرنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ممسوخ القلب محشور کرے گا اور اس کا غضب اس پر نازل ہوگا اور جو کوئی اس روز کوئی شے خرید کر ذخیرہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نفاق کو تا روز قیامت اس کے دل میں پیدا کرے گا اور برکت کو اس سے اٹھالے گا اور اس کی اولاد اور خاندان والوں سے بھی اور شیطان کو ان کے عمل میں شریک بنادے گا۔ (ض)

باب ۶۲

(صوم العيدين وأيام التشريق)

١ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن عثمان بن عيسى، عن سماعة قال: سألته عن صيام يوم الفطر فقال: لاينبغي صيامه ولاصيام أيّام التشريق.

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن أبي سعيد المكاري، عن زياد بن أبي الحلال قال: قال لنا أبوعبدالله عليه السلام: لاصيام بعد الأضحى ثلاثة أيّام ولا بعد الفطر ثلاثة أيّام، إنّها أيّام أكل وشرب.

٣ ـ محمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان، عن صفوان بن يحيى؛ و ابن أبي عمير، عن عبدالرّحمن بن الحجّاج قال: سألت أباالحسن عليه السلام عن اليومين اللّذين بعد الفطر أيصامان أم لا؟ فقال: أكره لك أن تصومهما.

باب ٦٢

روزہ عیدین و ایام تشریق

۱۔ میں نے عید الفطر کے روزہ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اس دن روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور نہ یوم تشریق۔ (موثق)

۲۔ ہم سے حضرت نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے تین دن بعد تک روزہ نہیں وہ کھانے پینے کے دن ہیں (ضم)

۳۔ میں نے پوچھا کیا عید الفطر کے بعد دو روزے رکھے جائیں یا نہیں۔ فرمایا مکروہ ہے ان دو دن روزہ رکھنا (مجہول)

﴿باب ٦٣﴾

﴿صيام الترغيب﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن القاسم بن يحيى ، عن جدِّه الحسن بن راشد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت : جعلت فداك للمسلمين عيدغيرالعيدين ؟ قال : نعم ياحسن أعظمهما وأشرفهما ، قلت : وأيُّ يوم هو ؟ قال : هويوم نصب أمير المؤمنين صلوات الله وسلامه عليه فيه علماً للناس ، قلت : جعلت فداك وما ينبغي لنا أن نصنع فيه ؟ قال : تصومه ياحسن وتكثر الصلاة على محمّد وآله وتبرَّء إلى الله ممّن ظلمهم فإنَّ الأنبياء صلوات الله عليهم كانت تأمر الأوصياء باليوم الّذي كان يقام فيه الوصيُّ أن يتّخذ عيداً ، قال : قلت : فما لمن صامه ؟ قال : صيام ستّين شهراً ، ولا تدع صيام يوم سبع و عشرين من رجب فإنّه هو اليوم الّذي نزلت فيه النبوَّة على محمّد صلى الله عليه وآله وثوابه مثل ستّين شهراً لكم .

٢ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي الحسن الأوَّل عليه السلام قال : بعث الله عزَّ وجلَّ محمّداً صلى الله عليه وآله رحمة للعالمين في سبع و عشرين من رجب فمن صام ذلك اليوم كتب الله له صيام ستّين شهراً ؛ وفي خمسة وعشرين من ذي القعدة وضع البيت وهو أوَّل رحمة وضعت على وجه الأرض فجعله الله عزَّ وجلَّ مثابة للنّاس و

أمناً ، فمن صام ذلك اليوم كتب الله له صيام ستّين شهراً ؛ وفي أوّل يوم من ذي الحجّة ولد إبراهيم خليل الرّحمن عليه السلام فمن صام ذلك اليوم كتب الله له صيام ستّين شهراً .

٣ ـ سهل بن زياد ، عن عبدالرّحمن بن سالم ، عن أبيه قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام هل للمسلمين عيد غير يوم الجمعة والأضحى و الفطر ؟ قال : نعم أعظمها حرمة قلت : و أيّ عيد هو جعلت فداك ؟ قال : اليوم الّذي نصب فيه رسول الله صلى الله عليه وآله أمير المؤمنين عليه السلام وقال : من كنت مولاه فعليٌّ مولاه ، قلت : و أيّ يوم هو ؟ قال : وما تصنع باليوم إنّ السّنة تدور و لكنّه يوم ثمانية عشر من ذي الحجّة ، فقلت : وما ينبغي لنا أن نفعل في ذلك اليوم ؟ قال : تذكرون الله عزّ ذكره فيه بالصيام والعبادة والذّكر لمحمّد و آل محمّد فإنّ رسول الله صلى الله عليه وآله أوصى أمير المؤمنين عليه السلام أن يتّخذ ذلك اليوم عيداً وكذلك كانت الأنبياء عليهم السلام تفعل كانوا يوصون أوصياءهم بذلك فيتّخذونه عيداً .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن يوسف بن السّخت ، عن حمدان ابن النضر ، عن محمّد بن عبدالله الصيقل قال : خرج علينا أبو الحسن يعني الرّضا عليه السلام في يوم خمسة و عشرين من ذي القعدة فقال : صوموا فإنّي أصبحت صائماً ، قلنا : جعلنا فداك أيّ يوم هو ؟ فقال : يوم نشرت فيه الرحمة ودحيت فيه الأرض ونصبت فيه الكعبة وهبط فيه آدم عليه السلام .

باب ۶۳

صوم الترغيب

۱۔ میں نے پوچھا کیا عیدین کے سوا کوئی اور عید بھی ہے فرمایا ہاں اے حسن وہ ان دونوں عیدوں سے افضل و اشرف ہے میں نے کہا وہ کون سی عید ہے فرمایا جس روز امیر المومنین علیہ السلام امام خلق بنائے گئے۔ میں نے کہا اس دن کیا کرنا چاہیئے فرمایا اے حسن روزہ رکھو اور محمد و آل محمد پر کثرت سے درود بھیجو اور ان کے ظالموں سے بیزاری ظاہر کرو۔ انبیا علیہم السلام اپنے اپنے اوصیاء کو آج کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے اور اپنا وصی اسی دن بناتے تھے اور اس دن کو عید منانے کا

حکم دیتے تھے۔ میں نے کہا کیا ثواب ہے اس روزہ کا، فرمایا ساٹھ ماہ کے روزوں کا، اور روزہ ترک نہ کرے ۲۷ویں ماہ رجب کو یہ وہ دن ہے کہ حضرت رسولؐ خدا کو نبوت ملی اس روزہ کا ثواب ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر ہے (ض)

۲۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے ۲۷ویں ماہ رجب کو مبعوث برسالت فرمایا۔ پس جو کوئی اس روز روزہ رکھے تو اس کو ساٹھ روزوں کا ثواب ملے گا اور ۲۵ ذیقعدہ وہ دن ہے کہ خانہ کعبہ بنایا گیا اور وہ سب سے پہلی رحمت خدا کی ہے جو روئے زمین پر نازل ہوئی۔ پس خدا نے اس کو لوگوں کے لیے جائے ثواب اور جائے امن قرار دیا۔ جو کوئی اس روز روزہ رکھے گا اس کو ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (ض)

۳۔ میں نے پوچھا کیا جمعہ اور عیدین کے سوا مسلمانوں کے لیے کوئی اور بھی عید ہے فرمایا ان سے اور وہ حرمت بہت زیادہ بڑی، میں نے پوچھا وہ کون سی عید ہے فرمایا اس دن جب رسولؐ اللہ نے حضرت علی کو اپنا خلیفہ بنایا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ بھی مولا ہیں میں نے کہا وہ کون دن ہے فرمایا وہ ۱۸ ذی الحجہ ہے میں نے کہا ہم کو اس دن کیا کرنا چاہیے فرمایا اللہ کا ذکر کرو روزہ رکھو، محمد و آل محمد کا ذکر کرو۔ رسولؐ اللہ نے حضرت علی کو وصیت کی تھی کہ اس دن کو عید قرار دیں اور انبیا بھی ایسا ہی کرتے تھے وہ اپنے اوصیا کو اس دن عید منانے کی وصیت کرتے تھے۔ (ض)

۴۔ ۲۵ ذی قعدہ کو امام رضا علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم بھی روزہ رکھو میں بھی روزہ سے ہوں ہم نے کہا اس دن کی کیا خصوصیت ہے فرمایا اس دن زمین بچھائی گئی، کعبہ بنایا گیا اور اسی دن آدم زمین پر اترے۔ (ض)

﴿باب ۶۲﴾

☆(فضل افطار الرجل عند أخيه اذا سأله)☆

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن إسحاق ابن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إفطارك لأخيك المؤمن أفضل من صيامك تطوّعاً .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن البرقيّ ، عن القاسم بن محمّد ، عن العيص ، عن نجم بن حطيم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : من نوى الصوم ثمَّ دخل على أخيه فسأله أن يفطر عنده فليفطر وليدخل عليه السرور فإنّه يحتسب له بذلك اليوم عشرة أيّام وهو قول الله عزَّ وجلَّ « من جاء بالحسنة فله عشر أمثالها » .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن إسماعيل ، عن صالح بن عقبة ، عن جميل بن درّاج قال : قال أبوعبدالله عليه السلام : من دخل على أخيه و هو صائم فأفطر عنده ولم يعلمه بصومه فيمنُّ عليه كتب الله له صوم سنة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن الحسن بن عليّ الدينوري ، عن محمّد بن عيسى ، عن صالح ابن عقبة قال : دخلت على جميل بن درّاج و بين يديه خوان عليه غسّانية يأكل منها فقال : اُدن فكل ؛ فقلت : إنّي صائم فتركني حتّى إذا أكلها فلم يبق منها إلّا اليسير عزم عليّ الّا أفطرت ، فقلت له : الّا كان هذا قبل السّاعة ، فقال : أردت بذلك أدبك ثمّ قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول أيّما رجل مؤمن دخل على أخيه وهو صائم فسأله الأكل فلم يخبره بصيامه ليمنّ عليه بإفطاره كتب الله جلّ ثناؤه له بذلك اليوم صيام سنة .

٥ ـ عليّ بن محمّد ، عن ابن جمهور ، عن بعض أصحابه ، عن عليّ بن حديد قال : قلت لأبي الحسن الماضي عليه السلام : أدخل على القوم وهم يأكلون وقد صلّيت العصر وأنا صائم فيقولون : أفطر ؟ فقال : أفطر فإنّه أفضل .

٦ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عيسى ، عن الحسن بن إبراهيم بن سفيان ، عن داود الرّقي قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : لإفطارك في منزل أخيك المسلم أفضل من صيامك سبعين ضعفاً أو تسعين ضعفاً .

باب ٤٦

روزہ افطار کرانے کی فضیلت

۱۔ فرمایا کسی بندۂ مومن کا روزہ افطار کرانا سنتی روزہ رکھنے سے بہتر ہے۔ (ض)

۲۔ فرمایا حضرت نے جو روزہ کی نیت کرلے اور اپنے کسی بھائی کے پاس جائے اور اس سے کہے افطار میرے یہاں کرنا تو اسے منظور کرنا چاہیے تاکہ اس کے دل کو خوش کرے اس صورت میں اسے دس روزوں کا ثواب ملے گا خدا فرماتا ہے جو ایک نیکی کرے گا اس کا بدلہ دس گنا اسے دیا جائے گا۔ (ض)

۳۔ فرمایا جو بحالت روزہ اپنے بھائی کے پاس جائے اور اس کے یہاں افطار کرے اور اپنا روزہ اسے بتائے نہیں اور افطار کرکے اس پر احسان کرے تو اس کو ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔

۴۔ میں نے سنا حضرت سے کہ جو شخص بحالت صوم اپنے بھائی کے پاس جائے اور وہ اس سے کھانے کے لیے کہے اور وہ اس

سے اپنے روزہ کا حال بیان نہ کرے اور اس کو برکت دینے کے لئے اس کے یہاں افطار کرلے تو خدا اسے ایک سال کے روزوں کا ثواب دیتا ہے۔ (ض)

۵۔ میں نے کہا میں اگر کچھ لوگوں کے پاس جاؤں اور وہ کھا رہے ہوں اور بحالت روزہ نماز عصر پڑھی اور ان انھوں نے مجھ سے کہا۔ آؤ تم بھی کھاؤ۔ فرمایا کھالو (اگر روزہ سنتی ہے) کیونکہ یہ امر افضل ہے۔ (ض)

۶۔ فرمایا اپنے مسلمان بھائی کے یہاں روزہ افطار کرنا افضل ہے ستر یا نوے گنا زیادہ روزوں سے۔ (مجہول)

﴿باب ۶۵﴾

☆(من لایجوز له صیام التطوع الا باذن غیره)☆

۱ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن محمّد بن خالد ، عن القاسم بن عروة ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : قال : لا يصلح للمرأة أن تصوم تطوّعاً إلّا باذن زوجها .

۲ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن هلال ، عن مروك بن عبيد ، عن نشيط بن صالح ، عن هشام بن الحكم ، عن أبي عبدالله عليه‌السلام قال : قال رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله : من فقه الضّيف أن لا يصوم تطوّعاً إلّا باذن صاحبه و من طاعة المرأة لزوجها أن لا تصوم تطوّعاً إلّا باذنه و أمره ومن صلاح العبد وطاعته و نصحه لمولاه أن لا يصوم تطوّعاً إلّا باذن مولاه وأمره ومن برّ الولد أن لا يصوم تطوّعاً إلّا باذن أبويه وأمرهما و إلّا كان الضّيف جاهلاً و كانت المرأة عاصية و كان العبد فاسقاً عاصياً و كان الولد عاقّاً .

۳ ـ عليّ بن محمّد بن بندار [وغيره] عن إبراهيم بن إسحاق باسناد ذكره ، عن الفضيل بن يسار ، عن أبي جعفر عليه‌السلام قال : قال رسول الله صلى‌الله‌عليه‌وآله : إذا دخل رجل بلدة فهو ضيف على من بها من أهل دينه حتّى يرحل عنهم ولا ينبغي للضّيف أن يصوم إلّا باذنهم لئلّا يعملوا الشيء فيفسد عليهم ولا ينبغي لهم أن يصوموا إلّا باذن الضّيف لئلّا يحتشمهم فيشتهي الطعام فيتركه لهم .

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسن بن محبوب ، عن مالك بن عطيّة ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال النبيّ صلى الله عليه وآله : ليس للمرأة أن تصوم تطوّعاً إلّا بإذن زوجها .

٥ ـ عليُّ بن محمّد بن بندار ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن الجاموراني ، عن الحسن ابن عليّ بن أبي حمزة ، عن عمرو بن جبير العزرمي ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : جاءت امرأة إلى النبيّ صلى الله عليه وآله فقالت : يا رسول الله ماحقّ الزّوج على المرأة ؟ فقال : هو أكثر من ذلك ، فقالت : أخبرني بشيء من ذلك ، فقال : ليس لها أن تصوم إلّا بإذنه .

باب

کس کو روزہ رکھنا بے اجازت غیر جائز نہیں

۱۔ فرمایا عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ سنتی روزہ اپنے شوہر کی بے اجازت رکھے (مرسل)

۲۔ حضرت رسولِ خدا نے فرمایا مہمان کا علم دین یہ ہے کہ وہ بغیر میزبان کی اجازت کے سنتی روزہ نہ رکھے اور عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت یہ ہے کہ وہ سنتی روزہ بغیر اس کی اجازت کے نہ رکھے اور غلام کی صلاحیت اور اطاعت اس میں ہے کہ وہ بے اذن آقا اور اس کے حکم کے سنتی روزہ نہ رکھے اور لڑکے کے لیے نیکی یہ ہے کہ وہ اپنے والدین اجازت کے بغیر سنتی روزہ نہ رکھے ورنہ مہمان جاہل قرار پائے گا اور عورت نافرمان، غلام فاسق و عاصی اور لڑکا عاق ہوگا۔ (ض)

۳۔ رسول اللہ نے فرمایا جب کوئی کسی شہر میں داخل ہو تو اپنے اہل دین باشندوں کا مہمان ہے جب تک وہاں سے کوچ کرے پس مہمان کو نہیں چاہیئے کہ وہ ان لوگوں کے اذن کے بغیر روزہ رکھے تاکہ وہ کوئی عمل ایسا نہ کریں جو ان کے لیے برا ہو اور میزبانوں کو بھی نہ چاہیئے کہ وہ بغیر مرضی مہمان روزہ رکھیں تاکہ وہ طلب طعام میں حیا کر کے طلب کو ترک کردے۔ (ض)

۴۔ رسول اللہ نے فرمایا عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ بے اذن شوہر سنتی روزہ رکھے۔ (ض)

۵۔ ایک عورت رسول خدا کے پاس آ کر کہنے لگی یا رسول اللہ شوہر کا کیا حق ہے عورت پر، فرمایا وہ بہت زیادہ ہے حق عورت سے، اس نے کہا اس میں سے کچھ تو بتایئے۔ فرمایا عورت بے اذن شوہر روزہ سنتی نہیں رکھ سکتی۔ (ض)

باب ۶۶

(ما يستحب أن يفطر عليه)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن النوفليّ ، عن السكونيّ ، عن جعفر ، عن أبيه عليهما السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا صام فلم يجد الحلواء أفطر على الماء .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا أفطر الرّجل على الماء الفاتر نقي كبده وغسل الذّنوب من القلب وقوّى البصر والحدق .

٣ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن صالح بن سنديّ ، عن ابن سنان ، عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : الإفطار على الماء يغسل الذّنوب من القلب .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عمّن ذكره ، عن منصور بن العبّاس ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبدالله بن مسكان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا أفطر بدء بحلواء يفطر عليها فإن لم يجد فسكّرة أو تمرات فإذا أعوز ذلك كلّه فماء فاتر وكان يقول : ينقي المعدة والكبد ويطيب النّكهة والفم ويقوّي الأضراس ويقوّي الحدق و يجلو النّاظر ويغسل الذّنوب غسلاً ويسكّن العروق الهائجة والمرّة الغالبة ويقطع البلغم ويطفي الحرارة عن المعدة ويذهب بالصّداع .

٥ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن إبراهيم بن مهزم ، عن طلحة ابن زيد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يفطر على التّمر في زمن التمر وعلى الرّطب في زمن الرّطب .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن جعفر بن عبدالله الأشعريّ ، عن ابن القدّاح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله أوّل ما يفطر عليه في زمن الرّطب الرّطب و في زمن التّمر التّمر .

باب ۶۶

کس چیز سے افطار مستحب ہے

۱۔ رسولُ اللہ کو جب افطار کے لئے حلوہ نہ ملتا تو پانی سے افطار کرتے (ض)

۲۔ فرمایا جب نیم گرم پانی سے افطار کیا جائے تو اس سے جگر صاف ہو جاتا ہے اور دل کے گناہ دھل جاتے ہیں اور بینائی قوی ہوتی ہے (ض)

۳۔ فرمایا حضرت نے پانی سے افطار کرنا دل سے گناہوں کو دھوتا ہے۔ (ض)

۴۔ فرمایا رسولُ اللہ روزہ کا افطار حلوہ سے کرتے تھے اگر نہ ملتا تو شکر سے یا خرموں سے، اگر ان میں سے کوئی چیز نہ ہوتی تو نیم گرم پانی سے اور فرماتے تھے اس سے معدہ کی صفائی ہوتی ہے جگر کی صفائی ہوتی ہے اور منہ میں خوشبو رہتی ہے اور داڑھیں مضبوط رہتی ہیں اور بصارت میں قوت آتی ہے گناہ دھل جاتے ہیں اور ہیجان میں آنے والی رگیں ساکن ہو جاتی ہیں اور صفرہ کا غلبہ کم ہو جاتا ہے۔ بلغم قطع ہو جاتا ہے۔ معدہ کی حرارت ٹھنڈی پڑ جاتی ہے اور درد سر دور ہو جاتا ہے (ض)

۵۔ حضرت رسولِ خدا افطار کرتے تھے چھوارہ کے زمانہ میں چھوارہ سے اور کھجور کے زمانہ میں کھجور سے۔ (م)

۶۔ فرمایا کہ رسولُ اللہ نے فرمایا سب سے پہلے کھجوروں کے زمانہ میں کھجور سے اور چھوارہ کے زمانہ میں چھوارے سے افطار کرتے تھے۔ (مجہول)

﴿باب ۶۷﴾

✿(الغسل في شهر رمضان)✿

١ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ؛ و فضيل ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : الغسل في شهر رمضان عند وجوب الشمس قبيله ثمَّ يصلّي ثمَّ يفطر .

٢ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم ، عن سليمان بن خالد قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام كم أغتسل في شهر رمضان ليلة ؟ قال : ليلة تسع عشرة و ليلة إحدى وعشرين وثلاث وعشرين قال : قلت : فإن شقَّ عليَّ ؟ قال : في إحدى وعشرين و ثلاث وعشرين ، قلت : فإن شقَّ عليَّ ؟ قال : حسبك الآن .

٣ ـ صفوان بن يحيى ، عن عيص بن القاسم قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الليلة التي يطلب فيها ما يطلب متى الغسل ؟ فقال : من أوّل الليل و إن شئت حيث تقوم من آخره .
و سألته عن القيام فقال : تقوم في أوّله و آخره .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ؛ و صفوان بن يحيى ؛ و عليّ بن الحكم ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : الغسل في ليال من شهر رمضان في تسع عشرة و إحدى و عشرين و ثلاث و عشرين و اُصيب أمير المؤمنين صلوات الله عليه في ليلة تسع عشرة و قبض في ليلة إحدى و عشرين صلوات الله عليه قال : و الغسل في أوّل ليلة و هو يجزئ إلى آخره .

باب

ماہ رمضان میں غسل

۱۔ ماہ رمضان میں غروب شمس سے پہلے نہائے پھر نماز مغرب پڑھ کر افطار کرے (حسن)

۲۔ میں نے پوچھا ماہ رمضان میں کتنی راتوں کو غسل کرنا چاہیے فرمایا انیسویں اکیسویں تیئسویں شب کو میں نے کہا اگر یہ مجھ پر شاق ہو تو فرمایا دو ہی رات کافی ہے (مجہول)

۳۔ میں نے پوچھا شب قدر میں کس وقت غسل کیا جائے فرمایا اوّل شب میں اور اگر چاہو تو آخر رات میں اٹھ کر میں نے پوچھا اٹھنے کے متعلق فرمایا اوّل میں اور آخر میں ۔ (مجہول)

۴۔ فرمایا رمضان کی تین راتوں میں نہانا چاہیے انیسویں، اکیسویں اور تیئسویں شب میں ۔ انیسویں شب میں امیر المومنین زخمی ہوئے اور اکیسویں شب میں رحلت فرمائی، پہلی شب میں غسل کرنا باقی دو کے لیے کافی ہوتا ہے (م)

باب

(ما يزاد من الصلاة في شهر رمضان)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : دخلنا على أبي عبدالله عليه السلام فقال له أبو

بصير : ماتقول في الصّلاة في شهر رمضان ؟ فقال : لشهر رمضان حرمةٌ وحقٌ لايشبهه شيء من الشهور ، صلّ ما استطعت في شهر رمضان تطوّعاً بالليل والنّهار فإن استطعت أن تصلّي في كلّ يوم وليلة ألف ركعة [فافعل] إنّ عليّاً عليه السلام في آخر عمره كان يصلّي في كلّ يوم وليلة ألف ركعة . فصلّ يا أبا محمّد زيادة [في] رمضان ، فقلت : كم جعلت فداك ؟ فقال : في عشرين ليلة تصلّي في كلّ ليلة عشرين ركعة ثماني ركعات قبل العتمة واثنتا عشرة ركعة بعدها سوى ما كنت تصلّي قبل ذلك فإذا دخل العشر الأواخر فصلّ ثلاثين ركعة في كلّ ليلة ثماني ركعات قبل العتمة و اثنين و عشرين ركعة بعدها سوى ما كنت تفعل قبل ذلك .

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى بن عبيد ، عن يونس ، عن أبي العبّاس البقباق ؛ وعبيد بن زرارة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله يزيد في صلاته في شهر رمضان إذا صلّى العتمة صلّى بعدها فيقوم الناس خلفه فيدخل ويدعهم ثمّ يخرج أيضاً فيجيئون ويقومون خلفه فيدعهم ويدخل مراراً ، قال : وقال : لاتصلّ بعد العتمة في غير شهر رمضان .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عثمان بن عيسى ، عن سماعة ، عن أبي بصير قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا دخل العشر الأواخر شدّ المئزر و اجتنب النساء وأحيى الليل و تفرّغ للعبادة .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن الحسن ، عن سليمان الجعفري قال : قال أبو الحسن عليه السلام : صلّ ليلة إحدى و عشرين وليلة ثلاث وعشرين مائة ركعة تقرء في كلّ ركعة قل هو الله أحد عشر مرّات .

٥ ـ عليّ بن محمّد ، عن صالح بن أبي حمّاد ، عن الحسن بن عليّ ، عن ابن سنان ، عن أبي شعيب المحامليّ ، عن حمّاد بن عثمان ، عن الفضيل بن يسار قال : كان أبو جعفر عليه السلام إذا كانت ليلة إحدى وعشرين وليلة ثلاث وعشرين أخذ في الدّعاء حتّى يزول الليل فإذا زال الليل صلّى .

٦ ـ عليّ بن محمّد ، عن محمّد بن أحمد بن مطهّر أنّه كتب إلى أبي محمّد عليه السلام يخبره

بماجاءت به الرّواية أنّ النبي صلى الله عليه وآله كان يصلّي في شهر رمضان و غيره من الّليل ثلاث عشرة ركعة منها الوتر وركعتا الفجر فكتب عليه السلام فضّ الله فاه صلّى من شهر رمضان في عشرين ليلة كلّ ليلة عشرين ركعة ثماني بعد المغرب واثنتي عشرة بعد العشاء الآخرة واغتسل ليلة تسع عشرة وليلة إحدى وعشرين وليلة ثلاث وعشرين وصلّى فيهما ثلاثين ركعة اثنتي عشرة بعد المغرب وثماني عشرة بعد عشاء الآخرة و صلّى فيهما مائة ركعة يقرء في كلّ ركعة فاتحة الكتاب وقل هو الله أحد عشر مرّات و صلّى إلى آخر الشّهر كلّ ليلة ثلاثين ركعة كما فسّرت لك

باب ۶۵

ماہ رمضان میں سنتی نمازیں

ہم ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابوبصیر نے کہا آپ ماہ رمضان کی نمازوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں فرمایا ماہ رمضان کی حرمت ہے اور وہ حق ہے جس میں اور کوئی دوسرا مہینہ شریک نہیں۔ اس مہینہ میں قربتہً الی اللہ دن اور رات میں جتنی نمازیں ممکن ہوں پڑھو، اگر ہو سکے تو ہر دن اور رات میں ایک ہزار رکعت پڑھو اے ابومحمد ماہ رمضان زیادہ عبادت کا زمانہ ہے۔ میں نے کہا کتنی، فرمایا بیس راتوں میں ہر رات کو بیس رکعات، آٹھ رکعتیں قبل عشا اور بارہ رکعتیں بعد عشا، سوائے ان کے جو اس سے پہلے تم پڑھ چکے ہو، جب عشرہ آخر داخل ہو تو ہر رات کو تیس رکعت پڑھو آٹھ رکعت قبل نماز عشا اور بائیس رکعتیں اس کے بعد، ماسوا ان کے جو پہلے پڑھ چکے ہو۔ (شا)

۲۔ فرمایا کہ حضرت رسول خدا رمضان میں نمازوں میں اضافہ کر دیتے تھے نماز عشا پڑھنے کے بعد مستحب نمازیں پڑھتے تو لوگ حضرت کے پیچھے کھڑے ہو جاتے آپ ان میں داخل ہوتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ پھر ان کے درمیان سے نکل آتے اور دوسرے لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور آپ ان کے لئے دعا کرتے اور ایسا کئی بار ہوتا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ نماز نافلہ میں جماعت نہیں) اور حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ ماہ رمضان کے علاوہ اور کسی مہینے میں عشا کے بعد نماز نہ پڑھو

۳۔ فرمایا حضرت نے جب ماہ رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آپ ازواج سے مجامعت نہ کرتے اور تمام رات عبادت میں بسر کرتے دو رفق

۴۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام نے کہ اکیسویں اور تیئسویں شب میں سو رکعت نماز پڑھو اور ہر رکعت میں دس بار

قل ہو اللہ پڑھو۔ (ض)

۵۔ فرمایا راوی نے کہ امام محمد باقر علیہ السلام اکیسویں اور تیئیسویں شب دعا میں بسر کرتے یہاں تک کہ ساری رات گزر جاتی پھر نماز صبح پڑھتے۔ (ض)

۶۔ میں نے امام علیہ السلام سے اس روایت کے متعلق سوال کیا کہ آنحضرت صلعم ماہ رمضان وغیرہ میں تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے ان میں نماز وتر و نماز صبح بھی شامل تھیں حضرت نے جواب میں لکھا اللہ ان کہنے والوں کا منہ بند کرے۔ حضرت رمضان کی پہلی بیس راتوں میں ہر رات کو بیس رکعت نماز پڑھتے تھے آٹھ رکعت بعد مغرب اور بارہ رکعت بعد عشا اور ۱۹، ۲۱ اور ۲۳ ویں شب کو غسل کرتے تھے اور ان دونوں میں تیس رکعت نماز پڑھتے تھے بارہ بعد مغرب اور اٹھارہ بعد عشا اور ان دونوں راتوں میں سو رکعت نماز پڑھتے تھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور دس مرتبہ قل ہو اللہ احد اور آخر ماہ میں ہر رات کو تیس رکعت، جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ (مجہول)۔

﴿باب ۶۹﴾

﴿في ليلة القدر﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن عليّ بن الحكم، عن سيف بن عميرة، عن حسّان بن مهران، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن ليلة القدر فقال: التمسها [في] ليلة إحدى وعشرين أو ليلة ثلاث وعشرين.

٢ ـ أحمد بن محمّد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمّد الجوهريّ، عن عليّ بن أبي حمزة الثماليّ قال: كنت عند أبي عبدالله عليه السلام فقال له أبو بصير: جعلت فداك الليلة التي يرجى فيها ما يرجى؟ فقال: في إحدى وعشرين أو ثلاث وعشرين قال: فإن لم أقو على كلتيهما؟ فقال: ما أيسر ليلتين فيما تطلب قلت: فربّما رأينا الهلال عندنا وجاءنا من يخبرنا بخلاف ذلك من أرض أخرى فقال: ما أيسر أربع ليال تطلبها فيها قلت: جعلت فداك ليلة ثلاث و عشرين ليلة الجهنيّ فقال: إنّ ذلك ليقال، قلت: جعلت فداك إنّ سليمان بن خالد روى في تسع عشرة يكتب وفد الحاجّ، فقال لي: يا أبا محمّد وفد الحاجّ يكتب في ليلة القدر والمنايا والبلايا والأرزاق وما يكون إلى مثلها في قابل فاطلبها في ليلة إحدى وعشرين وثلاث وعشرين وصلّ في كلّ واحدة منهما مائة ركعة وأحيهما إن استطعت إلى النور واغتسل فيهما، قال: قلت: فإن لم أقدر على

ذلك وأنا قائم ؟ قال : فصل وأنت جالس ، قلت : فإن لم أستطع ؟ قال : فعلى فراشك ، لا عليك أن تكتحل أوّل اللّيل بشيء من النوم إنّ أبواب السماء تفتح في رمضان وتصفّد الشياطين وتقبل أعمال المؤمنين ؛ نعم الشهر رمضان كان يسمّى على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله المرزوق .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أحدهما عليهما السلام قال : سألته عن علامة ليلة القدر فقال : علامتها أن تطيب ريحها وإن كانت في برد دفئت وإن كانت في حرّ بردت ، فطابت قال : وسئل عن ليلة القدر فقال : تنزل فيها الملائكة والكتبة إلى السماء الدّنيا فتكتبون ما يكون في أمر السنة وما يصيب العباد وأمر عنده موقوف له و فيه المشيئة فيقدّم منه ما يشاء ويؤخّر منه مايشاء ويمحو ويثبت وعنده أمّ الكتاب .

٤ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن غير واحد ، عن أبي عبدالله عليه السلام قالوا : قال له بعض أصحابنا ـ قال : ولا أعلمه إلّا سعيد السمّان ـ : كيف يكون ليلة القدر خيراً من ألف شهر ؟ قال : العمل فيها خير من العمل في ألف شهر ليس فيها ليلة القدر .

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن القاسم بن محمّد ، عن عليّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ؛ عن أبي عبدالله عليه السلام قال : نزلت التوراة في ست مضت من شهر رمضان ونزل الإنجيل في اثنى عشرة ليلة مضت من شهر رمضان ـ ونزل الزّبور في ليلة ثماني عشرة مضت من شهر رمضان ونزل القرآن في ليلة القدر .

٦ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن اُذينة ، عن الفضيل ؛ و زرارة ، ومحمّد بن مسلم ، عن حمران أنّه سأل أبا جعفر عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ : «إنّا أنزلناه في ليلة مباركة» قال : نعم ليلة القدر وهي في كلّ سنة في شهر رمضان في العشر الأواخر فلم ينزل القرآن إلّا في ليلة القدر قال الله عزّ وجلّ : «فيها يفرق كلّ أمر حكيم» قال : يقدّر في ليلة القدر كلّ شيء يكون في تلك السنّة إلى مثلها من قابل خير وشرّ وطاعة ومعصية ومولود وأجل أو رزق فما قدّر في تلك السنّة وقضى فهو المحتوم ولله عزّ وجلّ فيه المشيئة ؛ قال : قلت : «ليلة القدر خير من ألف شهر» أي شيء عنى

بذلك ؛ فقال : العمل الصالح فيها من الصلاة والزكاة و أنواع الخير خيرٌ من العمل في ألف شهر ليس فيها ليلة القدر ؛ ولولا ما يضاعف الله تبارك وتعالى للمؤمنين ما بلغوا و لكنّ الله يضاعف لهم الحسنات [بحبّنا] .

٧ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن السيّاري ، عن بعض أصحابنا ، عن داود بن فرقد قال : حدّثني يعقوب قال : سمعت رجلاً يسأل أباعبدالله عليه السلام عن ليلة القدر فقال : أخبرني عن ليلة القدر كانت أو تكون في كلّ عام ؛ فقال أبوعبدالله عليه السلام لو رفعت ليلة القدر لرفع القرآن .

٨ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عيسى ، عن أبي عبدالله المؤمن عن إسحاق بن عمّار قال : سمعته يقول ؛ وناس يسألونه يقولون : الأرزاق تقسّم ليلة النصف من شعبان ، قال : فقال : لا والله ما ذاك إلّا في ليلة تسع عشرة من شهر رمضان وإحدى وعشرين وثلاث وعشرين فإنّ في ليلة تسع عشرة يلتقي الجمعان وفي ليلة إحدى و عشرين يفرق كلّ أمر حكيم وفي ليلة ثلاث وعشرين يمضي ما أراد الله عزّ وجلّ من ذلك و هي ليلة القدر الّتي قال الله عزّ وجلّ : «خير من ألف شهر» قال : قلت : ما معنى قوله : «يلتقي الجمعان» ؛ قال : يجمع الله فيها ما أراد [من] تقديمه وتأخيره وإرادته و قضائه ، قال : قلت : فما معنى يمضيه في ثلاث وعشرين ؛ قال : إنّه يفرقه في ليلة إحدى وعشرين [إمضاؤه] ويكون له فيه البداء فإذا كانت ليلة ثلاث وعشرين أمضاه فيكون من المحتوم الّذي لا يبدو له فيه تبارك وتعالى

٩ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن ابن بكير ، عن زرارة قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : التقدير في ليلة تسع عشرة و الإبرام في ليلة إحدى وعشرين والإمضاء في ليلة ثلاث وعشرين .

١٠ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحسين ، عن محمّد بن الوليد ؛ و محمّد بن أحمد ، عن يونس بن يعقوب ، عن عليّ بن عيسى القمّاط ، عن عمّه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : رأى رسول الله صلّى الله عليه وآله في منامه بني اُميّة يصعدون على منبره من بعده و يضلّون الناس عن الصراط القهقرى فأصبح كئيباً حزيناً قال : فهبط عليه جبرئيل عليه السلام فقال :

يا رسول الله مالي أراك كئيباً حزيناً قال : يا جبرئيل إنّي رأيت بني اُميّة في ليلتي هذه يصعدون منبري من بعدي و يضلّون النّاس عن الصّراط القهقرى فقال : والّذي بعثك بالحقّ نبيّاً إنّ هذا شيء ما اطلعت عليه فعرج إلى السماء فلم يلبث أن نزل عليه بآي من القرآن يؤنسه بها قال : «أفرأيت إن متّعناهم سنين ثمّ جاءهم ما كانوا يوعدون ☆ ما أغنى عنهم ما كانوا يمتّعون » وأنزل عليه « إنّا أنزلناه في ليلة القدر ☆ وما أدريك ما ليلة القدر ☆ ليلة القدر خير من ألف شهر » جعل الله عزّ وجلّ ليلة القدر لنبيّه صلى الله عليه وآله خيراً من ألف شهر ملك بني اُميّة .

١١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن ابن فضّال ، عن أبي جميلة ، عن رفاعة ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليلة القدر هي أوّل السنة و هي آخرها .

١٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن عليّ بن الحكم ، عن ربيع المسلي ، وزياد بن أبي الحلال ذكراه عن رجل ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : في ليلة تسع عشرة من شهر رمضان التقدير وفي ليلة إحدى وعشرين القضاء وفي ليلة ثلاث وعشرين إبرام ما يكون في السنة إلى مثلها لله جلّ ثناؤه يفعل مايشاء في خلقه .

باب ۷۹

شب قدر

۱۔ شب قدر کے متعلق فرمایا کہ اسے تلاش کرو اکیسویں اور تیئسویں شب میں (ر)

۲۔ ابوبصیر نے حضرت سے شب قدر کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اکیس یا تیئس اور دونوں میں طلب حاجت کا موقع نہ ملے تو جن دو راتوں میں طلب حاجت کے لئے آسانی ہو، میں نے کہا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم چاند دیکھتے ہیں پھر ایک شخص کسی دوسرے شہر سے آتا ہے اور وہ اس کے خلاف خبر دیتا ہے فرمایا جن چار راتوں میں سہولت ہو اسے قرار دیا جائے۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں۔ جہنی (عبداللہ بن انیس انصاری) کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تیئسویں رات ہے فرمایا ایسا کہا جاتا ہے۔ میں نے کہا سلیمان بن خالد کی روایت انیس تاریخ کے متعلق ہے حاجیوں کا وفد یہی لکھتا ہے۔ فرمایا اے ابومحمد حاجیوں کا وفد کیا لکھ سکتا ہے۔ شب قدر، موتوں، مصیبتوں اور ارزاق کے متعلق اور ایسی ہی اور چیزوں کے متعلق جو سال آئندہ ہونے والی ہوں تم اسے تلاش کرو ۲۱ ویں اور ۲۳ ویں شب میں، ان دونوں راتوں میں

سورکعتیں پڑھو اور اگر ہو سکے تو تمام رات جاگو اور دونوں میں غسل کرو۔ میں نے کہا اگر میں اس پر قادر نہ ہوں کہ کھڑے ہو کر پڑھوں، فرمایا تو بیٹھ کر پڑھو، میں نے کہا اگر یہ بھی ممکن نہ ہو۔ فرمایا تو فرش پر لیٹ جاؤ اور تھوڑی دیر سو رہو۔ آسمان کے دروازے رمضان میں کھل جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے اور مومنین کے اعمال قبول کیے جاتے ہیں اس ماہ کا نام رمضان عہد رسول اللہ میں رکھا گیا المرزوق۔ (ض)

۳۔ میں نے پوچھا شب قدر کی علامت کیا ہے فرمایا اس کی ہوا میں خوشبو ہوتی ہے اگر سردی کا زمانہ ہو تو ہوا گرم ہو جاتی ہے اور اگر گرمی ہو تو ٹھنڈک ہو جاتی ہے اور خوشگوار موسم ہو جاتا ہے اور کسی نے یہی سوال کیا۔ فرمایا ملائکہ اور کاتبان قضا و قدر نازل ہوتے ہیں آسمان دنیا پر اور جو کچھ اس سال ہونے والا ہوتا ہے اسے لکھ لیتے ہیں ان مصائب و آلام اور راحت و آرام کو بھی جو بندوں کو پہنچنے والے ہوتے ہیں ان میں سے خدا جسے چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کر دیتا ہے وہ مٹاتا ہے اور برقرار رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔ (م)

۴۔ لوگوں نے پوچھا لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے کیوں بہتر ہے فرمایا جو عمل اس میں ہوگا وہ ان ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہوگا جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ (حن)

۵۔ کیا توریت نازل ہوئی ۶ رمضان کو اور انجیل نازل ہوئی ۱۲ رمضان کو اور زبور ۱۸ کو اور قرآن شب قدر میں (ض)

۶۔ آیہ انا انزلنا کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ فرمایا ہاں لیلۃ القدر ہر ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں آتی ہے قرآن لیلۃ القدر ہی میں نازل ہوا ہے اس میں ہر امر حکیم کو جدا جدا بیان کیا جاتا ہے اور ہر شے جو اس سال میں ہوتی ہے اسی کے مثل اگلے سال میں مقدر کی جاتی ہے از قسم خیر ہو یا شر، اطاعت یا معصیت، ولادت ہو یا موت، یا رزق، پس جو اس سال کے لیے معین ہو جائے گا وہ ایک امر یقینی ہوگا اور مشیت الٰہی اس میں ناقد ہوگی۔ میں نے کہا شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس سے کیا مراد ہے فرمایا عمل صالح از قسم نماز و زکوٰۃ و دیگر امور خیر بہتر ہوتے ہیں ان ہزار مہینوں کے عمل سے جن میں شب قدر نہ ہو اگر اللہ تعالیٰ اس طرح مومنین کے عمل میں اضافہ نہ کرتا تو وہ اس حد تک نہ پہنچتے۔ لہٰذا اللہ یوں حسنات کو زیادہ کرتا ہے۔ (حن)

۷۔ حضرت سے کسی نے پوچھا کیا شب قدر اب بھی ہر سال ہوتی ہے حضرت نے فرمایا اگر لیلۃ القدر نہ رہے تو قرآن ہی اٹھ جائے۔ (مجہول)

۸۔ لوگوں نے کہا رزق تو تقسیم ہوتے ہیں نصف ماہ شعبان میں، فرمایا وہ ایسا نہیں وہ تقسیم ہوتے ہیں ۱۹، ۲۱، اور ۲۳ رماہ رمضان کو، انیس کو دو چیزیں جمع ہوتی ہیں اور ۲۱ کو ہر امر حکیم میں تفریق ہوتی ہے اور ۲۳ ویں کو ان امور کا اجرا ہوتا ہے جن کا ارادہ اللہ نے کیا ہو، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شب قدر ہزار ماہ سے بہتر ہے میں نے پوچھا دو کے جمع ہونے سے کیا مراد ہے فرمایا خدا جمع کرتا ہے جس کا ارادہ کیا ہو تقدیم و تاخیر ارادہ و قضا کے متعلق

میں نے کہا کیا مراد ہے جاری کرنے سے ۲۳ ویں شب کو، فرمایا وہ ۲۱ ویں شب کو اس کے اجرار کو جدا کرتا ہے اور پھر اس میں بدار واقع ہوتا ہے (محو و اثبات) جب ۲۳ ویں شب آتی ہے تو ان امور کا حتمی طور پر اجرار ہوتا ہے جن کو اللہ نے ظاہر نہیں کیا تھا۔ (ضو)

۹۔ فرمایا حضرت نے اندازہ ہوتا ہے ۱۹ ویں شب میں اور یقینی صورت ہوتی ہے ۲۱ ویں شب میں اور اجرار ہوتا ہے ۲۳ ویں شب میں۔ (موثق)

۱۰۔ فرمایا حضرت نے کہ رسول اللہ نے خواب میں بنی اُمیّہ کو اپنے بعد منبر پر چڑھتے دیکھا کہ وہ بہکا کر لوگوں کو غلط راستہ پر لے جا رہے ہیں پس آپ صبح کو بہت رنجیدہ اور ملول نظر آئے۔ جبرئیل نازل ہوئے اور اس حزن و ملال کا سبب پوچھا آپ نے اپنا خواب بیان فرمایا۔ جبرئیل نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے مجھے اس امر کی اطلاع نہیں پھر آسمان کی طرف گئے اور کچھ دیر کے بعد آیات قرآنی لے کر نازل ہوئے اور کہا خدا فرماتا ہے اگرچہ ہم نے ان کو چند روز کے لئے راحت دے دی ہے اس کے بعد جو ان کے متعلق وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہوگا اس عارضی دولت کی بنا پر ان کفیں ہمارے عذاب سے نجات نہ ملے گی پھر سورہ انا انزلناہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ لیلۃ القدر بنی اُمیّہ کی ہزار ماہ کی حکومت سے بہتر ہے (مجہول)

۱۱۔ فرمایا شب قدر اوّل سال میں بھی تھی اور آخر سال تک رہے گی (ضو)

۱۲۔ فرمایا ۱۹ ویں رات میں اندازہ ہے اور ۲۱ ویں رات میں حکم اللہ کا ہے اور ۲۳ ویں رات میں جاری کرنا ان امور کا جو سال گزشتہ کی طرح اگلے سال ہونے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے کرتا ہے (ضو)

توضیح: ما بقر احادیث میں امام علیہ السلام نے شب قدر کا تعین نہیں فرمایا یقیناً اس میں ایسی ہی کوئی مصلحت ہے جیسے اسم اعظم کے چھپانے میں یا اصحاب کہف کی صحیح تعداد نہ بتانے میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے ممکن ہے اس میں یہ مصلحت ہو کہ لوگ تینوں راتوں میں عبادت کر کے زیادہ ثواب حاصل کریں۔ واللہ اعلم بالصواب

﴿باب﴾

(الدعاء في العشر الأواخر من شهر رمضان)

١ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : تقول في العشر الأواخر من شهر رمضان في كلّ ليلة : « أعوذ بجلال وجهك الكريم أن ينقضي عنّي شهر رمضان أو يطلع الفجر من ليلتي هذه ولك قبلي ذنب أو تبعة تعذّبني عليه ».

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحسين ، عن محمّد بن عيسى ، عن أيّوب بن يقطين أو غيره عنهم عليهم السلام دعاء العشر الأواخر :

تقول في الليلة الأولى : «يامولج الليل في النهار ومولج النهار في الليل ومخرج الحيّ من الميّت ومخرج الميّت من الحيّ ، يارازق من يشاء بغير حساب ، ياالله يا رحمن يا الله يارحيم ياالله ياالله ياالله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمّد و[على] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في علّيّين وإساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب بالشكّ عنّي وترضيني بماقسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق وارزقنا فيها ذكرك وشكرك والرغبة إليك والإنابة والتوفيق لما وفّقت له محمّداً و آل محمّد عليهم السلام » .

وتقول في الليلة الثانية : «ياسالخ النهار من الليل فإذا نحن مظلمون ومجري الشمس لمستقرّها بتقديرك ياعزيز ياعليم و مقدّر القمر منازل حتّى عاد كالعرجون القديم يانور كلّ نور ومنتهى كلّ رغبة ووليّ كلّ نعمة يا الله يارحمن ياالله ياقدّوس ياأحد يا واحد يافرد يا الله ياالله ياالله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا » ثمّ تعود إلى الدعاء الأوّل إلى قوله ـ : أسألك أن تصلّي على محمّد و أهل بيته ـ إلى آخر الدّعاء ـ .

وتقول في الليلة الثالثة : « يا ربّ ليلة القدر و جاعلها خيراً من ألف شهر و ربّ الليل و النهار و الجبال و البحار و الظلم والأنوار و الأرض و السماء يا باريء يا مصور ياحنّان يا منّان يا الله يارحمن ياالله ياقيوم ياالله يابديع ياالله يا الله ياالله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمّد و آل محمّد وأن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في علّيّين و إساءتي مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب الشكّ عني و ترضيني بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرّغبة إليك والإنابة والتّوبة والتّوفيق لما وفّقت له محمّداً و آل محمّد عليهم السلام » .

٣ ـ ابن أبي عمير ، عن محمّد بن عطيّة ، عن أبي عبدالله عليه السلام في الدّعاء في شهر

رمضان في كلّ ليلة تقول : « اللّهم إنّي أسألك فيما تقضي و تقدّر من الأمر المحتوم في الأمر الحكيم من القضاء الّذي لايردّ ولا يبدّل أن تكتبني من حجّاج بيتك الحرام المبرور حجّهم ، المكفّر عنهم سيّئاتهم المغفور ذنوبهم المشكور سعيهم وأن تجعل فيما تقضي وتقدّر من الأمر المحتوم في الأمر الحكيم في ليلة القدر من القضاء الّذي لايردّ ولايبدّل أن تطيل عمري وأن توسّع عليّ في رزقي وأن تجعلني ممّن تنتصر به [لدينك] ولاتستبدل بي غيري » .

٤ ـ محمّد بن عيسى بإسناده عن الصّالحين عليهم السلام قال : تكرّر في ليلة ثلاث وعشرين من شهر رمضان هذا الدّعاء ساجداً و قائماً وقاعداً وعلى كلّ حال و في الشهر كلّه و كيف أمكنك و متى حضرك من دهرك تقول بعد تحميد الله تبارك و تعالى والصلاة على النبيّ صلى الله عليه وآله : « اللّهمّ كن لوليّك فلان بن فلان في هذه السّاعة و في كلّ ساعة وليّاً وحافظاً وناصراً ودليلاً وقائداً وعوناً [وعيناً] حتّى تسكنه أرضك طوعاً وتمتّعه فيها طويلاً » .

وتقول : في اللّيلة الرّابعة : « يا فالق الإصباح وجاعل اللّيل سكناً والشمس و القمر حسباناً ياعزيز ياعليم ياذا المنّ والطول والقوّة والحول والفضل والإنعام والملك و الإكرام [يا ذاالجلال والإكرام] يا الله يا رحمن يا الله يافرد يا وتر يا الله يا ظاهر يا باطن يا حيّ يالا إله إلّا أنت لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء ، أسألك أن تصلّي على محمّد و [على] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السّعداء وروحي مع الشهداء و إحساني في علّيّين وإساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب [ب]الشكّ عنّي ورضى بما قسمت لي وآتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك و شكرك والرّغبة إليك والإنابة و التّوبة والتّوفيق لما وفّقت له محمّداً وآل محمّد عليهم السلام » .

و تقول في اللّيلة الخامسة : « يا جاعل اللّيل لباساً والنّهار معاشاً و الأرض مهاداً والجبال أوتاداً يا الله يا قاهر يا الله يا جبّار يا الله ياسميع يا الله يا قريب يا الله يامجيب يالله يالله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك

أن تصلّي على محمد و [على] أهل بيته و أن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السّعداء و روحي مع الشّهداء وإحساني في علّيين و إساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشّك عنّي و رضى بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق وارزقني فيها ذكرك وشكرك والرغبة إليك والإنابة والتوبة والتوفيق لما وفّقت له محمداً و آل محمد عليهم السلام ».

و تقول في اللّيلة السادسة : « يا جاعل اللّيل والنهار آيتين يامن محا آية اللّيل وجعل آية النهار مبصرة لتبتغوا فضلاً منه ورضواناً يامفصّل كلّ شيء تفصيلاً ياماجد يا وهّاب يالله يا جواد يالله يالله يالله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء و الآلاء أسألك أن تصلّي على محمد و [على] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السّعداء و روحي مع الشهداء و إحساني في علّيين و إساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشّك عنّي و ترضيني بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرّغبة إليك والإنابة والتّوبة والتوفيق لما وفّقت له محمداً و آل محمد عليهم السلام ».

و تقول في اللّيلة السّابعة : « يا مادّ الظلّ ولو شئت لجعلته ساكناً و جعلت الشمس عليه دليلاً ثمّ قبضته إليك قبضاً يسيراً يا ذا الجود والطول و الكبرياء والآلاء لا إله إلّا أنت عالم الغيب و الشهادة الرّحمن الرّحيم لا إله إلّا أنت يا قدّوس ياسلام يا مؤمن يا مهيمن يا عزيز يا جبّار يامتكبّر يا الله يا خالق يا باريء يامصوّر يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى و الأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمد و [على] أهل بيته و أن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السعداء و روحي مع الشهداء و إحساني في علّيين و إساءتي مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب الشّك عنّي وترضيني بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك و شكرك والرّغبة إليك والإنابة والتّوبة والتّوفيق لما وفّقت له محمداً و آل محمد عليهم السلام ».

و تقول في اللّيلة الثّامنة : « يا خازن اللّيل في الهواء و خازن النّور في السماء

ومانع السماء أن تقع على الأرض إلّا بإذنه وحابسهما أن تزولا يا عليم يا غفور ياداثم يا الله يا وارث يا باعث من في القبور يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى و الأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمّد و[على] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السعداء و روحي مع الشّهداء و إحساني في علّيّين و إساءتي مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشك عنّي و ترضيني بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك و شكرك والرّغبة إليك والإنابة والتّوبة والتّوفيق لما وفّقت له محمّداً و آل محمّد عليهم السلام».

و تقول في اللّيلة التّاسعة: «يا مكوّر اللّيل على النّهار ومكوّر النّهار على اللّيل ياعليم ياحكيم يا الله يا ربّ الأرباب و سيّد السادات لا إله إلّا أنت يا أقرب إليّ من حبل الوريد يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمّد و[على] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السّعداء و روحي مع الشهداء و إحساني في علّيّين و إساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب الشكّ عنّي وترضيني بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرّغبة إليك والإنابة والتوبة والتوفيق لما وفّقت له محمّداً و آل محمّد عليهم السلام».

و تقول في اللّيلة العاشرة: «الحمد لله لاشريك له، الحمد لله كما ينبغي لكرم وجهه وعزّ جلاله وكما هو أهله يا قدّوس يانور القدس ياسبّوح يا منتهى التسبيح يا رحمن يا فاعل الرّحمة يا عليم ياكبير يا الله يا لطيف ياجليل يا الله يا سميع يا بصير يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمّد و[على] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في علّيّين وإساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشك عنّي و ترضيني بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق وارزقني فيها ذكرك وشكرك والرّغبة إليك والإنابة والتوبة والتوفيق لما وفّقت له محمّداً و آل محمّد عليهم السلام».

٥ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن أحمد بن الحسن ، عن عمرو بن سعيد ، عن مصدّق بن صدقة ، عن عمّار بن موسى ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كانت آخر ليلة من شهر رمضان فقل : « اللّهمَّ هذا شهر رمضان الّذي أنزلت فيه القرآن و قد تصرَّم ، وأعوذ بوجهك الكريم ياربّ أن يطلع الفجر من ليلتي هذه أو يتصرَّم شهر رمضان ولك قبلي تبعة أو ذنب تريد أن تعذّبني به يوم ألقاك » .

٦ ـ الحسين بن محمّد ، عن أحمد بن إسحاق ، عن سعدان بن مسلم ، عن أبي بصير عن أبي عبدالله عليه السلام في وداع شهر رمضان « اللّهمَّ إنّك قلت في كتابك المنزل : «شهر رمضان الّذي اُنزل فيه القرآن» وهذا شهر رمضان وقد تصرَّم فأسألك بوجهك الكريم وكلماتك التامّة إن كان بقي عليَّ ذنب لم تغفره لي أو تريد أن تعذّبني عليه أو تقايسني به أن يطلع فجر هذه اللّيلة أو يتصرَّم هذا الشهر إلّا وقد غفرته لي يا أرحم الرّاحمين .

اللّهمَّ لك الحمد بمحامدك كلّها أوّلها وآخرها ماقلت لنفسك منها وماقال الخلائق الحامدون المجتهدون المعدودون الموقّرون ذكرك و الشكر لك الّذين أعنتهم على أداء حقّك من أصناف خلقك من الملائكة المقرّبين والنبيّين والمرسلين وأصناف الناطقين والمسبّحين لك من جميع العالمين على أنّك بلّغتنا شهر رمضان وعلينا من نعمك وعندنا من قسمك وإحسانك وتظاهر امتنانك فبذلك لك منتهى الحمد الخالد الدائم الراكد المخلّد السرمد الّذي لا ينفد طول الأبد جلّ ثناؤك أعنتنا عليه حتّى قضينا صيامه وقيامه من صلاة وماكان منّا فيه من برّ أوشكر أوذكر .

اللّهمَّ فتقبّله منّا بأحسن قبولك وتجاوزك وعفوك وصفحك وغفرانك و حقيقة رضوانك حتّى تظفرنا فيه بكلّ خير مطلوب و جزيل عطاء موهوب و توقينا فيه من كلّ مرهوب أو بلاء مجلوب أو ذنب مكسوب .

اللّهمَّ إنّي أسألك بعظيم ما سألك به أحدٌ من خلقك من كريم أسمائك و جميل ثنائك و خاصّة دعائك أن تصلّي على محمّد وآل محمّد وأن تجعل شهرنا هذا أعظم شهر رمضان مرَّ علينا منذ أنزلتنا إلى الدّنيا بركة في عصمة ديني وخلاص نفسي وقضاء

حوائجي وتشفعني في مسائلي وتمام النّعمة عليّ وصرف السوء عنّي ولباس العافية لي فيه وأن تجعلني برحمتك ممّن خرت له ليلة القدر وجعلتها له خيراً من ألف شهر في أعظم الأجر وكرائم الذّخر وحسن الشكر وطول العمر ودوام اليسر.

ألّلهمّ وأسألك برحمتك وطولك وعفوك ونعمائك وجلالك و قديم إحسانك و امتنانك أن لاتجعله آخر العهد منّا لشهر رمضان حتّى تبلّغناه من قابل على أحسن حال وتعرّفني هلاله مع النّاظرين إليه والمعترفين له في أعفى عافيتك و أنعم نعمتك و أوسع رحمتك وأجزل قسمك يا ربّي الّذي ليس لي ربّ غيره لايكون هذا الوداع منّي له وداع فناء ولا آخر العهد منّي للّقاء حتّى تربنيه من قابل في أوسع النّعم و أفضل الرّجاء وأنا لك على أحسن الوفاء إنّك سميع الدّعاء.

ألّلهمّ اسمع دعائي وارحم تضرّعي وتذلّلي لك واستكانتي وتوكّلي عليك و أنا لك مسلم لاأرجو نجاحاً ولا معافاةً ولا تشريفاً ولا تبليغاً إلّا بك و منك فامنن عليّ جلّ ثناؤك وتقدّست أسماؤك بتبليغي شهر رمضان وأنا معافاً من كلّ مكروه ومحذور ومن جميع البوائق ، الحمد لله الّذي أعاننا على صيام هذا الشّهر وقيامه حتّى بلّغني آخر ليلة منه».

باب

عشرہ آخری رمضان میں دعا کرنا

۱۔ فرمایا آخر ماہ رمضان میں یہ دعا پڑھیے۔

أعوذ بجلال وجهك الكريم أن [illegible] شهر رمضان أو يطلع الفجر من ليلتي هذه، ولك قبلي [illegible] أو تبعة [illegible]

میں تیری کریم ذات سے جو صاحب عظمت و جلال ہے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ ماہ رمضان ایسی حالت میں گزرے یا اس رات کے بعد مجھے اس طرح صبح ہو کہ مجھ سے کوئی ایسا گناہ صادر ہو جس پر تیرا عذاب مجھ پر نازل ہو۔ (حسن)

۲۔ عشرۂ آخر میں پہلی رات کو یہ دعا پڑھے:۔ «مولج اللّيل في النهار ومولج النهار في اللّيل ومخرج الحيّ من الميّت ومخرج الميّت من الحيّ، يا رازق من يشاء بغير حساب، يا الله يا رحمن يا الله يا رحيم يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمّد وعلى أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في علّيّين وإساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب بالشكّ عنّي وترضيني بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق وارزقنا فيها ذكرك وشكرك والرغبة إليك والإنابة والتوفيق لما وفّقت له محمّداً وآل محمّد عليهم السلام».

اے دن میں سے رات کو اور رات میں سے دن کو نکالنے والے، اے زندہ کو مردہ سے اور مردہ سے زندہ کو نکالنے والے، اے بے حساب جس کو چاہے رزق دینے والے یا اللہ اے رحمٰن اے اللہ اے رحیم یا اللہ یا اللہ تیرے سب نام اچھے ہیں اور تیری سب مثالیں بلند ہیں اور کبر تیرے لیے ہے تو نعمتیں دینے والا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ رحمت نازل کر محمدؐ و آل محمدؐ پر اور میرا نام آج رات نیکوں کی فہرست میں لکھ اور میری روح کو شہداء کے زمرہ میں قرار دے اور میری نیکیوں کے بدلے میں جنت عطا کر اور میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے دل کو یقین عطا کر اور شک کو مجھ سے دور کر اور جو تو نے میری قسمت میں لکھا ہے اس پر مجھے راضی رکھ اور دنیا و آخرت میں مجھے نیکی عطا کر اور عذاب جہنم سے مجھے بچا نے اور اپنے ذکر کا مجھے رزق دے اور اپنے شکر کا اور اپنی طرف رغبت اور رجوع کا اور توفیق دے ان چیزوں کی جن کی توفیق تو نے محمدؐ و آل محمدؐ کو دی ہے

وتقول في اللّيلة الثانية: «يا سالخ النهار من اللّيل فإذا نحن مظلمون ومجري الشمس لمستقرّها بتقديرك يا عزيز يا عليم ومقدّر القمر منازل حتّى عاد كالعرجون القديم يا نور كلّ نور ومنتهى كلّ رغبة ووليّ كلّ نعمة يا الله يا رحمن يا الله يا قدّوس يا أحد يا واحد يا فرد يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا» ثمّ تعود إلى الدعاء الأوّل إلى قوله ـ: أسألك أن تصلّي على محمّد و أهل بيته ـ إلى آخر الدّعاء ـ.

اے دن کو رات کی تاریکی سے نکالنے والے جبکہ ہم تاریکی میں تھے۔ اے سورج کو اپنے اندازہ کے مطابق اس کے

مستقر پر چلانے والے، اے عزیز و علیم اور اے چاند کی منازل کو معین کرنے والے یہاں تک کہ وہ پرانی شاخ کی طرح ہو جائے۔ اے نور اے کل نور اور رغبت کی انتہا اے ہر نعمت کے مالک اے اللہ اے رحمٰن، اے قدوس اے احد اے واحد، اے فرد اے اللہ اے اللہ اے اللہ تیرے سب نام نیک ہیں اور بہترین مثال ہیں پھر پہلی دعا کو اسئلک ان تصلی سے لے کر آخر تک پڑھے۔

وتقول في الليلة الثالثة: «يا ربّ ليلة القدر و جاعلها خيراً من ألف شهر و ربّ الليل و النهار و الجبال و البحار و الظلم والأنوار و الأرض و السماء يا باري، يا مصور يا حنّان يا منّان يا الله يا رحمن يا الله يا قيوم يا الله يا بديع يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمد و آل محمد وأن تجعل اسمي في هذه الليلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في علّيين و إساءتي مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب الشكّ عني و ترضيني بما قسمت لي وآتنا في الدّنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرّغبة إليك والإنابة والتّوبة والتّوفيق لما وفّقت له محمداً و آل محمد عليهم السلام».

چونکہ صرف اسمائے الٰہیہ ہیں لہذا ترجمہ کی ضرورت نہیں۔

ترجمہ اوپر دعاؤں میں گزرا۔

ماہ رمضان کی ہر رات میں یہ دعا پڑھے:۔

اللّهم إنّي أسألك فيما تقضي و تقدّر من الأمر المحتوم في الأمر الحكيم من القضاء الّذي لا يردّ ولا يبدّل أن تكتبني من حجّاج بيتك الحرام المبرور حجّهم، المشكور سعيهم، المغفور ذنوبهم، المكفّر عنهم سيّئاتهم وأن تجعل فيما تقضي وتقدّر من الأمر المحتوم في الأمر الحكيم في ليلة القدر من القضاء الّذي لا يردّ ولا يبدّل أن تطيل عمري وأن توسّع عليّ في رزقي وأن تجعلني ممّن تنتصر به [لدينك] ولا تستبدل بي غيري».

یا اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے اس حکم کے متعلق جو حتمی ہے اور جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا کہ مجھے اپنے محترم گھر کے حج کرنے والوں میں لکھ دے جن کا حج مقبول ہے جن کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں جن کے مساعی مشکور ہیں اور اپنے ان احکام یقینیہ میں جو اٹل ہیں اور جو شب قدر میں نازل ہوتے ہیں میری عمر کو طویل کرے، میرے رزق کو زیادہ کر اور مجھے ان میں سے قرار دے جن کی مدد کی جاتی ہے اور غیر کی حالت سے میری تبدیلی کر۔

فرمایا یہ دعا ماہ رمضان میں بحالت سجدہ، بحالت قیام و قعود ہر حالت میں اور پورے مہینے جہاں کہیں قیام و مقام ہو حمد و صلوٰۃ کے بعد کہے۔

« اللّهم كن لوليك فلان بن فلان في هذه السّاعة و في كلّ ساعة وليّاً وحافظاً وناصراً ودليلاً وقائداً وعوناً [وعيناً] حتّى تسكنه أرضك طوعاً وتمتّعه فيها طويلاً » .

یا اللہ اپنے فلاں بن فلاں ولی کے صدقہ میں اس وقت اور ہر وقت میرا ولی وحافظ و ناصر اور قائد اور بے پروا بنانے والا ہو، یہاں تک کہ تیری زمین پر تیری اطاعت کرنے والا اور طویل مدت فائدہ پانے والا ہو اور کہے۔

یا فالق الإصباح وجاعل اللّيل سكناً والشمس و القمر حسباناً ياعزيز ياعليم ياذا المنّ والطول والقوّة والحول والفضل والإنعام والملك و الإكرام [يا ذاالجلال والإكرام] يا الله يا رحمن يا الله يافرد يا وتر يا الله يا ظاهر يا باطن يا حيّ يالا إله إلّا أنت لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء ، أسألك أن تصلّي على محمّد و [على] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السّعداء وروحي مع الشهداء و إحساني في علّيّين وإساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب [ب]الشكّ عنّي ورضى بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك و شكرك والرّغبة إليك والإنابة و التّوبة والتّوفيق لما وفّقت له محمّداً و آل محمّد عليهم السلام .

مضمون تقریباً وہی ہے جو اوپر گزرا۔

« يا جاعل اللّيل لباساً والنّهار معاشاً و الأرض مهاداً والجبال أوتاداً يا الله يا قاهر يا الله يا جبار يا الله ياسميع يا الله يا قريب يا الله يامجيب ياالله ياالله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمّد و [علي] أهل بيته و أن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السّعداء و روحي مع الشّهداء وإحساني في علّيّين و إساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشّك عنّي و رضى بما قسمت لي وآتنا في الدّنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق وارزقني فيها ذكرك وشكرك والرغبة إليك والإنابة والتوبة والتوفيق لما وفّقت له محمّداً و آل محمّد عليهم السلام ».

اور چھٹی رات میں پڑھے۔ « يا جاعل اللّيل والنهار آيتين يامن محا آية اللّيل وجعل آية النهار مبصرة لتبتغوا فضلاً منه ورضواناً يامفصّل كلّ شيء تفصيلاً ياماجد يا وهّاب ياالله يا جواد ياالله ياالله ياالله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء و الآلاء أسألك أن تصلّي على محمّد و [علي] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السّعداء و روحي مع الشهداء و إحساني في علّيّين و إساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشّك عنّي و ترضيني بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرّغبة إليك والإنابة والتّوبة والتوفيق لما وفّقت له محمّداً و آل محمّد عليهم السلام ».

تھوڑے سے فرق سے مضمون وہی ہے۔

اور ساتویں رات میں یہ دعا پڑھے۔ « يا مادّ الظلّ ولو شئت لجعلته ساكناً و جعلت الشمس عليه دليلا ثمّ قبضته إليك قبضاً يسيراً يا ذا الجود والطول و الكبرياء والآلاء لا إله إلّا أنت عالم الغيب و الشهادة الرّحمن الرّحيم لا إله إلّا أنت يا قدّوس ياسلام يا مؤمن يا مهيمن يا عزيز يا جبّار يامتكبّر يا الله يا خالق يا بارىء يامصوّر يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى و الأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمّد و [علي] أهل بيته و أن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السعداء و روحي مع الشهداء و إحساني في علّيّين و إساءتي مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً

يذهب الشكّ عنّي وترضيني بما قسمت لي وآتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك و شكرك والرّغبة إليك والإنابة والتّوبة والتّوفيق لما وفّقت له محمداً وآل محمد علیہم السلام .

اور آٹھویں رات کو یہ دعا پڑھے۔ يا خازن اللّيل في الهواء و خازن النّور في السماء ومانع السماء أن تقع على الأرض إلّا بإذنه وحابسهما أن تزولا يا عليم يا غفور يادائم يا الله يا وارث يا باعث من في القبور يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى و الأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمد و[علي] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السعداء و روحي مع الشهداء و إحساني في علّيين و إساءتي مغفورة وأن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشك عنّي و ترضيني بما قسمت لي و آتنا في الدّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك و شكرك والرّغبة إليك والإنابة والتّوبة والتّوفيق لما وفّقت له محمّداً و آل محمّد علیہم السلام .

اور نویں رات کو یہ دعا پڑھے۔ يا مكوّر اللّيل على النّهار ومكوّر النّهار على اللّيل ياعليم ياحكيم يا الله يا ربّ الأرباب وسيّد السادات لا إله إلّا أنت يا أقرب إليّ من حبل الوريد يا الله يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي على محمّد و[علي] أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السّعداء و روحي مع الشهداء و إحساني في علّيين و إساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي وإيماناً يذهب الشكّ عنّي وترضيني بما قسمت لي وآتنا في الدّنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق و ارزقني فيها ذكرك وشكرك والرّغبة إليك والإنابة والتوبة والتوفيق لما وفّقت له محمداً و آل محمّد علیہم السلام .

اور دسویں رات کو یہ دعا پڑھے۔ الحمد لله لاشريك له ، الحمد لله كما ينبغي لكرم وجهه وعزّ جلاله وكما هو أهله يا قدّوس يانور القدس ياسبّوح يا منتهى التسبيح يا رحمن يا فاعل الرّحمة يا عليم ياكبير يا الله يا لطيف ياجليل يا الله يا سميع يا بصير يا الله يا الله لك الأسماء الحسنى والأمثال العليا والكبرياء والآلاء أسألك أن تصلّي

على محمد وآل محمد أهل بيته وأن تجعل اسمي في هذه اللّيلة في السعداء وروحي مع الشهداء وإحساني في علّيين وإساءتي مغفورة و أن تهب لي يقيناً تباشر به قلبي و إيماناً يذهب الشك عنّي و ترضيني بما قسمت لي و آتنا في الدُّنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب الحريق وارزقني فيها ذكرك وشكرك والرَّغبة إليك والإنابة والتوبة والتوفيق لما وفّقت له محمداً و آل محمد عليهم السلام.

فرمایا حضرت ابوعبداللہ نے جب ماہ رمضان کی آخری رات ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اللّهمَّ هذا شهر رمضان الّذي أنزلت فيه القرآن و قد تصرَّم وأعوذ بوجهك الكريم يارب أن يطلع الفجر من ليلتي هذه أو يتصرَّم شهر رمضان ولك قبلي تبعة أو ذنب تريد أن تعذّبني به يوم ألقاك.

وداع رمضان کے لیے دعا پڑھے۔ اللّهمَّ إنّك قلت في كتابك المنزل: فشهر رمضان الّذي أُنزل فيه القرآن وهذا شهر رمضان وقد تصرَّم فأسألك بوجهك الكريم وكلماتك التامّة إن كان بقي عليَّ ذنب لم تغفره لي أو تريد أن تعذّبني عليه أو تقايسني به أن يطلع فجر هذه اللّيلة أو يتصرَّم هذا الشهر إلّا وقد غفرته لي يا أرحم الرَّاحمين.

اللّهمَّ لك الحمد بمحامدك كلّها أوّلها وآخرها ماقلت لنفسك منها وماقال الخلائق الحامدون المجتهدون المعدودون الموقّرون ذكرك و الشكر لك الّذين أعنتهم على أداء حقك من أصناف خلقك من الملائكة المقرّبين والنبيّين والمرسلين وأصناف الناطقين والمسبّحين لك من جميع العالمين على أنّك بلّغتنا شهر رمضان وعلينا من نعمك وعندنا من قسمك وإحسانك وتظاهر امتنانك فبذلك لك منتهى الحمد الخالد الدائم الراكد المخلّد السرمد الّذي لا ينفد طول الأبد جلَّ ثناؤك أعنتنا عليه حتّى قضينا صيامه وقيامه من صلاة وما كان منّا فيه من برٍّ أو شكر أو ذكر.

اللّهمَّ فتقبّله منّا بأحسن قبولك وتجاوزك وعفوك وصفحك وغفرانك و حقيقة رضوانك حتّى تظفرنا فيه بكلّ خير مطلوب و جزيل عطاء موهوب و توقينا فيه من كلِّ مرهوب أو بلاء مجلوب أو ذنب مكسوب.

اللّهمّ إنّي أسألك بعظيم ما سألك به أحدٌ من خلقك من كريم أسمائك و جميل ثنائك و خاصّة دعائك أن تصلّي على محمّد و آل محمّد وأن تجعل شهرنا هذا أعظم شهر رمضان مرّ علينا منذ أنزلتنا إلى الدّنيا بركة في عصمة ديني وخلاص نفسي وقضاء حوائجي وتشفّعني في مسائلي وتمام النّعمة عليّ وصرف السوء عنّي ولباس العافية لي فيه وأن تجعلني برحمتك ممّن خرت له ليلة القدر وجعلتها له خيراً من ألف شهر في أعظم الأجر و كرائم الذّخر وحسن الشكر وطول العمر ودوام اليسر.

ألّلهمّ وأسألك برحمتك وطولك وعفوك ونعمائك وجلالك و قديم إحسانك و امتنانك أن لاتجعله آخر العهد منّا لشهر رمضان حتّى تبلّغناه من قابل على أحسن حال وتعرّفني هلاله مع النّاظرين إليه والمعترفين له في أعفى عافيتك وأنعم نعمتك و أوسع رحمتك وأجزل قسمك يا ربّي الّذي ليس لي ربٌّ غيره لايكون هذا الوداع منّي له وداع فناء ولا آخر العهد منّي للقاء حتّى ترينيه من قابل في أوسع النّعم و أفضل الرّجاء و أنا لك على أحسن الوفاء إنّك سميع الدّعاء.

ألّلهمّ اسمع دعائي وارحم تضرّعي وتذلّلي لك واستكانتي وتوكّلي عليك و أنا لك مسلّم لاأرجو نجاحاً ولا معافاةً ولا تشريفاً ولا تبليغاً إلّا بك و منك فامنن عليّ جلّ ثناؤك وتقدّست أسماؤك بتبليغي شهر رمضان وأنا معافاً من كلّ مكروه ومحذور ومن جميع البوائق، الحمد لله الّذي أعاننا على صيام هذا الشّهر وقيامه حتّى بلّغني آخر ليلة منه.

﴿باب﴾

(التكبير ليلة الفطر ويومه)

١ ـ عليّ بن محمّد، عن أحمد بن أبي عبدالله، عن أبيه، عن خلف بن حمّاد، عن سعيد النقّاش قال: قال أبوعبدالله عليه السلام لي: أما إنّ في الفطر تكبيراً و لكنّه مستور

قال: قلت: و أين هو قال: في ليلة الفطر في المغرب والعشاء الآخرة وفي صلاة الفجر وفي صلاة العيد ثمّ يقطع، قال: قلت: كيف أقول؟ قال: تقول: «الله أكبر الله أكبر لا إله إلّا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد الله أكبر على ما هدانا» وهو قول الله عزّ وجلّ: «و لتكملوا العدّة (يعني الصيام) ولتكبّروا الله على ما هداكم».

عدّة من أصحابنا، عن سهل بن زياد، عن عليّ بن أسباط، عن خلف بن حمّاد مثله.

٢ ـ عليّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن محمّد بن أبي حمزة، عن معاوية بن عمّار، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: تكبّر ليلة الفطر وصبيحة الفطر كما تكبّر في العشر.

٣ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن القاسم بن يحيى، عن جدّه الحسن بن راشد قال: قلت لأبي عبدالله عليه السلام: إنّ الناس يقولون: إنّ المغفرة تنزل على من صام شهر رمضان ليلة القدر، فقال: يا حسن إنّ القاريجار إنّما يعطى اُجرته عند فراغه ذلك ليلة العيد، قلت: جعلت فداك فما ينبغي لنا أن نعمل فيها؟ فقال: إذا غربت الشمس فاغتسل و إذا صلّيت الثلاث المغرب فارفع يديك و قل: «يا ذا المنّ يا ذا الطول يا ذا الجود يا مصطفياً محمّداً و ناصره صلّ على محمّد و آله واغفر لي كلّ ذنب أذنبته أحصيته عليّ ونسيته وهو عندك في كتابك» وتخرّ ساجداً وتقول مائة مرّة: «أتوب إلى الله» و أنت ساجد وتسأل حوائجك.

وروي أنّ أمير المؤمنين عليه السلام كان يصلّي فيهاركعتين يقرء في الاُولى الحمد وقل هوالله أحد ألف مرّة وفي الثانية الحمد وقل هوالله أحد مرّة واحدة.

باب

تکبیر شب عید اور روز عید

۱۔ فرمایا حضرت نے کہ عید الفطر ہمارا ایک مقصد تکبیر ہے لیکن وہ لوگوں کے مستور ہے میں نے کہا وہ تکبیر کہاں کہی جائے فرمایا

شب عید مغرب اور عشاء کے بعد اور صبح کی نماز کے بعد اور نماز عید کے بعد پھر حضرت خاموش ہوئے۔ میں نے کہا کیسے کہیں، فرمایا یوں کہو۔ (مجہول)

«الله أكبر الله أكبر لا إله إلّا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد الله أكبر على ما هدانا» وهو قول الله عزّ وجلّ: «ولتكملوا العدّة (يعني الصيام) ولتكبّروا الله على ما هداكم»

۲۔ یہی روایت خلف بن حماد سے مروی ہے۔ (حسن)

۳۔ فرمایا تکبیر کہی جائے شب عید صبح عید اسی طرح جیسے دسویں ذی الحجہ کو کہی جاتی ہے۔ (حسن)

۴۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ مغفرت نازل ہوتی ہے اس شخص پر جو روزہ رکھے ماہ صیام میں شب قدر کا، فرمایا اے حسن کاریگروں کو اجرت دی جاتی ہے کام سے فراغت کے بعد، یہی صورت شب عید کی ہے۔ میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں ہمیں کیا کرنا چاہیے، فرمایا جب سورج غروب ہو تو غسل کرو، پھر مغرب کی نماز پڑھو اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہو، اے احسان کرنے والے اے صاحب قوت و سخاوت! اے برگزیدہ کرنے والے محمد کو اور ان کی مدد کرنے والے رحمت نازل کر محمد و آل محمد پر اور بخش دے میرے ہر گناہ کو جس کا تو نے احصا کیا ہے اور میں بھول گیا ہوں درآنحالیکہ وہ تیری کتاب میں ہے پھر سجدہ میں سو بار اتوب الی اللہ کہو اور اپنی حاجت طلب کرو۔ (مرسل)

امیر المومنین علیہ السلام شب قدر میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھتے تھے اوّل رکعت میں بعد الحمد ایک ہزار بار قل ہو اللہ اور دوسری رکعت میں بعد الحمد ایک بار۔

﴿باب ۲﴾

☆(يوم الفطر)☆

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ؛ عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اطعم يوم الفطر قبل أن تخرج إلى المصلّى .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن النضر بن سويد ، عن جرّاح المدائنيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليطعم يوم الفطر قبل أن يصلّي ولا يطعم يوم أضحى حتّى ينصرف الإمام .

٣ ـ محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن إبراهيم بن

عمر ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال النبي صلى الله عليه وآله : إذا كان أوّل يوم من شوّال نادى مناد : أيّها المؤمنون اغدوا إلى جوائزكم ، ثمّ قال : يا جابر جوائز الله ليست بجوائز هؤلاء الملوك ، ثمّ قال : هو يوم الجوائز .

٤ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن بعض أصحابنا ، عن جميل بن صالح ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : إذا كان صبيحة يوم الفطر نادى منادٍ اغدوا إلى جوائزكم .

باب ۲۷

روزِ عید

۱۔ روزِ عید الفطر نماز کو جانے سے پہلے کچھ کھاؤ (حسن)

۲۔ فرمایا عید الفطر کو نماز سے پہلے اور عید الضحیٰ کو نماز کے بعد کھانا چاہیئے۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا رسول اللہ نے جب شوال کا پہلا دن ہوتا ہے تو ایک منادی ندا کرتا ہے۔ اے ایمان والو صبح کرو اپنے انعامات کے لئے پھر فرمایا اے جابر اللہ کے انعامات ان بادشاہوں کے سے انعام نہیں ہیں پھر فرمایا یا عید کا دن انعامات کا دن ہے۔ (ض)

۴۔ فرمایا عید الفطر کی صبح کو ایک منادی ندا کرتا ہے کہ صبح کرو اپنے انعامات کے لئے۔ (ض)

باب ۲۸

(ما يجب على الناس اذا صح عندهم الرؤية يوم الفطر بعدما أصبحوا صائمين)

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن محمّد بن عيسى ، عن يوسف بن عقيل ، عن محمّد بن قيس ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا شهد عند الإمام شاهدان أنّهما رأيا الهلال منذ ثلاثين يوماً أمر الإمام بالإفطار وصلّى في ذلك اليوم إذا كانا شهدا قبل زوال الشمس

فإن شهدا بعد زوال الشمس أمر الإمام بإفطار ذلك اليوم وأخّر الصلاة إلى الغد فصلّى بهم

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد رفعه قال : إذا أصبح الناس صياماً ولم يروا الهلال وجاء قوم عدول يشهدون على الرّؤية فليفطروا وليخرجوا من الغد أوّل النهار إلى عيدهم

باب

لوگوں پر کیا واجب ہے جب رویت عید فطر ثابت ہو

۱- فرمایا جب امام کے سامنے گواہی دیں دو گواہ کہ انھوں نے چاند دیکھا ہے تیسویں دن یہ گواہی ہو تو امام حکم دے لوگوں کو افطار کرنے کا اور ان کے ساتھ اسی دن نماز پڑھے جبکہ یہ گواہی زوال آفتاب سے پہلے ہو اور اگر بعد زوال ہو تو روزہ کے افطار کا حکم دے اور نماز دوسرے دن پڑھائے۔ (ض)

۲- جب لوگ صبح کو روزے سے اٹھیں در آنحالیکہ انھوں نے چاند نہ دیکھا ہو اور کچھ لوگ آکر رویت کی گواہی دیں تو افطار کر لینا چاہیئے اور دوسرے روز اوّل دن میں نماز عید ادا کریں (مرفوع)

﴿باب النوادر﴾

١ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن السيّاري ، عن محمّد بن إسماعيل الرّازي عن أبي جعفر الثّاني عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك ما تقول في الصوم فإنّه قد روي أنّهم لا يوفّقون لصوم ؟ فقال : أما إنّه قد اُجيبت دعوة الملك فيهم قال : فقلت : وكيف ذلك جعلت فداك ؟ قال : إنّ الناس لمّا قتلوا الحسين صلوات الله عليه أمر الله تبارك وتعالى ملكاً ينادي أيّتها الاُمّة الظّالمة القاتلة عترة نبيّها لا وفّقكم الله لصوم ولا لفطر

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحسين ، عن عمرو بن عثمان ، عن حنان بن سدير ،

عن عبدالله بن دينار ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : قال : يا عبدالله ما من عيد للمسلمين أضحى ولا فطر إلّا وهو يجدّد لآل محمّد فيه حزناً ، قلت : ولم ذاك ؟ قال : لأنّهم يرون حقّهم في يد غيرهم .

٣ ـ عليّ بن محمّد ، عمّن ذكره ، عن محمّد بن سليمان ، عن عبدالله بن لطيف التفليسيّ عن رزين قال : قال أبو عبدالله عليه السلام : لمّا ضرب الحسين بن عليّ عليهما السلام بالسيف فسقط رأسه ثمّ ابتدر ليقطع رأسه نادى مناد من بطنان العرش ألا أيّتها الاُمّة المتحيّرة الضالّة بعد نبيّها لا وفّقكم الله لأضحى ولا لفطر ، قال : ثمّ قال أبو عبدالله عليه السلام : فلا جرم والله ما وفّقوا ولا يوفّقون حتّى يثأر ثائر الحسين عليه السلام .

٤ ـ الحسين بن محمّد ، عن الحرّانيّ ، عن عليّ بن محمّد النوفليّ قال : قلت لأبي الحسن عليه السلام : إنّي أفطرت يوم الفطر على تين وتمر[ة] ، فقال لي : جمعت بركة وسنّة .

٥ ـ سهل بن زياد ، عن يعقوب بن يزيد ، عن يحيى بن المبارك ، عن عبدالله بن جبلة ، عن إسحاق بن عمّار أو غيره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كان رسول الله صلّى الله عليه وآله إذا اُتي بطيب يوم الفطر بدء بنسائه .

باب

نوادر

۱۔ میں نے پوچھا آپ کیا فرماتے ہیں اس امر میں کہ لوگ بیان کرتے ہیں ہمارے مخالفین کو روزے کی توفیق نہیں ہوتی فرمایا یہ فرشتہ کی قبولیت دعا کا اثر ہے، میں نے کہا یہ کیسے۔ فرمایا جب لوگوں نے امام حسینؑ کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو ندا کرنے کا حکم دیا، اے اپنے نبی کی امت پر ظلم کرنے اور قتل کرنے والو اللہ تم کو نہ روزہ کی توفیق دے نہ فطرہ کی۔ (م)

۲۔ فرمایا حضرت نے اے عبداللہ کوئی مسلمان بندہ ایسا نہ ہو گا عید قرباں اور عید فطر کو جو اپنے رنج کو تازہ نہ کرتا ہو۔ میں نے کہا یہ کیسے، فرمایا اس لیے کہ وہ آل محمد کے حق کو دشمنوں کے قبضے میں دیکھتے ہیں۔ (مجہول)

۳۔ فرمایا حضرت نے جب امام حسینؑ کا سر کاٹا گیا تو بطن عرش سے ایک منادی نے ندا کی۔ اے امت حیران و گمراہ ہونے والی

اپنے نبی کے بعد خدا تمہیں توفیق نہ دے نہ قربانی کی نہ فطرہ کی، پھر حضرت نے فرمایا واللہ نہ اس کی توفیق دیئے گئے نہ دیئے جائیں گے جب تک قتل حسینؑ کا بدلہ نہ لے لیا جائے۔

۴۔ میں نے حضرت سے کہا۔ میں نے روزہ افطار کیا خاک شفا اور چھوارہ سے فرمایا برکت و سنت دونوں جمع ہو گئے۔ (مجہول)

۵۔ روز عید جب رسول اللہ کے پاس خوشبو آتی تو آپ ابتدا کرتے اپنی ازواج سے۔ (مجہول)

﴿ باب الفطرة ﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن محمّد بن عيسى بن عبيد، عن يونس، عن عبد الله بن سنان، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كلُّ من ضممت إلى عيالك من حرٍّ أو مملوك فعليك أن تؤدّي الفطرة عنه قال: و إعطاء الفطرة قبل الصّلاة أفضل و بعد الصّلاة صدقة.

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا، عن أحمد بن محمّد، عن ابن أبي نجران؛ وعليُّ بن الحكم عن صفوان الجمّال قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الفطرة، فقال: على الصّغير والكبير والحرّ والعبد عن كلّ إنسان صاع من حنطة أو صاع من تمر أو صاع من زبيب

٣ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه؛ ومحمّد بن إسماعيل، عن الفضل بن شاذان جميعاً، عن ابن أبي عمير، عن هشام بن الحكم، عن أبي عبدالله عليه السلام قال: التّمر في الفطرة أفضل من غيره لأنّه أسرع منفعة وذلك أنّه إذا وقع في يد صاحبه أكل منه، قال: و قال: نزلت الزّكاة وليس للنّاس أموال وإنّما كانت الفطرة.

٤ ـ عليُّ بن إبراهيم، عن أبيه، عن ابن أبي عمير، عن معاوية بن عمّار، عن إبراهيم بن ميمون قال: قال أبو عبدالله عليه السلام: الفطرة إن أعطيت قبل أن تخرج إلى العيد فهي فطرة و إن كانت بعد ما تخرج إلى العيد فهي صدقة

٥ ـ محمّد بن يحيى، عن أحمد بن محمّد، عن محمّد بن خالد، عن سعد بن سعد الأشعريّ، عن أبي الحسن الرّضا عليه السلام قال: سألته عن الفطرة كم تدفع عن كلِّ رأس من الحنطة

والشّعير والتّمر والزّبيب ؟ قال : صاع بصاع النبيّ صلى الله عليه وآله .

٦ - محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن سيف بن عميرة ، عن إسحاق بن عمّار قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن تعجيل الفطرة بيوم ، فقال : لا بأس به ، قلت : فما ترى بأن نجمعها ونجعل قيمتها ورقاً ونعطيها رجلاً واحداً مسلماً ؟ قال : لا بأس به .

٧ - محمّد بن إسماعيل ، عن الفضل بن شاذان ، عن ابن أبي عمير ، عن جميل بن درّاج ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس بأن يعطي الرّجل عن عياله وهم غيّب عنه و يأمرهم فيعطون عنه وهو غائب عنهم .

٨ - عدّة من أصحابنا ، عن محمّد بن عيسى ، عن عليّ بن بلال قال : كتبت إلى الرّجل عليه السلام أسأله عن الفطرة وكم تدفع ، قال : فكتب ستّة أرطال من تمر بالمدنيّ وذلك تسعة أرطال بالبغداديّ .

٩ - محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد ، عن جعفر بن إبراهيم بن محمّد الهمدانيّ وكان معنا حاجّاً قال : كتبت إلى أبي الحسن عليه السلام على يدي أبي : جعلت فداك إنّ أصحابنا اختلفوا في الصّاع بعضهم يقول : الفطرة بصاع المدنيّ وبعضهم يقول : بصاع العراقيّ ؟ فكتب إليّ : الصّاع ستّة أرطال بالمدنيّ وتسعة أرطال بالعراقيّ قال : وأخبرني أنّه يكون بالوزن ألفاً ومائة وسبعين وزنة .

١٠ - محمّد بن يحيى ، عن عبدالله بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن داود بن النّعمان وسيف بن عميرة ، عن إسحاق بن عمّار قال . قلت لأبي عبدالله عليه السلام : الرّجل لا يكون عنده شيء من الفطرة إلّا ما يؤدّي عن نفسه وحدها يعطيه غريباً أو يأكل هو و عياله قال : يعطي بعض عياله ثمّ يعطي الآخر عن نفسه يردّدونها فيكون عنهم جميعاً فطرة واحدة .

١١ - عليّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن عمر بن أذينة ، عن زرارة قال : قلت : الفقير الّذي يتصدّق عليه هل عليه صدقة الفطرة ؟ فقال : نعم يعطي ممّا يتصدّق به عليه .

١٢ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن معاوية بن عمّار قال: سألت أبا عبدالله عليه السلام عن مولود ولد ليلة الفطر عليه فطرة ؟ قال : لا ، قد خرج الشهر ، قال : وسألته عن يهوديّ أسلم ليلة الفطر عليه فطرة ؟ قال : لا .

١٣ ـ محمّد بن الحسين ، عن محمّد بن القاسم بن الفضيل البصريّ ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : كتبت إليه : الوصيّ يزكّي عن اليتامى زكاة الفطرة إذا كان لهم مال ؟ فكتب لا زكاة على يتيم . وعن مملوك يموت مولاه وهو عنه غائب في بلد آخر وفي يده مال لمولاه ويحضر الفطر أيزكّي عن نفسه من مال مولاه وقد صار لليتامى ؟ قال : نعم .

١٤ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عمّن ذكره ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : جعلت فداك هل على أهل البوادي الفطرة ؟ قال : فقال : الفطرة على كلّ من اقتات قوتاً فعليه أن يؤدّي من ذلك القوت .

١٥ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن رجل في البادية لا يمكنه الفطرة ، قال : يتصدّق بأربعة أرطال من لبن .

١٦ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عمر بن يزيد قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن الرَّجل يكون عنده الضّيف من إخوانه فيحضر يوم الفطر يؤدّي عنه الفطرة ؟ قال : نعم الفطرة واجبة على كلِّ من يعول من ذكر أو أُنثى صغير أو كبير حرّ أو مملوك .

١٧ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن أبي عمير ، عن بعض أصحابنا ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا بأس أن يعطي الرَّجل الرَّجل عن رأسين وثلاثة وأربعة ـ يعني الفطرة ـ .

١٨ ـ أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن القاسم بن بريد ، عن مالك الجهنيّ قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن زكاة الفطرة ، قال : تعطيها المسلمين فإن لم تجد مسلماً فمستضعفاً وأعط ذا قرابتك منها إن شئت .

١٩ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن محمّد بن عيسى ، عن يونس ، عن إسحاق بن عمّار ، عن أبي إبراهيم عليه السلام قال : سألته عن صدقة الفطرة أُعطيها غير أهل ولايتي من فقراء

باب ۴

اعتکاف کی کم سے کم مدت

۱۔ میں نے پوچھا اس عورت کے متعلق جس کا شوہر غائب ہو اور وہ آجائے درآنحالیکہ وہ عورت اس کے اذن سے اعتکاف میں ہو، شوہر کے آنے کی خبر پاکر وہ اپنے گھر لے اور اپنے شوہر کے لئے تیار ہو یہاں تک کہ وہ اس سے ہم بستر ہو، فرمایا اگر وہ مسجد سے تین دن گزارنے سے پہلے نکلی ہے اور اس نے اعتکاف میں کوئی شرط نہیں رکھی تھی تو اس پر وہی کفارہ ہوگا جو ظہار کرنے والے پر ہوتا ہے۔ (ص)

۲۔ فرمایا اعتکاف تین دن سے کم نہیں ہوتا اور جو اعتکاف کرے وہ روزہ سے ہو اور معتکف کو چاہیئے کہ وقت اعتکاف وہی شرط کرے جو احرام کی ہوتی ہیں۔ (م)

۳۔ فرمایا حضرت نے اگر ایک دن اعتکاف کرے اور اس نے شرط نہیں کی تو باہر آجائے اور اعتکاف ختم کردے اور اگر دو روز ٹھہر گیا ہے اور شرط نہیں کی تو اعتکاف کو فسخ نہ کرے جب تک تین دن پورے نہ ہوں۔ (م)

۴۔ فرمایا معتکف کو خوشبو نہیں سونگھنی چاہیئے اور نہ پھولوں سے لذت حاصل کرنی چاہیئے نہ کسی سے جھگڑا کرنا چاہیئے اور نہ خرید و فروخت کرنی چاہیئے اور جو تین دن اعتکاف میں رہے چوتھے دن اسے اختیار ہے چاہے تین دن اور بڑھائے چاہے مسجد سے نکل آئے اور اگر دو دن اور ٹھہر جائے گا تو اگلے پورے کرکے مسجد سے نکلے۔ (ح)

۵۔ فرمایا اعتکاف سنت ہے تین دن۔

﴿باب ۵﴾

﴿المعتكف لا يخرج من المسجد الا لحاجة﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : ليس على المعتكف أن يخرج [من المسجد] إلّا إلى الجمعة أو جنازة أو غائط .

٢ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن داود بن سرحان

قال : كنت بالمدينة في شهر رمضان فقلت لأبي عبدالله عليه السلام : إنّي اُريد أن أعتكف فماذا أقول وما ذا أفرض على نفسي ؟ فقال : لا تخرج من المسجد إلّا لحاجة لابدّ منها ولاتقعد تحت ظلال حتّى تعود إلى مجلسك .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لا ينبغي للمعتكف أن يخرج من المسجد إلّا لحاجة لابدّ منها ثمّ لايجلس حتّى يرجع ولايخرج في شيء إلّا لجنازة أويعود مريضاً ولا يجلس حتّى يرجع واعتكاف المرأة مثل ذلك .

باب ۵

معتکف مسجد سے نہ نکلے بجز ضرورت کے

۱۔ معتکف مسجد سے نہ نکلے سوائے نماز جمعہ یا نماز جنازہ یا رفع ضرورت کے لیے۔ (م)

۲۔ میں نے کہا میں اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہوں لہذا مجھے کیا کہنا یا کیا کرنا چاہیے۔ فرمایا مسجد سے مت نکلو مگر سخت ضرورت کے وقت اور جب تک لوٹ کر آؤ کسی سایہ میں نہ بیٹھو (ض)

۳۔ فرمایا معتکف کو مسجد سے نہ نکلنا چاہیئے مگر شدید ضرورت میں اور واپس آنے تک کہیں نہ بیٹھے اور نہ باہر آئے مگر جنازہ کے لیے یا مریض کی عیادت کے لیے، مگر لوٹنے تک بیٹھے نہیں۔ عورت کے اعتکاف کی بھی یہی صورت ہے۔ (حسن)

﴿باب ٦﴾

☆(المعتكف يمرض و المعتكفة تطمث)☆

٢ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ؛ وسهل بن زياد جميعاً ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيّوب ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام في المعتكفة إذا طمثت قال : ترجع إلى بيتها وإذا طهرت رجعت فقضت ما عليها .

باب ۶

اگر معتکف مریض ہو جائے یا معتکفہ حائض ہو

۱۔ فرمایا جب معتکفہ عورت کو حیض آنے لگے تو مسجد سے نکل کر اپنے گھر آجائے اور جب طاہر ہو جائے تو بقیہ دن پورے کرے (م)

﴿ باب ﴾

☆(المعتكف يجامع أهله)☆

١ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن ابن محبوب ، عن ابن رئاب ، عن زرارة قال : سألت أبا جعفر عليه السلام عن المعتكف يجامع أهله ، قال : إذا فعل فعليه ما على المظاهر .

٢ ـ عدّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عبدالرحمن بن أبي نجران ، عن عبدالله بن المغيرة ، عن سماعة بن مهران قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن معتكف واقع أهله ، قال : هو بمنزلة من أفطر يوماً من شهر رمضان .

٣ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن الحسن بن الجهم ، عن أبي الحسن عليه السلام قال : سألته عن المعتكف يأتي أهله ، فقال : لا يأتي امرأته ليلاً ولا نهاراً وهو معتكف .

باب

معتکف کا جماعت کرنا

۱۔ میں نے پوچھا اگر معتکف اپنی زوجہ سے مجامعت کرے فرمایا اس کا کفارہ وہی ہے جو ظہار کا ہے (ض)

۲۔ میں نے پوچھا معتکف کے مجامعت کرنے سے متعلق، فرمایا ایسا ہی ہے جیسے ماہ رمضان میں بے وجہ روزہ نہ رکھنا۔ (موثق)

۳۔ فرمایا بحالت اعتکاف عورت کے پاس نہ دن کو جائے نہ رات کو (موثق)

باب

«باب النوادر»

١ ـ أحمد بن إدريس ، عن الحسن بن عليّ الكوفيّ ، عن عبيس بن هشام ، عن أبان بن عثمان ، عن عبدالرَّحمن بن أبي عبدالله عليه السلام قال : قلت له : رجل أسرته الرُّوم ولم يصم شهر رمضان ولم يدر أيُّ شهر هو ؟ قال : يصوم شهراً [و] يتوخّاه و يحسب فإن كان الشهر الّذي صامه قبل شهر رمضان لم يجزه وإن كان بعد رمضان أجزأه .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن الحسين ، عن يحيى بن عمرو بن خليفة الزَّيّات ، عن عبدالله بن بكير ، عن بعض أصحابنا ، عن أحدهما عليهما السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله : يا معشر الشباب عليكم بالباه فإن لم تستطيعوه فعليكم بالصّيام فإنّه وجاؤه .

٣ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن القاسم بن يحيى ، عن جدِّه الحسن بن راشد ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : حدَّثني أبي عن جدِّي ، عن آبائه عليهم السلام أنَّ عليّاً صلوات الله عليه قال : يستحبُّ للرَّجل أن يأتي أهله أوَّل ليلة من شهر رمضان لقول الله عزَّ وجلَّ : «اُحلّ لكم ليلة الصّيام الرَّفث إلى نسائكم» والرَّفث المجامعة .

٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن عليِّ بن إبراهيم الجعفريّ ، عن محمّد بن الفضل ، عن الرِّضا عليه السلام قال : قال لبعض مواليه يوم الفطر وهو يدعو له : يافلان تقبّل الله منك و منّا ، ثمَّ أقام حتّى كان يوم الأضحى ، فقال له : يافلان تقبّل الله منّا ومنك ، قال : فقلت له : يابن رسول الله قلت في الفطر شيئاً وتقول في الأضحى غيره ؟ قال : فقال : نعم إنّي قلت له في الفطر : تقبّل الله منك ومنّا لأنّه فعل مثل فعلي وتأسّيت أنا وهو في الفعل وقلت له في الأضحى : تقبّل الله منّا ومنك لأنّه يمكننا أن نضحّي ولا يمكنه أن يضحّي فقد فعلنا نحن غير فعله .

٥ ـ عدَّة من أصحابنا ، عن أحمد بن أبي عبدالله ، عن أبي الصّخر أحمد بن عبدالرحيم رفعه إلى أبي الحسن صلوات الله عليه قال : نظر إلى النّاس في يوم فطر يلعبون و يضحكون فقال لأصحابه والتفت إليهم : إنَّ الله عزَّ و جلَّ خلق شهر رمضان مضماراً

جيراني ؟ قال : نعم الجيران أحقّ بها لمكان الشهرة .

٢٠ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن أحمد رفعه ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : يؤدّي الرَّجل زكاة الفطرة عن مكاتبه ورقيق امرأته وعبده النّصرانيّ والمجوسيّ وما أغلق عليه بابه .

٢١ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبدالجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن إسحاق بن عمّار ، عن معتّب ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : قال : اذهب فأعط عن عيالنا الفطرة وأعط عن الرَّقيق واجمعهم ولا تدع منهم أحداً ، فإنّك إن تركت منهم إنساناً تخوّفت عليه الفوت ، قلت : وما الفوت ؟ قال : الموت .

٢٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن بنان بن محمّد ، عن أخيه عبد الرَّحمن بن محمّد ، عن محمّد ابن إسماعيل قال : بعثت إلى أبي الحسن الرِّضا عليه السلام بدارهم لي ولغيري وكتبت إليه اُخبره أنّها من فطرة العيال فكتب بخطّه : قبضت وقبلت .

٢٣ ـ أبو العبّاس الكوفيّ ، عن محمّد بن عيسى ، عن أبي عليّ بن راشد قال : سألته عن الفطرة لمن هي ؟ قال : للإمام ، قال : قلت له : فأخبر أصحابي ، قال : نعم من أردت أن تطهّره منهم ، وقال : لا بأس بأن تعطي وتحمل ثمن ذلك ورقاً .

٢٤ ـ محمّد بن يحيى ، عن محمّد بن عبدالله ، عن عبدالله بن جعفر ، عن أيّوب بن نوح قال : كتبت إلى أبي الحسن الثالث عليه السلام أنّ قوماً سألوني عن الفطرة ويسألوني أن يحملوا قيمتها إليك وقد بعث إليك هذا الرَّجل عام أوَّل وسألني أن أسألك فنسيت ذلك وقد بعثت إليك العام عن كلّ رأس من عيالي بدرهم على قيمة تسعة أرطال بدرهم فرأيك جعلني الله فداك في ذلك ؟ فكتب عليه السلام : الفطرة قد كثر السؤال عنها وأنا أكره كلّ ما أدّى إلى الشهرة فاقطعوا ذكر ذلك واقبض ممّن دفع لها وأمسك عمّن لم يدفع .

باب

فطرہ

۱۔ فرمایا جو لوگ تمہارے عیال میں شامل ہیں خواہ آزاد ہوں یا غلام ان میں سے ہر ایک کا فطرہ دینا ہوگا۔ قبل نماز فطرہ دینا افضل ہے بعد نماز فطرہ دینے سے۔ (م)

۲۔ فرمایا ہر چھوٹے بڑے آزاد و غلام ہر انسان کا ایک صاع (سوا تین سیر) گندم، چھوارہ یا منقیٰ ہے۔ (م)

۳۔ فرمایا چھوارے کی زکوٰۃ افضل ہے اس کے غیر سے کیونکہ اس کا فائدہ جلد حاصل ہو جاتا ہے یعنی جونہی مستحق کے پاس پہنچتا ہے اسے کھا لیتا ہے جب زکوٰۃ کا حکم ہوا اس وقت لوگوں کے پاس مال نہ تھا لہذا غریبوں کی امداد کے لئے صرف فطرہ ہی تھا۔ (حسن)

۴۔ فرمایا عید کی نماز میں جانے سے پہلے فطرہ دیا جائے تو وہ فطرہ ہے اور اگر نماز کے بعد دیا جائے تو وہ صدقہ ہے (مجہول)

۵۔ میں نے پوچھا ہر شخص کا فطرہ گیہوں، جو، چھوارہ اور منقیٰ کا کتنا دیا جائے فرمایا ایک صاع نبی (ص)

۶۔ میں نے پوچھا فطرہ میں ایک دن کی تعجیل کے متعلق، فرمایا کیا مضائقہ ہے میں نے کہا اگر جمع رکھ کر اس کی قیمت روپیہ کی صورت میں ایک مسلمان کو دے دی جائے۔ تو فرمایا کیا مضائقہ ہے (موثق)

۷۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اگر کوئی اپنے عیال کی طرف سے جو وہاں موجود نہ ہوں فطرہ دے دے یا خود اپنے عیال کو اپنی طرف سے فطرہ دینے کا حکم دے درآنحالیکہ وہ ان سے غائب ہو۔ (مجہول)

۸۔ میں نے فطرہ کے متعلق پوچھا کتنا دیا جائے فرمایا چھ رطل تمر مدنی جو برابر ہوتے ہیں ۹ رطل بغدادی کے۔ (مرسل)

۹۔ میں نے لکھا کہ صاع کے وزن میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہے بعض کہتے ہیں صاع مدنی مراد ہے بعض کہتے ہیں عراقی، حضرت نے تحریر فرمایا ایک صاع چھ رطل مدنی کا ہوتا ہے اور ۹ رطل عراقی کا اور یہ بھی بتایا کہ صاع کا وزن ایک ہزار ایک سو ستر درہم کا ہوتا ہے۔ (مجہول)

۱۰۔ میں نے پوچھا ایک شخص ایسا ہے کہ اس کے پاس صرف اتنا ہے کہ اپنی طرف سے ایک فطرہ دے دے تو آیا وہ کسی محتاج کو دے یا وہ اور اس کے عیال خود کھائیں فرمایا ایک حصہ اپنے عیال کو دے اور دوسرا اپنی طرف سے دے تاکہ زیادہ ہو جائے پس یہ ان سب کی طرف سے ایک فطرہ ہو جائے گا۔ (مجہول)

۱۱۔ میں نے پوچھا ایسا فقیر جس کو صدقہ دیا جاتا ہے کیا اس پر صدقہ فطرہ ہے فرمایا ہاں وہ اس میں سے دے جو اس کو ملا ہے۔ (ض)

۱۲۔ میں نے پوچھا جو بچہ عید کی رات کو پیدا ہوا ہے کیا اس پر فطرہ ہے فرمایا نہیں، وہ ماہ رمضان ختم ہونے کے بعد ہوا ہے میں نے کہا اور وہ یہودی جو عید کی رات اسلام لائے، فرمایا اس پر بھی نہیں۔ (حسن)

۱۳۔ میں نے لکھا کیا وصی زکوٰۃ فطرہ یتیموں کی طرف سے دے سکتا ہے جبکہ وہ مالدار ہوں، فرمایا یتیم پر زکوٰۃ نہیں اور اس غلام پر جس کا آقا مر گیا ہو اور کسی دوسرے شہر چلا گیا ہو اس کے پاس اپنے آقا کا مال ہو اور فطرہ کا وقت آجائے تو وہ اپنے آقا کے مال سے اپنے نفس کی زکوٰۃ دے اور وہ یتیم ہوں فرمایا ہاں۔ (م)

۱۴۔ میں نے پوچھا اہل بادیہ پر فطرہ ہے فرمایا ہر اس شخص پر ہے جو روزی کماتا ہے اسی میں سے دے۔ (مرسل)

۱۵۔ حضرت سے پوچھا اس بادیہ نشین کے متعلق جسے فطرہ دینا ممکن نہ ہو فرمایا وہ چار رطل دودھ صدقہ دے (مرفوع)

۱۶۔ میں نے پوچھا اگر کسی کا کوئی بھائی روز عید تک مہمان رہے کیا وہ اس کا فطرہ دے فرمایا ہاں فطرہ دینا واجب ہے ہر اس کی طرف سے جس کا کھانا اس کے اوپر ہو مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا مملوک۔

۱۷۔ فرمایا ایک شخص کو دو تین اور چار فطرے بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ (موثق)

۱۸۔ میں نے پوچھا زکوٰۃ فطرہ کے متعلق، فرمایا مسلمانوں کو دی جائے اور اگر مسلمان نہ ملے تو ضعیف الایمان کو دیں اور تم اس میں سے کچھ چاہو تو اپنے قرابتداروں کو دے دو (حسن)

۱۹۔ میں نے پوچھا میں فطرہ دیتا ہوں ان پڑوسی فقیروں کو جو غیر ملکی ہیں فرمایا پڑوسی کا حق زیادہ ہے۔

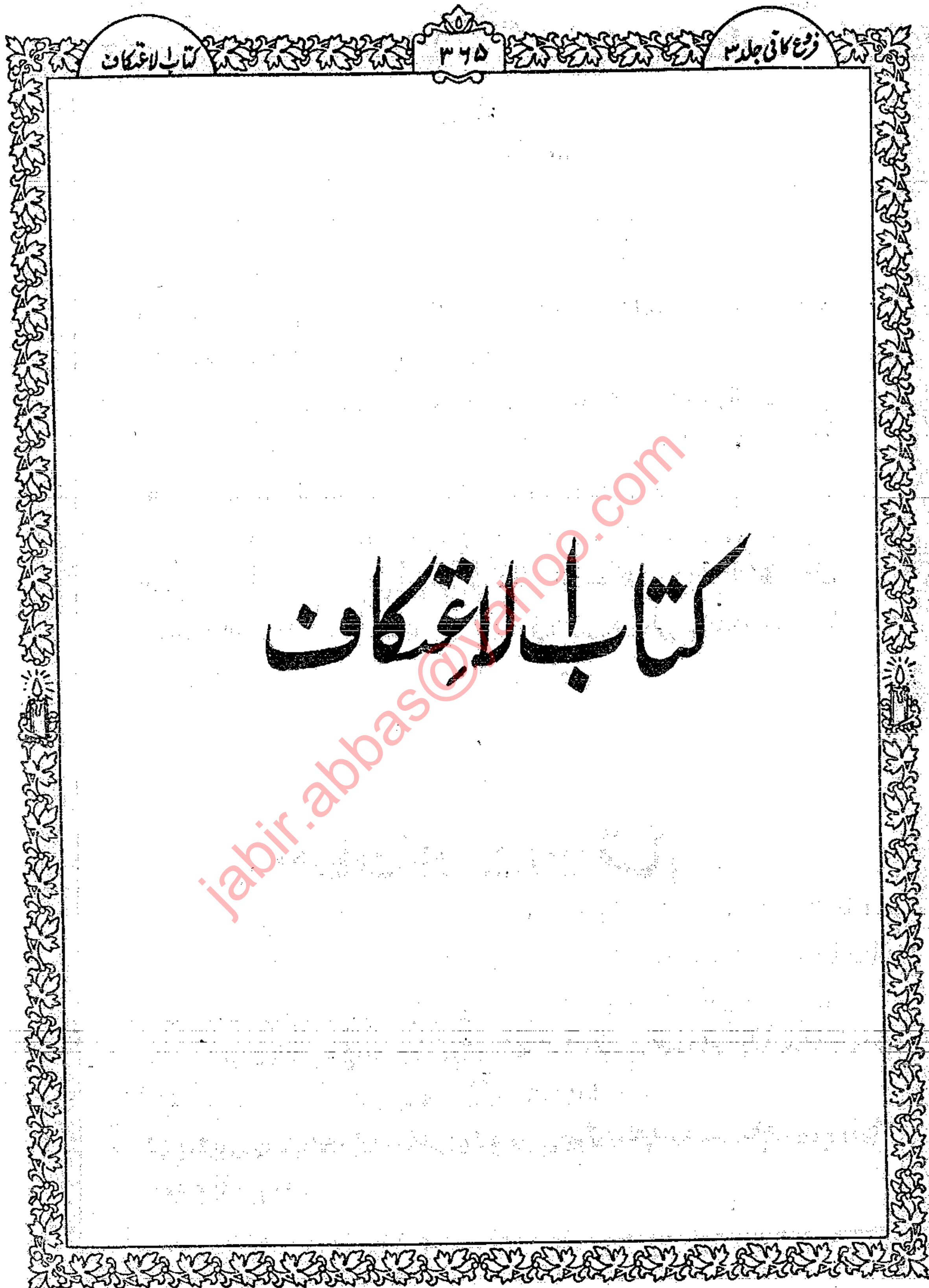
۲۰۔ فرمایا ادا کرے فطرہ اپنے غلام مکاتب کی طرف سے اور اس حمل کی طرف سے جو اس کی زوجہ کو پہلے شوہر سے ہوا اور جس پر اس کا دروازہ بند ہو۔ (مرفوع)

۲۱۔ فرمایا جاؤ اور اپنے عیال کا فطرہ دو اور اس بچہ کا جو ماں کے پیٹ میں ہے اور سب کا اور دونوں میں سے کسی کو نہ چھوڑو اور اگر ان کو چھوڑ دیا تو موت کا خوف اس کے لئے باقی رہا (موثق)

۲۲۔ میں نے امام رضا علیہ السلام کے پاس کچھ درہم بھیجے اور آگاہ کیا کہ یہ میرے عیال کے فطرہ کے ہیں حضرت نے اپنے قلم سے لکھا مجھے مل گئے میں نے قبول کیا۔ (مجہول)

۲۳۔ میں نے پوچھا فطرہ کس کو دیا جائے فرمایا امام کو میں نے کہا میں اس حکم سے اپنے اصحاب کو آگاہ کردوں فرمایا جسے چاہو آگاہ کرو اور اگر قیمت بھیج دو تو کوئی مضائقہ نہیں (مجہول)

۲۴۔ میں نے لکھا لوگوں نے فطرہ کے متعلق مجھ سے پوچھا اور یہ کہ اس کی قیمت آپ کو بھیج دیں پچھلے سال انھوں نے آپ کو بھیجا تھا اور مجھ سے کہا تھا میں آپ سے پوچھوں گا میں بھول گیا اس نے پھر اس سال اپنے عیال کے ہر فرد کے نو رطل بھیجے، پس آپ کی کیا رائے ہے تحریر فرمایا میں برا جانتا ہوں کہ شہرت کے لئے دیا جائے لہذا یہ ذکر چھوڑ دو، جو دیا ہے لے لو باقی چھوڑ دو۔



کتاب الاعتکاف

باب

﴿باب الاعتكاف﴾

١ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا كان العشر الأواخر اعتكف في المسجد وضربت له قبّة من شعر و شمّر المئزر وطوى فراشه وقال بعضهم : واعتزل النساء فقال أبوعبدالله عليه السلام : أمّا اعتزال النّساء فلا .

٢ ـ عليُّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : كانت بدر في شهر رمضان فلم يعتكف رسول الله صلى الله عليه وآله فلمّا أن كان من قابل اعتكف عشرين عشراً لعامه وعشراً قضاء لما فاته .

٣ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن داود بن الحصين ، عن أبي العبّاس ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : اعتكف رسول الله صلى الله عليه وآله في شهر رمضان في العشر الأوّل ثمّ اعتكف في الثّانية في العشر الوسطى ثمّ اعتكف في الثّالثة في العشر الأواخر ثمّ لم يزل يعتكف في العشر الأواخر .

باب

اعتکاف کا وقت اور مقام

۱۔ جب ماہ رمضان کا عشرۂ آخر ہوتا تو رسول اللہؐ مسجد میں اعتکاف کرتے آپ کے لئے کمبل کا ایک قبہ بنایا جاتا اور عبادت کے لئے مضبوط کمر باندھتے اور آپ کا فرش لپیٹ دیا جاتا۔ لوگ کہنے لگے حضرت نے عورتوں کے پاس جانا ترک کردیا ہے حضرت ابوعبداللہؑ نے فرمایا ایسا نہیں تھا آپ نے عورتوں سے ترک تعلق نہیں کیا تھا۔ (حسن)

۲۔ جنگ بدر ماہ رمضان میں ہوئی اس لئے رسولؐ خدا اعتکاف نہ کرسکے جب اگلا رمضان آیا تو آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ دس دن اس سال کے اور دس دن پچھلے سال کے قضا۔ (حسن)

۳۔ فرمایا اعتکاف کیا رسول اللہؐ نے ماہ رمضان کے عشرہ اوّل میں پھر اعتکاف کیا۔ دوسرے عشرہ میں پھر اعتکاف کیا عشرۂ آخر میں۔ (ض)

﴿باب۲﴾

﴿ انه لايكون الاعتكاف الا بصوم ﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد ، عن داود بن الحصين ، عن أبي العبّاس ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لااعتكاف إلّا بصوم .

٣ ـ عليٌّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لااعتكاف إلّا بصوم في [ال] مسجد الجامع .

باب۲

اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں ہوتا

۱۔ فرمایا اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں ہوتا ۔ (م)

۲۔ اعتکاف نہیں ہوتا مگر جامع مسجد میں روزہ کے ساتھ

﴿باب۳﴾

﴿ المساجد التي يصلح الاعتكاف فيها ﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن الحسن بن محبوب ، عن عمر بن يزيد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ماتقول في الاعتكاف ببغداد في بعض مساجدها ؟ فقال : لا اعتكاف إلّا في مسجد جماعة قد صلّى فيه إمام عدل بصلاة جماعة ولا بأس أن يعتكف في مسجد الكوفة والبصرة ومسجد المدينة ومسجد مكّة .

٢ ـ سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمد ، عن داود بن سرحان ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لااعتكاف إلّا في العشرين من شهر رمضان وقال : إنَّ عليّاً صلوات الله عليه كان يقول : لاأرى الاعتكاف إلّا في المسجد الحرام أو مسجد الرَّسول أو مسجد جامع ولا

ينبغي للمعتكف أن يخرج من المسجد إلّا لحاجة لا بدّ منها ثمّ لا يجلس حتّى يرجع والمرأة مثل ذلك .

٣ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حمّاد ، عن الحلبيّ ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : سئل عن الاعتكاف ، قال : لا يصلح الاعتكاف إلّا في المسجد الحرام أو مسجد الرّسول صلى الله عليه وآله أو مسجد الكوفة أو مسجد جماعة وتصوم مادمت معتكفاً .

٤ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيّوب ، عن عبدالله بن سنان قال : المعتكف بمكّة يصلّي في أيّ بيوتها شاء سواء عليه في المسجد صلّى أو في بيوتها .

٥ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان بن يحيى ، عن منصور بن حازم ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : المعتكف بمكّة يصلّي في أيّ بيوتها شاء والمعتكف في غيره لا يصلّي إلّا في المسجد الّذي سمّاه .

باب ۳

کن مساجد میں اعتکاف ہو

۱۔ میں نے پوچھا اعتکاف کرنے کو بغداد کی کس مسجد میں کیا جائے۔ فرمایا اعتکاف نہیں ہوتا مگر مسجد جامع میں جہاں امام عادل نماز پڑھاتا ہو اور کوئی مضائقہ نہیں اعتکاف کرنے میں مسجد کوفہ یا بصرہ، مدینہ و مکہ میں۔ (ض)

۲۔ فرمایا اعتکاف ماہ رمضان کے دوسرے اور تیسرے عشرہ میں ہوتا ہے اور حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اعتکاف نہیں ہوتا مگر مسجد الحرام، مسجد رسول اور مسجد جامع میں اور معتکف کو چاہیئے کہ بغیر کسی خاص مجبوری کے مسجد سے باہر نہ آئے اور لوٹنے تک بیٹھے نہیں یہی حکم عورت کے لیے ہے۔ (ض)

۳۔ فرمایا اعتکاف درست نہ ہوگا مگر مسجد الحرام، مسجد رسولؐ، مسجد کوفہ یا جامع مسجد میں اور جب تک اعتکاف ہو روزہ رکھنا ہوگا۔ (ح)

۴۔ مکہ میں اعتکاف کرنے والا جس گھر میں چاہے نماز پڑھے مسجد میں یا کسی گھر میں نماز پڑھنا برابر ہے۔ (ح)

۵۔ فرمایا مکہ کا معتکف جس گھر میں چاہے نماز پڑھے اور مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ اعتکاف کرنے والا سوائے اس مسجد کے جس میں معتکف ہے اور کہیں نماز نہ پڑھے گا۔ (م)

﴿باب﴾

﴿ اقل مايكون الاعتكاف ﴾

١ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن أبي ولّاد الحنّاط قال : سألت أبا عبدالله عليه السلام عن امرأة كان زوجها غائباً فقدم و هي معتكفة بإذن زوجها فخرجت حين بلغها قدومه من المسجد إلى بيتها فتهيّأت لزوجها حتّى واقعها فقال : إن كانت خرجت من المسجد قبل أن تنقضي ثلاثة أيّام و لم تكن اشترطت في اعتكافها فإنَّ عليها ما على المظاهر .

٢ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيّوب ، عن أبي بصير ، عن أبي عبدالله عليه السلام قال : لايكون الاعتكاف أقلَّ من ثلاثة أيّام ومن اعتكف صام وينبغي للمعتكف إذا اعتكف أن يشترط كما يشترط الّذي يحرم .

٣ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيّوب ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إذا اعتكف يوماً ولم يكن اشترط فله أن يخرج ويفسخ الاعتكاف و إن أقام يومين ولم يكن اشترط فليس له أن يفسخ اعتكافه حتّى يمضي ثلاثة أيّام .

٤ ـ أحمد بن محمّد ، عن ابن محبوب ، عن أبي أيّوب ، عن أبي عبيدة ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : المعتكف لايشمُّ الطيب ولا يتلذَّذ بالرَّيحان ولايماري ولا يشتري ولايبيع قال : ومن اعتكف ثلاثة أيّام فهو يوم الرَّابع بالخيار إن شاء زاد ثلاثة أيّام اُخر وإن شاء خرج من المسجد فإن أقام يومين بعد الثّلاثة فلايخرج من المسجد حتّى يتمّ ثلاثة أيّام اُخر .

٥ ـ عدَّةٌ من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن أحمد بن محمّد ، عن داود بن سرحان قال : بدأني أبو عبدالله عليه السلام من غير أن أسأله فقال : الاعتكاف ثلاثة أيّام ؛ يعني السنّة إن شاء الله .